فارسی ادب کی شہرہ آفاق کتاب

گلستان

شیخ شرف الدین سعدی ابن عبداللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت تقریباً ۵۸۹ھ/۱۱۸۴ء — وفات ۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء

مع حاشیہ

بہارِ جاوداں

مولانا نصراللہ رضوی مصباحی

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

فارسی ادب کی شہرہ آفاق کتاب

گُلستان

شیخ شرف الدین سعدی ابنِ عبداللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت تقریباً ۵۸۹ھ/۱۱۸۴ء وفات ۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء

مع حاشیہ

بہارِ جاوداں

مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی

شبیر برادرز®
۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
shabbirbrother786@gmail.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نام کتاب	ــــــــــ	**گلستان**
تصنیف	ــــــــــ	شیخ شرف الدین سعدی ابن عبداللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	ــــــــــ	مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی
باہتمام	ــــــــــ	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	ــــــــــ	مارچ 2017ء
سرورق	ــــــــــ	اے ایف ایس ایڈورٹائزرز 0322-7202212
طباعت	ــــــــــ	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ	ــــــــــ	روپے

شبیر برادرز ®
بی، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ...... اما بعد

سخن ہائے گفتنی

انسان اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے الفاظ کا سہارا لیتا ہے لیکن ابلاغ و ترسیل کا عمل کبھی صد فیصد کامیاب نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ زبان کی دلالتیں کبھی مکمل نہیں ہوتیں۔ زبان میں حقیقت کے ساتھ مجاز، صراحت کے ساتھ کنایہ، تفصیل کے ساتھ اجمال اور وضاحت کے ساتھ ابہام کا بھی عمل دخل ہوتا ہے۔ اس لیے متن خواہ کتابی ہو یا زبانی ضروری ہوتا ہے کہ اس کے ابہام کو دور کیا جائے۔ اس کے مجازات کو حقیقت سے ممیز کیا جائے۔ اس کے معنوی امکانات کا جائزہ لیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی دلالتوں کو متعین کیا جائے۔ تفسیر، شروح اور حواشی انھیں مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

اسلامی علوم کا سرچشمہ قرآن عظیم اور احادیث نبویہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) ہیں۔ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں مسلمانوں کی توجہ علوم وفنون کی تدوین وتشکیل کی جانب مبذول رہی مثلاً تفسیر اور اس کے متعلقات، حدیث اور اس کے متعلقات فقہ اور اس کے متعلقات وغیرہ۔ اس سلسلے میں خلفائے بنوعباس کا عہد خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہے۔ چنانچہ اسے اسلامی علوم وفنون کی تدوین کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔ منقولات کے علاوہ معقولات یعنی منطق وفلسفہ وغیرہ کا رواج بھی اسی دور میں ہوا۔ یونانی علوم وفنون کی بیشتر کتابیں اسی عہد میں عربی میں منتقل ہوئیں۔

علوم شرعیہ، علوم ادبیہ، علوم حکمیہ اور سماجی علوم کی تدوین وتشکیل کے بعد مسلمانوں نے مذکورہ تمام علوم کی اساسی اور بنیادی کتابوں کی شروح وحواشی کا سلسلہ شروع کیا۔ طاش کبری زادہ کی ''مفتاح السعادۃ'' اور شیخ محمد اعلیٰ کی ''کشاف اصطلاحات الفنون'' میں اس سلسلے کی تفصیلات محفوظ ہیں۔

اسلامی دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح ہندوستانی علمانے بھی ہر دور میں اسلامی علوم وفنون کی ترویج واشاعت نیز تصنیف وتالیف میں قابل ذکر نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ منقولات ومعقولات کے ہر شعبے میں مستقل تصانیف کے علاوہ صدہا شروح وحواشی بھی ان فضلائے عظام سے یادگار ہیں۔

یہاں اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شرح کا تعلق پورے متن سے ہوتا ہے یعنی شرح نویس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پورے متن کو سامنے رکھ کر تشریحی عبارتیں تحریر کرے۔ اس کے برخلاف حاشیے کا تعلق متن کے کسی خاص جز یا حصے سے ہوتا ہے یعنی محشی متن کے جستہ جستہ مقامات پر اظہار خیال کرتا ہے مثلاً کہیں کسی خاص نکتے کی طرف توجہ دلا دی، کہیں کسی نامانوس اور غریب لفظ کی وضاحت کر دی اور کہیں کسی اشکال کا جواب تحریر کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ یہیں سے یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ شرح نویس کسی کتاب کی شرح کے لیے باقاعدہ اہتمام کرتا ہے یعنی ایک منصوبے کے تحت کسی متن کا انتخاب

کرتا ہے اور پھر پوری کتاب یا اس کے کسی خاص حصے کی اپنے ذوق ومزاج کے مطابق شرح کرتا ہے اس کے برخلاف حواشی کے لیے ایسا اہتمام اور منصوبہ بندی ہر حال میں لازم نہیں۔ یہاں دونوں صورتیں معرض ظہور میں آتی رہتی ہیں یعنی کبھی تو حاشیہ نگار فکر واہتمام کے ساتھ از اول تا آخر پوری کتاب پر حواشی قلم بند کرتا چلا جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کتاب کے مطالعے کے دوران کتابت وطباعت یا خود مصنف کی کسی غلطی کی تصحیح حاشیے پر کر دیتا ہے یا کسی عبارت کی توضیح یا کسی نکتے کے بیان کے لیے حاشیۂ کتاب پر کچھ لکھ دیتا ہے۔ یہ دوسری صورت حال راسخ العلم علما کے ساتھ بالعموم پیش آتی ہے۔ چونکہ وہ مختلف علوم وفنون کے جامع ہوتے ہیں اس لیے جس فن کی جس کتاب کا بھی مطالعہ کرتے ہیں اس پر اپنے رشحات قلم ثبت کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح نوع بہ نوع علوم وفنون کی نوع بہ نوع کتابوں پر ان کے گراں قدر حواشی وجود میں آجاتے ہیں۔

عالم اسلام کی طرح ہندوستان میں بھی ایسے متعدد عظیم المرتبت اور باکمال علما گزرے ہیں جن کے حواشی ہماری علمی تاریخ کا سرمایہ ہیں۔

اب یہاں درسی کتابوں کے حواشی سے متعلق تھوڑی گفتگو مقصود ہے۔

اہل سنت کے دینی مدارس میں رائج درسی کتب پر حواشی بالعموم اہل سنت ہی کے تھے جن کی طباعت واشاعت کا اہتمام بھی اہل سنت ہی کرتے، انیسویں صدی کے نصف اخیر میں بعض غیر مسلموں نے بھی یہ کام شروع کیا جن میں منشی نولکشور کا نام سرفہرست ہے، ظاہر ہے کہ ان کا مقصد تجارتی نفع تھا نہ کہ دینی خدمت، پھر جب کچھ نئے فرقے اور مدرسے وجود میں آئے۔ تو انھوں نے بھی یہ کام شروع کیا، بعد میں انھوں نے یہ ستم ڈھایا کہ بہت سی کتابوں سے سنی مصنفین ومحشین کے نام اڑا کر چھاپنا شروع کر دیا تا کہ ناظرین کو یہ گمان ہو کہ مصنفین ومحشین بھی ناشر ہی کی جماعت کے ہوں گے۔ کچھ نئے حواشی بھی لکھے گئے جن میں اہل سنت کے سابقہ حواشی وشروح کی عبارتیں بعینہ نقل کی گئیں مگر ان کا حوالہ بھی نہ دیا گیا، یہ سارا کام تجارتی منفعت اور دنیوی نام آوری کی غرض سے کیا گیا۔ لیکن بعد میں بدمذہب ناشرین نے اس تجارتی نفع اندوزی اور سرقہ ونام آوری کے عمل کو اپنے طبقہ کی ایک علمی ودینی خدمت کے روپ میں شہرت دینا اور یہ پروپیگنڈا کرنا شروع کیا کہ درسیات کی تحریر واشاعت کا سہرا صرف ہمارے سر ہے، اہل سنت کا اس میدان میں کوئی حصہ نہیں۔

اس مسلسل پروپیگنڈے کے باعث نئے سنی طلبہ اور عام قارئین غلط فہمی کا شکار ہونے لگے، اب ضرورت تھی کہ ان ناشرین کے چہرے سے تلبیس کی چادر ہٹادی جائے، اور یہ عیاں کر دیا جائے کہ انھوں نے کس چابک دستی سے اہل سنت کی خدمات کو اپنے خانے میں ڈال لیا، اسی احساس کے تحت خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور اس کے متوسلین نے اہل سنت وجماعت کے ممتاز ترین مرکزی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کو اس طرف متوجہ کیا۔

مقام مسرت ہے کہ اس تحریک کے جواب میں اشرفیہ کی طرف سے لبیک کا آوازہ بلند ہوا، شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی برکاتی علیہ الرحمہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ مدظلہ، عزیز ملت مولانا عبدالحفیظ صاحب مدظلہ اور دیگر

علمائے کرام نے اس تجویز کی بھرپور حمایت کی۔ محدث کبیر کی نگرانی میں اشرفیہ کے اکابر علمائے کرام نے "مجلس برکات" کی بنیاد ڈالی اور اس برکاتی مجلس کے زیر اہتمام حاشیہ نگاری کے سلسلے میں کئی نشستیں ہوئیں اور طے ہوا کہ:

(۱) جن کتب وحواشی سے اہل سنت کا نام اڑا کر شائع کیا جا رہا ہے انھیں اصلی شکل میں لایا جائے۔

(۲) اہل سنت کے جن حواشی کی اشاعت موقوف ہے انھیں پھر شائع کیا جائے۔

(۳) جن کتابوں پر حواشی کی ضرورت ہے ان پر نئے حواشی لکھے جائیں۔

محدث کبیر کی مصروفیات اور اسفار کی بنا پر ان ہی کے ایما پر حاشیہ نگاری کا یہ اہم کام حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب مدظلہ العالی پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ کی نگرانی میں کر دیا گیا۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ کام دیر سے سہی، بہر حال شروع ہوا اور اب اشرفیہ میں بڑے ذوق وشوق کے ساتھ یہ کام اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ امر باعث طمانیت ہے کیوں کہ اشرفیہ سواد اعظم اہل سنت کا وہ معتبر ادارہ ہے جہاں حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلوص، محنت اور ایثار کے گھنے سائے بھی ہیں اور برکاتی مرشدوں کی روحانیت کی ٹھنڈی ہوائیں بھی ہیں، ساتھ ہی ساتھ وہاں کا صیغۂ مدرسین ایسے علما پر مشتمل ہے جن کے علمی تبحر کا ایک زمانہ قائل ہے۔ ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے اس بات کا یقین ہے کہ حاشیہ نگاری کا یہ کام مکمل علمی دیانت، تحقیقی محنت اور خلوص ومحبت کے ساتھ انجام پائے گا۔ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ۔

فقیر برکاتی الجامعۃ الاشرفیہ کے ارباب، مدرسین اور "مجلس برکات" کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے کہ انھوں نے اس کار عظیم کی تکمیل کا بیڑہ اٹھایا۔

میں ان علمائے کرام اور اساتذہ کا ممنون ہوں جنھوں نے اپنے علم سے اس علمی جہاد میں حصہ لیا۔ ساتھ ہی ساتھ مذہب اہل سنت کا درد رکھنے والے رفیق اور ہمنواؤں کے لیے جنھوں نے دامے، درمے، قلمے، قدمے، سخنے اس اہم اور بنیادی کام میں تعاون دیا، دعا کرتا ہوں کہ مولا تعالیٰ اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ کرام سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے صدقے میں ان سب کو تمام جائز دینی ودنیاوی مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے، ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ میدان محشر میں اس حاشیے کے صدقے میں اپنی رحمتوں کے گھنے سائے میں رکھے۔ آمین۔

بجاہ الحبیب الامین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین آمین.

ڈاکٹر سید شاہ محمد امین قادری برکاتی

خادم سجادہ، خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (ایٹہ)

۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ اپریل ۲۰۰۱ء نزیل ممبئی

شیخ سعدی

۵۸۹ھ ــــــ ۶۹۱ھ

حیات ــــــ اور ــــــ کارنامے

نام ووطن: شیخ کا اصل نام "شرف الدین" اور لقب "مصلح الدین" والد کا نام عبداللہ تھا۔ ان کے والد عبداللہ "اتابک سعد بن زنگی" والیٔ شیراز کے ملازم تھے۔ جو شیخ کا ممدوح بھی ہے۔ اسی کی مناسبت سے سعدی تخلص اختیار کیا۔

ایران کے مردم خیز شہر شیراز کو آپ کی جائے پیدائش ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہی شیراز جو صدیوں ایران کا پایۂ تخت اور علوم وفنون کا مرکز رہ چکا ہے۔

پیدائش غالباً ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۸۴ء میں اور وفات ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۲ء میں ہوئی۔ ایک مقام جس کا نام "دلکشا" تھا وہاں مزار بنا جو سعدیہ کہلاتا ہے اور زیارت گاہ عجم ہے۔[1]

بچپن: شیخ بچپن ہی سے علم کے شوقین تھے۔ چونکہ باپ عبداللہ باخدا آدمی تھے، گھر میں دینداری کا چرچا تھا آباء واجداد اہل علم و دانش تھے، دینی علوم میں شہرت رکھتے تھے، خود فرماتے ہیں

همه قبیلهٔ من عالمانِ دیں بودند   مرا معلّمِ عشق تو شاعری آموخت

پورا ماحول دینداری کا تھا، ان کی نشوونما دینی ماحول میں ہوئی، اسی لئے چھوٹی سی عمر میں روزمرہ کے دینی مسائل سے واقفیت ہو چکی تھی، اور والدین کی تربیت نے دینی مزاج کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ شب بیداری، تلاوت کلام اللہ اور ذکر وفکر کا کامل شوق بیدار ہو چکا تھا۔

شیخ کے والد ان کی تربیت میں بڑے چست تھے، کڑی نگرانی رکھتے، بے موقع زبان کھولنے پر زجر ومنع کرتے، وہ اپنے بیٹے کی اس طرح تربیت کرتے جیسے کوئی عارف اپنے مرید کو تزکیۂ نفس کی منزلیں طے کراتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شیخ نے انکو اپنی تادیب کا بڑا سبب قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ رات کے وقت والد کے ہمراہ تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے، وہاں باقی سب لوگ سو رہے تھے۔ آپ نے والد سے کہا، دیکھئے! یہ لوگ کیسے بے خبر سو رہے ہیں! کسی کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ اٹھ کر دو رکعت تہجد پڑھ لیتا۔ باپ نے کہا۔ جان پدر! اس عیب جوئی سے بہتر یہ تھا کہ تم بھی سو رہتے! مگر ایسی زبان نہ کھولتے۔ (گلستاں باب دوم)

شیخ کے تفصیلی حالات کسی تاریخ میں درج نہیں البتہ خود ان کی تصانیف میں جابجا حالات آ گئے ہیں جن سے اچھا خاصا مواد جمع ہو سکتا ہے، چنانچہ ان کے اشعار ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوردسالی ہی میں یتیم اور جوان ہونے سے پہلے ہی باپ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے، خود کہتے ہیں۔

مرا باشد از حال طفلاں خبر   کہ در طفلی از سر بر فتم پدر
من آنگہ سر تاجور داشتم   کہ سر در کنار پدر داشتم

مگر والدہ شیخ کے عہد شباب تک زندہ رہیں، اور ان کی صالح تربیت میں نیک کوششیں کرتی رہیں۔

شوق تعلیم: شیخ نے ابتدائی تعلیم شیراز ہی میں حاصل کی، شعور وآگہی کی منزل میں قدم رکھا تو شیراز میں علما وفضلا اور مشائخ کا ہجوم تھا۔ علم وفضل کے اس ماحول میں ولولۂ شوق بڑھا۔ مگر اس وقت ملک ابتری اور طوائف الملوکی کا شکار تھا، چنانچہ شیخ نے ترک وطن کی ٹھان لی اور بغداد پہنچ گئے، بیس یا بائیس سال کی عمر رہی ہوگی جب یہ بغداد پہونچے، اور بغداد اس وقت تک ہلاکو خاں کے

---

[1] قطعۂ تاریخ وصال ہے "زخاصاں بود تا تاریخ شد" "خاص" سنہ ۱۹۵۱ء میں سعدی کے مقبرہ کی ازسرنو تعمیر کی گئی۔

ہاتھوں برباد نہیں ہوا تھا، بدستور دارالخلافہ اور علم و علما کا مرکز تھا، اس وقت دنیائے اسلام کی سب سے بڑی دینی درسگاہ دارالعلوم نظامیہ تھا جسے ملک شاہ سلجوقی الپ ارسلاں کے وزیر اعظم نظام الملک طوسی م ۴۸۵ھ نے سال ۴۵۹ھ میں قائم کیا تھا، اس کی شہرت پوری اسلامی دنیا میں گونج رہی تھی۔ اس دارالعلوم کی شہرت ہی شیخ کو شیراز سے بغداد کھینچ لائی، ورنہ شیراز میں مظفرالدین تکلہ بن زنگی م ۵۹۱ھ کا مدرسہ خود مجمع علما و فضلا تھا۔

بہر کیف شیخ نے نظامیہ بغداد میں داخل ہو کر تحصیل علم شروع کر دیا، اور ابو اسحٰق شیرازی نے (جو مدرسہ نظامیہ کے متولی تھے) شیخ کا وظیفہ مقرر کر دیا جس کی وجہ سے شیخ کو دل جمعی بھی حاصل ہو گئی، کہتے ہیں کہ بغداد میں جن علما و فضلا سے اکتساب علم کیا ان میں امام جلیل القدر علامہ یوسف بن ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی (۵۸۰۔۶۵۶ھ) ہیں جن کی کفش برداری ہر صاحب علم کے لئے باعث افتخار ہے، اور ان سے شرف تلمذ شیخ کی عظمت و برتری کے لئے کافی ہے۔

حسب تصریح دولت شاہ لگ بھگ تیس سال آپ نے طالب علمی میں گزارے۔

طالب علمی کا ایک وقعہ: وہ بچپن ہی سے خوش بیانی اور حسن گفتار کے خوگر تھے، مدرسہ نظامیہ کے بعض طالب علم حسد سے جلے جاتے تھے، ایک دن شیخ نے اپنے استاذ ابن جوزی سے حاسدوں کی شکایت کی تو استاذ نے فرمایا! وہ بھی اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور تم بھی، وہ حسد سے جلے جاتے ہیں، اور تم بدگوئی میں مرے جاتے ہو۔

قوالی سے اجتناب: شیخ کی طبیعت ابتدا ہی سے تصوف اور درویشی کی طرف مائل تھی، وجد و سماع کی محفلوں میں شریک ہوا کرتے شیخ کے استاذ ابن جوزی اس کو پسند نہ کرتے اور شیخ کو بھی سختی سے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتے، آخر ایک بد آواز قوال سے پالا پڑ گیا، اور ساری رات اسی مکروہ صحبت میں بسر ہوئی، جب مجلس ختم ہوئی، شیخ نے سر سے عمامہ اتارا، جیب سے ایک دینار نکالا اور قوال کو نذر کیا، ساتھیوں نے تعجب کیا تو شیخ نے کہا، قوال صاحب کرامت بزرگ ہے، استاذ کی نصیحت نے وہ اثر نہیں کیا جو اس کے "لحن داؤدی" نے کیا ہے، اور اب میں سماع سے توبہ کرتا ہوں۔

زمانہ سیاحت: تحصیل علم سے فارغ ہو کر سیر و سیاحت شروع کی، بعض تذکروں میں بیس برس اور بعض میں تیس برس بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ زمانہ طالب علمی کو بھی بعض نے تیس برس بتایا ہے۔ بہر حال سیاحت کی جو بھی مدت ہو مگر یہ واقعہ ہے کہ شیخ بہت بڑے سیاح تھے۔

سیر و سیاحت کی غرض مختلف ہوتی ہے، اور جو غرض پیش نظر ہوتی ہے سیاح اسی نظر سے چیزوں کو دیکھتا ہے۔ شیخ، شاعر تھے، فقیہ تھے، صوفی مشرب تھے، واعظ تھے، رند تھے، اور شوخ طبع تھے۔ غرض کہ مختلف حیثیتیں ان کے اندر جمع تھیں۔ اس لیے انھوں نے دنیا کے ہر رنگ کو ہر زاویہ سے خوب دیکھا بھالا، جانچا، پرکھا۔

شام یا عراق کے ایک شہر میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ قاضی شہر کی مجلس جمی ہوئی تھی شیخ بھی پہونچ گئے۔ لباس نہایت بوسیدہ اور کثیف تھا۔ آگے کسی نمایاں جگہ پر بیٹھ گئے، خدام نے اٹھا دیا، بڑی مشکل سے کسی گوشے میں جا بیٹھے۔ مجلس میں کسی فقہی مسئلے پر گرما گرم بحث ہو رہی تھی۔ ہر طرف سے شور و غل کی آوازیں بلند تھیں۔ مگر عقدہ نہ کھلتا۔ شیخ سے نہ رہا گیا۔ اسی گوشے سے للکار کر کہا۔

که برهان قوی باید ومعنوی   نه رگهائے گردن به حجت قوی

شاندار لباسوں میں ملبوس علما اور دیگر حاضرین خرقہ پوش شیخ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ شیخ نے مسئلے کو نہایت خوبی و فصاحت کے ساتھ اس طرح واضح کر دیا کہ لوگ عش عش کرنے لگے۔ قاضی نے اپنی مسند چھوڑ دی اور اپنا عمامہ اتار کر شیخ کے سامنے پیش کر دیا۔ شیخ نے کہا! یہ غرور کا سامان ہے۔ مجھے نہیں چاہیے۔ (باب چہارم بوستاں)

انھوں نے شوق جہاں گردی میں لگ بھگ تیس سال مسافرت میں گزارے۔ بغداد، شام، حجاز سے لے کر شمالی افریقہ تک گھومتے

رہے۔ مختلف شہروں اور گوناگوں لوگوں کو دیکھا مختلف مذاہب اور فرقوں سے واقف ہوئے۔ اور مختلف طبقاتِ انسانی سے اختلاط پیدا کیا۔ شاید اس شعر میں۔

ندانی کہ من دراقانیم غربت — چرا روزگاری بکردم درنگی

اسی کی طرف اشارہ ہو۔

شیخ دورانِ سیاحت ہندوستان بھی آئے۔ انھوں نے سومنات کا مندر بھی دیکھا۔ اس کا ذکر انھوں نے بوستاں میں کیا ہے کہ مندر کا بڑا بت ہر روز صبح دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے دکھاوے کے طور پر بت کے ہاتھ چومے۔ اور بت خانہ میں پجاریوں کے مانند رہنے لگا۔ ایک دن مجھے موقع مل گیا۔ بت خانہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور غور سے دیکھنا شروع کیا۔ بت کی پشت پر ایک قیمتی پردہ تھا۔ پردے کی آڑ میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں رسی تھی۔ جو بت کے ہاتھوں میں بندھی تھی۔ جب یہ رسی کھینچتا تو بت کے ہاتھ اٹھ جاتے۔ مجھے دیکھ کر وہ شخص بھاگا۔ میں نے اس کا پیچھا کر کے کنویں میں ڈھکیل دیا۔ اور اسے مار کر خود بھاگ نکلا۔ اور وہاں سے براہ یمن حجاز آیا۔

کئی مرتبہ (غالباً پانچ بار) حج بیت اللہ شریف کیا۔ پیغمبروں اور اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔ انھیں سیاحتوں کے دوران شیخ شہاب الدین سہروردی (ابوحفص عمر بن محمد صاحب عوارف المعارف متوفی ۶۳۲ھ) کے مرید ہوئے۔ تصوف کی تعلیم حاصل کی، اور ان کے فیض سے تزکیۂ نفس کے مراتب طے کیے۔ خود فرماتے ہیں:

مرا پیر دانائے فرخ شہاب — دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آن کہ برخویش خودبیں مباش — دگر آں کہ برغیر بدبیں مباش

وہ ہندوستان و شام و بلقان ہوتے ہوئے بلاد روم پہونچے جہاں مولانا روم سے ملاقات ہوئی۔ (امیر خسرو سے ہند میں ملاقات ثابت نہیں۔ ہاں اتنا معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو کا کلام سن کر پسند کیا تھا)۔

شیخ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے سروسامان متوکل درویشوں کی طرح سفر کرتے، اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کر لیتے مگر اف تک نہ کرتے۔ خوفناک جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں پیدل سفر کر لیتے۔ رات ہو جاتی تو عین راستے میں پتھریلی زمین پر سو رہتے۔

ایک مرتبہ بیت المقدس گئے۔ پھر فلسطین کے بیابانوں میں جا پہونچے۔ یہ صلیبی جنگوں کا زمانہ تھا۔ چنانچہ عیسائیوں نے پکڑ لیا۔ اور طرابلس الشرق میں ان سے خندق کھدواتے رہے۔ مدتوں بعد آپ کے ایک پرانے ملنے والے حلب کے معزز آدمی ادھر سے گزرے۔ حال پوچھا تو شیخ کہا!

ہمی گریختم از مردماں بکوہ بہ دشت — کہ از خدائے نہ بودم بہ دیگرے پرداخت
قیاس کن کہ چہ حالت بود دریں ساعت — کہ باطویلۂ نامردم بباید ساخت

یعنی آدمیوں سے بھاگتا تھا۔ جانوروں میں پھنس گیا ہوں۔ ظاہر ہے میری کیا حالت ہونی چاہیے۔ اس دوست کو رحم آیا۔ دس دینار دے کر شیخ کو قید فرنگ سے آزاد کرایا۔ اور اپنے ساتھ حلب لے گیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی بیٹی سے سو دینار مہر پر شادی کر دیا۔ مگر بیوی بدمزاج اور زبان دراز نکلی۔ شیخ کا ناک میں دم کر دیا۔ ایک دن طعنہ دیا کہ جناب وہی تو ہیں جنھیں میرے باپ نے دس دینار میں خریدا ہے! شیخ نے برجستہ جواب دیا! جی ہاں! میں وہی ہوں کہ آپ کے باپ نے مجھے دس دینار میں مول لیا۔ اور سو دینار میں آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

ترکستان کے صدر مقام کاشغر میں شیخ کی زندہ دلی کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ تاتاریوں اور خوارزم شاہیوں کے درمیان صلح ہو چکی تھی۔ جامع کاشغر میں ایک طالب علم کو دیکھا کتاب نحو زمخشری ہاتھ میں لیے "ضَرَبَ زَیْدٌ عَمراً" کی رٹ لگا رہا ہے۔ آپ نے لڑکے سے کہا۔ کیوں میاں صاحبزادے! خوارزم و ختا میں تو صلح ہو گئی مگر زید و عمرو میں اب بھی مار پیٹ جاری ہے؟ طالب علم ہنس پڑا۔

اور شیخ کا وطن پوچھا۔ شیراز کا نام سنا تو فرمائش کی کہ سعدی کا کچھ کلام یاد ہو تو سنایئے۔ شیخ نے حسب موقع یہ شعر موزوں کر کے پڑھ دیا۔

اے دلِ عشاق بدامِ توصید ــــ ما بتو مشغول و تو باعمرو و زید

بعد میں کسی نے اسے بتایا کہ سعدی یہی ہیں۔ معذرت خواہانہ حاضر ہوا۔ مگر اب وہ کاشغر سے رخصت ہو رہے تھے۔
غرضیکہ جہاں گردی کے ان طویل ایام میں طرح طرح کے واقعات پیش آئے جن کا ذکر شیخ کی تصانیف میں جگہ جگہ موجود ہے۔

وطن واپسی: شیخ کو وطن سے نکلے ہوئے ایک زمانہ ہو گیا تھا۔ انھیں وطن کی یادیں بے چین کیا کرتی تھیں بالآخر اس طولانی سفر، آفاق وانفس کی سیر کے بعد یہ درویش صفت جہاں دیدہ شاعر وفقیہ تجربات معنوی اور افکارِ عالیہ کے سوغات کی دنیا لیے ہوئے ۶۵۸ھ میں شیراز واپس ہوا۔ ان دنوں وہاں قتلغ خاں (اتابک ابوبکر بن سعد زندگی (۶۲۳ھ ــــ ۶۶۸ھ) شیراز کے تخت سلطنت پر حکومت کر رہا تھا۔ ہر طرف امن وامان بحال اور نظم ونسق قائم ہو چکا تھا۔ خود کہتے ہیں۔

چو باز آمدم کشور آسودہ دیدم ــــ پلنگاں رہا کردہ خوئے پلنگی
چناں بود در عہد اول کہ دیدی ــــ جہانے پر آشوب وتشویش وتنگی
چنیں شد درایام سلطانِ عادل ــــ اتابک ابوبکر بن سعد زنگی

یہ بادشاہ بیدار مغز، اولوالعزم، اور علم وعلما کا قدر داں تھا۔ اس نے شیخ کی کافی قدر ومنزلت کیا۔ یہی بادشاہ شیخ کا ممدوح بھی رہا۔
اب پھر علماء، فضلا اور شعرا دور دور سے کھنچ کر شیراز آنے لگے اور ایک بار پھر شیراز زنگی کی سرپرستی میں گہوارۂ علم وفضل بن گیا۔ اور سعدی اس کی سرپرستی میں باطمینان تصنیف وتالیف کر سکے۔

اسی کے زمانے میں سعدی نے گلستاں اور بوستاں تصنیف کیں اور دوسری تصانیف بھی معرضِ وجود میں آئیں۔ ان کی تصانیف میں ان دو کتابوں کے سوا مختصر منظوم مناجات بنام "کریما" اور دیگر قصائد، غزلیات، قطعات، ترجیع بند، رباعیات، مقالات اور عربی قصائد بھی ہیں۔ جو ان کے دیوان وکلیات میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

اخیر عمر میں شیخ نے زاویہ نشینی (گوشہ نشینی) اختیار کر لی اور ارغون خاں کے زمانے کے بعد ۱۰۲ برس کی عمر پا کر ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۲ء میں وصال فرمایا۔ مگر ان کتابوں کی وجہ سے زندہ جاوید ہو گئے۔

گلستاں

گلستاں: شیخ سعدی کی جادو بیانی اور فصاحت وبلاغت کا بہترین مرقع ہے۔ فارسی ادبیاتِ عالیہ کا بے مثل وبے نظیر شاہکار ہے۔ اس کے مضامین انتہائی بلند اور پند وموعظت سے لبریز ہیں۔ وہ سیرت واخلاق کا جامع بیان اور تجربات ومشاہدات کا بیش بہا نچوڑ اور عطر مجموعہ ہے۔ نصیحت آمیز حکایتوں کی شکل میں علم الاخلاق کا بہترین درس ہے۔ غرض کہ گلستاں کی اپنی بہت ساری وہ خوبیاں ہیں جو اسے دیگر فارسی ادبیات کی کتابوں پر برتری عطا کرتی ہیں۔ اور جو قبول عام اس کتاب کو حاصل ہوا ہے ویسی مقبولیت اس فن کی کسی اور فارسی کتاب کو حاصل نہ ہوئی۔ ایران وترکستان کے علاوہ ہندوپاک، یورپ وامریکہ اور تمام بلاد عالم میں خداداد مقبولیت کی حامل ہے۔ دنیا کی بیشتر اہم زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔

یہ کتاب ۶۵۶ھ میں شیخ سعدی نے تصنیف کی۔ جس کو خود انھوں نے اس کے دیباچہ میں بیان کیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک تقریباً ساڑھے سات سو برس سے اس کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ بچپن میں اس کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور بڑھاپے تک شوقِ مطالعہ برقرار رہتا ہے۔ نوع بنوع افراد کے لیے ہر طرح کے ذوق کی تسکین کا سامان اس میں موجود ہے۔

گلستاں: کی نثر فارسی نثر کا عدیم النظیر شاہکار اور سہل الممتنع کا نادر نمونہ ہے۔ اس کے چست اور برمحل فقرے آج تک بطور ضرب المثل استعمال ہوتے ہیں۔

فارسی نثر مدتوں تک تصنع اور پر تکلف طرز ادا کی زنجیروں میں جکڑی رہی۔ جس کے نمونے ''تاریخ وصاف'' اور ''جہانکشائے جوینی'' ہیں جن میں لفظی مناسبات اور صنائع بدائع کی بہتات کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ خود اس برصغیر میں ''انشائے ابوالفضل'' ''انشائے قتیل'' اور ''رسائل طغرا'' اسی قسم کی نثر کے نمونے ہیں۔ لیکن گلستاں جیسا ایجاز اور بلاغت بھری زبان کسی اور میں کہاں؟۔ اس کے برجستہ جملے مثلاً ''چہ حرام زادہ مرد مانند کہ سنگ را بستہ سگ را کشادہ''۔ ''دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم''۔ اور ''عاقلے را پرسیدند، نیک بخت کیست و بد بخت چیست، گفت نیک بخت آں کہ خورد و کشت و بد بخت آنکہ مرد و ہست'' اور خاص کر یہ جملہ کہ ''از بستر زمش بہ خاکسترے گرمش بنشاند'' اور اسی قبیل کے ہزاروں جملے ہیں جو صنائع لفظی اور محاسنِ معنوی سے بھرپور فارسی معلّٰی کا اعلیٰ شاہکار ہیں۔ ان میں ہم وزن الفاظ اور متناسب فقروں کی نشست و برخاست، عبارات میں بست و کشاد قابل دید ہے۔ پھر تقابل تضاد وغیرہ صنعتوں کی لذتیں ان پر مستزاد ہیں۔ طرفہ خوبی یہ کہ علم اخلاق کے مسائلِ دقیق کی ایسی ایجازی شکل ہے جسے بچے بھی بآسانی یاد کرلیں اور سمجھ جائیں۔

اربابِ بلاغت شیرینی ادا کے دیوانے نظر آتے ہیں، اہلِ ذوق سر دھنتے ہیں، فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ ترین نمونہ بتاتے ہیں۔

چنانچہ ''ابوالفضل'' جیسا انشا پرداز اپنے علم و فضل کے باوجود معترف ہے کہ میں اس کی نظیر لانے سے قاصر رہا۔ علامہ سعد الدین تفتازانی جیسا نقاد طبع باآں فضل و کمال اور خود علم بلاغت میں مطول و مختصر جیسی عظیم شرحوں کی تصنیف اور عظمت قرطاس و قلم پر کامل دستگاہ کے باوجود آرزومند کہ

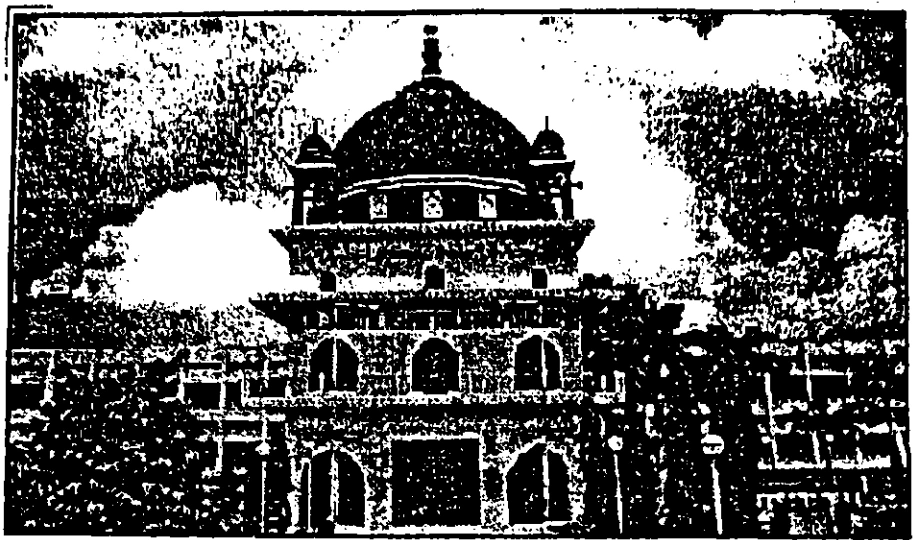
''اے کاش! سعدی میری تمام تصانیف لے لیتا اور گلستاں کا وہ فقرہ (آخر الذکر) مجھے دیدیتا۔

شیخ نے جگہ جگہ برمحل اشعار بھی پیش کیے ہیں جو سب کے سب ان کے طبع زاد ہیں۔ کسی دوسرے شاعر سے دریوزہ گری نہیں ہے۔ بہت سے اشعار بطور ضرب المثل زبانوں پر جاری و ساری ہیں۔

اخلاقی کتابوں میں گلستاں کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس کی حکایات شیخ کے طویل تجربات کا بہترین نچوڑ ہیں۔ ان سے جو اخلاقی نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کی صحت و صداقت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ بحیثیت مجموعی گلستاں اخلاقیات کا ایک اعلیٰ علمی مجموعہ ہے جو عمدہ معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی اور سیرت و کردار کی درستی میں اپنی مثال آپ ہے۔ اور صاحب مجمع الفصحا کے مطابق فارسی ادبیات کی چار نایاب کتابوں میں سے ایک ہے (باقی تین شاہنامہ فردوسی، مثنوی مولانا روم، دیوان حافظ ہیں) بلکہ نثر میں تنہا یہی کتاب بے نظیر ہے۔ جس کی شیرینی ادا اور لطف بیان نے ادبائے یورپ کو بھی مسخر کرلیا ہے اور وہ بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

بہرکیف گلستاں وہ اعلیٰ اور معیاری کتاب ہے جو بچپن ہی سے اعلیٰ سیرت و کردار کی تعمیر میں اہم رول انجام دیتی ہے۔ اور درس گاہوں میں بچوں کے اندر محاسنِ اخلاق کی دولتِ بے بہا اور فارسی ادب کا عمدہ ذوق پیدا کرنے میں ایک امتیازی مقام رکھتی ہے۔

نصر اللہ رضوی مصباحی
استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم
محمد آباد گوہنہ
ضلع مئو



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مِنّت خدائے را عزّ وجل کہ طاعتش موجبِ قُربتست و بشکر اندرش مزیدِ نعمت ہر نفسے کہ فرو میرود مُمدِّ حیاتست و چوں بر می آید مُفرِّحِ ذات پس در ہر نفسے دو نعمت موجودست و بر ہر نعمتے شکرے واجب

بیت

ازدست وزباں کہ برآید | کز عہدۂ شکرش بدر آید

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ؕ

قطعہ

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیرِ خویش | عذر بدرگاہِ خدا آورد

ورنہ سزاوارِ خداوندیش | کس نتواند کہ بجا آورد

مِنّت: (بکسر میم وتشدید نون مفتوح) احسان کا اقرار کرنا۔ جتانا۔ احسان۔ بھلائی۔ شکریہ۔ شکرگزاری۔ حق تعالیٰ کی تحمید میں لفظ "شکر" سے بلیغ تر ہے۔ بعض نسخوں مِنت کے بعد لفظ "مر" بمعنی خاص ہے۔ خدائے راعزّ وجل: ادب فارسی کا ایک مخصوص انداز ہے کہ مرکب توصیفی میں فصل پیدا کردیتے ہیں، یعنی صفت موصوف کے درمیان کسی جار کو داخل کردیتے ہیں۔ یہ ترکیب اصل میں اس طرح ہے۔ مِنت خدائے عزّ وجل را۔ پھر "ادامی کنم" محذوف ہے۔ عزّ وجل: عزت وجلال والا۔ بزرگ و برتر۔ طاعت: بندگی۔ موجب: سبب۔ مزیدِ نعمت: آیت کریمہ ہے وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ. اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنادیا کہ اگر احسان مانوگے تو میں تمہیں اور دونگا۔ آیت ۷ سورہ ابراہیم ۱۴۔ (اس سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔) نفَس: (بفتحتین) سانس۔ جمع انفاس اور نفْس: (بسکون فا) خواہش، جان، روح، جمع نفوس۔ فرو رفتن: اندر جانا۔ ممِدّ: مددگار۔ مفرّح: فرحت بخشنے والا۔ جب انسان اندر کو سانس کھینچتا ہے تازہ ہوا روح کو بالیدگی عطا کرتی ہے اور جب سانس باہر نکالتا ہے طبیعت کو فرحت محسوس ہوتی ہے۔ کہ: کون، کس۔ از دست: اس میں اشارہ ہے کہ شکر جوارح سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ زبان ہی سے ادائیگی منحصر نہیں ہے۔ حمد کے خلاف۔ بیت: شعر کے دو مصرعے۔ جمع ابیات۔ اس معنی میں بیوت جمع نہیں آتی۔ اِ: اے داؤد والو! شکر کرو۔ اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔ آیت ۱۳۔ سورہ سبا ۳۴۔ قطعہ: ٹکڑا،

خوان: دستر خوان۔ طباق۔ بیدریغ: بے روک ٹوک۔ ناموس: عزت، نام و ننگ۔ آبرو۔ فاحش: فحش، شرمناک۔ کریمے: کریم بمعنی

بارانِ رحمتِ بیحسابش ہمہ را رسیدہ وخوانِ نعمتِ بیدریغش ہمہ جا کشیدہ پردۂ ناموسِ بندگاں بگناہِ فاحش ندرد و وظیفۂ روزی بخطائے منکر نبرد

قطعہ

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب | گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم | توکہ با دشمناں نظر داری

فراشِ بادِ صبا را گفتہ تا فرشِ زمرّدیں بگسترد و دایۂ ابرِ بہاری را فرمود تا بناتِ نبات را در مہدِ زمین بپرورد و درختاں را بخلعتِ نوروزی قبائے استبرق در بر گرفتہ واطفالِ شاخ را بہ قدومِ موسمِ ربیع کلاہِ شگوفہ بر سر نہادہ عصارۂ نحلے بقدرتِ او شہدِ فائق شدہ وتخمِ خرمائے بہ تربیتِ او نخلِ باسق گشتہ۔

قطعہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند | تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہرِ تو سرگشتہ و فرماں بردار | شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

در خبر است از سرورِ کائنات مفخرِ موجودات رحمتِ عالمیاں صفوتِ آدمیاں تتمۂ دورِ زماں۔

مہربان منادی ہے یا منادی محذوف کی صفت ہے اور یاء مجہول موصولہ ہے اور "کہ" صلہ۔ گبر: آتش پرست۔ ترسا: نصاریٰ و آتش پرست۔ (روی لفظ ہے) وظیفہ خور: وظیفہ خوار۔ دوستاں: اس سے مراد اطاعت کرنے والے بندے۔ دشمناں: نافرمان بندے مراد ہیں۔ نظر داشتن: نگہبانی اور پرورش کرنا۔ فراش: فرش بچھانے والا۔ بادصبا: صبح کے وقت کی ٹھنڈی ہوا۔ پُروا۔ فراشِ بادِ صبا: باد صبا جو فرش بچھانے والی ہے۔ فرشِ زمرّدیں: زمرد کی طرح سبز رنگ کا فرش یعنی گھاس کا فرش۔ دایۂ ابر بہاری: ابر بہار جو گلستان کے لیے دایہ کی طرح پرورش کرنے والا ہے۔ بنات: بیٹیاں ۔ نبات: گھاس بناتِ نبات۔ پودے۔ مہد: گہوارہ ، جھولا۔ خلعت نوروزی: وہ جوڑا جو نوروز کے دن بطور انعام دیا جاتا ہے۔ نوروز: موسم بہار کا پہلا دن جو ایرانیوں کے قومی جشن عید کا دن ہے۔ استبرق: سبز اطلس کی قسم کا ایک ریشمی کپڑا۔ قبائے

استبرق: سبز ریشمی قبا، سبز لباس، مراد سبزہ ہے۔ اطفالِ شاخ: نئی نئی شاخیں۔ قدوم: آمد، آنا۔ عصارۂ نحل: شہد کی مکھی کا چوسا ہوا اور نچوڑا ہوا رس۔ فائق: برتر و بالا۔ لذیذ اور عمدہ۔ تخم خرما: چھوہارے کی گٹھلی۔ نخل: کھجور کا درخت۔ باسق: تناور۔ درکارند: مصروف کار ہیں۔ بکف آوردن: حاصل کرنا۔ شرط انصاف نباشد: انصاف کی بات نہ ہوگی۔ در خبر است: حدیث میں ہے۔ حدیث کے مضمون کا بیان آگے تینوں شعر کے بعد "یکے از بندگانِ گنہگار الخ" سے شروع ہے اور "از سرور کائنات الخ" سے حمد کے بعد نعت کا سلسلہ شروع ہے۔ صفوت: برگزیدگی، برگزیدہ۔ خالص۔ تتمۂ دورِ زماں: یعنی پیغمبر آخر الزماں۔ خاتم النبیین۔

بیت

شفیعٌ مطاعٌ نبیٌّ کریمٌ | قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیمٌ

بیت

بلغ العلیٰ بکمالہٖ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ | حسنت جمیعُ خصالہٖ، صلّوا علیہ وآلہٖ

بیت

چہ غم دیوارِ امت را کہ دارد چوں تو پشتیبان | چہ باک از موجِ بحر آں را کہ باشد نوح کشتیبان

کہ یکے از بندگانِ گنہگارِ پریشانِ روزگار دستِ انابت بامیدِ اجابت بدرگاہِ خداوند جلّ وعلا بردارد ایزد تعالیٰ دروے نظر نکند بازش بخواند بارِ دیگر اعراض فرماید بازش بہ تضرع وزاری بخواند حق سبحانہ وتعالیٰ گوید یا ملائکتی قد استحییتُ من عبدی ولیس لہ غیری دعوتش را اجابت کردم وامیدش برآوردم کہ از بسیاریِ دعا وگریۂ بندہ ہمی شرم دارم۔

بیت

کرم بین ولطفِ خداوندگار | گنہ بندہ کردست و او شرمسار

عاکفانِ کعبۂ جلالش بہ تقصیرِ عبادت معترف کہ ما عبدناک حق

شفیع: شفاعت اور سفارش کرنے والے۔ مطاع: اطاعت کیا ہوا۔ جس کی اطاعت کی جائے۔ قسیم، جسیم، نسیم، وسیم: یہاں چاروں الفاظ سے شیخ سعدی نے حسن و خوبروئی کے معانی مراد لیے ہیں۔ شعر کا ترجمہ: آپ شفاعت کرنے والے، مخلوق کے مطاع، کرم فرمانے والے نبی ہیں۔ آپ نعمتوں کے تقسیم کرنے والے، سبک رفتار، خوبرو اور حسین مرد ہیں۔

۲ آپ اپنے کمال کی وجہ سے مرتبوں کی بلندی پر پہونچے اور آپ نے اپنے نورِ جمال سے (ہر طرح کی) تاریکیوں کو دور فرمایا۔ آپ کی تمام خصلتیں عمدہ ہیں۔ ان پر اور ان کی آل واولاد پر درود بھیجو۔ پشتیبان: سہارا دینے والا۔ مددگار۔ کشتیبان: کشتی چلانے والا۔ انابت: خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ مجازاً بمعنی توبہ و دعا۔ اجابت: قبولیت۔ مقبول ہونا۔ بخواند: توبہ و دعا کرتا ہے۔ اعراض: توجہ نہ کرنا۔ منہ موڑ لینا، گریز کرنا۔ تضرع: عجز و نیاز کا اظہار کرنا۔ تضرع وزاری: گریہ وزاری۔

۳: اے میرے فرشتو! مجھے اپنے بندے سے شرم آتی ہے۔ اس کے لیے میرے سوا کوئی نہیں۔ دعوتش: اس کی دعا۔ اجابت کردن: قبول کرنا۔

عاکفان: عاکف کی جمع۔ گوشہ نشین۔ مَا عَبَدْنَاکَ ....الخ: ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کرسکے۔

عِبَادَتِکَ و واصفانِ حِلیہ جمالش بتحیر منسوب کہ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

قطعہ

گر کسے وصفِ او زمن پرسد | بیدل از بے نشاں چہ گوید باز
عاشقاں کشتگانِ معشوقند | بر نیاید زکشتگاں آواز

یکے از صاحبدلان بجیبِ مراقبہ فرو بردہ بود و در بحرِ مکاشفہ مستغرق شدہ حالے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از محبّاں گفت ازیں بوستاں کہ بودی چہ تحفہ کرامت کردی اصحاب راگفت بخاطر داشتم کہ چوں بدرختِ گل برسم دامنے پُرکنم ہدیۂ اصحاب را چوں برسیدم بوئے گلم چناں مست کرد کہ دامنم از دست برفت۔

قطعہ

اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز | کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد
ایں مدّعیاں در طلبش بیخبرانند | کاں راکہ خبر شد خبرش باز نیامد

قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم | وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر | ما ہمچناں در اول وصفِ تو ماندہ ایم

واصفان: واصف کی جمع: تعریف کرنے والے۔ مَا عَرَفْنَاکَ الخ: یعنی ہم تجھے کما حقہ نہ پہچان سکے۔ بیدل: عاشق۔ بے نشان: مراد ذات خداوندی۔ چہ گوید باز: یعنی کھل کر کیا کہے۔ وضاحت سے کیا بیان کرے۔ صاحبدلاں: اہل دل، اہل تصوف، اللہ والے۔ سعدی نے خود اپنے کو مراد لیا ہے۔ مستغرق: ڈوبا ہوا۔ سر بجیب مراقبہ فرو بردن: متوجہ بخدا سر جھکا کر بیٹھنا۔ مکاشفہ: (اصطلاح صوفیہ میں) صوفی کے دل کی وہ کیفیت جس میں اس پر اسرار خداوندی اور غیبی امور عیاں ہو جاتے ہیں۔ حالے کہ ازاں معاملت باز آمد: یعنی جب اس نے مکاشفہ سے سر اٹھایا۔ عالم مکاشفہ ختم ہوا۔ خاطر: فکر و خیال۔ از دست برفت: ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ (میں بے خود ہو گیا) دامنے پر کنم ہدیۂ اصحاب را: یعنی ... ہدیۂ اصحاب دامنے ... ل ہا پر کنم۔ ہدیہ: تحفہ۔ ... غ سحر: بلبل نیز ہر وہ ... جو صبح کو چہچہائے۔ یعنی ... بلبل تو عشق پروانے ... سیکھ کہ وہ راہِ محبت میں ... کھو بیٹھتا ہے لیکن کیا ... کہ آہ بھی کرے۔ یہی ... عشق ہے۔ صبح دم چہچہانا اور آہیں بھرنا خام ... ہے۔ مدعیاں: عشق ... میں شور مچانے اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے۔ یعنی یہ دنیا والے جو طلب خدا اور عشق الٰہی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس ذات کی آگاہی حاصل ہوئی پھر ان کی بھی خبر نہ ملی۔ یعنی وہ گم کردہ ہوش ہو گیے اور خدا شناسی کا دعویٰ نہ کر سکے۔ خیال: (ج) پندار، تصور، صورت جو خواب میں نظر آئے یا بیداری میں تصور کرے، سمجھ، رائے۔ قیاس: دو چیزوں کے درمیان اندازہ کرنا۔

ذکرِ محامدِ پادشاہِ اسلام اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی نور اللہ تربتہ

ذکرِ جمیلِ سعدی کہ در افواہِ عوام افتادہ است وصیتِ سخنش کہ در بسیطِ زمین رفتہ وقصب الجیبِ حدیثش کہ ہمچو شکر می خورند ورقعۂ منشآتش کہ ہمچو کاغذِ زر می برند بر کمالِ فضل وبلاغتِ او حمل نتواں کرد بلکہ خداوندِ جہاں وقطبِ دائرۂ زماں وقائم مقامِ سلیمان وناصرِ اہلِ ایمان اتابکِ اعظم مظفر الدنیا والدین ابوبکر بن سعد بن زنگی ظلُّ اللہ تعالیٰ فی ارضہٖ ربِّ ارضَ عنہ وارضہٖ بعینِ عنایت نظر کردہ است وتحسینِ بلیغ فرمودہ وارادتِ صادق نمودہ لاجرم کافۂ انام از خواص وعوام بہ محبتِ او گرائیدہ اند کہ النّاسُ علیٰ دینِ ملوکِہم۔

رباعی

زانگہ کہ ترا بر منِ مسکین نظر است | آثارم از آفتاب مشہور تر است
گر خود ہمہ عیب ہا بدیں بندہ در است | ہر عیب کہ سلطاں بہ پسندد ہنر است

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے | رسید از دستِ محبوبے بدستم

محامد: جمع ہے واحد محمدۃ ہے ستائش وتعریف، خوبیاں۔ اتابک: استاد، ادب سکھانے والا، شاہانِ شیراز کا لقب، چونکہ ان کا مورثِ اعلیٰ سلطان سنجر کا اتالیق تھا اس لیے لفظ اتابک بطورِ تفاخر ہمیشہ ہی استعمال کرتے رہے لغوی معنی نگہبان۔ نوّر اللہ تربتہ: اللہ اس کی قبر کو نور سے بھر دے۔ جمیل: اچھا، عمدہ، خوب۔ سعدی: سعد بن ابوبکر بن سعد زنگی کی طرف منسوب ہے۔ اسے مصلح الدین شیرازی نے اپنا تخلص قرار دیا تھا۔ افواہ: فوہ کی جمع، منہ۔ در افواہ عوام افتاد: عوام میں مشہور ہوا۔ صیت: شہرت۔ چرچا۔ قصب الجیب حدیث: یہاں اضافت تشبیہی ہے۔ رقعۂ منشآت: یعنی انشاء پردازی کے خطوط ومضامین۔ کاغذ زر: سونے کا ورق۔ سعدی کے عہد میں نوٹ کا رواج نہ تھا، ورنہ نوٹ کے معنی لیے جاسکتے ہیں۔ جدید فارسی میں یہی معنی ہیں۔ بر کمالِ فضل وبلاغت او حمل نتواں کرد: یہ فقرہ خبر ہے اور "ذکرِ جمیلِ سعدی" مبتدا۔ قطب: آہنی میخ جس پر چکی گھومتی ہے۔ ایسے شخص کو کہتے ہیں جو سارے امور میں لوگوں کا مرجع ہو۔ قائم مقام سلیمان: اس بناء پر کہا کہ حضرت سلیمان کا پایۂ تخت بھی شیراز ہی تھا۔ مظفر: کامیاب۔ ظل اللہ الخ: خدا کی سرزمین میں خدا کا سایہ۔ اے خدا! تو اس سے راضی رہ اور اس کو خوش رکھ۔ تحسین بلیغ: بہت زیادہ تعریف وتوصیف۔ ارادتِ صادق: سچی عقیدت۔ لاجرم: بیشک، یقیناً۔ یعنی اسی کے نتیجہ میں۔ کافۂ انام: پوری مخلوق۔ الناس الخ: رعایا بادشاہ کے مذہب پر چلتی ہے۔ یعنی اسی کا انداز واطوار اپناتی ہے۔ رباعی: (شعراء عجم کی اصطلاح میں) ایسے چار مصرعے کہ مصراع چہارم پہلے اور دوسرے کا ہم قافیہ ہو اور تیسرے مصراع میں لازم نہیں کہ وہی قافیہ ہو۔ یہ رباعی بحر ہزج اخرب واخرم مثمن میں آئے گی جس کا وزن خاص یہ ہے۔ لاحول و لاقوۃ الا باللہ۔ اگر اس وزن پر نہ ہو اس کو قطعہ کہیں گے۔ رباعی نہ کہیں گے۔ اس کی مثال: "ای مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز" ہے۔ زانگہ: یعنی چونکہ۔ آثار: اثر کی جمع، نشان۔ مراد کلام اور تصانیف ہیں۔ گلے خوشبوئے: گلے میں یائے تنکیر ہے۔ پورا قطعہ بطور تمثیل بیان کیا ہے اور ہم نشینی کے اثرات سے آگاہ بنایا کہ صحبت اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اچھوں کی صحبت اچھا بنا دیتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ میں اگرچہ بے حیثیت ہوں لیکن بادشاہ کی نظر ... تھے تاکہ نہاتے وقت اس سے سر دھو سکیں۔

عبیر: ایک قسم کی مرکب خوشبو جو صندل وگلاب ومشک سے بناتے ہیں۔ اللھم... الخ: اے اللہ! اس (بادشاہ) کی درازی عمر سے مسلمانوں کو

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری	کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم	ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اَللّٰھُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَضَاعِفْ ثَوَابَ جَمِیْلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ وَارْفَعْ دَرَجَ اَوِدَّائِہٖ وَوُلَاتِہٖ وَدَمِّرْ عَلٰی اَعْدَائِہٖ وَشُنَاتِہٖ بِمَا تُلِیَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ اٰیَاتِہٖ وَاٰمِنْ بَلَدَہٗ یَا رَبِّ احْفَظْ وَلَدَہٗ

قطعہ

لَقَدْ سَعِدَ الدُّنْیَا بِہٖ دَامَ سَعْدُہٗ	وَاَیَّدَہُ الْمَوْلٰی بِاَلْوِیَۃِ النَّصْرِ
کَذَالِکَ تَنْشَا لِیْنَۃٌ ھُوَ عِرْقُھَا	وَحُسْنُ نَبَاتِ الْاَرْضِ مِنْ کَرَمِ الْبَذْرِ

ایزد تعالیٰ وتقدس خطۂ پاک شیراز را بہ ہیبتِ حاکمانِ عادل وہمتِ عالمانِ عامل تا زمانِ قیامت در امانِ سلامت نگہدارد

قطعہ

اقلیم پارس را غم از آسیبِ دہر نیست	تا بر سرش بود چو توئے سایۂ خدا
امروز کس نشاں ندہد در بسیطِ خاک	مانند آستانِ درت مأمنِ رضا
بر تست پاسِ خاطرِ بیچارگان و شکر	بر ما و بر خدائے جہاں آفریں جزا

فائدہ پہونچا اور اس کی نیکیوں اور خوبیوں کا اس کو دو چند ثواب عطا فرما۔ اور اس کے دوستوں اور حاکموں کے مراتب بلند فرما۔ اور اس کے دشمنوں اور بدخواہوں پر ہلاکت نازل فرما۔ قرآن کی ان آیتوں کی برکت سے جن کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اے اللہ! اس کے ملک کو پر امن رکھ اور اس کے فرزند (ولی عہد) کی نگہبانی فرما۔ لقد.. الخ: اس (بادشاہ) کی وجہ سے دنیا نیک بخت بنی۔ خدا کرے اس کی نیک بختی ہمیشہ رہے۔ اور مولیٰ تعالیٰ نصرت کے جھنڈوں سے اس کی مدد فرمائے۔ اسی طرح نشو ونما پائے گا وہ درخت (یعنی صاحبزادہ) جس کی وہ (بادشاہ) جڑ ہے۔ زمین کی پیداوار کی خوبی بیج کی عمدگی پر (منحصر) ہے۔ تعالیٰ و تقدس: بلندی اور پاکیزگی والا۔ اِقلیم: ربع مسکون (آباد زمین) کا ساتواں حصہ، حصہ ملک، جمع اَقالیم۔ قدیم جغرافیائی تقسیم میں ساری دنیا سات اقلیم میں منقسم ہے۔ پارس اقلیم چہارم میں ہے۔ پارس: علاقۂ ایران کو کہا جاتا ہے پارس بن پہلو بن سام بن نوح کی مملکت رہا ہے۔ اس لیے اسی کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس ملک کے مشہور شہر شیراز، اصفہان، ہمدان وغیرہ ہیں۔ اور پارس ترکی میں پلنگ درندہ کو کہتے ہیں۔ سایۂ خدا: مراد بادشاہ۔ بسیط خاک: روئے زمین۔ مأمن: امن وامان کی جگہ۔ مأمن رضا: سے اشارہ امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی طرف ہے جو مشہد مقدس میں ہے۔ جہاں آفریں:

یارب ز بادِ فتنہ نگہدار خاکِ پارس | چندانکہ خاک را بود و باد را بقا

در سببِ تالیفِ کتاب

یک شب تأملِ ایامِ گذشتہ می کردم و بر عمرِ تلف کردہ تأسف می خوردم و سنگلاخۂ دل را بالماسِ آبِ دیدہ می سفتم و این بیتہا مناسبِ حالِ خود می گفتم۔

مثنوی

ہر دم از عمر می رود نفَسے	چون نگہ می کنم نماند بسے
اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی	مگر ایں پنج روز دریابی
خجل آنکس کہ رفت و کار نساخت	کوسِ رحلت زدند و بار نساخت
خوابِ نوشیں بامدادِ رحیل	باز دارد پیادہ را ز سبیل
ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت	رفت و منزل بدیگرے پرداخت
واں دگر پخت ہمچنیں ہوسے	ویں عمارت بسر نبرد کسے
یارِ ناپائدار دوست مدار	دوستی را نشاید ایں غدّار
مادۂ عیشِ آدمی شکم است	تا بتدریج میرود چہ غم است

چنداں کہ الخ: مراد ہمیشگی ہے۔ تالیف: جمع کرنا۔ کتاب لکھنا۔ مرتب کرنا۔ مضامین اگر طبع زاد ہوں تو تصنیف ہے۔ اگر دوسروں سے مستفاد ہوں تو تالیف ہے۔ تأمل: غور و فکر کرنا۔ تلف کردہ: برباد کی ہوئی۔ ضائع۔ تأسف: افسوس کرنا۔ سنگلاخۂ دل: سنگ: پتھر۔ لاخ۔ ولاخہ: کثرت ظاہر کرنے کے لیے بڑھاتے ہیں۔ جس سے معنی جمع پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی دل کے پتھروں۔ آب دیدہ: آنسو۔ الماس: ہیرا۔ انتہائی سخت چیزیں ہیرے سے تراشی جاتی ہیں۔ خصوصاً موتی میں ہیرے کے برمے سے سوراخ کرتے ہیں۔ سعدی نے اس مناسبت کو ملحوظ رکھا۔ آنسوؤں کے ہیرے سے دل کے پتھروں میں سوراخ کر رہا تھا۔ اور بعض نسخوں میں "سنگ سراچہ" ہے یعنی چھوٹی سرائے مراد دل ہے۔ اس جملے سے مراد یہ ہے کہ دل افسردہ تھا اور میں آنسو بہا رہا تھا۔ مثنوی: مثنیٰ کی طرف منسوب۔ وہ منظوم کلام جس کے ہر بیت میں دو قافیہ علیحدہ ہوں۔ لہذا مختلف القوافی ابیات کو "مثنوی" کہتے ہیں۔ ہردم: ہر گھڑی۔ نگہ: نگاہ کا مخفف۔ بمعنی غور، فکر۔ بسے: زیادہ۔ اے: یہاں منادیٰ یعنی مخاطب محذوف ہے۔ پنجاہ: مراد کثیر ہے۔ پنج روز: یعنی زندگی کے باقیماندہ تھوڑے دن۔ خجل: شرمندہ۔ کوس رحلت: روانگی کا نقارہ۔

خواب نوشیں: میٹھی نیند۔ بامداد: صبح۔ رحیل: کوچ۔ روانگی۔ بدیگرے پرداخت: دوسرے کے لیے خالی کر دیا۔ ہوس پختن: خیالی پلاؤ پکانا۔ ہوسے پخت: یعنی پہلے والے طرح دوسری تعمیر کا قصد کیا۔ یارِ ناپائیدار: مراد دنیا ہے۔ نشاید: مناسب نہیں، موزوں نہیں۔ غدار: سخت بیوفا۔ دھوکہ باز۔ مراد دنیا ہے۔ مادۂ عیش: زندگانی کا مدار، سرمایہ۔ فارسی میں ضرورت شعری کی بنا پر دال ساکن کر لیتے ہیں۔ بتدریج: اعتدال کے ساتھ، آہستہ آہستہ۔ یعنی جب تک پیٹ کی حالت اعتدال و توازن کے ساتھ رہے۔

گر بہ بندد: یعنی قبض ہو جائے۔ (۱) دل بر کردن: امید منقطع کر لینا۔ گو دل الخ: بعض نسخوں میں یوں ہے، "گو دل از غم پری کند شاید" ہو سکتا ہے۔ دل غم سے بھر جائے تو ہو سکتا ہے۔

گر بہ بندد چنانکہ نکشاید | اگر دل از عمر بر کند شاید
ور کشاید چنانکہ نتواں بست | گو بشو از حیاتِ دنیا دست
چار طبعِ مخالف و سرکش | چند روزے بوند باہم خوش
گر یکے زیں چہار شد غالب | جانِ شیریں برآید از قالب
لاجرم مردِ عارفِ کامل | ننہد بر حیاتِ دنیا دل
نیک و بد چوں ہمی بباید مُرد | خنک آنکس کہ گوئے نیکی بُرد
برگِ عیشی بگورِ خویش فرست | کس نیارد ز پس تو پیش فرست
عمر برف ست و آفتاب تموز | اندکے ماند و خواجہ غرّہ ہنوز
اے تہیدست رفتہ در بازار | ترسمت پُر نیاوری دستار
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید | وقتِ خرمنش خوشہ باید چید
پندِ سعدی بگوش دل بشنو | رہ چنیں ست مرد باش و برو

بعد از تامل مصلحت آں دیدم کہ در نشیمنِ عزلت نشینم و دامنِ صحبت فراہم چینم و دفتر از گفتار ہائے پریشاں بشویم و من بعد پریشاں نگویم۔

بیت

زباں بریدہ بکنجے نشستہ صمٌّ بکمٌ | بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

دست از حیاتِ دنیا شستن: دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھو لینا۔ ور کشاید: یعنی اگر دست آنے لگیں۔ چار طبع مخالف: عناصر اربعہ (آگ، پانی، مٹی، ہوا) کی چار طبیعتیں جو آپس میں مخالف ہیں۔ حرارت، برودت، رطوبت، یبوست یا خود عناصر مراد ہیں۔ باہم خوش بودن: آپس میں متوازن رہنا۔ قالب: کالبد، بدن انسانی۔ لاجرم: ناچار۔ ناگزیر۔ یقیناً۔ مرد عارف: معرفت رکھنے والا۔ خدا شناس مرد، دل نہ نہد: دل نہیں لگاتا۔ خنک: خوش و خرم۔ گوئے نیکی برد: نیکی کی گیند لے گیا۔ یعنی نیکی میں سبقت لے گیا۔ برگ: پتہ مراد ساز و سامان۔ عیشی: خوشی۔ راحت۔ برگ عیشی: مراد نیک کام ہیں۔ کس نیارد الخ: یعنی تم خود توشہ آخرت تیار کر لو۔ تموز: رومی مہینے کا نام ہے۔ ایران میں یہ مہینہ شدت گرما کے لیے ضرب المثل ہے۔ عمر برف … الخ: عمر مشبہ مفرد ہے۔ برف اور آفتاب تموز مشبہ بہ مرکب یعنی زندگی برف اور ماہ تموز کے آفتاب کے مانند ہے۔ غرّہ: فریب خوردہ۔ دھوکہ کھایا ہوا۔ تہیدست: خالی ہاتھ۔ منادی کی صفت ہے یعنی اے شخص تہیدست۔ پُر نیاوری دستار: دستار بمعنی رومال ہو سکتا ہے۔ یعنی رومال میں بازار سے سودا بھر کر نہ لا سکے گا۔ مزروع: کھیتی۔ خوید: بفتح اول و کسر داو۔ بروزن بعید۔ اور خید بالکسر بغیر واو کے بروزن عید دونوں درست ہے۔ معنی کچی۔ یعنی جو شخص اپنی کھیتی پکنے سے پہلے کچے میں کھا جائے گا تو کٹائی کے وقت فقیروں کی طرح اسے خوشہ چینی کرنی پڑے گی۔ تامل: غور و فکر کرنا۔ بعض نسخوں میں یوں ہے "بعد از تاملِ ایں معنیٰ"۔ نشیمن: نشستگاہ۔ خلوت خانہ۔ چھوٹا گھر۔ عزلت: تنہائی۔ علیحدگی۔ دامنِ صحبت فراہم چینم: صحبت کا دامن سمیٹ لوں۔ یعنی ملنا جلنا ترک کر دوں۔ [illegible]

تا یکے از دوستاں کہ در کجاوہ ہم نشین من بودے و در حجرہ جلیس برسم قدیم از در درآمد چندانکہ نشاطِ ملاعبت کرد و بساطِ مداعبت گسترد جوابش نہ گفتم و سر از زانوئے تعبّد برنگرفتم رنجیدہ نگہ کرد و گفت۔

قطعہ

کنونت کہ امکانِ گفتار ہست | بگوائے برادر بلطف و خوشی،
کہ فردا چو پیکِ اجل در رسد | بحکم ضرورت زباں درکشی

کسے از متعلقانِ منش بر حسبِ واقعہ مطلع گردانید کہ فلاں عزم کردہ است و نیّتِ جزم کہ بقیّتِ عمر معتکف نشیند و خاموشی گزیند تو نیز اگر توانی سرِ خویش گیر و مجانبت پیش گفتا بعزّتِ عظیم و صحبتِ قدیم کہ دم برنیارم و قدم برندارم مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود بعادتِ مالوف و طریقِ معروف کہ آزردنِ دلِ دوستاں جہل است و کفّارتِ یمین سہل خلافِ راہِ صواب ست و عکسِ رائے اولی الالباب ذوالفقارِ علی در نیام و زبانِ سعدی در کام۔

قطعہ

زباں در دہانِ خردمند چیست | کلیدِ درِ گنجِ صاحب ہنر

کجاوہ: محمل۔ اونٹ کا پالان۔ ہمنشین: ساتھ بیٹھنے والا۔ جلیس: ساتھ بیٹھنے والا۔ ساتھی، جمع جُلَساء۔ نشاط: خوشی، ملاعبت: آپس میں کھیل کود کی باتیں کرنا۔ نشاطِ ملاعبت: یعنی خوشی مذاقی۔ مداعبت: مذاق، دل لگی۔ بساط: بچھونا۔ تعبّد: عبادت کرنا، سر برنگرفتم: میں نے سر نہ اٹھایا۔ کنونت: (یعنی اکنوں کہ ترا) اب کہ تجھ کو۔ امکان: طاقت۔ پیک اجل: موت کا قاصد۔ (موت کا فرشتہ) زبان در کشی: یعنی تو خاموش ہو جائے گا۔ منش: اصل میں من اش تھا۔ ش ضمیر منصوب ہے۔ فلاں: یعنی سعدی نے۔ عزم جزم: پختہ ارادہ۔ معتکف: مسجد یا کسی جگہ پر دنیا سے قطع تعلق کر کے بہ نیت عبادت بیٹھنے والا۔ اعتکاف کرنے والا۔ سرِخویش: اپنا خیال۔ مجانبت: کنارہ کشی۔ علیحدگی۔ گفتا: الف برائے تحسین کلام ہے۔ بعزت: با، قسمیہ ہے۔ بعزت عظیم: عظمت والے خدا کی عزت کی قسم۔ دم برنیارم الخ: یعنی جب تک سعدی گفتگو نہ شروع کردیں تب تک نہ میں دم لوں گا نہ ٹلونگا۔ عادت مالوف: پسندیدہ اور مانوس عادت۔ یعنی حسب معمول سابق۔ کفارتِ یمین: قسم توڑنے کا بدلہ وفدیہ۔ (دیدینا آسان ہے)۔ سہل: آسان۔ یعنی اگر سعدی نے بات نہ کرنے کی قسم کھائی ہے تو قسم توڑ دیں اور اس کا کفارہ ادا کردیں۔ ذوالفقار: اس دودھاری تلوار کا نام جو سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی تھی۔ زبان سعدی در کام: یعنی تلوار کا نیام میں رکھے رہنا اور سعدی کا زبان کو تالو سے چمٹائے

پیلہ ور : بساطہ فروش۔ بعض نسخوں میں شیشہ گر ہے۔ مگر باعتبار سیاق "پیلہ ور" ہی مناسب ہے۔ طیرۂ عقل : خرابی عقل کی دلیل۔ دم

چو در بستہ باشد چہ داند کسے | کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور

قطعہ

اگرچہ پیش خردمند خامشی ادبست | بوقتِ مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی
دو چیز طیرۂ عقل ست دم فروبستن | بوقتِ گفتن و گفتن بوقتِ خاموشی

فی الجملہ زباں از مکالمتِ او درکشیدن قوّت نداشتم و روئے از محادثت بگردانیدن مروّت ندانستم کہ یارِ موافق بود و محبِ صادق۔

بیت

چو جنگ آوری باکسے بر ستیز | کہ ازوے گزیرت بود یا گریز

بحکمِ ضرورت سخن گفتم و تفرّج کناں بیروں رفتم در فصلِ ربیعے کہ صولتِ برد آرمیدہ بود و اوانِ دولتِ وَرد رسیدہ

قطعہ

اوّلِ اُردی بہشت ماہ جلالی | بلبل گویندہ بر منابرِ قضباں
بر گُلِ سرخ از نم اوفتادہ لآلی | ہمچو عرق بر عذارِ شاہدِ غضباں

شب را ببوستاں بایکے از دوستاں اتفاق مبیت افتاد موضعے خوش و خرّم و درختانِ دلکش و درہم گفتی کہ خردۂ مینا بر خاکش

فرو بستن : دم سادھ لینا۔ فی الجملہ : خلاصۂ کلام۔ الغرض۔ مختصر یہ کہ۔ مکالمت، محادثت : آپس میں باتیں کرنا۔ باہم گفتگو کرنا۔ محبِ صادق: سچا دوست۔ گزیر: ضروری۔ گریز: گریختن کا حاصل مصدر بمعنی بھاگنا۔ بچنا۔ یعنی جب کسی سے لڑائی لڑو تو اس امر کا خیال رکھو کہ یا تو تم اس پر غالب آجاؤ یا شکست کا اندیشہ ہو تو اس سے بچ کر نکل سکو۔ بحکم ضرورت : ضرورت کے مطابق۔ تفرج کناں : (حال ہے) سیر و تفریح کرتا ہوا۔ فصل ربیع : موسم بہار۔ صولت برد : سرما کا دبدبہ۔ اوان: زمانہ۔ ورد: پھول، گلاب کا پھول۔ دولت ورد : یعنی بہار۔ اول : آغاز۔ ابتدا۔ اردی بہشت : ارد بمعنی مانند بہشت جنت۔ مرکب سنہ جلالی کے ایک مہینہ کا نام۔ شاہ سلجوق جلال الدین کی طرف منسوب ہے۔ ایران میں آج بھی یہ مہینے جاری ہیں۔ یہ مہینہ بہار کا ہوتا جس میں زمین پھولوں کی کثرت سے جنت نظیر ہو جاتی ہے۔ مہینوں کے نام کے آخر میں ماہ لگا دیا جاتا ہے۔ جیسے فروردیں ماہ۔ آزر ماہ۔ بہمن و دے خزاں کے مہینے ہوتے ہیں۔ منابر: منبر کی جمع۔ قضباں : بالضم شاخیں۔ قضیب کی عربی جمع ہے۔ "ان" فارسی جمع کا نہیں ہے۔ نم: نمی۔ شبنم۔ لآلی: "لولو" کی جمع۔ موتی۔ عرق: پسینہ۔ عذار: بمعنی عارض۔ رخسار۔ شاہد: معشوق۔ حسین۔ غضباں: غضبناک۔ غصہ میں بھرا ہوا۔ (صفت مشبہ ہے) اتفاقِ مبیت : رات گزارنے کا اتفاق۔ درہم: گنجان۔ یعنی رات کو

ریختہ وعقدِ ثریّا از تاکش آویختہ۔

قطعہ

روضۃٌ ماءُ نہرِہا سَلسال | دَوحۃٌ سجعُ طیرِہا موزُون
آں پُر از لالہ ہائے رنگارنگ | ویں پُر از میوہ ہائے گوناگوں
باد در سایۂ درختانش | گسترانید فرشِ بوقلموں

بامداداں کہ خاطرِ باز آمدن بر رائے نشستن غالب آمد دیدمش دامنے گُل و ریحان و سنبل و ضیمراں فراہم آوردہ و آہنگِ رجوع کردہ گفتم گُلِ بوستاں را چنانکہ دانی بقائے و عہدِ گلستاں را وفائے نباشد و حکیماں گفتہ اند ہر چہ نپاید دلبستگی را نشاید گفت طریق چیست گفتم برائے نزہتِ ناظراں و فسحتِ حاضراں کتابِ گلستاں توانم تصنیف کردن کہ بادِ خزاں را بر ورقِ او دستِ تطاول نباشد و گردشِ زمانِ عیشِ ربیعش را بہ طیشِ خریف مبدّل نکند

قطعہ

بچہ کار آیدت ز گُل طبقے | از گلستانِ من ببر ورقے
گُل ہمیں پنج روز و شش باشد | ویں گلستاں ہمیشہ خوش باشد

حالے کہ من ایں حکایت بگفتم دامنِ گُل بریخت و در دامنم آویخت کہ

عقد: ہار۔ ثریا: پروین جو دانوں کی صورت میں چھوٹے ستاروں کا مجموعہ ہے۔ عقدِ ثریا سے مراد انگور کے خوشے ہیں۔ تاک: درختِ انگور۔ انگور کی بیل۔ روضۃ الخ: وہ ایسا باغ ہے، جس کی نہر کا پانی شیریں خوشگوار ہے۔ پر یہ ایسا درخت ہے جس کے پرندوں کا نغمہ موزون و عمدہ ہے۔ بوقلموں: رنگارنگ۔ بر رائے نشستن: قیام کرنے کی رائے پر۔ ریحان: ایک خوشبودار پھول۔ نازبو۔ ہر قسم کا خوشبودار پھول گلاب کے سوا۔ سنبل: ایک خوشبودار ولایتی پھول۔ اور سنبل و سنبل الطیب بالچھڑ کو کہتے ہیں ایک خوشبودار گھاس ہے۔ ضیمراں: بفتح ضاد و سکون یا و ضم میم۔ ایک قسم کا خوشبودار پھول۔ بعض نسخوں میں ضمیراں لکھا ہوا ہے۔ یعنی گلاب، نازبو، سنبل اور ضیمراں کے پھولوں کا ایک دستہ اپنے دامن میں بھر لایا۔ بامداداں: صبح کا وقت۔ الف نون زائد ہے، وقت کا معنی پیدا کرنے کے لیے بڑھاتے ہیں۔ جیسے نیم شباں۔ آدھی رات کا وقت۔ آہنگِ رجوع: واپسی کا ارادہ، لوٹنے کا ارادہ۔ ہر چہ نپاید: جو چیز پائیدار نہیں۔ قائم رہنے والی نہیں۔ نشاید: لائق نہیں۔ طریق چیست: یعنی اے سعدی! اس گفتگو سے تمہاری غرض کیا ہے؟۔

نزہت: پاکیزگی، تروتازگی، فرحت بخشی۔ فسحت: فراخی، کشادگی۔ گلستاں: پھولوں کی جگہ۔ باغیچہ۔ دستِ تطاول: ظلم کا ہاتھ۔ دست درازی۔
عیش: زندگانی۔ ربیع: موسم بہار۔ طیش: تندی و تیزی۔ خریف: موسم خزاں۔ طبق: تھالی۔ پھولوں کا ٹوکرا۔ خوش باشد: شاداب رہے گا۔
حالے کہ: جیسے ہی۔ جونہی۔ در دامنم آویخت: میرا دامن پکڑ لیا۔ مجھ سے چمٹ گیا۔ مراد ہے اصرار کرنے لگا۔

الکریم الخ: شریف آدمی جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔ فصل: پارۂ از کلام۔ ایک طرح کے مطالب پر مشتمل مضمون۔ یہاں باب کے تحت چند

اَلکریم اذا وعد وفیٰ فصلے دو ہماں روز اتفاق بیاض افتادہ در حسن معاشرت و آداب محاورت در لباسے کہ متکلماں را بکار آید و مترسلاں را بلاغت افزاید فی الجملہ ہنوز از گلستاں بقیتے ماندہ بود کہ کتاب گلستاں تمام شد واللہ اعلم واحکم بالصواب

ذکر پادشاہزادۂ جہاں سعد بن ابی بکر بن سعد نور اللہ قبرہ

و تمام آنگہ شود بحقیقت کہ پسندیدہ آید در بارگاہ جہاں پناہ سایۂ کردگار پرتو لطف پروردگار ذخر زماں و کہف اماں المؤید من السماء المنصور علی الاعداء عضد الدولۃ القاہرۃ سراج الملۃ الباہرۃ جمال الانام مفخر الاسلام سعد بن الاتابک الاعظم شہنشاہ المعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم سلطان البر والبحر وارث ملک سلیمان مظفر الدین ابوبکر بن سعد بن زنگی ادام اللہ اقبالہما وضاعف اجلالہما وجعل الی کل خیر مآلہما بکرشمۂ لطف خداوندی مطالعہ فرماید

قطعہ

گر التفات خداوندیش بیاراید | نگارخانۂ چینی و نقش ارژنگیست

حکایات لکھنے سے عبارت ہے۔ ہماں روز: اسی دن۔ اتفاق بیاض افتاد: یعنی صاف صاف لکھ ڈالا۔ بیاض: سفیدی۔ مسودہ کو صاف کرکے لکھنا۔ حسن معاشرت: رہن سہن کی خوبی۔ مل جل کر رہنے کی خوبی یعنی اچھائی کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارنے کے بیان میں۔ آداب: ادب کی جمع۔ طریقے۔ سلیقے۔ محاورت: گفتگو۔ آداب محاورت: بات چیت کا سلیقہ۔ لباس: مراد طرز اور انداز ہے۔ متکلماں: کلام کرنے والے مراد علماء ہیں۔ مترسلاں: خط و کتابت کرانے والے مراد انشاء پردازی کرنے والے اور درباری کاتبین ہیں۔ فی الجملہ...الخ: یعنی مختصر یہ کہ موسم گل ابھی ختم بھی نہ ہوا تھا کہ گلستاں کتاب کی تصنیف مکمل ہو گئی۔ واللہ اعلم...الخ: اور اللہ ہی درست جاننے والا اور حکم دینے والا ہے۔ نور اللہ قبرہ: اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو روشن کرے۔ تمام آنگہ شود الخ: یعنی گلستاں کتاب ظاہر میں اگرچہ مکمل ہو گئی مگر حقیقت میں مکمل اس وقت سمجھی جائے گی جب بادشاہ اس کو پسند کرے۔ اور شہزادہ بلطف خداوندی اس کا مطالعہ کرے۔ دربار گاہ جہاں: یہاں سے "مفخر الاسلام" تک سعد بن اتابک شہزادہ کی تعریف ہے اور "الاتابک الاعظم" سے "مظفر الدین" تک ابوبکر بادشاہ کی تعریف ہے جو سعد کا باپ ہے۔ ذخر زماں: مبتدا ہے اور بکرشمۂ الخ اس کی خبر ہے۔ ذخر: ذخیرہ۔ کہف: غار۔ کہف اماں: امن و امان کی پناہ گاہ۔ المؤید: تائید یافتہ۔ المنصور علی الاعداء۔ دشمنوں پر فتحیاب۔ عضد الدولۃ القاہرۃ: زبردست سلطنت کا قوت بازو۔ سراج الملۃ الباہرۃ: روشن مذہب کا چراغ۔ جمال الانام: مخلوق کی زینت م۔ مفخر الاسلام: اسلام کے لیے باعث فخر۔ الاتابک الاعظم: بڑا اتالیق واستاذ۔ المعظم: باعظمت۔ مالک رقاب الامم: قوموں کی گردنوں کا مالک۔ یعنی سب کا آقا۔ مولی ملوک العرب والعجم: عرب و عجم کے بادشاہوں کا آقا۔ سلطان البر والبحر: خشکی و تری کا بادشاہ۔ وارث ملک سلیماں: سلیمان علیہ السلام کے ملک کا وارث۔ مظفر الدین والدنیا: دین و دنیا میں کامیاب۔ ادام اللہ اقبالہما: اللہ تعالیٰ ان دونوں کا اقبال سدا برقرار رکھے۔ ضاعف اجلالہما: ان دونوں کی بڑائی دوگنی کرے۔ وجعل الی کل خیر مآلہما۔ اور ہر بہتری کو ان کا انجام کار بنائے۔ کرشمہ: اشارۂ چشم و ابرو، آنکھ کی جھپکی۔ ادائے محبوبانہ۔ اعجاز۔ کرامت۔ لطف خداوندی: کرم شاہی۔ نگارخانۂ چینی: چین کے تصویر [illegible]

امید ہست کہ روئے ملال درنکشد | ازیں سخن کہ گلستان نہ جائے دلتنگیست
علی الخصوص کہ دیباچہ ہمایونش | بنامِ سعدِ ابوبکرِ سعد بن زنگیست

ذکرِ امیرِ کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہٗ

دیگر عروسِ فکرِ من از بے جمالی سر برنیارد و دیدۂ یاس از پشتِ پائے خجالت برندارد و در زمرۂ صاحب نظراں متجلی نشود مگر آنگہ کہ متحلی گردد بزیورِ قبولِ امیرِ کبیر عالم عادل مظفّر و منصور ظہیرِ سریرِ سلطنت مشیرِ تدبیرِ مملکت کہفُ الفقرَا ملاذُ الغربَا مُربی الفضلَا مُحبُّ الاتقیا افتخارِ آلِ پارس یمینُ المُلک مَلِکُ الخَوَاصّ باربک فخرُ الدّولۃِ والدّین غیاثُ الاِسلامِ والمُسلمین عُمدۃُ المُلوک والسّلاطین ابی بکر بن ابی نصر اَطالَ اللہُ عُمرَہٗ واَجلَّ قدرَہٗ وشرحَ صدرَہٗ وضاعفَ اَجرَہٗ کہ ممدوحِ اکابرِ آفاق ست ومجموعِ مکارمِ اخلاق

شعر

ہر کہ در سایۂ عنایتِ اوست | گنہش طاعتست و دشمن دوست
برہریک از سائرِ بندگاں وحواشی خدمتے متعیّن ست کہ اگر در ادائے

دیباچہ: آغازِ کلام، کتاب کا ابتدائی حصہ۔ مقدمہ۔ چونکہ ''دیبا'' ریشمی منقش کپڑے کو کہتے ہیں اور ''چہ'' تصغیر کے لیے ہے کتاب کا یہ حصہ منقش ومزین کر کے لکھا جاتا ہے اس لیے اس کو دیباچہ کہتے ہیں۔ ہمایوں: مبارک۔ اَطالَ اللہُ عمرہ: اللہ تعالیٰ اس کی زندگی دراز فرمائے۔ سعد ابوبکر: سے مراد سعد بن ابوبکر ہے۔ فخر الدین ابوبکر۔ وزیر کا نام ہے۔ دیگر: اس کے علاوہ۔ بعض نسخوں میں ''بکر'' ہے۔ یہاں سے سعدی نے اپنی فصیح وبلیغ عبارت کے ذریعہ وزیر موصوف کی تعریف کی ہے یعنی بادشاہ اور شہزادے کی پسند اور مطالعہ کے ساتھ وزیر موصوف کی قبولیت بھی درکار ہے۔ دوشیزہ: لڑکی۔ عروس: دلہن۔ دیدۂ یاس: چشم ناامیدی۔ خجالت: شرمندگی۔ زُمرہ: جماعت۔ گروہ۔ متجلی: روشن۔ متحلی: آراستہ۔ سجا ہوا۔ ظہیر: مددگار۔ سریر: تخت۔ ملاذ: پناہ گاہ۔ مربی الفضلاء: فضیلت والوں کی پرورش کرنے والا۔ افتخار آلِ پارس: اہل فارس کے لیے سرمایۂ فخر۔ یمین الملک: حکومت کا دست راست۔ ملک الخواص: بادشاہ کے مصاحبوں کے امیر۔ باربک: وزیر حضوری کا لقب ہے۔ بک: ترکی لفظ بیگ کا مخفف ہے بمعنی صاحب وسردار، بار بمعنی حضوری۔ غیاث: مددگار۔

عمدۃ: معتمد علیہ۔ قابل اعتماد۔ اجل قدرہ: خدا اس کی قدر ومنزلت بڑھائے۔ شرح صدرہ: اس کے سینے کو کھول دے۔ (اسے خوش رکھے) وضاعف اجرہ: اس کا ثواب دوچند کرے۔ اکابر آفاق: دنیا کے بڑے بڑے لوگ۔ مجموع مکارم اخلاق: اخلاقی بزرگیوں اور خوبیوں کا مجموعہ۔ ہرکہ: یعنی جو شخص اس کے زیر سایہ ہے اس کی برائی بھی بھلائی شمار ہوگی۔ اور دشمن بھی اظہار دوستی پر مجبور ہوگا۔ سائر: تمام۔ حواشی: حاشیہ کی جمع۔ خدمت گزار۔ نوکر چاکر۔

برخے ازاں تہاون وتکاسل روا دارند در معرضِ خطاب آیند ودر محلِّ عتاب مگر براں طائفۂ درویشاں کہ شکرِ نعمتِ بزرگاں بر ایشاں واجب ست وذکرِ جمیل ودعائے خیر وادائے چنیں خدمت در حدِّ غَیبت اولیٰ ترست کہ در حضور ایں بہ تصنّع نزدیک ست وآں از تکلّف دور وباجابت مقرون۔

قطعہ

پشتِ دوتائے فلک راست شد از خرّمی	تا چو تو فرزند زاد مادرِ ایام را
حکمتِ محض ست گر لطفِ جہاں آفریں	خاص کند بندہ مصلحتِ عام را
دولتِ جاوید یافت ہر کہ نکونام زیست	کز عقبش ذکرِ خیر زندہ کند نام را
وصفِ ترا گر کنند ور نکنند اہلِ فضل	حاجتِ مشّاطہ نیست روئے دلآرام را

ذکرِ تقصیرِ خدمت وموجبِ اختیارِ عُزلت

تقصیر وتقاعدے کہ در مواظبت خدمتِ بارگاہِ خداوندی میرود بنابر آنست کہ طائفۂ از حکمائے ہندوستان در فضائلِ بزرجمہر سخن میگفتند بآخر جز ایں عیبش ندانستند کہ در سخن گفتن بطی ست

برخے: تھوڑی سی۔ کچھ بھی۔ تہاون وتکاسل: سستی اور کاہلی۔ معرض: جگہ۔ خطاب: گفتگو مراد غصہ وسزا ہے۔ عتاب: سرزنش۔ ذکر جمیل: اچھا ذکر۔ ادائے چنیں خدمت در حدِ غیبت الخ: یعنی کسی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا بہتر ہے۔ اور فوراً قبول ہوتی ہے۔ اور سامنے دعا دینے میں ایک قسم کی بناوٹ ہوسکتی ہے۔ غیبت: عدم موجودگی۔ اولیٰ تر: زیادہ بہتر۔ تصنع: بناوٹ۔ اجابت: قبولیت۔ پشت: پیٹھ۔ دوتا: جھکی ہوئی۔ خمیدہ۔ دوہری۔ خرّمی: خوشی۔ زاد: پیدا ہوا۔ حکمت محض: خبر مقدم ہے اور "گر لطف" الخ جملہ شرطیہ مبتدا موخر ہے۔ اور بیت کے آخر میں "را" برائے کے معنی میں ہے۔ یعنی عام لوگوں کی اصلاح کے لیے اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو خاص کرلے تو یہ اس کی خالص حکمت ہے۔ دولت جاوید: ہمیشگی کی دولت۔ عقبش: اس کے بعد۔ مشاطہ: کسی کا بناؤ سنگار کرنے والی عورت۔ دلآرام: حسین، محبوب۔ معشوق۔ تقصیر: کوتاہی۔ موجب۔ سبب۔ تقاعد: کسی کام سے بیٹھ رہنا۔ تقصیر و تقاعد: کوتاہی اور سستی۔ مواظبت: ہمیشگی۔ کسی کام کو مسلسل کرتے رہنا۔ بزرجمہر: نوشیرواں کے وزیرِ اعظم کا نام۔ بزرگ مہر کا معرب ہے جیم سے تھا۔ تصرف کے بعد ج ہوگیا۔ در سخن گفتن بطی است: بات کہنے میں سست ہے۔ دیر لگاتا ہے۔ بطی: سست۔ درنگ: دیر۔

مستمع: سننے والا۔ اندیشہ کردن: غور وفکر کرنا۔ چہ گویم: کیا کہوں میں؟۔ پشیمانی خوردن: شرمندگی جھیلنا۔ پشیمانی اٹھانا۔ سخندان: سمجھدار۔

یعنی درنگ بسیار ہمیکند و مُستمع را بسے منتظر می باید بود تا وے تقریر سخنے کند بزرجمہر بشنید و گفت اندیشہ کردن کہ چگویم بہ از پشیمانی خوردن کہ چرا گفتم

نظم

سخندانِ پرورده پیرِ کہن | بیندیشد آنگہ بگوید سخن
مزن بے تأمل بگفتار دم | نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم
بیندیش و آنگہ برآور نفس | وز آن پیش بس کن کہ گویند بس
بنطق آدمی بہتر ست از دواب | دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

فکیف در نظرِ اعیانِ حضرتِ خداوندی عزّ نصرہٗ کہ مجمعِ اہلِ دل ست و مرکزِ علمائے متبحر اگر در سیاقتِ سخن دلیری کنم شوخی کردہ باشم و بضاعتِ مزجات بحضرتِ عزیز آوردہ و شبہ در بازارِ جوہریاں جوئے نیارد و چراغ پیشِ آفتاب پرتوے ندارد و منارۂ بلند بر دامنِ کوہِ الوند پست نماید۔

مثنوی

ہر کہ گردن بدعوے افرازد | خویشتن را بگردن اندازد
سعدی افتادہ است و آزادہ | کس نیاید بجنگِ افتادہ

تجربہ کار۔ سخندان پروردہ پیر کہن: تجربہ کار تربیت یافتہ بوڑھا جب کوئی بات کہتا ہے تو پہلے سوچ لیتا ہے۔ بے تأمل: بے سوچے۔ بگفتار دم مزن: گفتگو مت کر۔ نفس برآوردن: بات کرنا۔ بات زبان سے نکالنا۔ دواب: دابہ کی جمع۔ چوپایہ۔ فکیف: تو کیسے۔ تو کس طرح۔ تو کیا حال ہوگا؟۔ مبتدائے محذوف کی خبر مقدم ہے۔ اعیان: سردار اں۔ امراء۔ بڑے بڑے لوگ۔ حضرت: بارگاہ۔ اعیان حضرت خداوندی: بارگاہ شاہی کے وزراء و امراء۔ عزّ نصرہ: اللہ اس کی نصرت کو عزت و غلبہ بخشے۔ اہل دل: سمجھ والے جو نہ کسی کو ستائیں نہ کسی سے رنجیدہ ہوں۔ علمائے متبحر: زبردست علماء۔ سیاقت سخن: کلام کہنا۔ بات کہنا۔ بضاعت: پونجی۔ مزجات: کھوٹی۔ تھوڑی اور بے اعتبار۔ بضاعت مزجات: متاع قلیل۔ عزیز: مصر کے بادشاہوں کا لقب۔ اور زمانۂ قدیم میں مصر کے وزیروں کا لقب تھا۔ یہ اس

واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے پاس تھوڑا سرمایۂ تجارت لے کر آئے تھے۔ شبہ: پوت۔ کانچ کے دانے۔ جوے نیارد: یعنی میرا کلام پوتھ کی طرح بے حقیقت ہے۔ نقادانِ سخن کے بازار میں کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔ پرتو: چمک۔ روشنی۔ شعاع۔ کوہ الوند: ہمدان کا پہاڑ جو اونچائی میں مشہور ہے۔ بگردن اندازد: یعنی ذلیل کرتا ہے۔ افتادہ: گرا ہوا۔ ناتواں۔ کمزور۔ آزادہ:

اول اندیشہ الخ: یعنی پہلے سوچ لینا چاہئے پھر گفتگو کرنی چاہئے۔ (کیونکہ) پہلے بنیاد بھری جاتی ہے۔ پھر دیوار کی چنائی ہوتی ہے۔ نخل

اول اندیشہ وانگہی گفتار	پائے بیش آمدست و پس دیوار
نخل بندم ولے نہ در بستاں	شاہدم من ولے نہ در کنعاں

لقمان را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینایاں کہ تا جائے نہ بینند پائے ننہند

قَدِّمِ الْخُرُوْجَ قَبْلَ الْوُلُوْجِ مصرعہ مردیت بیازما وانگہ زن کن

قطعہ

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ	چہ زند پیشِ بازِ روئیں چنگ
گربہ شیرست در گرفتنِ موش	لیک موش ست در مصافِ پلنگ

اما باعتمادِ وسعتِ اخلاقِ بزرگاں کہ چشم از عوائبِ زیردستاں بپوشند و در افشائے جرائمِ کہتراں نکوشند کلمۂ چند بطریقِ اختصار از نوادر و امثال و شعر و حکایات و سِیَرِ ملوکِ ماضی رحمہم اللہ دریں کتاب درج کردیم و برخے از عمرِ گرانمایہ بروخرج موجبِ تصنیفِ کتاب ایں بود و باللہ التوفیق

قطعہ

بماند سالہا ایں نظم و ترتیب	زما ہر ذرہ خاک افتادہ جائے
غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت	کند در کارِ درویشاں دعائے

بند: باغباں۔ مالی، پودے لگانے والا۔ بستاں: باغ۔ شاہد: معشوق۔ کنعاں: ایک شہر کا نام جو یعقوب علیہ السلام کا مسکن اور یوسف علیہ السلام کا مولد اور پروان چڑھنے کی جگہ ہے۔ از کہ: کس سے۔ قدم الخروج قبل الولوج: اندر جانے سے پہلے باہر نکلنے کی تدبیر سوچ لو۔ مردیت بیازما: یعنی پہلے اپنی قوت مردانگی کا جائزہ لے لو پھر شادی کرو۔ شاطر: چالاک۔ خروس: مرغا۔ روئیں: کانسی۔ باز کے پنجوں پر کانسی کے خار چڑھا دیئے جاتے ہیں۔ موش: چوہا۔ مصاف: لڑائی۔ پلنگ: بفتحتین: ایک درندے کا نام جس کے بدن پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔ نمر یعنی تیندوا۔ چیتے کا ہمشکل کوئی جانور۔ عوائب: جمع ہے۔ برائیاں۔ افشاء: ظاہر کرنا۔ پھیلانا۔ جرائم: جریمہ کی جمع ہے۔ جرم۔ خطا۔ نوادر: واحد نادر۔ کمیاب چیز۔ انوکھی۔ امثال: کہاوتیں۔ سیر: سیرت کی جمع۔ طور طریقہ، علم تاریخ۔ برخے: کچھ حصہ۔ گرانمایہ: قیمتی۔ موجب: سبب۔ بماند

سالہا: یعنی یہ کتاب گلستاں ہمیشہ باقی رہے گی اور ہمارے جسم کا ہر پرزہ بکھر چکا ہوگا۔ ذرہ خاک: میں فک اضافت ہے۔ یعنی اجزائے خاک ما پریشاں افتادہ باشد۔ کار درویشاں: مراد خود سعدی ہیں۔ بعض نسخوں میں اس کی جگہ "ایں مسکیں" ہے۔

امعانِ نظر در ترتیبِ کتاب و تہذیبِ ابواب ایجازِ سخن را مصلحت دید تا مر ایں روضۂ غنّا و حدیقۂ غلباء را چوں بہشت ہشت باب اتفاق افتاد ازیں سبب مختصر آمد تا بہ ملامت نہ انجامد واللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوابِ وَاِلَیۡہِ الۡمَرۡجِعُ وَالۡمَاٰبُ۔

بابِ اوّل در سیرتِ پادشاہاں	بابِ دوم در اخلاقِ درویشاں
بابِ سوم در فضیلتِ قناعت	بابِ چہارم در فوائدِ خاموشی
بابِ پنجم در عشق و جوانی	بابِ ششم در ضعف و پیری
بابِ ہفتم در تاثیرِ تربیت	بابِ ہشتم در آدابِ صحبت و حکمت

مثنوی

دراں مدت کہ مارا وقت خوش بود ‖ ز ہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود (۶۵۶)

مرادِ ما نصیحت بود و گفتیم ‖ حوالت با خدا کردیم و رفتیم

بابِ اوّل در سیرتِ پادشاہاں

حکایت پادشاہے را شنیدم کہ بکشتنِ اسیرے اشارہ کرد بیچارہ دراں حالتِ نومیدی بزبانے کہ داشت ملک را دشنام دادن گرفت

امعانِ نظر: گہری نظر۔ تیز نگاہی۔ غور و فکر۔ تہذیب: آراستہ کرنا۔ ایجاز: اختصار۔ روضہ و حدیقہ: باغ، باغیچہ، غنّا و غلباء: گنجان، گھنا۔ دونوں واحد ہیں صفت کے صیغے ہیں ہمزہ کے ساتھ۔ غلباء کی جمع غُلبٌ آتی ہے قرآن میں ہے "وحدائق غلبا"۔ اور گھنے باغیچے، اس عبارت میں تلمیح اور آئندہ تجنیس خطی ہے۔ ہشت بہشت: آٹھ جنتیں۔ جنت کے ۸ طبقے ہیں۔ دار السلام۔ دار الخلد۔ دار القرار۔ جنت عدن۔ جنت نعیم۔ جنت الماویٰ۔ علیین۔ فردوس۔ واللہ اعلم الخ: درست بات اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔ اور وہی رجوع (لوٹنے) کی جگہ اور ٹھکانا ہے۔ دراں مدت کہ الخ: اس شعر میں شیخ سعدی نے گلستان کی تاریخ اور سنہ تالیف بیان کیا ہے۔ یعنی جب میں نے یہ کتاب گلستاں مرتب کی ہے۔ اس وقت ۶۵۶ ہجری تھی۔ پادشاہاں: جمع ہے واحد پادشاہ۔ اور اس میں اضافت مقلوبی ہے۔ یہ پاد اور شاہ سے مرکب ہے۔ پاد بمعنی تخت اور شاہ بمعنی خداوند اور مالک۔ یعنی تخت کا مالک۔ باء موحدہ کے ساتھ صحیح نہیں ظاہرا ہندی زبان میں اس کے جزء اول سے ناگواری کی بنا پر باء عربی سے مشہور ہوگیا۔ حکایت: کہانی، داستان، قصہ۔ اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں اور حاکموں کو عوام کی نازیبا حرکتوں سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ تحمل اور بردباری سے کام لینا چاہئے۔ بزبانے کہ داشت: جس زبان میں وہ بات کرتا تھا۔ دشنام دادن گرفت: گالی دینا شروع کر دیا۔ سقط: بیہودہ باتیں۔ دست از جان شستن: زندگی سے ہاتھ دھولینا یعنی زندگی سے مایوس ہو جانا۔ ہر کہ دست از جان الخ: یعنی جو کوئی زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے پھر

وسقط گفتن کہ گفتہ اند ہر کہ دست از جاں بشوید ہر چہ در دل آید بگوید

بیت

وقتِ ضرورت چو نماند گریز | دست بگیرد سرِ شمشیرِ تیز

شعر

اِذَا یَئِسَ الْاِنْسَانُ طَالَ لِسَانُہٗ | کَسِنَّوْرٍ مَغْلُوْبٍ یَصُوْلُ عَلَی الْکَلْبِ

ملک پرسید کہ چہ میگوید یکے از وزرائے نیک محضر گفت اے خداوند ہمیگوید وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ملک را رحمت آمد و از سرِ خونِ او در گذشت وزیرِ دیگر کہ ضدِ او بود گفت ابنائے جنسِ ما را نشاید در حضرت پادشاہاں جز براستی سخن گفتن ایں ملک را دشنام داد و ناسزا گفت ملک روی ازیں سخن درہم کشید و گفت آں دروغ وے گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازیں راست کہ تو گفتی کہ روئے آں در مصلحتے بود و بنائے ایں بر خبثے و خردمنداں گفتہ اند دروغِ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

قطعہ

ہر کہ شاہ آں کند کہ او گوید | حیف باشد کہ جز نکو گوید

لطیفہ بر طاقِ ایوانِ فریدوں نوشتہ بود

دست بگیرد: یعنی جب جائے گریز نہیں رہ جاتی تو بے اختیار مقتول کا ہاتھ تلوار کی دھار پکڑ لیتا ہے۔ (حالانکہ اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا) اور بعض نے اس کا مفہوم یوں بیان کیا۔ کہ جب مجالِ گریز نہ رہ جائے تو وہ تیز تلوار اٹھالیتا ہے یعنی جنگ پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اذا یئس ..الخ: انسان جب زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے (یعنی بولنے میں بیباک ہو جاتا ہے۔) جیسے عاجز بلی کتے پر حملہ کر بیٹھتی ہے۔ وزراء: وزیر کی جمع ہے۔ کسی کا بوجھ اٹھانے والا۔ چونکہ بار سلطنت اٹھانے میں بادشاہ کا مشیر ہوتا ہے اس لیے اسے وزیر کہتے ہیں۔ نیک محضر: نیک خیال۔ اچھی عادت والا۔ والکاظمین ...الخ: وہ لوگ جو غصہ پی جانے والے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں (خدا کی بارگاہ میں محبوب ہیں) ابناء جنس: ہم پیشہ، ہم رتبہ۔ ناسزا: نازیبا باتیں۔ نامناسب۔ فتنہ انگیز: شر انگیز۔ جھگڑالو۔ ہر کہ شاہ آں کند الخ: یعنی جس کو یہ مقام حاصل ہو جائے کہ بادشاہ اس کے کہنے پر چلتا ہو پھر وہ بھلی بات نہ کہے تو بڑا ظلم ہے۔ حیف: ظلم۔ طاق: محراب۔ ایوان: محل۔ فریدون: ایران کا ایک عظیم الشان بادشاہ جو انتہائی ظالم بادشاہ ضحاک کو قتل کر کے بادشاہ بنا تھا۔

مثنوی

جہاں اے برادر نماند بکس	دل اندر جہاں آفریں بند و بس
مکن تکیہ بر مُلکِ دنیا و پُشت	کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کُشت
چو آہنگِ رفتن کند جانِ پاک	چہ بر تخت مُردن چہ بر روئے خاک

حکایت(۲) یکے از ملوکِ خُراسان سلطان محمود سبکتگین را بخواب دید کہ جملہ وجودِ او ریختہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچناں در چشمخانہ ہمیگردید و نظر میکرد و سائرِ حکما از تاویلِ آں فروماندند مگر درویشے کہ بجا آورد و گفت ہنوز نگران ست کہ مُلکش با دگران ست

قطعہ

بس نامور بزیرِ زمیں دفن کردہ اند	کز ہستیش بروئے زمیں بر نشاں نماند
آں پیر لاشہ را کہ سپردند زیرِ خاک	خاکش چناں بخورد کزو استخواں نماند
زندہ است نامِ فرخِ نوشیرواں بعدل	گرچہ بسے گذشت ۔ نوشیرواں نماند
خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر	زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

حکایت(۳) ملک زادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر برادرانش بلند و خوبروی بارے پدر بکراہیت و استحقار درو نظر ہمیکرد پسر بفراست و

جہاں آفریں: دنیا پیدا کرنے والا۔ خداوند تعالیٰ۔ دل بستن: دل لگانا۔ تکیہ و پشت: اعتماد، بھروسہ۔ آہنگ: قصد، ارادہ۔ حکایت ۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ حکومت ناپائیدار ہے۔ اس پر مغرور ہوکر ظلم و ستم نہ کرنا چاہئے بلکہ عدل و انصاف اور کارہائے خیر کے ذریعہ ذکر دوام حاصل کرنا چاہئے۔ ملوک: واحد مَلِک۔ بادشاہ۔ خراسان: فارس و عراق سے مشرق میں ایران کا ایک ملک جو اقلیم چہارم میں واقع ہے۔ سلطان محمود: (۳۵۷۔۴۲۱ھ) غزنی کا عظیم الشان حکمراں جس نے ہندوستان پر بارہ حملے کیے تھے۔ سبکتگین: (۳۳۱۔۳۸۷) محمود کے باپ ناصر الدین کا نام ہے۔ مرکب ہے سبک بمعنی تیز و چالاک اور تگین بمعنی قدم سے۔ اس کی چستی اور چالاکی کے سبب یہ نام پڑا۔ ترکی نژاد تھا۔ عمر کے ابتدائی ایام الپتگین نیشاپوری کی ملازمت اور غلامی میں گزارے۔ وجود: جسم۔ چشم خانہ: آنکھ کا حلقہ۔ "نگران است" اور "دگران ست" کے درمیان جو صنعت کی خوبی ہے وہ لطف سے خالی نہیں۔ اور معنی یہ ہوئے کہ اس کی آنکھیں اب تک یہ دیکھ رہی ہیں کہ اس کا ملک دوسروں کے قبضہ میں ہے۔ بجا آورد: یعنی خواب کی تعبیر بیان کی۔ بروے زمین بر: اصل میں بر روے زمین تھا۔ ضرورت شعری کی بنا پر موخر کردیا اور روے پر با زائدہ داخل کردیا۔ دوسرے نسخوں میں یوں ہے "بروے زمین یک نشاں نماند" یعنی روے زمین پر کوئی نشان باقی نہ رہا۔ پیر لاشہ: اس سے مراد: ہوسکتا ہے کہ وہ عورت ہو جس کے مکان کی وجہ سے نوشیرواں کے محل کی دیوار ٹیڑھی رہی اور نوشیرواں نے زبردستی اس سے مکان خالی کرانا پسند نہ کیا۔ یا سلطان محمود مراد لیا جائے۔ استخواں: ہڈی۔ فرخ: مبارک۔ نوشیرواں: ایران کے ایک مشہور بہ عادل اور خوشخو بادشاہ کا نام جس کا لقب کسریٰ تھا شارح سروری نے اس کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ "ولدت انا فی زمن الملک العادل" یعنی میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ علامہ ملا علی قاری نے "الموضوعات الکبریٰ" میں فرمایا "قال السخاوی لااصل لہ وقال الزرکشی "کذب باطل" وقال السیوطی قال البیہقی فی شعب الایمان تکلم شیخنا ابوعبداللہ الحافظ فی بطلان ما یرویہ بعض الجہلاء عن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم "ولدت في زمن الملک العادل، یعنی انوشرواں" (ص: ۲۵۹) بسے گزشت: بہت

استبصار: دانائی سمجھداری۔ قامت: قد۔ کہتر: چھوٹا۔ نہ ہرچہ الخ: کیا ایسا نہیں کہ قد میں چھوٹا قدر و قیمت میں بڑا ہو۔ یعنی ایسا ہے اور

استبصار دریافت وگفت اے پدر کوتاہِ خردمند بہ کہ نادانِ بلند نہ ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر فقرہ اَلشَّاۃُ نَظِیْفَۃٌ وَالْفِیْلُ جِیْفَۃٌ

شعر

اَقَلُّ جِبَالِ الْاَرْضِ طُوْرٌ وَّاِنَّہٗ | لَاَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَدْرًا وَّمَنْزِلَا

قطعہ

آں شنیدی کہ لاغرِ دانا | گفت بارے بابلہِ فربہ
اسپِ تازی اگر ضعیف بود | ہمچناں از طویلۂ خربہ

پدر بخندید وارکانِ دولت بپسندیدند وبرادراں بجاں برنجیدند

قطعہ

تامرد سخن نگفتہ باشد | عیب وہنرش نہفتہ باشد
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست | شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

شنیدم کہ ملک را دراں مدت دشمنے صعب روئے نمود چوں لشکر از ہر دو طرف روئے درہم آوردند وقصدِ مبارزت کردند اولِ کسیکہ بمیداں درآمد آں پسر بود وگفت

قطعہ

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من | آں منم کاندر میانِ خاک وخوں بینی سرے

بعض نسخوں میں "کہتر" کی جگہ "مہتر" ہے تو اب ترجمہ یوں ہوگا۔ ایسا نہیں کہ جو قد اور جثہ میں بڑا ہو قدر و قیمت میں بھی بڑھا ہوا ہو۔ فقرہ: نثری عبارت کا ایک ٹکڑا۔ الشاۃ۔ الخ: بکری پاکیزہ ہے اور ہاتھی مردار ہے، (حرام ہے) یعنی بکری قد میں ہاتھی سے چھوٹی ہے مگر حلال اور پاک ہے۔ اَقلّ جبالِ الارض ... الخ: یعنی کوہ طور روئے زمین کے دیگر پہاڑوں سے چھوٹا ہے۔ مگر قدر و منزلت میں اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ کوہ طور: وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا اور رب کی تجلیات سے نوازے گیے۔ لاغر: دبلا پتلا۔ فربہ: موٹا۔ ابلہ: بیوقوف۔ اسپ تازی: عربی گھوڑا۔ طویلہ: مجازاً اصطبل۔ یعنی ایک کمزور دبلا پتلا عربی گھوڑا گدھوں کے ایک طویلہ یعنی بہت سے گدھوں سے بہتر ہے۔ ارکان دولت: حکومت کے وزراء اور مشیر۔ بیشہ: جنگل، جھاڑی۔ صعب: سخت، مراد طاقتور۔ روئے درہم آوردن: آمنے سامنے ہونا۔ قصد مبارزت: ایک دوسرے سے لڑنے کا ارادہ۔ نہ بینی پشت من: یعنی میں پیٹھ دکھا کر نہ بھاگوں گا۔ آں منم ... الخ: یعنی میں وہ ہوں کہ خاک و خون میں میرا سر آغشتہ ہوگا۔

کانکہ: کہ آں کہ: کہ بیانیہ اور آنکہ اسم موصول ہے۔ روز میداں: مراد جنگ کے دن۔ بخونِ لشکرے: یعنی بخونِ لشکرے بازی می کند۔ ایک کے بھاگنے سے پورے لشکر کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ زد: حملہ کردیا۔ مردانِ کاری: جنگی سپاہی۔ اے کہ شخص منت الخ: یعنی اے باپ! میرا وجود آپ کو اس وقت تک حقیر معلوم ہو رہا تھا جب تک آپ نے میری ہنرمندی اور جانبازی نہ دیکھی تھی۔ لاغر میاں: پتلی کمر والا۔ گاؤ پرواری: باڑے میں پلی ہوئی گائے (جو فربہ اور تندرست ہوتی ہے۔) پروار: جانوروں کا وہ باڑا جو چرواہے گرمی کے زمانہ میں جنگل کے کسی سایہ دار حصہ میں بنالیتے ہیں تاکہ جانور گرمی کے اثر سے محفوظ رہ کر فربہ ہوں۔ آہنگ گریز: بھاگنے کا ارادہ۔ تا جامۂ زناں نپوشید: یعنی ہرگز بزدلی نہ کرو۔ تہور: دلاوری۔ جوشِ مردانگی۔ ظفر: فتح وکامرانی۔ کنار: آغوش۔ گود۔ ہر روز نظر بیش کرد: یعنی دن بہ دن شفقت و مہربانی بڑھاتا رہا۔ ولیعہد: بادشاہ کا جانشین۔ وارث تخت وتاج۔ خواہر: بہن۔ غرفہ: بالا خانہ۔ دریچہ برہم زد: کھڑکی بجایا۔

کانکہ جنگ آرد بخونِ خویش بازی میکند | روزِ میداں وانکہ بگریزد بخونِ لشکرے

ایں بگفت و بر سپاہِ دشمن زد تنے چند مردانِ کاری را بکشت چوں بہ پیشِ پدر آمد زمین خدمت بوسید و گفت۔

قطعہ

اے کہ شخصِ منت حقیر نمود | تا درشتی ہنر نہ پنداری
اسپِ لاغر میاں بکار آید | روزِ میداں نہ گاؤ پرواری

آوردہ اند کہ سپاہِ دشمن بسیار بود و ایناں اندک جماعتے آہنگِ گریز کردند پسر نعرہ بزد و گفت اے مرداں بکوشید تا جامۂ زناں نپوشید سواراں را بگفتنِ او تہور زیادہ گشت و بیکبار حملہ کردند شنیدم کہ ہم دراں روز بر دشمن ظفر یافتند پدر سر و چشمش را بوسید و در کنار گرفت و ہر روز نظر بیش کرد تا ولیعہدِ خویش کرد برادرانش حسد بردند و زہر در طعامش کردند خواہرش از غرفہ بدید دریچہ برہم زد پسر بفراست دریافت دست از طعام باز کشید و گفت محالست کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جائے ایشاں گیرند۔

شعر

کس نیاید بزیرِ سایۂ بوم | ور ہما از جہاں شود معدوم

پدر را ازیں حال آگہی دادند برادرانش را بخواند و گوشمالی بواجب داد پس ہر یکے را از اطرافِ بلاد حصۂ مرضی معین کرد تا فتنہ فرو نشست

بوم: اُلو۔ نحوست میں مشہور پرندہ ہے۔ ہما: ایک مبارک پرندہ۔ جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جس کے سر پر گزر جائے بادشاہ یا وزیر بن جاتا ہے۔ گوشمال بواجب: مناسب سزا۔ بلاد: ملک۔ مرضی: پسندیدہ۔ بعض نسخوں میں یہ لفظ نہیں۔ پھر بھی معنی درست ہیں۔ نزاع: ... کا استعمال خالی از لطف نہیں۔

گلیم: کمبل، کملی۔ بذل: خرچ، بخشش۔ بے دگر: دوسری آدمی۔ ملک اقلیمے: بعض نسخوں میں یوں ہے۔ "ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ"۔ بفکر۔

ونزاع برخاست کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند

قطعہ

نیم نانے گر خورد مردِ خدای | بذلِ درویشاں کند نیمے دگر
مُلکِ اقلیمے بگیرد پادشاہ | ہمچناں در بندِ اقلیمے دگر

حکایت (۴) طائفہ دزدانِ عرب بر سرِ کوہے نشستہ بود و منفذِ کارواں بستہ و رعیتِ بُلداں از مکائدِ ایشاں مرعوب و لشکرِ سلطاں مغلوب بحکمِ آنکہ ملاذے منیع از قلّہ کوہے گرفتہ بودند و ماوائے و ملجائے خود کردہ مدبّرانِ ممالکِ آں طرف در دفعِ مضرّتِ ایشاں مشاورت کردند کہ اگر ایں طائفہ بریں نسق روزگارے مداومت نمایند مقاومت ممتنع گردد۔

مثنوی

درختے کہ اکنوں گرفت ست پائے | بہ نیروے شخصے برآید ز جائے
وگر ہمچناں روزگارے ہلی | بگردونش از بیخ برنگسلی
سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل | چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

سخن بریں مقرر شد کہ یکے را بتجسسِ ایشاں برگماشتند و فرصت نگاہ میداشتند تا وقتیکہ بر سرِ قومے راندہ بود و مقام خالی ماندہ تنے چند

فکر۔ حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے، کہ بد اصلوں سے بھلائی کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ ان کی بدگوہری کبھی نہ کبھی رنگ لائے گی۔ طائفہ: گروہ۔ سرکوہ: پہاڑ کی چوٹی۔ منفذ: راستہ۔ گزرگاہ۔ کارواں: قافلہ۔ بُلداں: بلد بمعنی شہر کی جمع۔ مکائد: مکیدہ کی جمع۔ مکر، فریب۔ ملاذ: پناہ گاہ۔ منیع: محفوظ، مضبوط۔ قلّہ: (پہاڑ کی) چوٹی۔ ماوی، ملجا: جائے پناہ۔ ٹھکانا۔ مدبراں: منتظمین۔ ممالک: مملکت کی جمع۔ دفعِ مضرت: نقصان دور کرنا۔ برایں نسق: اس طریقہ پر۔ مداومت: ہمیشگی۔ مقاومت: مقابلہ۔ ممتنع: ناممکن۔ پائے درخت: جڑ۔ نیرو: طاقت وقوت۔ ہلی: ہلیدن سے مضارع واحد حاضر کا صیغہ۔ چھوڑنا۔ گردونش: گردون: آسمان، ارابہ یعنی گاڑی۔ چرخی۔ گردونش کا تعلق مصرع اول سے بھی ہوسکتا ہے۔ تب معنی آسمان ہے۔ اور مصرع دوم سے بھی ہوسکتا ہے تب معنی بیل گاڑی یا چرخی ہے۔ قدیم زمانے میں درخت اکھاڑنے کے لیے جڑ کے ارد گرد زمین کھود کر ایک رسی اس میں بیل گاڑی سے باندھ دیتے جڑ کو پیچ دے کر بیلوں کو ہنکا دیا جاتا۔ بیلوں کے زور سے درخت اکھڑ جاتا۔ بعض نے کہا کہ یہاں ظاہر یہ ہے کہ گردوں سے مراد چرخی ہے جو اسبابِ جرِ ثقیل سے ہے۔ بہر تقدیر مراد زور اور قوت ہے۔ میل: سرمہ کی سلائی۔ بیخ۔ پیل: ہاتھی۔ تجسس: جاسوسی کرنا۔ ٹوہ میں پڑنا۔ فرصت: موقع۔

واقعہ دیدہ: جنگ کے تجربہ کار۔ جنگ آزمودہ۔ شعب: گھاٹی۔ شعب جبل: پہاڑ کی گھاٹی۔ سلاح: ہتھیار۔ رخت: سامان۔ غنیمت: جنگ میں ہاتھ آیا ہوا مال۔

مردانِ واقعہ دیدہ جنگ آزمودہ را بفرستادند تا در شعب جبل پنہاں شدند

شبانگاہے کہ دزداں باز آمدند سفر کردہ و غارت آوردہ سلاح از تن بکشادند

و رختِ غنیمت بنہادند نخستیں دشمنے کہ بر سرِ ایشاں تاخت آورد خواب

بود چندانکہ پاسے از شب بگذشت **شعر**

قرصِ خورشید در سیاہی شد | یونس اندر دہانِ ماہی شد

مردانِ دلاور از کمین گاہ بدر جستند و دستِ یگاں یگاں بر کتف بستند

بامداداں بدرگاہِ ملک حاضر آوردند ہمہ را بکشتن فرمود اتفاقاً در آنمیان

جوانے بود کہ میوۂ عنفوانِ شبابش نو رسیدہ و سبزۂ گلستانِ عذارش

نو دمیدہ یکے از وزیراں پائے تختِ ملک را بوسہ داد و روئے شفاعت

بر زمیں نہاد و گفت ایں پسر ہنوز از باغِ زندگانی بر نخوردہ است و

از ریعانِ جوانی تمتع نیافتہ توقع بکرم و اخلاقِ خداوندی آنست کہ

بہ بخشیدنِ خونِ او بر بندہ منت نہی ملک روی ازیں سخن درہم آورد و

موافق رائے بلندش نیامد و گفت

فرد

پرتو نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بد است | تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد است

تختیں: پہلا۔ تاخت آورد: حملہ کر گیا۔ خواب بود: یعنی سب سے پہلا دشمن جس نے ان پر حملہ کیا نیند تھی۔ پاسے از شب: رات کا ایک پہر۔ رات کا کچھ حصہ۔ قرص: ٹکیہ۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ مشہور قصہ ہے یہاں یہ چند وجوہ تشبیہ بتائی گئی ہے۔ تشبیہ مرکب بہ مرکب، تشبیہ مفرد بہ مفرد وغیرہ۔ قرص خورشید کے سیاہی میں چلے جانے کو یونس علیہ السلام کے دہان ماہی میں چلے جانے سے تشبیہ دیا ہے۔ یا یوں کہا جائے۔ قرص خورشید کو حضرت یونس سے، رات کی سیاہی کو دہان ماہی سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کہا گیا۔ مصرعۂ دوم دن کے جانے اور رات کے آنے سے کنایہ ہے نیز شعر میں تلمیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سورج ڈوبتے ہی رہزنوں کو نیند آگئی۔ کمین گاہ: گھات کی جگہ۔ یگاں یگاں: ایک ایک۔ کتف: شانہ۔ بستند: یعنی ہر ایک کی مشکیں کس دیں۔ مجرم کے ہاتھ پیچھے کاندھوں کی طرف لا کر شانوں پر باندھ دیئے جاتے ہیں جس سے سخت کرب و بے چینی ہوتی ہے۔ میوۂ عنفوان شبابش نو رسیدہ: جس کے آغازِ جوانی کا میوہ گدرایا ہوا تھا۔ یعنی وہ نوجوان تھا۔ عذار: رخسار، گال۔ ریعان: بہار۔ آغاز۔ پرتو: عادت۔ روشنی۔
[illegible] اسی طرح نا اہل اور بدطینت پر تربیت قرار نہیں پاتی۔

نسل: اولاد۔ خاندان۔ اخگر: چنگاری۔ افعی: کالا ناگ۔ مراد کوئی بھی سانپ ہے۔ بچہ اش: سانپ کا بچہ، سنپولیہ۔ آب زندگی: آب

نسل وبنیادِ اینان منقطع کردن اولیٰ ترست کہ آتش کشتن واخگر گذاشتن وافعی کشتن وبچہ اش نگاہداشتن کارِ خردمنداں نیست۔

ابر گر آبِ زندگی بارد | ہرگز از شاخِ بید بر نخوری
با فرومایہ روزگار مبر | کز نئے بوریا شکر نخوری

وزیر ایں سخن بشنید وطوعًا وکرہًا بپسندید وبر حسنِ رائے ملک آفریں خواند وگفت انچہ خداوند دام ملکہ فرمود عینِ صوابست ومسئلہ بیجواب کہ اگر در صحبتِ آں بداں تربیت یافتے طینتِ ایشاں گرفتے ویکے از ایشاں شدے اما بندہ امیدوارست کہ بہ صحبتِ صالحاں تربیت پذیرد وخوئے خردمنداں گیرد کہ ہنوز طفل ست وسیرتِ بغی وعنادِ آں قوم در نہادِ او متمکن نشدہ ودر حدیث ست کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ

قطعہ

پسرِ نوح با بداں بنشست | خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحابِ کہف روزے چند | پے نیکاں گرفت مردم شد

ایں بگفت وطائفہ از ندمائے ملک با وے بشفاعت یار شدند تا ملک از

حیات۔ بید: ایک درخت ہے۔ کہتے ہیں اس کے پھل نہیں ہوتا۔ فرومایہ: کمینہ۔ نئے بوریا: نرکل۔ پٹ سن کا پودا۔ طوعا وکرہا: خوشی ناخوشی۔ بادل ناخواستہ۔ دام ملکہ: اللہ اس کی بادشاہی ہمیشہ رکھے۔ مسئلہ بیجواب: ایسی بات جس کا کوئی جواب نہیں۔ طینت: عادت۔ سرشت۔ بغی وعناد: بغاوت ودشمنی۔ نہاد: طبیعت۔ کل مولود۔ الخ: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے ماں، باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ نوح: ایک جلیل القدر پیغمبر کا نام۔ جن کی دعا سے زبردست سیلاب آیا۔ ایک نسخے میں "بابداں یار گشت ہمسر لوط" بھی ہے چونکہ پسر نوح اور زوجہ لوط کا کفر دونوں ثابت اور خاندان نبوت سے خروج کا سبب ہے اس لیے دونوں نسخہ ہوسکتا ہے۔ سگ: کتا۔ اس کا قطمیر نام تھا۔ اصحاب کہف: غار والے۔ ان کا واقعہ مشہور ہے۔ یہ سات لوگ تھے۔ ظالم بادشاہ دقیانوس نے ان کو کفر پر مجبور کیا۔ تو بھاگ کر ایک غار میں چھپے۔ ان کے ساتھ ایک کتا تھا۔ حق تعالیٰ نے ان کو تین سو سال تک سلایا پھر بیدار ہوئے بادشاہ وقت بیدروس، وزراء اور ارکانِ دولت سے ملاقات ہوئی، پھر قیامت تک کے لیے سو گئے۔ مردم شد: کہتے ہیں کہ وہ کتا بلعم باعور کی شکل پر اٹھایا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ بلعم باعور قوم بنی اسرائیل کا بڑا عالم، مستجاب الدعوات عابد تھا۔ مگر لالچ میں آکر ہلاک ہو گیا (... ص ۲۸۰) ندماء: ندیم کی جمع ...

سرِ خونِ او در گذشت و گفت بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم۔

رباعی

دانی کہ چہ گفت زال بارستم گرد	دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد
دیدیم بسے کہ آب سرِ چشمۂ خرد	چوں بیشتر آمد شتر و بار ببرد

فی الجملہ پسر را بناز و نعمت برآوردند و اُستادِ ادیب را تربیتِ او نصب کردند تا حسنِ خطاب و ردِّ جواب و آدابِ خدمتِ ملوکش درآموختند و در نظرِ ہمگناں پسند آمد بارے وزیر از شمائلِ او در حضرت سلطان شمۂ میگفت کہ تربیتِ عاقلاں درو اثر کردہ است و جہلِ قدیم از جبلتِ او بدر بردہ ملک را ازیں سخن تبسّم آمد و گفت۔

بیت

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	اگرچہ با آدمی بزرگ شود

سالِ دو بریں برآمد طائفۂ اوباشِ محلت در وے پیوستند و عقدِ موافقت بستند تا بوقتِ فرصت وزیر را وہر دو پسرش را بکشت و نعمتِ بیقیاس برداشت و در مغارۂ دُزداں بجائے پدر بنشست و عاصی شد ملک دستِ تحسر بدنداں گرفت و گفت۔

از سرِ خون: خون کے خیال سے۔ یعنی قتل کا ارادہ ترک کردیا۔ زال: ایران کے مشہور پہلوان رستم کے باپ کا نام۔ گرد: پہلوان۔ دلاور۔ شتر و بار ببرد: یعنی اونٹ کو بوجھ کے ساتھ بہا لیجاتا ہے۔ برآوردند: بمعنی پروردند۔ ادیب: ادب سکھانے والا بمعنی استاد۔ نصب کردند: مقرر کردیا۔ حسن خطاب و ردّ جواب: مخاطب کرنے اور جواب دینے کے آداب۔ یعنی آداب گفتگو۔ ہمگناں: سب۔ تمام لوگ۔ شمائل: خوبیاں۔ اخلاق و عادات۔ حضرت: بارگاہ۔ شمہ: تھوڑا سا۔ جبلت: فطرت۔ سرشت۔ عاقبت: آخر کار۔ گرگ زادہ: بھیڑیا کا بچہ۔ اوباش: کمینے اور بدمعاش لوگ۔ یہ بوش کی جمع ہے قلب مکانی کے ساتھ جمع بنائی گئی۔ مگر فارسی میں بمعنی مفرد استعمال ہے۔ محلت: محلہ۔ عقد: عہد و پیمان۔ موافقت: دوستی۔ ایک نسخہ میں مرافقت ہے۔ عقد مرافقت بستند: یعنی دوستانہ گانٹھ لیا۔ بوقت فرصت: یعنی ایک دن موقع پاکر۔ نعمت بیقیاس: بے اندازہ دولت۔ مغارہ: غار۔ عاصی: نافرمان۔ سرکش۔ باغی۔ تحسر: افسوس کرنا۔

قطعہ

شمشیرِ نیک ز آہنِ بد چوں کند کسے | ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس
باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست | در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

قطعہ

زمینِ شورہ سنبل بر نیارد | درو تخمِ عمل ضائع مگرداں
نکوئی با بداں کردن چنان ست | کہ بد کردن بجائے نیکمرداں

حکایت سرہنگ زادہ را دیدم بر درِ سرائے اغلمش کہ عقل و کیاستے و فہم و فراستے زائد الوصف داشت ہم از عہدِ خردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا۔

فرد

بالائے سرش زہوشمندی | می تافت ستارۂ سربلندی

فی الجملہ مقبولِ نظرِ سلطاں آمد کہ جمالِ صورت و کمالِ معنیٰ داشت و خردمنداں گفتہ اند توانگری بدل ست نہ بمال و بزرگی بعقل ست نہ بسال ابنائے جنسِ او بر منصبِ او حسد بردند و بجنایتے متہم کردند و در کشتنِ او سعی بیفائدہ نمودند۔

مصرع

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست — ملک پرسید کہ موجبِ خصمی ایشاں

شمشیر نیک: اچھی تلوار۔ کس: شریف۔ ناکس: کمینہ۔ حکیم: دانشمند۔ (ج) حکماء۔ شورہ بوم: کھاری اور بنجر زمین۔ لالہ: ایک قسم کا پھول۔ خس: گھاس۔ زمینِ شورہ: بنجر زمین۔ سنبل: ایک قسم کا پھول۔ بالچھڑ۔ یہ خوشبودار گھاس ہے۔

حکایت ۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ ہر شکایت کو صحیح نہ سمجھے۔ بسا اوقات کارگزار اہلکار کی خوبیاں ہی شکایت پر برانگیختہ کرتی ہیں۔ سرہنگ: مرکب ہے سر بمعنی سردار اور ہنگ بمعنی سپاہ سے۔ سردارِ لشکر۔ سپہ سالار۔ زادہ: بچہ۔ سرائے: گھر، مسافر خانہ۔ اغلمش: ترکستان کے ایک بادشاہ کا نام۔ کیاست: ذہانت۔ زیرکی۔ فراست: دانائی۔ زائد الوصف: بیان سے زیادہ۔ ناقابل بیان۔ عہد: زمانہ۔ خردی: بچپن۔ آثار: نشان، علامتیں۔ ناصیہ: پیشانی۔ معنیٰ: باطن۔ ابنائے جنس: ہم رتبہ لوگ۔ ہمسر۔ جنایت: جرم۔ الزام۔ بعض نسخوں میں "خیانت" ہے۔ موجب: سبب۔ خصمی: دشمنی۔

دولت خداوندی: بادشاہی حکومت۔ دَامَ مُلْکُہٗ: اس کی بادشاہی ہمیشہ رہے۔ ہمگناں را: سب کو۔ حسوداں: حسود بمعنی حاسد کی جمع۔ دولت واقبال خداوندی باقی باد: عرض حال کے بعد یہ بادشاہ کو دعا ہے۔ یعنی بادشاہی حکومت وار جمندی ہمیشہ باقی رہے۔ حسود: حسد کرنے والا۔ واحد ہے فارسی جمع حسوداں ہے۔ کیں: یعنی کہ ایں۔ شور بختاں: بد نصیب لوگ۔ مقبلاں: صاحبان اقبال۔ خوش نصیب لوگ۔ شپرہ چشم: چمگادڑ جیسی آنکھ والا۔ مرکب ہے جیسے طوطا چشم۔ یا اضافت مقلوبی ہے چشم شپرہ۔ چمگادڑ کی آنکھ۔ کور: اندھا۔ کہ آفتاب: کہ بمعنی نہ ہے۔ یعنی اگر تو سچ کہلانا چاہتا ہے تو سن لے کہ ایسی ہزار آنکھوں کا اندھی رہنا بہتر ہے نہ کہ آفتاب کا تاریک ہوجانا۔

درحقِ تو چیست گفت در سایۂ دولتِ خداوندی دَامَ مُلْکُہٗ ہمگناں را راضی کردم مگر حسوداں کہ راضی نمیشوند الّا بزوالِ نعمتِ من و دولت واقبالِ خداوندی باقی باد۔

قطعہ

توانم اینکہ نیازارم اندرونِ کسے | حسود را چہ کنم کوز خود برنج درست

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست | کہ از مشقتِ او جز بمرگ نتواں رست

قطعہ

شور بختاں بآرزو خواہند | مقبلاں را زوالِ نعمت وجاہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم | چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

راست خواہی ہزار چشم چناں | کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

حکایت (۶) یکے را از ملوکِ عجم حکایت کنند کہ دستِ تطاول بمالِ رعیت دراز کردہ بود وجور و اذیت آغاز تا بجائے کہ خلق از مکائدِ ظلمش بجہاں برفتند واز کربتِ جورش راہِ غربت گرفتند چوں رعیت کم شد ارتفاعِ ولایت نقصان پذیرفت وخزینہ تہی ماند ودشمناں طمع کردند وزور آوردند

قطعہ

ہر کہ فریادرس روزِ مصیبت خواہد | گو در ایامِ سلامت بجوانمردی کوش

حکایت ۶: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ ظلم کا انجام برا ہے۔ بادشاہت کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔ عجم: جزیرۂ عرب کے علاوہ تمام دنیا۔ خصوصاً ایران و توران۔ باشندوں کو بھی عجم کہتے ہیں۔ دست تطاول: ظلم کا ہاتھ۔ چونکہ آگے دراز کردن آرہا ہے۔ اس لیے یہاں تطاول میں معنی درازی سے تجرید ہے۔ جور: ظلم۔ اذیت: تکلیف۔ ستانا۔ مکائد: مکیدہ کی جمع۔ مکروفریب۔ کربت: مصیبت۔ راہ غربت: مسافرت کی راہ۔ یعنی لوگ ترک وطن کر گئے۔ ارتفاع: آمدنی۔ محصول۔ بجہاں برفتند: یعنی مخلوق اس کے ظلم وزیادتی سے موت کے گھاٹ اتر گئی۔ ایک دوسرا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہوگئے۔ آگے کا جملہ اسی معنی کی تائید کرتا ہے۔ خزینہ: خزانہ۔ فریادرس: مددگار۔

بندہ: غلام۔ حلقہ بگوش: فرمانبردار۔ قدیم زمانے میں برائے علامت غلاموں کے کانوں میں طلائی یا نقرئی یا آہنی کڑا (رِنگ) ڈالدیتے تھے۔

بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود | لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

بارے در مجلس او کتابِ شاہنامہ میخواندند در زوالِ مملکت ضحاک وعہدِ فریدوں وزیر مَلِک را پرسید کہ ہیچ تواں دانستن کہ فریدوں کہ گنج ومُلک وحشم نداشت چگونہ مملکت برو مقرر شد گفتا چنانکہ شنیدی خلقے برو بتعصُّب گرد آمدند وتقویت کردند پادشاہی یافت گفت اے مَلِک چوں گرد آمدنِ خلقے موجبِ پادشاہی است تو خلق را برائے چہ پریشاں میکنی مگر سرِ پادشاہی کردن نداری۔

فرد

ہماں بہ کہ لشکر بجاں پروری | کہ سلطاں بہ لشکر کند سروری

مَلِک گفت موجبِ گرد آمدنِ سپاہ ورعیّت ولشکر چہ باشد گفت پادشاہ را کرم باید تا بدو گرد آیند ورحمت تا در پناہِ دولتش ایمن نشینند وترا ایں ہر دو نیست۔

مثنوی

نکند جور پیشہ سلطانی | کہ نیاید زگرگ چوپانی

پادشاہے کہ طرحِ ظلم فگند | پائے دیوارِ مُلکِ خویش بکند

مَلِک را پندِ وزیرِ ناصح موافقِ طبعِ مخالف نیامد وروی از سخنش درہم

حلقہ بگوش شدن: غلام بنجانا۔ فرمانبردار ہوجانا۔ شاہنامہ: ایران کے مشہور شاعر فردوسی طوسی کی رزمیہ مثنوی جس میں منظوم تاریخ قدیم اور عجمی بادشاہوں کے تذکرے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے حکم سے تیس سال میں یہ کتاب لکھی گئی۔ ضحاک: ایران قدیم کا ایک مشہور ظالم بادشاہ۔ جسے فریدون نے ہلاک کیا۔ ضحاک کا لغوی معنی ہنسنے والا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ماں کے پیٹ میں چار سال رہا اور وہیں دانت نکل آئے تھے، پیدائش کے وقت ہنس رہا تھا۔ اس لیے یہ نام پڑا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ "دہ" بمعنی دس اور "آک" بمعنی عیب سے مرکب ہے چونکہ اس کے دس عیب زبان زد خاص و عام تھے۔ فریدون: ایران کا وہی بادشاہ جس نے ضحاک پر حملہ کر کے اپنے باپ کے بدلے میں اس کو مارڈالا اور خود تخت کا مالک بن بیٹھا۔ حشم: نوکر چاکر۔ تعصب: دشمنی۔ سرپادشاہی: بادشاہی کا خیال۔ بجاں پروری: یعنی تو اپنی جان کی طرح پرورش کرے۔ سروری: سرداری۔ بادشاہی۔ ایمن: بے خوف۔ جور پیشہ: یعنی ظالم۔ چوپانی: چرواہی گیری۔ طرح: داغ بیل۔ بنیاد۔ طرز، روش۔ طبع مخالف: بادشاہ کا بگڑا امزاج جس کو بھلائی ...

کشید و بزندان فرستاد و بسے برنیامد کہ بنی عمانِ سلطان بمنازعت برخاستند و بمقاومت لشکر آراستند و مُلکِ پدر خواستند قومے کہ ازدستِ تطاولِ ایں بجاں رسیدہ بودند و پریشاں شدہ برایشاں گرد آمدند و تقویت کردند تا مُلک از تصرّفِ ایں بدر رفت و برآناں مقرر شد

مثنوی

پادشاہے کو روا دارد ستم بر زیر دست	دوستدارش روزِ سختی دشمنِ زور آور ست
بارعیّت صلح کن وز جنگِ خصم ایمن نشیں	زانکہ شاہنشاہِ عادل را رعیّت لشکر ست

فرد

غمِ زیر دستاں بخور زینہار	بترس از زبر دستیِ روزگار

حکایت پادشاہے با غلامے عجمی در کشتی نشست و غلام دیگر دریا را ندیدہ بود و محنت کشتی نیازمودہ گریہ و زاری آغاز نہاد و لرزہ براندامش افتاد ملک را عیش ازو منغص بود کہ طبعِ نازک تحمل امثالِ ایں صورت نہ بندد چارہ ندانستند حکیمے دراں کشتی بود ملک را گفت اگر فرماں دہی او را بطریقے خاموش گردانم گفت غایت لطف و کرم باشد بفرمود تا غلام را بدریا انداختند چند نوبت غوطہ خورد ازاں پس

زنداں: قید خانہ۔ عماں: بطریق فارسی عم کی جمع ہے۔ بنی عماں: چچیرے بھائی۔ منازعت: جھگڑا۔ مقاومت: مقابلہ۔ بجاں رسیدہ: تنگ آنے سے کنایہ ہے۔ زیر دست: ماتحت۔ کمزور۔ زور آور: طاقتور۔ خصم: دشمن۔ ایمن: بے خوف۔ نڈر۔ زینہار: البتہ اور یقیناً کے معنی میں ہے۔

حکایت نمبر ۷: اس حکایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) بادشاہ نازک مزاج ہوتے ہیں۔ (۲) بادشاہوں کو دانشمندوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔ (۳) آدمی کو چاہئے کہ آسائش و تنعم اور راحت و عافیت کی قدر و قیمت پہچانے۔ اور زوال نعمت سے پہلے شکر خداوندی بجالائے۔ دیگر: یعنی بھی۔ عیش: زندگی کی خوشگواری۔ آرام و چین۔ منغص: مکدر۔ بے مزہ۔ یعنی بادشاہ کا سارا لطف خاک میں مل گیا۔ کہ ان کی نازک طبیعت اس قسم کی باتیں برداشت نہیں کر پاتیں۔ تحمل: برداشت۔ حکیم: دانشمند۔ چارہ: تدبیر۔ غایت لطف: انتہائی مہربانی۔ چند نوبت: چند بار۔

مولیش گرفتند و پیشِ کشتی آوردند و بدو دست در سکّانِ کشتی آویخت
چوں برآمد بگوشہ بنشست و قرار یافت ملک را عجب آمد پرسید
کہ حکمت چہ بود گفت از اوّل محنتِ غرق شدن ندیدہ بود و قدرِ سلامت
کشتی ندانستہ ہمچنیں قدرِ عافیت کسی داند کہ بمصیبتے گرفتار آید

قطعہ

اے سیر ترا نانِ جویں خوش ننماید	معشوقِ من ست آنکہ بنزدیکِ تو زشت ست
حورانِ بہشتی را دوزخ بود اعراف	از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت ست

شعر

فرق ست میانِ آنکہ یارش در بر	با آنکہ دو چشمِ انتظارش بر در

حکایت یکے از ملوکِ عجم رنجور بود در حالتِ پیری و امیدِ زندگانی
قطع کردہ کہ سوارے از در درآمد و بشارت داد کہ فلاں قلعہ را بدولت
خداوند بکشادیم و دشمناں اسیر آمدند و سپاہ و رعیتِ آں طرف
بجملگی مطیعِ فرماں گشتند ملک نفسے سرد برآورد و گفت ایں مژدہ
مرا نیست دشمنانم راست یعنی وارثانِ مملکت

قطعہ

دریں امید بسر شد دریغ عمرِ عزیز	کہ آنچہ در دلم ست از درم فراز آید

موئیش: اکثر غلاموں کے سر پر بال ہوتے تھے جیسے ترکی لوگوں کے سر پر بال ہوتے۔ سکان: دنبالہ۔ کشتی کا پچھلا حصہ۔ پتوار۔ اور ہو سکتا ہے کہ سکان جمع ہو۔ ساکن کی۔ مراد کشتی میں بیٹھنے والے ہوں۔ آویخت: لازم ہے اور فاعل غلام ہے۔ تب معنی یہ ہوئے۔ کہ غلام (مضطرب ہوکر) اپنے دونوں ہاتھوں سے کشتی کے دنبالہ میں لٹک گیا۔ اور بعض نسخوں میں "آویختند" ہے۔ تب یہ معنی متعدی میں ہوگا، یعنی کہ لوگوں نے اسے دنبالۂ کشتی میں لٹکا دیا۔ قرار یافت: سکون پایا۔ سیر: آسودہ۔ پیٹ بھرا۔ جویں: جو والی۔ زشت: برا۔ بدصورت۔ حوران: حور کی جمع۔ فارسی میں حور واحد مان کر جمع حوران استعمال کر دیتے ہیں حالانکہ "حور" خود جمع ہے اس کا واحد حورا ہے۔ اس خوبصورت عورت کو کہتے ہیں۔ جس کی آنکھ کی پتلی کی سیاہی خوب تیز سیاہ اور سفیدی خوب سفید ہو۔ اعراف: جنت و جہنم کے درمیان ایک مقام ہے جہاں نہ جنت کی سی راحت نہ جہنم کا سا عذاب ہے۔ یہاں سے اہل جنت اور اہل جہنم کو پہچان لیں گے۔ اس لیے اسے ا ـ کہتے ہیں۔ یہ عرف کی جمع ہے۔ حکایت نمبر ۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی کوششیں اگر زندگی میں بحالت توانائی بارآور ہوں تو زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے اخیر عمر میں ملک گیری کی ہوس رانی ترک کر کے فکر آخرت میں متوجہ رہنا چاہیے۔
رنجور: رنجیدہ، بیمار، اصل میں رنج ور بفتح واو تھا۔ جیسے طاقت ور۔ بخت ور۔ برائے تخفیف۔ واو کو ساکن اور ماقبل مضموم کر دیا۔ بشارت: خوشخبری۔
دولت خداوند: یعنی بادشاہ کے اقبال سے ہم نے فتح کرلیا۔ جملگی: سب، تمام۔ اصل میں جملہ میں یا مصدری لگی ہوئی ...

امید بستہ بر آمد ولے چہ فائدہ زانکہ | امید نیست کہ عمرِ گذشتہ باز آید

قطعہ

کوسِ رحلت بکوفت دستِ اجل | اے دو چشم وداعِ سر بکنید
اے کفِ دست و ساعد و بازو | ہمہ تودیعِ یکدگر بکنید
برمنِ او فتادہ دشمن کام | آخر اے دوستاں گذر بکنید
روزگارم بشد بنادانی | من نکردم شما حذر بکنید

حکایت (۹) ہرمز را گفتند از وزیرانِ پدر چہ خطا دیدی کہ بند فرمودی گفت گناہے معلوم نکردم ولیکن بیقین دانستم کہ مہابتِ من در دلِ ایشاں بیکراں است و برعہدِ من اعتمادِ کلی ندارند ترسم کہ از بیم گزندِ خویش آہنگِ ہلاکِ من کنند پس قولِ حکما را کار بستم کہ گفتہ اند

قطعہ

ازاں کز تو ترسد بترس اے حکیم | و گر با چنو صد بر آئی بجنگ
ازاں مار بر پائے راعی زند | کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ
نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود | بر آرد بچنگال چشمِ پلنگ

حکایت بر بالینِ تربتِ یحییٰ پیغمبر علیہ السلام معتکف بودم در جامع

کوس: نقارہ۔ رحلت: کوچ۔ روانگی۔ دستِ اجل: موت کے ہاتھ (نے) وداع: رخصت کرنا۔ کف دست: ہتھیلی۔ ساعد: کٹا۔ کلائی۔ پہنچا۔ تودیع: رخصت کرنا۔ افتادہ: گرا پڑا۔ عاجز۔ دشمن کام: اضافت مقلوبی ہے۔ یعنی کام دشمن۔ مطلب یہ ہے کہ دشمن کی آرزو کے مطابق اب میں عاجز و درماندہ ہو رہا ہوں۔ اے دوستو! آؤ اور مجھ عاجز و درماندہ کی حالت دیکھو۔ میں کیسا تباہ حال ہوگیا ہوں۔ بشد: باز ائد ہے۔ شد بمعنی گزر گئی حذر: پرہیز۔ من نکردم ... الخ: یعنی میں نادانیوں سے نہ بچ سکا مگر تم بچو۔

حکایت نمبر ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے دشمن کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ ہر وقت اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ ہرمز: نوشرواں کا لڑکا۔ خسرو پرویز کا باپ۔ اس نے بارہ سال حکومت کی۔ چونکہ مشتری کو بھی ہرمز کہتے ہیں۔ جو ستارۂ سعد سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے باپ نے یہ نام تجویز کیا۔ بند: قید۔ مہابت: ہیبت۔ خوف۔ بیکراں: بیحد۔ گزند: تکلیف۔ نقصان۔ اعتماد کلی: پورا پورا بھروسہ۔ کار بستن: عمل میں لانا۔ با چنو صد: اس جیسے سو لوگوں سے۔ راعی: چرواہا۔ زند: یعنی ڈس لیتا ہے۔ چنگال: پنجہ۔ چنگل۔ حکایت نمبر ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ مصیبتوں میں دستگیری کے طالب بن کر انبیا اور اولیا کی قبروں پر حاضری [illegible]

دمشق کہ یکے از ملوکِ عرب کہ بہ بے انصافی منسوب بود در آمد نماز
ودعا کرد و حاجت خواست۔ فرد

درویش و غنی بندۂ ایں خاکِ درند | وانانکہ غنی ترند محتاج ترند

آنگاہ مرا گفت ازانجا کہ ہمتِ درویشان ست و صدقِ معاملۂ ایشاں
خاطرے ہمراہِ من کنید کہ از دشمنے صعب اندیشناکم گفتمش بر رعیتِ
ضعیف رحمت کن تا از دشمنے قوی زحمت نہ بینی۔

نظم

ببازوانِ توانا و قوتِ سرِ دست | خطاست پنجۂ مسکینِ ناتواں شکست
نترسد آنکہ برافتادگاں نبخشاید | کہ گر ز پائے در آید کسش نگیرد دست
ہر آنکہ تخمِ بدی کشت و چشمِ نیکی داشت | دماغ بیہدہ پخت و خیالِ باطل بست
ز گوش پنبہ بروں آر و دادِ خلق بدہ | وگر تو می نہ دہی داد روزِ دادے ہست

مثنوی

بنی آدم اعضائے یکدیگرند | کہ در آفرینش زیک جوہرند
چو عضوے بدرد آورد روزگار | دگر عضوہا را نماند قرار
تو کز محنتِ دیگراں بیغمی | نشاید کہ نامت نہند آدمی

جامع: جامع مسجد۔ دمشق: (بکسرِ اول و فتح میم۔ و بکسر تین تیز) ایک مشہور شہر جو ملک شام (سیریا) کا پایۂ تخت ہے۔ اس کی تعمیر نمرود کے غلام دمشق یا دِمشاق بن کنعان نے کیا۔ حاجت خواست: مراد چاہی۔ درویش و غنی ... الخ: یعنی درویش ہو یا غنی سب اس خاکِ در (بارگاہ نبی) کے غلام ہیں۔ اور جو لوگ زیادہ مالدار ہیں وہ زیادہ حاجت مند ہیں۔ (چوں کہ ان کی ضروریات زیادہ ہیں اس لیے وہ اپنی ضرورتوں کی تکمیل اور پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے انبیا و اولیا کی بارگاہوں کے زیادہ حاجت مند ہیں)۔ ازانجا: یعنی چونکہ۔ ہمت: دل کے قصد و ارادہ کو۔ اور خاطر: دل کے خیالات کو کہتے ہیں۔ یہاں دونوں سے مراد باطنی توجہ ہے۔ یعنی چونکہ درویش صاحب عزت و کرامت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ان کا معاملہ سچا اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اندیشناکم: یعنی اندیشہ ناک ہستم۔ میں سخت فکر مند ہوں۔ زحمت: تکلیف۔ نہ بینی: حدیث شریف میں آیا۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ یعنی تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ سرِ دست: پنجہ مراد ہے۔ شکست: صیغہ ماضی ہے مگر مصدری معنی مراد ہے۔ نترسد... الخ: یعنی جو عاجزوں اور مجبوروں کی مدد نہیں کرتا (اسے آگاہ ہونا چاہیئے کہ) جب وہ گرے گا تو اس کا کوئی دستگیر اور مددگار نہ ہوگا۔ حدیث میں ہے مَنْ لَا یَرحم لا یُرحم۔ چشمِ نیکی: بھلائی کی امید۔ بیہدہ: بیہودہ۔ پنبہ: روئی۔ بروں آر: کان سے روئی باہر نکال یعنی غفلت دور کر۔ داد: انصاف۔ روزِ داد: انصاف کا دن۔ یعنی قیامت کا

حکایت نمبر ۱۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ اور حکمراں کو اولیاء اللہ سے دعائے خیر کا طالب رہنا چاہیے۔ مستجاب الدعوات: وہ شخص جس کی دعائیں بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی ہوں۔ بغداد: اصل میں باغ داد تھا۔ نوشیرواں اس جگہ مظلوموں کے ساتھ انصاف کیا کرتا تھا۔ اس لیے یہ نام پڑ گیا۔ اب یہ مشہور شہر عراق کا دارالسلطنت اور شہر اولیا کبار ہے۔ پدید آمدن: ظاہر ہونا۔ آنا۔ تشریف لانا۔ حجاج یوسف: حجاج بن یوسف ثقفی۔ مروانی ظالم اور سخت گیر گورنر جس نے ہزاروں بے گناہوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیے۔ لیکن اسلامی سلطنت کی توسیع میں بیش بہا خدمات انجام دیں۔ اور بعض دیگر اچھی خصوصیات بھی تھیں۔ جانش بستاں: اس کی جان لے لے۔ خیراست ترا۔۔الخ: کیونکہ تو ظلم کرنے کے گناہ سے بچ جائے گا اور مسلمان تیرے مظالم سے نجات پاجائیں گے۔ زبردست آزار: ماتحتوں (کمزوروں) کو ستانے والا۔ گرم بازاری: کاروبار کا بارونق ہونا۔ تیزی سے چلنا۔ حکایت نمبر ۱۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کے لیے مردم آزاری سے احتراز اور مخلوق کے ساتھ انصاف

حکایت[۱۱] درویشے مستجاب الدعوات در بغداد پدید آمد حجاج یوسف را خبر کردند بخواندش وگفت دعائے خیرے برمن کن گفت خدایا جانش بستاں گفت از بہر خدا ایں چہ دعاست گفت ایں دعائے خیرست ترا و جملہ مسلماناں را۔

مثنوی

اے زبردست زیردست آزار | گرم تا کے بماند ایں بازار
بچہ کار آیدت جہانداری | مُردنت بہ کہ مردم آزاری

حکایت[۱۲] یکے از ملوک بے انصاف پارسائے را پرسید کہ کدام عبادت فاضلترست گفت ترا خواب نیمروز تا دراں یک نفس خلق را نیازاری۔

قطعہ

ظالمے را خفتہ دیدم نیمروز | گفتم ایں فتنہ ست خوابش بُردہ بہ
وانکہ خوابش بہتر از بیداریست | آں چناں بدزندگانی مردہ بہ

حکایت[۱۳] یکے را از ملوک شنیدم کہ شبے در عشرت روز کردہ بود در پایانِ مستی میگفت۔

بیت

ما را بجہاں خوشتر ازیں یکدم نیست | کز نیک و بد اندیشہ و از کس غم نیست

وبخشش بہترین عبادت ہے۔ پارسا: پرہیزگار۔ فاضلتر: زیادہ فضیلت والی۔ خواب نیمروز: دوپہر کو سونا۔ آں چناں بدزندگانی ...الخ: یعنی جس کی زندگی بری ہو اس کا مرجانا ہے بہتر ہے تا کہ وہ گناہوں سے محفوظ رہے۔ اور دوسرے لوگ اس کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رہیں۔
حکایت نمبر ۱۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ داد و دہش جاری رکھیں۔ غریبوں، حاجتمندوں کے لیے شاہی خزانے سے

درویشے برہنہ بسرما خفتہ بود گفت۔ **بیت**

اے آنکہ باقبالِ تو در عالم نیست | گیرم کہ غمت نیست غمِ ما ہم نیست

مَلک را خوش آمد صُرّہ ہزار دینار از روزن بیروں کرد و گفت دامن بدار اے درویش گفت دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم مَلک را بر ضعفِ حالِ او رحمت زیادت شد و خلعتی بر آں مزید کرد و پیشِ درویش فرستاد درویش آں نقد و جنس را باندک مدت بخورد و پریشاں کرد و باز آمد۔ **بیت**

قرار در کفِ آزادگاں نگیرد مال | نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال

در حالتے کہ مَلک را پروائے او نبود حال بگفتند بہم برآمد و روی از و درہم کشید و ازینجا گفتہ اند اصحابِ فِطنت و خُبرت کہ از حدّت و صولتِ پادشاہاں بر حذر باید بودن کہ غالبِ ہمّتِ ایشاں بمعظماتِ امورِ مملکت متعلق باشد و تحمّلِ ازدحامِ عوام نکنند۔

مثنوی

حرامش بود نعمتِ پادشاہ | کہ ہنگامِ فرصت ندارد نگاہ
مجالِ سخن تا نہ بینی ز پیش | بہ بیہودہ گفتن مبر قدرِ خویش

بسرما: یعنی جاڑے کے موسم میں۔ باقبال تو: یعنی در برابر اقبال تو: تیرے اقبال کے برابر۔ تجھ جیسا خوش قسمت۔ گیرم: یعنی قبول می کنم: میں مانتا ہوں۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ غمت: بمعنی غم خود۔ صُرّہ: ہمیانی۔ تھیلی۔ روزن: روشندان۔ کھڑکی۔ دامن بدار اے درویش: اے درویش! دامن پھیلا۔ خِلعت: جوڑا۔ بادشاہ کا دیا ہوا لباس۔ برآں مزید کرد: یعنی اشرفیوں کے توڑے کے ساتھ جوڑا بھی عطا کیا۔ پریشان کرد: برباد کر دیا۔ اڑا ڈالا۔ آزادگان: آزاد منش لوگ۔ بے فکرے لوگ۔ غربال: چھلنی۔ پروائے: فکر۔ رغبت۔ فرصت۔ فطنت: زیرکی، دانائی۔ خبرت: آگاہی۔ حِدت: تیزی و تندی۔ صولت: دبدبہ۔ رعب و ہیبت۔ مراد غصہ ہے۔ اصحاب فطنت و خبرت: ذی ہوش عقلمند لوگ۔ حذر: خوف و پرہیز۔ غالب ہمت ... الخ: اکثر وہ لوگ بڑے بڑے ملکی امور کی فکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ ازدحام: کثرت، بھیڑ۔ معظمات امور: بڑے بڑے کام۔ اہم امور۔ تحمل: برداشت۔ ہنگام: موقع۔ وقت۔ نگاہ داشتن: نظر رکھنا۔ لحاظ رکھنا۔ مجال: گنجائش۔ قدر خویش بردن: اپنی قدر کھو دینا۔

گفت این گدائے شوخ چشم مُبذّر را کہ چندیں نعمت بچندیں مدت برانداخت برانید کہ خزینۂ بیت المال لقمۂ مساکین ست نہ طعمۂ اخوان الشیاطین۔

بیت

ابلہے کو روزِ روشن شمعِ کافوری نہد | زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

یکے از وزرائے ناصح گفت اے خداوند مصلحت آن می بینم کہ چنیں کساں را وجہِ کفاف بتفاریق مجرا دارند تا در نفقہ اسراف نکنند اما آنچہ فرمودی از زجر و منع مناسبِ اربابِ ہمت نیست کہ یکے را بہ لطف امیدوار گردانیدن و باز بنومیدی خستہ کردن۔

نظم

بروئے خود درِ طماع باز نتوان کرد | چو باز شد بدرشتی فراز نتوان کرد

قطعہ

کس نہ بیند کہ تشنگانِ حجاز | برلبِ آبِ شور گرد آیند
ہر کجا چشمۂ بود شیریں | مردم و مرغ و مور گرد آیند

حکایت (۱۴) یکے از پادشاہان پیشیں در رعایتِ مملکت سستی کردے

ہے۔ طعمہ: خوراک۔ نوالہ۔ اخوان الشیاطین: شیطانوں کے بھائی بند۔ یعنی شاہی خزانہ فضول خرچوں کے اڑانے کھانے کے لیے نہیں ہے۔ کہ قرآن مجید میں ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ۔ (الاسراء آیت ۲۷) بیشک فضول اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ ابلہ: بیوقوف۔ کو: کہ او۔ شمع کافوری: ایسی موم بتی جس میں خوشبو کے لیے کافور ملا دیا گیا ہو۔ وجہ کفاف: ایسی روزی جو کفایت کر سکے۔ روزینہ کی صورت۔ تفاریق: جمع ہے واحد تفریق۔ جدا جدا کرنا۔ یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے۔ مجرا داشتن: جاری رکھنا۔ نفقہ: اہل وعیال کا خرچ۔ زجر: سرزنش۔ جھڑکنا۔ جھڑکی۔ مناسب: شایانِ شان۔ لائق۔ طماع: لالچی۔ درشتی: سختی۔ فراز کردن: بند کرنا۔ مور: چیونٹی۔ حجاز: وہ علاقہ جس میں مکہ، مدینہ، طائف وغیرہ واقع ہیں۔ حجر سے ماخوذ ہے بمعنی دو چیزوں کے مابین ہونا چونکہ یہ علاقہ نجد اور تہامہ یا غور کے مابین واقع ہے۔ اس لیے یہ نام پڑا۔ یہاں شیریں پانی کمیاب ہے۔ تشنگانِ حجاز: مراد آبِ زمزم کے پیاسے۔ آبِ شور: کھاری پانی۔ (سمندر) گرد آیند: جہاں کہیں میٹھے پانی کا چشمہ ہوتا ہے اسی جگہ لوگ، پرندے اور چیونٹیاں جمع ہوتی ہیں۔ یعنی جو صاحبانِ کرم ہیں محتاج انہیں کے پاس آتے ہیں۔ بخیل کے پاس کوئی نہیں جاتا۔ حکایت ۱۴: اس کا خلاصہ یہ ہے بادشاہوں کو اپنی فوج اور پولیس پر خوب خرچ کرنا چاہیے تاکہ وہ خوشدل ہو کر بادشاہ کی حمایت کریں اور اس کے دشمنوں سے لڑ کر اس کی حکومت بچائیں۔ پیشیں: گزشتہ۔ پچھلے۔

لاجرم: ناچار۔ صعب: سخت۔ ہمہ پشت دادند: یعنی سب بھاگ گئے۔ دریغ: ممانعت وافسوس۔ روک ٹوک۔ تامل۔ مردی: جوانمردی۔

و لشکر را بسختی داشتے لاجرم دشمنے صعب روئے نمود ہمہ پشت دادند

مثنوی

چو دارند گنج از سپاہی دریغ | دریغ آیدش دست بردن بہ تیغ
چہ مردی کند در صفِ کار زار | کہ دستش تہی باشد و کار زار

یکے را از آناں کہ غدر کردند با من دوستی بود ملامت کردم و گفتم دون است و بے سپاس و سفلہ و ناحق شناس کہ باندک تغیرِ حال از مخدوم قدیم برگردد و حق نعمت سالہا درنوردد گفت اگر بکرم معذور داری شاید کہ اسپم بی جو بود و نمد زینم بگرو و سلطان کہ بزر با سپاہی بخیلی کند با او بسر جوانمردی نتواں کرد۔

فرد

زر بدہ مردِ سپاہی را تا سر بدہد | و گرش زر ندہی سر بنہد در عالم

شعر

اِذَا شَبِعَ الْكَمِيُّ يَصُوْلُ بَطْشًا | وَخَاوِي الْبَطْنِ يَبْطِشُ بِالْفِرَارِ

حکایت (۱۵) یکے از وزرا معزول شدہ بحلقہ درویشاں در آمد و برکت صحبتِ ایشاں در وے سرایت کرد و جمعیتِ خاطرش دست داد ملکت بارِ دیگر با او دل خوش کرد و عمل فرمود قبولش نیامد و گفت

کارزار: جنگ۔ کارزار: جس کا کام بگڑا ہوا ہو۔ غدر: عہد شکنی۔ بیوفائی۔ دون: کمینہ۔ بے سپاس: ناشکرا۔ سفلہ: کمینہ۔ رذیل۔ کم ظرف۔ ناحق شناس: اصل میں ہے حق ناشناس۔ حق نہ پہچاننے والا۔ بے وفا۔ مخدوم: آقا۔ جس کی خدمت کی جائے۔ برگردد: پھر جائے یعنی نافرمان بنجائے۔ دون است: یہ اپنے معطوفات کے ساتھ۔ خبر مقدم ہے اور کہ باندک الخ مبتدا موخر ہے۔ درنوردد: پائمال کردے۔ ٹھکرادے۔ بے جو: بے جو کےدانے کا۔ مراد بھوکا ہے۔ نمد زین: زین کے نیچے کا نمدہ۔ خوگیر۔ اونی کپڑا جو گھوڑے کی پیٹھ پر زین کے نیچے ڈالتے ہیں۔ بگرو: یعنی گروی رکھا ہوا۔ سر بنہد در عالم: یعنی بھاگ جائے گا۔ اذا شبع ...الخ: ہتھیار بند سپاہی جب آسودہ شکم ہوتا ہے تو سخت حملہ کرتا ہے۔ اور جب خالی پیٹ ہوتا ہے تو جلد بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ عہدے اور منصب ان لوگوں کو سپرد کرے جو ان کے حریص نہ ہوں اور کامل اہلیت رکھتے ہوں۔ وزراء: وزیر کی جمع۔ معزول شدہ: برخاست کیا ہوا۔ حلقہ درویشاں: درویشوں کا گروہ۔ جمعیتِ خاطرش دست داد: یعنی اسے قلبی اطمینان وسکون نصیب ہوگیا۔

معزولی بہ کہ مشغولی۔ **رُباعی**

آنانکہ بکنجِ عافیت بنشستند | دندانِ سگ و دہانِ مردم بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند | وز دست و زبانِ حرفگیراں رستند

ملِک گفت ہر آئینہ ما را خردمندے کافی باید کہ تدبیرِ مملکت را بشاید گفت نشانِ خردمندِ کافی آنست کہ بچنیں کارہا تن در ندہد۔

فرد

ہمای بر سرِ مرغاں ازاں شرف دارد | کہ استخواں خورد و طائرے نیازارد

حکایت (۱۷) سیاہ گوش را گفتند ترا ملازمتِ شیر بچہ وجہ اختیار افتاد گفت تا فضلۂ صیدش میخورم و از شرِ دشمناں در پناہِ صولتش زندگانی میکنم گفتندش اکنوں کہ بہ ظلِ حمایتش در آمدی و بشکرِ نعمتش اعتراف کردی چرا نزدیک تر نیائی تا بحلقۂ خاصانت در آرد و از بندگانِ مخلصت شمارد گفت از بطشِ وے ہمچناں ایمن نیستم۔

فرد

اگر صد سال گبر آتش فروزد | اگر یکدم اندراں افتد بسوزد

افتد کہ ندیمِ حضرتِ سلطاں را زر بیاید و باشد کہ سر برود و حکما گفتہ اند

کنج: گوشہ۔ سگ: کتا۔ یہاں ایذا پہونچانے والے مراد ہیں۔ حرف گیراں: نکتہ چین اور عیب نکالنے والے۔ ہر آئینہ: بہرحال۔ بشاید: شائستن سے مضارع۔ لائق ہونا۔ اس میں با زائد ہے۔ یعنی برائے انتظام مملکت موزوں ہو۔ تن در نہ دہد: یعنی راضی نہ ہو کیونکہ احتیاط کے باوجود عہد ہائے سلاطین مظالم سے خالی نہ رہ سکے۔ ہما: ایک مشہور مبارک پرندہ۔ کہتے ہیں کہ اس کی خوراک ہڈیاں ہیں مگر وہ کسی پرند کو مار کر نہیں کھاتا بلکہ گری پڑی سے پیٹ بھر لیتا ہے۔ حکایت ۱۷: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ وزیروں کو بادشاہوں کی غیر مستقل مزاجی سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ سیاہ گوش: ایک جانور (چوپایہ) جو کتے سے چھوٹا اور بلی سے بڑا۔ سرخ مائل بسیاہی۔ اس کے دونوں کان سیاہ نوکدار ہوتے ہیں۔ سریع الحرکۃ اور تیز رو ہے۔ ہر وقت شیر کے ارد گرد رہتا ہے۔ ملازمت: ہردم ساتھ رہنا۔ بچہ وجہ: کس سبب سے۔ فضلہ: پس ماندہ۔ بچا کھچا۔ صید: شکار۔ صولت: دبدبہ۔ ظل: سایہ۔ اعتراف: اقرار۔ خاصاں: خاص لوگ۔ اس میں تا ضمیر "ترا" کے معنی میں ہے۔ اسی طرح مخلصت کی ضمیر۔ بطش: گرفت۔ پکڑ۔ گبر: مجوسی۔ آتش پرست۔ افتد: گر پڑے۔ بسوزد: لازم اور متعدی۔ دونوں معنی درست ہیں۔ افتد: بمعنی باشد۔ ممکن ہے۔ ہوسکتا ہے۔ ندیم: ہم نشین۔ حضرت: بارگاہ۔

تلون: رنگ برنگ ہونا۔ رنگ بدلنا۔ تلون طبع: غیر مستقل مزاجی۔ دشنام: گالی۔ خلعت: جوڑا۔ ظرافت: خوش مذاقی۔ خوش طبعی۔

از تلونِ طبع پادشاہاں بر حذر باید بود کہ وقتے بسلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند و گفتہ اند ظرافت بسیار ہنرِ ندیمان ست و عیب حکیماں۔

فرد

تو بر سرِ قدرِ خویشتن باش و وقار | بازی و ظرافت بہ ندیماں بگذار

حکایت (۱۷) یکے از رفیقاں شکایتِ روزگارِ نامساعد بنزدِ من آورد کہ کفاف اندک دارم و عیال بسیار و طاقتِ بارِ فاقہ نمی آرم و بارہا در دلم آمد کہ باقلیمے دیگر نقل کنم تا در ہر صورتے کہ زندگانی کنم کسے را بر نیک و بدِ من اطلاع نباشد۔

بیت

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست | بس جاں بلب آمد کہ برو کس نگریست

باز از شماتتِ اعدامی اندیشم کہ بطعنہ در قفائے من بخندند و سعیِ مرا در حقِ عیال بر عدمِ مروت حمل کنند و گویند۔

قطعہ

بہ بیں آں بے حمیت را کہ ہرگز | نخواہد دید روئے نیک بختی
کہ آسانی گزیند خویشتن را | زن و فرزند بگذارد بسختی

مسخرا پن۔ ندیماں: ندیم کی جمع۔ حکیماں: حکیم کی جمع۔ دانشمند۔ بازی: دل لگی۔ اٹھکیلیاں۔ تو بر سر قدر...الخ: تو اپنی قدر و منزلت اور وقار پر قائم رہ۔ دل لگی اور شوخ طبعی ندیموں کے لیے چھوڑ دے۔ حکایت ۱۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے بادشاہوں کی ملازمت اور صحبت سے دور رہنا چاہیے۔ رفیقاں: رفیق کی جمع۔ دوست۔ ساتھی۔ نامساعد: ناموافق۔ کفاف: روزینہ۔ روزی۔ طاقت بار فاقہ: یعنی فاقہ اٹھانے کی طاقت۔ عیال: بال بچے جن کا نفقہ اس پر لازم ہو۔ زیر کفالت لوگ۔ اقلیمے دگر۔ دوسرے ملک۔ نقل کنم: منتقل ہو جاؤں۔ تا در ہر صورتے... الخ: تا کہ جس صورت میں بھی زندگی گزاروں کسی کو میرے اچھے برے پر اطلاع نہ ہو پائے۔ گرسنہ: بھوکا۔ بس: بہت سے۔ نگریست: نفی کے لیے۔ گریست صیغہ ماضی ہے۔ باز: پھر۔ شماتت: دوسرے کے نقصان پر خوش ہونا۔ اعداء: عدو کی جمع۔ دشمن۔ قفاء: گدی۔ یہاں عدم موجودگی مراد ہے۔ حمل کنند: محمول کریں گے۔ یعنی میری ان کوششوں کو جو میں اپنے اہل و عیال کی روزی کے لیے کروں گا بے مروتی پر محمول کریں گے۔ بے حمیت: بے غیرت۔ بے شرم۔ کہ ہرگز...الخ: بے حمیت کا بیان ہے۔ گزیند: گزیدن سے مضارع ہے۔ اختیار کرنا۔

ودریں علمِ محاسبت چنانکہ معلوم ست چیزے دانم اگر بجاہِ شما شغلے
معین شود کہ موجبِ جمعیتِ خاطر باشد بقیتِ عمر از عہدۂ شکرِ آں بیروں
آمدن نتوانم گفتم عملِ پادشاہ اے برادر دو طرف دارد امیدِ نان وبیم
جان وخلافِ رائے خردمنداں باشد بدیں امید دراں بیم افتادن

قطعہ

کس نیاید بخانۂ درویش | کہ خراجِ زمین و باغ بدہ
یا بہ تشویش وغصہ راضی شو | یا جگر بند پیشِ زاغ بنہ

گفت ایں موافقِ حالِ من نگفتی وجوابِ سوالِ من نیاوردی نشنیدۂ
کہ ہر کہ خیانت ورزد دستش از جبانت بلرزد۔

فرد

راستی موجبِ رضائے خداست | کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست

حکما گویند کہ چہار کس از چہار کس بجاں برنجند حرامی از سلطان ودُزد از
پاسبان وفاسق از غماز ورُوسپی از مُحتسب آں را کہ حساب پاک ست
از محاسبہ چہ باک۔

قطعہ

مکن فراخ روی در عمل اگر خواہی | کہ روزِ رفعِ تو باشد مجالِ دشمن تنگ

علمِ محاسبت: علمِ حساب۔ چیزے دانم: یعنی میں تھوڑا علم حساب جانتا ہوں۔ جاہ: مرتبہ۔ بجاہِ شما: آپ کی بدولت۔ شغل: مشغلہ۔ کام۔ مراد ملازمت ہے۔ موجب جمعیت خاطر: دل کے اطمینان کا سبب (ہوگا) بقیت عمر: باقی زندگی۔ ازعہدۂ شکر الخ: اس کے شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہوسکوں گا۔ دو طرف: دورخ۔ بیم جان: جان جانے کا اندیشہ۔ خراج: ٹیلس۔ جگر بند۔ اضافت مقلوبی ہے۔ جگر کا ٹکڑا۔ جگر وشش ودل وغیرہ کا مجموع۔ فرزند سے کنایہ ہے۔ زاغ: کوا۔ جگر بند پیش زاغ نہادن: محنت و بلا اختیار کرنے سے کنایہ ہے خود کو آفات و بلا میں ڈالنا۔ نیاوردی: کیونکہ جان جانے کا اندیشہ، اور ہلاکت میں پڑنے کا خطرہ جو تم نے بتایا وہ ناراستی اور خیانت کی صورت میں ہے اور میں صدق ودیانت رکھتا ہوں۔ ورزد: ورزیدن سے مضارع کا صیغہ ہے۔ اختیار کرنا۔ جبانت: بزدلی۔ اگر اسے جنابت پڑھا جائے تو اس کے معنی گندگی کے ہوں گے۔ جس سے خباثت مراد لی جاسکتی ہے۔ رضائے خدا: خدا کی خوشنودی۔ راستی: سچائی۔ حرامی: ڈاکو۔ پاسبان: نگہبان۔ چوکیدار۔ فاسق: بدکار۔ غماز: چغلخور۔ روسپی: زناکار۔ رنڈی۔ محتسب: منہیات شرع سے روکنے والا۔ بدکاروں کو سزا دینے والا افسر۔ کوتوال۔ محاسبہ: حساب لینا دینا۔ باک: پروا۔ خوف۔ اندیشہ۔ فراخ روی: کام بڑھانا۔ روز رفع تو: ملازمت سے برطرفی کے دن۔ یا مقدمہ میں پیشی کے دن۔ ... بخلاف کچھ کرنے کا موقع نہ ملے تو اپنے دفتری کاموں

گازراں: جمع ہے واحد گازر۔ دھوبی۔ روباہ: لومڑی۔ بے خویشتن: بیتابانہ۔ دیدندش گریزاں ...الخ: لوگوں نے دیکھا کہ وہ لومڑی

زنند جامۂ ناپاک گازراں برسنگ | تو پاک باش برادر مدار از کس باک

گفتم حکایتِ روباہے مناسبِ حالِ تست کہ دیدندش گریزاں و بیخویشتن افتاں وخیزاں کسے گفتش چہ آفت ست کہ مُوجب مخافت است گفتا شنیدم کہ شیر را بسخرہ میگیرند گفت اے سفیہ ترا با شیر چہ مناسبت است و او را با تو چہ مشابہت گفت خاموش کہ اگر حسوداں بغرض گویند کہ اینہم بچۂ شیر ست و گرفتار آیم کرا غمِ تخلیصِ من دارد کہ تفتیشِ حالِ من کند و تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود ترا ہمچنیں فضل ست و دیانت و تقویٰ و امانت ولیکن متعنتاں در کمین اند و مدّعیاں گوشہ نشیں اگر آنچہ سیرتِ تست بخلافِ آں تقریر کنند و در معرضِ خطابِ پادشاہ آئی دراں حالت کرا مجالِ مقالت باشد پس مصلحت آں می بینم کہ مُلکِ قناعت را حراست کنی و ترکِ ریاست گوئی۔

قطعہ

بدریا در منافع بیشمار ست | اگر خواہی سلامت بر کنار ست

رفیق چوں ایں سخن بشنید بہم برآمد و روئے از حکایتِ من درہم کشید و سخنہائے رنجش آمیز گفتن گرفت کہ ایں چہ عقل و کفایتست و فہم و

بدحال گرتی پڑتی بھاگتی چلی جارہی ہے۔ (گریزاں، افتاں، خیزاں، سب اسم حالیہ ہیں۔) آفت: مصیبت۔ مخافت: خوف۔ ڈر۔ خطرہ۔ کارِ بے مزد۔ بیگار۔ سفیہ: بیوقوف۔ احمق۔ خاموش: فعل امر ہے۔ چپ رہ۔ حسوداں: حسود بمعنی حاسد کی جمع۔ بغرض: بدخواہی سے۔ کرا: کس کو۔ تخلیص: رہائی۔ وارد: اور ایک نسخے میں اس کی جگہ "باشد" ہے۔ ورنہ "کرا" کی جگہ "کدام" ہونا چاہیے۔ تفتیش: تحقیق۔ جانچ پڑتال۔ تریاق: زہر اتارنے والی دوا۔ زہر مہرہ۔ مار گزیدہ: سانپ کا ڈسا۔ متعنتاں: دشمنی کرنے والے۔ کمین: گھات۔ مدعیاں: مراد مخالفت کرنے والے۔ گوشہ نشین: یعنی تاک میں بیٹھے ہیں۔ معرض: جگہ۔ خطاب: عتاب۔ مجالِ مقالت: تیرے بارے میں گفتگو کی طاقت۔ قناعت: تھوڑی چیز پر راضی رہنا۔ حراست کردن: نگہبانی کرنا۔ (مراد ہے اختیار کرنا) ریاست: سرداری۔ درمنافع: "در" زائد ہے منافع جمع ہے واحد منفعت۔ فائدہ۔ بہم برآمد: غصہ ہوا۔ رنجیدہ ہوا۔ رنجش آمیز: رنج سے بھری ہوئی رنج ملی ہوئی۔ گفتن گرفت: کہنے لگا۔ کفایت: کارگزاری۔

درایت: دانائی، دانشمندی۔ زندان: قید خانہ۔ کہ: تعلیلیہ ہے۔ سفرہ: دستر خوان۔ لاف: ڈینگ، شیخی۔ برادر خواندگی: بھائی بھائی کہہ کہہ کر پکارنا۔ منہ بولا بھائی ہونا۔ متغیر شدن: غصہ ہونا۔ بغرض: یعنی وہ سوچتا ہے کہ نصیحت کرنے میں میری کوئی غرض شامل ہے۔ اور وہ یہ کہ چھوٹے سے کام کے لیے امراء کے پاس جانا نہیں چاہتا۔ اور بعض نسخوں میں نمی شنود ہے۔ یعنی اپنی غرض کی وجہ سے نہیں سنتا۔ دیوان: دفتر، کتابِ حساب، و کتابِ شعر۔ اور صاحب دیوان: سے مراد "وزیر" اور "اہل کار" ہیں۔ سابقہ معرفت: پرانی شناسائی، قدیمی تعارف۔ کار مختصر: معمولی کام۔ معمولی نوکری۔ نصب کردن: مقرر کرنا۔ لطف طبیعت: طبیعت کی جولانی۔ متمکن شدن: جاگزیں ہونا۔ منصب پر فائز ہونا۔ نجم سعادت: خوش بختی کا ستارہ۔ اوج: بلندی۔ ارادت: ارادہ، خواہش۔ معتمد علیہ: جس پر اعتماد کیا جائے دربار شاہی کا معزز ترین عہدہ۔ کار بستہ: مشکل کام۔ چشمۂ حیوان: آب حیات کا چشمہ۔ مشہور ہے کہ جو اس کا پانی پی لیتا ہے۔ وہ مرتا نہیں۔ اور یہ کہ وہ

درایت قولِ حکما درست آمد کہ گفتہ اند دوستاں در زنداں بکار آیند
کہ بر سفرہ ہمہ دشمناں دوست نمایند

قطعہ

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند | لافِ یاری و برادر خواندگی
دوست آں دانم کہ گیرد دستِ دوست | در پریشاں حالی و درماندگی

دیدم کہ متغیر میشود و نصیحتِ من بغرض می شنود نزدیکِ صاحبِ دیواں رفتم بسابقہ معرفتے کہ درمیانِ ما بود صورتِ حالش بگفتم و اہلیت و استحقاقش بیاں کردم تا بکارے مختصرش نصب کردند چندے بریں برآمد لطفِ طبیعتش را بدیدند و حُسنِ تدبیرش را بپسندیدند کارش ازاں درگذشت و بمرتبۂ بالاتر ازاں متمکن شد ہمچناں نجمِ سعادتش در ترقی بود تا باَوجِ ارادت در رسید و مقربِ حضرتِ سلطان و معتمد علیہ گشت بر سلامتِ حالش شادمانی کردم و گفتم۔

فرد

ز کارِ بستہ میندیش و دل شکستہ مدار | کہ آبِ چشمۂ حیواں درونِ تاریکیست

شعر

اَلَا لَا یَجَارَنَّ اَخُو الْبَلِیَّۃِ | فَلِلرَّحْمٰنِ اَلْطَافٌ خَفِیَّۃٌ

وادی ظلمات میں تاریکیوں کے اندر ہے۔ اَلَا لَا یَجَارَنَّ ...الخ: خبردار! ہرگز مصیبت زدہ اپنا دل تھوڑا نہ کرے (رنجیدہ خاطر نہ ہو) اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اور نوازشیں پوشیدہ ہیں۔ (کیا معلوم کب لطف و کرم کی بارش ہو جائے)

فرد

منشیں ترش از گردشِ ایّام کہ صبر | تلخ ست ولیکن برِ شیریں دارد

دراں قُربت مرا با طائفہ یاراں اتفاقِ سفر افتاد چوں از زیارتِ مکّہ باز آمدم یکدو منزلم استقبال کرد ظاہرِ حالش را دیدم پریشاں و در ہیأتِ درویشاں گفتم چہ حالت ست گفت آں چناں کہ تو گفتی طائفہ حسد بردند و بخیانتم منسوب کردند و مَلِکْ دَامَ مُلکُہٗ در کشفِ حقیقتِ آں استقصا نفرمودہ و یارانِ قدیم و دوستانِ حمیم از کلمۂ حق خاموش شدند و صحبتِ دیریں فراموش کردند۔

قطعہ

نہ بینی کہ پیشِ خداوند جاہ | ستایش کناں دست بر بر نہند
اگر روزگارش درآرد زپای | ہمہ عالمش پای بر سر نہند

فی الجملہ بانواعِ عقوبت گرفتار شدم تا دریں ہفتہ کہ مُژدۂ سلامت حُجّاج برسید از بندِ گرانم خلاص کرد و مُلکِ موروثم خاص گفتم رواں نوبت اشارتِ من قبولت نیامد کہ گفتم عملِ پادشاہاں چوں سفرِ دریاست خطرناک و سودمند یا گنج برگیری یا در طلسم بمیری

فرد

یا زر بہر دو دست کند خواجہ درکنار | یا موج روزے افگندش مردہ برکنار

مصلحت ندیدم ازیں بیش ریش درویش را بملامت خراشیدن

صبر تلخ است: صبر اگرچہ کڑوا ہے۔ مگر اس کا پھل میٹھا ہے۔ یعنی مصیبت کو برداشت کرنا اگرچہ دشوار ہے مگر نتیجہ اچھا برآمد ہوتا ہے۔ ضرب المثل ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ زیارت مکہ: یعنی حج بیت اللہ۔ استقبال: پیشوائی۔ ہیأت: ہیئت۔ صورت۔ شکل۔ دام مُلکہ: اللہ اس کے ملک کو ہمیشہ رکھے۔ کشف حقیقت: حقیقت کھولنا۔ سچی بات کا پتا لگانا۔ استقصا: پوری تحقیقات۔ کامل کوشش۔ دوستان حمیم: گہرے دوست (جمع) کلمۂ حق: سچی بات۔ ستائش کناں: تعریف کرتے ہوئے (اسم حالیہ ہے) دست بر بر نہند: ہاتھ سینے پر رکھتے ہیں۔ برائے تعظیم یہ طریقہ معمول ہے) پہلا "بر" حرف ہے۔ پر کے معنی میں۔ اور دوسرا "بر" اسم ہے سینہ کے معنی میں۔ مطلب یہ ہے کہ ذی جاہ شخص کے حضور (ادب سے) سینے پر ہاتھ باندھ کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ انکار کی جرأت نہیں رکھتے۔ پائے بر سر نہند: یعنی پیروں سے اس کا سر کچل دیتے ہیں۔ فی الجملہ: حاصل کلام۔ انواع عقوبت: طرح طرح کی سزا۔ حجاج: حاج کی جمع۔ دوسری جیم کو یا سے بدل کر حاجی کر لیا۔ مژدہ: خوشخبری۔ بند گراں: بھاری قید۔ ملک موروث: باپ دادا کی جائداد یعنی فقر و فاقہ۔ اشارت: مشورہ دینا۔ طلسم: موہوم خیالات جو عجیب شکلوں میں نمودار ہوں۔ وہ ڈراؤنی اور مہیب شکل و صورت جو ایک عمل خاص کے ساتھ خزانوں کی حفاظت کے لیے ان کے اوپر بناتے ہیں۔ مراد مصیبت ہے۔ اور بعض نسخوں میں یہاں تلاطم ہے یعنی دریا کی طغیانی۔

جراحت: زخم۔ بند: بیڑی۔ دگرہ: دوبارہ۔ نیش: ڈنک۔ گژدم: بچھو۔ حکایت ۱۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو علماء وفضلاء کی عزت کرنی چاہئے۔ اور ان کی معمولی لغزشوں کے سبب ان کے وظائف پر بندش نہیں لگانی چاہئے۔ روندگاں: راہِ سلوک چلنے والے۔ اہل تصوف۔ درصحبت من: شاید یہ لوگ شیخ سعدی کے مرید تھے۔ صلاح: تقویٰ طہارت۔ بلیغ: بے حد۔ بے پناہ۔ ادرار: روزینہ۔ وظیفہ۔ کاسد: مندا۔ خراب۔ کفاف: قابلِ گزارہ مال۔ تخلص گردانم: یعنی ان کا بند شدہ وظیفہ دوبارہ واگزار کراؤں۔ لطیفاں: بذلہ سنج لوگ۔ وسیلت: وسیلہ، ذریعہ۔ مگرد: گردیدن یا گشتن سے فعل نہی ہے پھرنا۔ چکر لگانا۔ یعنی کسی امیر یا وزیر کے دروازے پر بغیر کسی ذریعہ اور وسیلے کے مت جا۔ اور اس کے اردگرد چکر مت لگاؤ۔ پیرامن: اردگرد۔ غریب: اجنبی۔ مسافر۔ وقوف: اطلاع۔ آگاہی۔ اکرام: عزت و اعزاز۔ فروتر: نیچے۔ بتواضع: انکساری۔ کمین: اس میں یا اور نون نسبت کا ہے یعنی منسوب بہ کم۔ بمعنی ناقص۔ بگذار کہ...الخ: یعنی میں تو ایک ادنیٰ اور کمتر شخص ہوں مجھے غلاموں کی صف میں بیٹھنے دو۔ چہ جائے سخن است: یعنی آپ کیا فرما رہے ہیں۔ اللہ اللہ! مقام تعجب میں بولتے ہیں۔ یہ جگہ آپ کے مراتب عالیہ کے شایانِ شان نہیں۔

ونمک بر جراحت پاشیدن بریں کلمہ اختصار کردم **قطعہ**

ندانستی کہ بینی بند برپای | چو در گوشت نیاید پندِ مردم
دگرہ گر نداری طاقتِ نیش | مکن انگشت در سوراخِ کژدم

حکایت (۱۸) تنے چند از روندگاں در صحبتِ من بودند ظاہرِ ایشاں بصلاح آراستہ ویکے را از بزرگاں در حقِ ایں طائفہ حسنِ ظنے بلیغ بود وادرارے معین کرد تا یکے از ایشاں حرکتے کرد نہ مناسب حالِ درویشاں ظنِ آں شخص فاسد وبازارِ اینان کاسد خواستم تا بطریقے کفافِ یاراں مستخلص گردانم آہنگِ خدمتش کردم دربانم رہا نکرد وجفا کرد معذورش داشتم کہ لطیفاں گفتہ اند۔ **قطعہ**

درِ میر و وزیر و سلطاں را | بے وسیلت مگرد پیرامن
سگ و درباں چو یافتند غریب | ایں گریبانش گیرد آں دامن

چندانکہ مقربانِ حضرتِ آں بزرگ بر حالِ من وقوف یافتند باکرام در آوردند وبرتر مقامے معین کردند اما بتواضع فروتر نشستم وگفتم **فرد**

بگذار کہ بندۂ کمینم | تا در صفِ بندگاں نشینم

گفت اللہ اللہ چہ جائے سخن ست

فرد

گر بر سر و چشمِ من نشینی | نازت بکشم کہ نازنینی

فی الجملہ نشستم و از ہر درے سخن پیوستم تا حدیثِ زلتِ یاران درمیان آمد و گفتم۔

قطعہ

چہ جرم دید خداوندِ سابق الانعام | کہ بندہ در نظرِ خویش خوار میدارد
خدائے راست مسلّم بزرگواری و حلم | کہ جرم بیند و ناں برقرار میدارد

حاکم را ایں سخن پسندیدہ آمد و اسبابِ معاشِ یاراں فرمود تا باز بر قاعدۂ ماضی مہیّا دارند و مؤنتِ ایامِ تعطیل وفا کنند شکرِ نعمت بگفتم و زمینِ خدمت ببوسیدم و عذرِ جسارت بخواستم و گفتم۔

چو کعبہ قبلۂ حاجت شد از دیارِ بعید | روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ
ترا تحمّلِ امثالِ ما بباید کرد | کہ ہیچکس نزند بر درختِ بے بر سنگ

حکایت (۱۹) ملک زادۂ گنج فراواں از پدر میراث یافت و دستِ کرم بکشاد و دادِ سخاوت بداد و نعمتِ بیدریغ بر سپاہ و رعیت بریخت

قطعہ

نیاساید مشام از طبلۂ عود | بر آتش نہ کہ چوں عنبر ببوید

نازکشیدن: ناز اٹھانا۔ نازیں: نازک اندام مراد محبوب ہے۔ از ہر درے سخن پیوستم: یعنی ہر جانب سے بات ٹھیر کرلایا۔ زلت: لغزش۔ مقام ادب کا لفظ ہے چنانچہ کہتے ہیں "زلتِ انبیاء"۔ جرم: قصور۔ ناپسندیدہ کام۔ سابق الانعام: جو پہلے سے انعام کرتا آیا ہو۔ کہ بندہ: یعنی کہ بندہ را۔ مسلم: تسلیم شدہ۔ ثابت۔ حلم: بردباری۔ نان برقرار داشتن: روزی جاری رکھنا۔ معاش: گزر بسر۔ اسباب: سامان۔ ماضی: گزشتہ۔ مؤنت: روزمرہ کا ضروری خرچ۔ ایام تعطیل: وظیفے کی موقوفی کے دن۔ وفا کنند: ادا کریں۔ جسارت: دلیری۔ قبلہ حاجت: مرادیں برلانے والا۔ تحمل: برداشت۔ درختِ بے بر: بے پھل کا درخت۔ حکایت ۱۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو سخی ہونا چاہئے۔ بخل ان کے شایان شان نہیں۔ عوام پر ظالمانہ ٹیکس عائد کر کے دولت سمیٹنے کی فکر نہیں کرنا چاہئے۔ گنج: خزانہ۔ فراواں: بہت زیادہ۔ دادِ سخاوت داد: خوب بخشش اور نوازش کی۔ نعمت بیدریغ: بے اندازہ دولت۔ بریخت: یعنی لٹادی۔ مشام: یعنی دماغ۔ طبلہ عود: اگر کی لکڑی سے بنائی گئی ڈبیہ۔ یا وہ ڈبیہ جس میں اگر کے ٹکڑے رکھے گئے ہوں۔ عود: ایک خوشبودار لکڑی۔ عنبر: ایک مشہور خوشبو۔ بعض کہتے ہیں یہ سمندر سے حاصل ہوتا ہے جو آبی گائے کا گوبر ہے اور بعض کہتے ہیں پہاڑی علاقوں سے مزید تحقیق آگے آئے گی۔ بر آتش نہ ... الخ: یعنی مال و دولت روک رکھنے کی چیز نہیں وہ تو خرچ کرنے کے لیے ہوتا ہے تاکہ دوسروں کو اس سے آرام پہونچے۔

بزرگی بایدت بخشندگی کن | کہ دانہ تا نیفشانی نروید
یکے از جلسائے بے تدبیر نصیحتش آغاز کرد کہ ملوکِ پیشیں ایں نعمت را بسعی اندوختہ اند و برائے مصلحتے نہادہ دست ازیں حرکات کوتاہ کن کہ واقعہا در پیش ست و دشمناں از پس نباید کہ بوقتِ حاجت درمانی

قطعہ

اگر گنجے کنی بر عامیاں بخش | رسد ہر کدخدائے را برنجے
چرا نستانی از ہر یک جوے سیم | کہ گرد آید ترا ہر روز گنجے

ملک زادہ روئے ازیں سخن درہم آورد و موافقِ طبعش نیامد و مراو را زجر فرمود و گفت خداوند تعالیٰ مرا مالکِ ایں مملکت گردانیدہ است تا بخورم و ببخشم نہ پاسباں کہ نگہدارم۔

بیت

قاروں ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت | نوشیرواں نمرد کہ نامِ نکو گذاشت

حکایت (۲۰) آوردہ اند کہ نوشیروانِ عادل را در شکارگاہے صیدے کباب میکردند و نمک نبود غلامے بروستا دوانیدند تا نمک آرد نوشیرواں گفت بقیمت بستاں تا رسمے نگردد و دِہ خراب نشود

بزرگی بایدت: یہاں لفظ "اگر" مقدر ہے اگر تجھ کو بزرگی چاہیئے۔ بخشندگی: بخشش۔ نوازش۔ جلساء: جلیس بمعنی ہم نشین کی جمع۔ دست کوتاہ کردن: ہاتھ روکنا۔ خرچ نہ کرنا۔ واقعہا جنگیں اور مہمات۔ عامیاں: عام لوگ۔ بخشش: مفعول کے معنی میں ہے۔ کدخدائے: صاحب خانہ۔ برنج: چاول۔ جوے سیم: جو برابر چاندی۔ زجر: سرزنش۔ ڈانٹ پھٹکار۔ پاسبان: نگہبان۔ چوکیدار۔ قارون: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی اور داماد انتہائی محتاج تھا حضرت موسیٰ نے رحم کھا کر علم کیمیا سکھا دیا۔ انتہائی مالدار ہو گیا۔ جسوقت موسیٰ علیہ السلام نے زکوٰۃ طلب کی اپنے مال کثیر کو دیکھ روگردانی کی اور براہ بخل زکوٰۃ نہ دی۔ بالآخر ایک دن غضبناک ہو کر زمین کو حکم دیا وہ زمین میں دھنستا چلا گیا۔ چہل خانہ گنج داشت: چہل اور یونہی ہفتاد بھی ان سے معین عدد مراد ہوتا ہے اور بھی برائے تکثیر آتے ہیں۔ یہاں کچھ ایسی ہی صورت ہے۔ نوشیروان: ایران کا مشہور بادشاہ کسریٰ۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے کچھ عرصہ پہلے ایران کا حکمران تھا۔ اصل میں "نوشین رواں" ہے بمعنی شیریں جان۔ اس کی پیدائش کی خبر سن کر اس کے باپ قباد نے شراب کے مٹکے لنڈھانے کا حکم دیا تھا اسی لیے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ یا یہ کہ بڑا عادل اور خوشخو تھا اس لیے یہ نام ہوا۔ عادل: انصاف کرنے والا اور بعض ارباب نقد و جرح نے کہا کہ وہ اسی نام سے پکارا جاتا تھا جس سے وہ مشہور ہو گیا۔ وصف مراد نہیں ہے۔ (حوالہ) کشف الخفاء و مزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی ألسنة الناس للشیخ اسماعیل بن محمد العجلونی۔ (جلد دوم ص ۲۹۲۶)۔ (نیز یہی حاشیہ ص ۲۹ دیکھیں)۔ عادل را: یہاں "را" "برائے" کے معنی میں ہے۔

حکایت ۲۰: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو چھوٹی سے چھوٹی کوئی بری رسم نہیں ڈالنی چاہئے جس سے عوام کو تکلیف پہونچے۔ روستا: گاؤں۔ آبادی۔ بستان: ستاندن سے فعل امر۔ رسمے نگردد: یعنی یہ رواج نہ بن جائے ورنہ ہر آنے والا بادشاہ بے قیمت نمک وصول کرے گا۔ دہ: دیہات۔

گفت ازیں قدر چہ خلل زاید گفت بنیادِ ظلم اندر جہاں اول اندک بودہ است وہر کس کہ آمد براں مزید کرد تا بدیں غایت رسید

قطعہ

اگر ز باغِ رعیت مَلک خورد سیبے | برآورند غلامانِ او درخت از بیخ

بہ پنج بیضہ کہ سلطاں ستم روا دارد | زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

حکایت (۲۱) عاملے را شنیدم کہ خانہ رعیت خراب کردے تا خزینۂ سلطان آباداں کند بیخبر از قولِ حکما کہ گفتہ اند ہر کہ خدائے عزّوجلّ را بیازارد تا دلِ خلقے بدست آرد خداوند تعالیٰ ہمان خلق بروبر گمارد تا دِمار از روزگارش برآرد۔

بیت

آتشِ سوزاں نکند با سپند | آنچہ کند دُودِ دلِ مستمند

سرِ جملہ حیوانات گویند کہ شیر ست و اذلِ جانوراں خر و باتفاق خرِ بار بر بہ کہ شیرِ مردم در

مثنوی

مسکیں خر اگرچہ بے تمیز ست | چوں بار ہمی برد عزیز ست

گاوان وخرانِ بار بردار | بہ ز آدمیانِ مردم آزار

باز آمدیم بحکایتِ وزیرِ غافل گویند مَلک را طرفے از ذمائمِ اخلاقِ او

زاید: پیدا ہوگا فعل مضارع ہے۔ مزید: زیادتی۔ بہ پنج بیضہ: پانچ انڈا۔ خاص پانچ کا عدد مراد نہیں۔ بلکہ اظہار قلت کے لیے ہے۔ اور بعض نسخوں میں "بہ نیم بیضہ" ہے۔ جو بھی ہو مراد "تھوڑا ظلم" ہے۔ سیخ: لوہے کی سلاخ جس پر کباب بھونتے ہیں عربی میں سفُود اور فارسی میں باب زن بھی کہتے ہیں۔ ہزار مرغ بسیخ: یعنی ہزاروں مرغوں کے سیخ پر کباب بناڈالیں گے۔ حکایت ۲۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ حاکموں، گورنروں کو چاہئے کہ بادشاہوں کی خوشنودی کی خاطر رعایا کو نہ ستائیں ورنہ یہ خود بادشاہی کے لیے تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ عامل: شاہی کارندہ۔ محصول وصول کرنے والا حاکم۔ گورنر۔ خزینہ: خزانہ۔ خلق: مخلوق۔ حکما: واحد حکیم دانشمند۔ برگمارد: مقرر کردیتا ہے۔ یعنی خداوند عالم اسی (مظلوم) مخلوق کو اس ظالم پر مقرر کردیتا ہے تاکہ اس کا مغز اس کے وجود سے نکال لیں یعنی ہلاک کردیں۔ دمار: ہلاکت۔ انتقام۔ دمار از چیرے برآوردن: اس کو ہلاک کردینا۔ روزگار: زمانہ۔ اسپند: ایک قسم کا کالا دانہ جس کو دھونی کے لیے آگ پر ڈال کر جلاتے ہیں اس سے اس بچہ کو دھونی دی جاتی ہے جس کو نظر بد لگ جاتی ہے۔ دود: دھواں۔ آہ۔ مستمند: دردمند مراد مظلوم ہے۔ آنچہ کند ...الخ: جلانے والی آگ اسپند پر وہ اثر نہیں کرتی جو مظلوم کے دل کا دھواں یعنی اس کی آہ اثر کرتی ہے۔ یعنی ظالم کو تباہ کردیتی ہے۔ سر: سردار۔ جملہ: تمام۔ اذل: سب سے ذلیل۔ باربر: بوجھ لے جانے والا۔ ذمائم: ذمیمہ کی جمع۔ بری عادت۔

بقرائن معلوم گشت در شکنجہ کشید و بانواعِ عقوبت بکشت

قطعہ

حاصل نشود رضائے سلطاں	تا خاطرِ بندگاں نجوئی
خواہی کہ خدای بر تو بخشد	با خلقِ خدای کن نکوئی

آوردہ اند کہ یکے از ستمدیدگاں بر سرِ او بگذشت و در حالِ تباہِ وے تامل کرد و گفت۔

قطعہ

نہ ہر کہ قوتِ بازوئے منصبے دارد	بسلطنت بخورد مالِ مرداں بگزاف
تواں بحلق فرو بردن استخوانِ درشت	ولے شکم بدرد چوں بگیرد اندر ناف

بیت

نماند ستمگار بد روزگار	بماند برو لعنتِ پائیدار

حکایت (۲۲) مردم آزارے را حکایت کنند کہ سنگے بر سرِ صالحے زد درویش را مجالِ انتقام نبود سنگ را نگاہ میداشت تا زمانے کہ ملک را بر آں لشکری خشم آمد و در چاہ کرد درویش اندر آمد و سنگ بر سرش کوفت گفتا تو کیستی و ایں سنگ چرا زدی گفت من فلانم و ایں ہماں سنگ ست کہ در فلاں تاریخ بر سرِ من زدی

قرائن: قرینہ کی جمع۔ علامت۔ شکنجہ: سزا دینے کا ایک آلہ جسے کاٹھ بھی کہتے ہیں۔ مجرم کو اس میں کس دیا جاتا تھا کہ اس کا ہلنا جلنا بھی مشکل ہو جاتا۔ انواع عقوبت: طرح طرح کی سزا۔ ستمدیدگاں: وہ لوگ جن پر اس نے ظلم کیا تھا۔ تأمل: غور و فکر۔ سلطنت: قہر و غلبہ۔ گزاف: بیہودہ باتیں۔ یہاں مراد ظلم و زبردستی ہے۔ ولے شکم بدرد ... الخ: یعنی سخت ہڈی کو حلق کے نیچے تو اتارا جا سکتا ہے لیکن معدہ میں پہنچ کر وہ پیٹ پھاڑ ڈالے گی۔ یعنی وہ ہضم نہ ہوگی اور درد پیدا کرے گی۔ اسی طرح لوگوں کا مال جو مفت اڑاتا ہے۔ وہ ہضم نہیں ہو پاتا ایک نہ ایک دن اس کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے۔ ستمگار: ظالم۔ لعنت: رحمت خداوندی سے دوری۔ حکایت ۲۲: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ مقربین بادشاہ اور قوت و شوکت والوں کو چاہئے کہ اپنے اقتدار و قوت کے سہارے رعایا پر ظلم نہ کریں ورنہ معزولی اور زوالِ شوکت کے بعد انہیں انتقامی بلا میں گرفتار ہونا پڑ سکتا ہے۔ مردم آزار: لوگوں کو ستانے والا۔ صالح: نیک بخت۔ مجال: طاقت۔ گنجائش۔ انتقام: ظلم کا بدلہ لینا۔ خشم: غصہ۔ در چاہ کرد: کنوئیں میں قید کر دیا۔ مجرم کو اندھے کنویں میں ڈلوا دیا جاتا تھا۔

گفت چندیں روزگار کجا بودی گفت از جاہت اندیشہ میکردم اکنوں کہ در چاہت دیدم فرصت غنیمت دانستم۔

مثنوی

ناسزائے را کہ بینی بختیار	عاقلاں تسلیم کردند اختیار
چوں نداری ناخنِ درّندہ تیز	با بداں آں بہ کہ کم گیری ستیز
ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد	ساعدِ سیمینِ خود را رنجہ کرد
باش تا دستش ببندد روزگار	پس بکامِ دوستاں مغزش برآر

حکایت (۲۳) یکے را از ملوک مرضے ہائل بود کہ اعادتِ ذکرِ آں نا کردن اولیٰ طائفہ از حکمائے یونان متفق شدند کہ مرایں درد را دوائے نیست مگر زہرۂ آدمی کہ بچندیں صفت موصوف باشد بفرمود طلب کردن دہقاں پسرے را یافتند براں صورت کہ حکیماں گفتہ بودند پدر و مادرش را بخواندند و بہ نعمتِ بیکراں خوشنود گردانیدند و قاضی فتویٰ داد کہ خونِ یکے از رعیّت ریختن سلامتِ نفسِ پادشہ را روا باشد جلاد قصد کرد پسر سر سوئے آسماں برآورد و تبسم کرد ملک پرسید کہ دریں حالت چہ جائے خندیدن ست گفت ناز

چندیں روزگار: اتنا زمانہ۔ از جاہت اندیشہ کردم: تیرے مقام و مرتبہ سے میں ڈر رہا تھا۔ ناسزا: نالائق۔ نااہل۔ بختیار: صاحب اقبال، "بخت" اور "یار" سے مرکب ہے۔ یعنی جب کسی نااہل کو برسر اقتدار دیکھو تو اس کی اطاعت قبول کرلو۔ کیوں کہ ایسے وقت عقلمند یہی کرتا ہے۔ درّندہ: دریدن سے اسم فاعل، پھاڑنا۔ کم گیری: کم سے نفی مراد ہے یعنی نہ اختیار کرے تو۔ ستیز: جنگ۔ فولاد بازو: وہ شخص جس کے بازو فولاد کی طرح مضبوط ہوں۔ ساعد سیمیں: چاند جیسی نرم کلائی یعنی نازک۔ رنجہ کرد: تکلیف دی۔ باش: تو ٹھہر، انتظار کر۔ کام: مقصد۔

حکایت ۲۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو اپنے حصول منفعت کے لیے کسی کی ایذا رسانی نہ کرنی چاہیے۔ اور مسکینوں پر رحم کھانا رب کی خوشنودی اور حصول مقصود کا ذریعہ ہے۔ ہائل: خوفناک۔ اعادت: لوٹانا، تکرار۔ اولیٰ: بہتر۔ بعض نسخوں میں اولیٰ تر ہے۔ حکما: حکیم کی جمع۔ دانشمند۔ یونان: ضم کے ساتھ مشہور ہے۔ روم کے اندر اقلیم پنجم میں ایک ملک۔ یونان یافث بن نوح کے نام سے آباد ہوا۔

زہرہ: پتہ۔ بچندیں صفت: مثلاً خوبصورت، دراز قامت کبود چشم ہو۔ دہقان: دہگان کا معرب۔ دیہات کا باشندہ۔ کاشتکار۔ گنوار۔ رئیس: زمیندار۔ نعمت: دولت، مال۔ بیکراں: بے انتہا، بہت زیادہ۔ قاضی: شرع کا بڑا عالم و مفتی جو بادشاہ کی جانب سے فیصلۂ مقدمات کے لیے مقرر ہو۔ جلاد: وہ شخص جو قتل کرنے پر مقرر ہوتا ہے۔

فرزند بر پدر و مادر باشد و دعوی پیشِ قاضی برند و داد از پادشاہ خواہند اکنوں پدر و مادر بعلّتِ حُطامِ دنیا مرا بخون در سپردند و قاضی بکشتنم فتوی داد و سلطاں مصالحِ خویش اندر ہلاکِ من می بیند بجز خدائے عزّوجلّ پناہے نمی بینم۔

بیت

پیشِ کہ برآورم زدستت فریاد　|　ہم پیشِ تو از دستِ تو میخواہم داد

سلطاں را دل ازیں سخن بہم برآمد و آب در دیدہ بگردانید و گفت ہلاکِ من اولیٰ ترکہ خونِ چنیں طفلے ریختن بیگناہ سر و چشمش ببوسید و درکنار گرفت و آزاد کرد و نعمتِ بے اندازہ بخشید گویند ہم در آں ہفتہ صحت یافت

قطعہ

ہمچناں در فکرِ آں بیتم کہ گفت　|　پیلبانے بر لبِ دریائے نیل
زیرِ پایت گر بدانی حالِ مور　|　ہمچو حالِ تست زیرِ پائے پیل

حکایت [۱۲۴] یکے از بندگانِ عمر ولیث گریختہ بود کساں در عقبش برفتند و باز آوردند وزیر را با وے غرضے بود اشارت بکشتنش کرد تا دیگر بندگاں چنیں فعل نیارند بندہ سر پیشِ عمر ولیث بر زمیں نہاد و گفت

ناز: فخر، لاڈ پیار۔ داد: انصاف۔ عِلّت: سبب۔ حُطام: ریزۂ گیاہ۔ گھاس کا تنکا۔ یہاں دنیا کا تھوڑا مال مراد ہے۔ پیشِ کہ: کس کے سامنے۔ دل بہم برآمد: دل غم سے بھر آیا۔ رقت طاری ہوگئی۔ ریختن بیگناہ: اور ایک نسخے میں یہ عبارت اس طرح ہے "خونِ چنیں طفلے بیگناہ ریختن"۔ آزاد کرد: یعنی قتل سے نجات دیا۔ ہمچناں در فکرِ آں بیتم: اب تک اس شعر کی فکر میں ہوں یعنی اس شعر کا مضمون اپنی غایت خوبی کی بنا پر اب تک ذہن میں جاگزیں ہے۔ اور فکر وخیال میں گردش کرتا رہتا ہے۔ پیلبان: ہاتھی والا۔ نیل: مصر کا مشہور دریا۔ زیرِ پایت...الخ: یعنی تیرے پیر کے نیچے آکر چونٹی کی وہی حالت ہوتی ہے جو کسی ہاتھی کے پیر کے نیچے آکر تیری حالت ہوتی ہے۔ یعنی ہر ایک پر ایک قوی ہے۔ حکایت ۱۲۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ صرف اہل غرض اور حسد کرنے والوں کی شکایت پر کسی کو سزا نہ دے بلکہ مجرم کی بھی بات سن کر فیصلہ کرے۔ عمرو لیث: یعنی عمرو بن لیث۔ یا لیث بمعنی شیر اس کا لقب ہے۔ اسی بادشاہ نے شیراز کو آباد کیا۔ عقب: پیچھے، کسی کا پیچھا کرنا۔ تعاقب کرنا۔ کساں در عقبش برفتند: یعنی کچھ لوگ اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے گئے۔ (اور اسے گرفتار کرلائے)۔ غرض: دشمنی۔ تکدر و انقباض۔ ایک نسخے میں "عداوتے" ہے۔

فرد

ہر چہ رود بر سرم چوں تو پسندی رواست | بندہ چہ دعویٰ کند حکم خداوند راست

لیکن بموجبِ آنکہ پروردۂ نعمتِ ایں خاندانم نخواہم کہ در قیامت بخونِ من گرفتار آئی اجازت فرمائی تا وزیر را بکشم پس آنگہ بقصاصِ او بفرمائی خونِ من ریختن تا بحق کشتہ باشی ملک را خندہ گرفت وزیر را گفت چگونہ مصلحت می بینی وزیر گفت اے خداوندِ جہاں مصلحت آں می بینم کہ از بہرِ خدا و صدقۂ گورِ پدر او را آزاد کنی تا مرا نیز در بلائے نیفگند گناہ از من ست و قولِ حکیماں معتبر کہ گفتہ اند۔

قطعہ

چو کردی با کلوخ انداز پیکار | سرِ خود را بنادانی شکستی
چو تیر انداختی بر روئے دشمن | چناں داں کاندر آماجش نشستی

حکایت (٢٥) ملکِ زوزن را خواجہ بود کریم النفس نیک محضر کہ ہمگناں را در مواجہ حرمت داشتے و در غیبت نکو گفتے اتفاقاً ازو حرکتے در نظرِ ملک ناپسند آمد مصادرت فرمود و عقوبت کرد و سرہنگانِ پادشاہ بسوابقِ نعمتِ او معترف بودند و بشکرِ آں مرتہن در مدتِ

خداوند: بادشاہ۔ راست: یعنی راراست۔ بندہ چہ دعویٰ کند ...الخ: یعنی میں کیا دعویٰ کر سکتا ہوں کہ یہ میرے بادشاہ اور میرے ولی نعمت کا حکم ہے۔ گرفتار آئی: چونکہ بھاگے ہوئے غلام کا قتل روا نہیں۔ قصاص: شرعی حکم کے مطابق کسی قاتل کو قتل کرنا۔ تا بحق کشتہ باشی: یعنی تاکہ تو حق کے مطابق قتل کرنے والا رہے۔ (اور سزائے الٰہی میں گرفتار نہ آئے) صدقۂ گور پدر: باپ کی قبر کے صدقے۔ کلوخ انداز: ڈھیلا پھینکتے تھے اور خود آڑ میں ہونے کی وجہ سے دشمن سے محفوظ رہتے۔ پیکار: جنگ۔ آماج: ہدف، نشانہ کی جگہ۔ تودۂ خاک جس پر نشانہ نصب کرتے ہیں۔ نشانہ لگانے کا ٹیلہ۔

حکایت ٢٥: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وفاداروں اور نمک خواروں کی ذرا ذرا سی بات پر گرفت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ کچھ چشم پوشی سے کام لینا چاہیے۔

زوزن: بروزن سوسن، ہرات اور نیشاپور کے درمیان ایک شہر، یا ایک بادشاہ کا نام جس نے یہ شہر بسایا۔ خواجہ: اس سے یہاں مراد پیشکار اور کار پرداز ہے۔ کریم النفس: شریف طبیعت، نیک طینت۔ نیک محضر: خیر اندیش، سب کا بھلا چاہنے والا۔ مواجہ: روبرو۔ حرمت: عزت۔ غیبت: غیر موجودگی۔ مصادرت: ضبطی، تاوان، قرقی کی سزا۔ سرہنگاں: جمع ہے، سپاہی۔ معترف: اقرار کرنے والے۔ مرتہن: گروی۔

توکیل: سپردگی، یعنی جن دنوں یہ وزیر ان کی سپردگی میں رہا۔ رِفق: نرمی۔ ملاطفت: مہربانی۔ زجر: سرزنش۔ معاقبت: سزا دینا، بعض نسخوں میں

توکیلِ او رِفق و مُلاطفت کردندے وزجر و مُعاقبت روا نداشتندے

قطعہ

صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ کہ ترا | در قفا عیب کند در نظرش تحسین کن
سخن آخر بدہاں میگذرد موذی را | سخنش تلخ نخواہی دہنش شیریں کن

انچہ خطابِ مَلِک بود از عہدۂ بعضے بیروں آمد و بہ بقیتے درزنداں بماند آوردہ اند کہ یکے از مُلوکِ نواحی در خفیہ پیغامش فرستاد کہ مُلوکِ آں طرف قدرِ چناں بزرگوار ندانستند و بیعزتی کردند اگر رائے عزیزِ فلاں اَحْسَنَ اللہُ خَلاصَہٗ بجانبِ ما التفاتے کند در رعایتِ خاطرش ہرچہ تمامتر سعی کردہ آید و اعیانِ ایں مملکت بدیدارِ او مفتقرند و جوابِ ایں حروف را منتظر خواجہ چوں بریں وقوف یافت از خطر اندیشید در حال جوابے مختصر کہ اگر برملا افتد فتنہ نباشد بر قفائے ورق نوشت و رواں کرد یکے از متعلّقاں کہ بریں واقف بود مَلِک را اِعلام کرد کہ فلاں را کہ حبس فرمودہ با ملوکِ نواحی مراسلت دارد مَلِک بہم برآمد و کشف ایں خبر فرمود قاصد را بگرفتند و رسالت برخواندند نبشتہ بود کہ حسنِ ظنِّ بزرگاں بیش از فضیلتِ ماست و تشریفِ قبولے کہ فرمودند بندہ را امکانِ

معاتبت ہے۔ در قفا...الخ: یعنی تیرے بیٹھ پیچھے تیری عیب جوئی کرے تو تم اس کے سامنے اسکی تعریف کرو۔
موذی: ایذا دینے والا، مراد دشمن۔ سخن آخر...الخ: یعنی تمہارا دشمن عاجز ہوکر بالآخر بدگوئی پر اتر آتا ہے تو اگر تم اس کی تلخ باتیں سننا نہیں چاہتے تو مٹھائی سے اس کا منہ میٹھا کردو، یعنی نیکی و سخاوت کرکے اس کو خوش کردو، پھر اس کے منہ سے میٹھی بات نکلے گی۔ شعر میں تلخ وشیریں کا اجتماع لطف سے خالی نہیں کہ صنعتِ تضاد ہے۔ آنچہ خطابِ ملک بود الخ: یعنی بادشاہ کی ناراضگی کے جو اسباب تھے ان میں بعض سے وہ بری ہوگیا۔ لیکن کچھ کی وجہ سے جیل میں رہنا پڑا۔ زندان: قید خانہ۔ جیل۔ نواحی: ناحیہ کی جمع۔ طرف وجانب۔ مضافات، قرب وجوار۔ اَحْسَنَ اللہُ خَلاصَہ: اللہ تعالیٰ آپ کی رہائی کی اچھی صورت نکالے (دعائیہ کلمہ ہے)۔ التفات: توجہ۔ رعایت: نگہداشت، پاس ولحاظ۔ ہرچہ تمامتر سعی کردہ آید: یعنی جتنی بھی رعایتیں ممکن ہوں گی، کوشش کی جائے گی۔
اعیان: بڑے لوگ، وزراء اور امراء۔ مفتقر: محتاج، آرزومند۔ جوابِ ایں حروف: اس مختصر خط کا جواب۔ وقوف: آگاہی۔ درحال: فوراً۔ برملا افتد: ظاہر ہوجائے۔ برقفائے ورق: (مکتوب) کاغذ کی پشت پر۔ رواں کرد: بھیج دیا۔ اعلام: اطلاع۔ آگاہ کرنا۔ حبس: قید۔ مراسلت: خط وکتابت۔ کشف: حقیقت معلوم کرنا۔ رسالت: رسالہ،

اجابتِ آں نیست بحکمِ آنکہ پروردۂ نعمتِ ایں خاندان ست و باندک مایۂ تغیرِ خاطرے با ولیِ نعمتِ قدیم بیوفائی نتواں کرد۔

فرد

آں را کہ بجائے تست ہر دم کرمے | عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے

مَلِک را سیرتِ حق شناسیِ او خوش آمد و خلعت و نعمت بخشید و عذر خواست کہ خطا کردم کہ ترا بیجرم و خطا بیازردم گفت اے خداوند بندہ دریں حالت مر خداوند را خطائے نمی بیند بلے تقدیرِ خداوند تعالیٰ چنیں بود کہ مرا ایں بندہ را مکروہے رسد پس بدستِ تو اولیٰ ترکہ حقوقِ سوابقِ نعمت بریں بندہ داری و ایادیِ مِنَّت و حکما گفتہ اند

مثنوی

گر گزندت رسد زخلق مرنج | کہ نہ راحت رسد زخلق نہ رنج

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست | کہ دلِ ہر دو در تصرفِ اوست

گرچہ تیر از کماں ہمی گذرد | از کماں دار بیند اہلِ خرد

حکایت (۲۶) یکے را از ملوکِ عرب شنیدم کہ با متعلقانِ دیوان میگفت کہ مرسومِ فلاں را چندانکہ ہست مضاعف کنید کہ ملازمِ

باندک مایۂ تغیر خاطر: خیالِ دل کی تھوڑی تبدیلی سے۔ ولی نعمت: محسن، آقا۔ قدیم: ولی کی صفت ہے۔ عذرش بنہ: اس کو معذور رکھو۔ ار کند، یعنی اگر کند۔ سیرت: عادت۔ عذر خواست: معذرت چاہی۔ بندہ دریں حالت ... الخ: یعنی میں اس حالت میں بھی آپ کی کوئی خطا نہیں سمجھتا بلکہ یہ تو تقدیر کا لکھا تھا جو پورا ہوا۔ مکروہ: ناپسندیدہ امر۔ تکلیف۔ حقوقِ سوابقِ نعمت: پچھلی نعمتوں کے حقوق۔ ایادی: ید بمعنی ہاتھ کی جمع الجمع، بمعنی نعمت۔ مِنّت: احسان۔ ایادیِ مِنّت: یعنی احسان کے الطاف و کرم، اس میں اضافتِ سبب بجانب مسبب ہے یعنی وہ نعمتیں جو احسان کا سبب ہوتی ہیں۔ گزند: تکلیف، نقصان۔ کہ دل ہر دو ... الخ: یعنی دونوں کا دل اس کے قبضۂ تصرف میں ہے۔ جیسے چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے۔ کماں دار: کمان رکھنے والا۔ کمان سے تیر پھینکنے والا۔ حکایت ۲۶: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ مخلص، وفاکیش

خدمت گزاروں پر مہربانیاں بڑھادیں۔ متعلقان: ملازمین، کارکنان۔ دیوان: دفتر۔ مرسوم: یعنی تنخواہ۔ مضاعف: دوگنا، دوچند۔ ملازم: جس نے حاضری کو لازم پکڑ رکھا ہو یعنی حاضر باش۔

درگاہ است ومترصدِ فرماں و دیگر خدمتگاراں بلہو و لعب مشغول و دراد لائے خدمت متہاون صاحبدلے بشنید فریاد و خروش از نہادش برآمد پرسیدندش کہ چہ دیدی گفت مراتبِ بندگاں بدرگاہِ خدائے تعالیٰ ہمیں مثال دارد۔

نظم

دو بامداد گر آید کسے بخدمت شاہ | سوم ہر آینہ در وے کند بلطف نگاہ
امید ہست پرستندگانِ مخلص را | کہ نا امید نگردند ز آستانِ الٰہ

مثنوی

مہتری در قبولِ فرمان ست | ترکِ فرماں دلیلِ حرمان ست
ہر کہ سیمائے راستاں دارد | سرِ خدمت بر آستاں دارد

حکایت (۲۷) ظالمے را حکایت کنند کہ ہیزم درویشاں خریدے بحیف و توانگراں را دادے بہ طرح صاحبدلے برو گذر کرد و گفت۔

بیت

ماری تو کہ ہر کرا بہ بینی بزنی | یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی قطعہ
زورت ار پیش میرود با ما | با خداوندِ غیب داں نرود

مترصدِ فرمان: حکم کا منتظر۔ (مستعد خادم) لہو و لعب: کھیل کود۔ (بے پروائی) بیکار مشغلے۔ متہاون: سست، کاہل۔ صاحب دل: دل والا۔ یعنی صاحب معرفت۔ خروش: (بضمتین و واو مجہول) شور وغوغا یعنی آہ وبکا و فریاد۔ نہاد: خلقت، باطن۔ مراتب: مرتبہ کی جمع۔ ہمیں مثال دارد: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مخلص اور فرمانبردار بندوں کے اجر کو درجوں بڑھاتا ہے۔ دو بامداد: دو صبح مراد دو روز ہے۔ سوم: یعنی تیسرے دن۔ ہر آینہ: بالضرور، یقیناً۔ پرستندگاں: عبادت کرنے والے۔ مخلص: بے ریا۔ آستاں: چوکھٹ، بارگاہ۔ الٰہ: معبود۔ بعض نسخوں میں یہ شعر نہیں ہے۔ ممکن ہے الحاقی ہو۔ مہتری: سرداری۔ حرماں: محرومی، بدنصیبی۔ دلیل: راہ نما۔ سیما: چہرے کی علامت اور نشان جس سے باطن کی کیفیت معلوم ہو۔ مجازاً بمعنی پیشانی۔ راستاں: سچے لوگ۔ صدیقین۔ ہر کہ... الخ: یعنی جو کوئی اپنے چہرے میں صدیقوں کی سی علامت رکھتا ہو وہ ہمیشہ خدمت کا سر آستانۂ الٰہی پر جھکائے رکھتا ہے، یعنی فرمانبرداری میں مشغول رہتا ہے۔

حکایت ۲۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ حاکموں کو غریب رعایا پر ظلم وستم ڈھا کر ان کا مال چھیننا نہیں چاہیے۔ اور لوگوں کو ستانے سے احتراز کرنا چاہیے۔ ہیزم: لکڑیوں کا گٹھر۔ حیف: ظلم۔ طرح: دام بڑھا کر زبردستی کسی کے ہاتھ فروخت کرنا، یعنی یہ ظالم غریبوں کو ڈرا دھمکا کر کم قیمت پر لکڑیاں خریدتا تھا اور پھر دام بڑھا کر زبردستی مالداروں کے ہاتھ فروخت کرتا تھا۔ ماری... الخ: یا تو تو سانپ ہے کہ جسے دیکھتا ہے ڈس لیتا ہے یا یہ کہ تو الّو ہے کہ جس جگہ بیٹھتا ہے ویران کر دیتا ہے۔

تادعائے برآسماں نرود: یعنی اے ظالم! زمین والوں پر ظلم وزیادتی مت کرتا کہ (مظلوموں) کی دعا آسمان پر نہ جائے۔ ورنہ ان کی آہیں تجھے جلاکر

زور مندی مکن بر اہلِ زمیں | تا دعائے بر آسماں نرود

حاکم از گفتنِ او برنجید و روی از نصیحتش درہم کشید و بدو التفات نکرد و اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ تا شبے آتشِ مطبخ در انبارِ ہیزم افتاد و سائرِ املاکش بسوخت و از بسترِ نرمش بر خاکسترِ گرمش نشاند اتفاقاً ہماں شخص بروے بگذشت و دیدش کہ با یاراں ہمیگفت ندانم کہ ایں آتش از کجا در سرائے من افتاد گفت از دودِ دلِ درویشاں

قطعہ

حذر کن ز دودِ درونہائے ریش | کہ ریشِ دروں عاقبت سر کند
بہم بر مکن تا توانی دلے | کہ آہے جہانے بہم بر کند

لطیفہ بر طاقِ کیخسرو نوشتہ بود۔ **قطعہ**

چہ سالہائے فراواں و عمرہائے دراز | کہ خلق بر سرِ ما بر زمیں بخواہد رفت
چنانکہ دست بدست آمدست ملک بما | بدستہائے دگر ہمچنیں بخواہد رفت

حکایت (۲۸) یکے در صنعتِ کشتی گرفتن سر آمدہ بود سہ صد و شصت بندِ فاخر دانستے و ہر روز از اں بنوعے کشتی گرفتے مگر گوشۂ خاطرش باجمالِ یکے از شاگرداں میلے داشت سہ صد و پنجاہ و نہ بندش در

خاکستر کردیں گی۔ آسمان: مرکب ہے لفظ آس بمعنی چکی اور مان بمعنی مانند سے یعنی چکی کے مانند۔ درہم کشید: منہ پھیر لیا۔ التفات: توجہ۔ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ: (بقرہ ۲۰۶) اسے گناہ کی اور ضد چڑھی۔ انبار: ذخیرہ، ڈھیر۔ بسوخت: متعدی ہے جلادیا۔ سائر املاک: تمام جائداد، ساز وسامان۔ از بستر نرمش برخاکستر گرمش نشاند: یعنی اس آگ نے اسے نرم بستر سے گرم خاکستر (راکھ) پر لابٹھایا۔ یہاں نسخے مختلف ہوگئے لفظ گرم اور گرمش میں اختلاف، نشاند اور بنشاند میں فرق۔ حالاں کہ سعدی کی اس فصیح وبلیغ عبارت پر اہل ذوق سر دھنتے ہیں فصاحت وبلاغت کا اعلیٰ ترین نمونہ بتاتے ہیں۔ ابوالفضل اپنے علم وفضل کے باوجود معترف کہ میں اس کی نظیر لانے سے قاصر رہا۔ سعد تفتازانی باآں فضل وکمال اور خود علم بلاغت میں مطول ومختصر کی تصنیف اور نقاد مزاجی کے باوجود متمنی کہ سعدی میری تمام تصانیف لے لیتا اور گلستاں کا ایک فقرہ مجھے دیدیتا۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اس کی تفصیل مقدمہ میں دیکھیں۔ یاوراں: مددگاروں، بعض نسخوں میں یاراں ہے۔

دود دِل: دل کا دھواں، یعنی دل کی آہ۔ حذر: پرہیز۔ درونہائے ریش: زخمی دل (بہت سے) ریش دروں: دل کا زخم۔ سر کردن: ظاہر کرنا، اثر دکھانا، برباد کرنا۔ لطیفہ: پرلطف بات۔ (یہاں یہ سرخی ہے) کیخسرو: بمعنی بادشاہ بلند مرتبہ امام عادل، ایران کے ایک عظیم الشان بادشاہ کا نام۔ طاق: دراز ے کی محراب۔ فراواں: کثیر، بہت۔ دراز: طویل یعنی مدتوں اور قرنوں تک۔ دست بدست: ہاتھوں ہاتھ۔ حکایت ۲۸: اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ کو چھوٹوں کی ڈینگ اور بلند بانگ دعوؤں کو سن کر بڑوں کی تحقیر نہیں کرنی چاہیے۔ صنعت: پیشہ، فن۔ سر آمدہ بود: انتہائی کامل ہوچکا تھا،

آموخت مگر یک بند کہ در تعلیم آں دفع انداختے و تاخیر کردے
فی الجملہ پسر در قوت و صنعت سر آمد و کسے را در زمانِ او با او امکانِ
مقاومت نبودے تا بحدیکہ پیشِ مَلِکِ آں روزگار گفتہ بود کہ اُستاد
را فضیلتے کہ بر من ست از روئے بزرگیست و حقِ تربیت وگرنہ بقوت
از و کمتر نیستم و بصنعت با او برابرم مَلِک را ایں سخن دشوار آمد فرمود تا
مصارعت کنند مقامے متّسع ترتیب کردند و ارکانِ دولت و اعیانِ
حضرت و زور آورانِ روئے زمیں حاضر شدند پسر چوں پیلِ مست در
آمد بصدمتے کہ اگر کوہِ روئیں بودے از جائے برکندے استاد دانست
کہ جواں بقوت از و برترست بداں بندِ غریب کہ از وے پنہاں داشتہ
بود با وے در آویخت پسر دفعِ آں ندانست بہم بر آمد استاد از
زمینش بدو دست بالائے سر بُرد و بر زمین زد غریو از خلق برخاست
مَلِک فرمود استاد را خلعت و نعمت دادن و پسر را زجر فرمود و ملامت
کرد کہ با پرورندۂ خویش دعوئ مقاومت کردی و بسر نبردی گفت اے
پادشاہ روئے زمیں بزور آوری بر من دست نیافت بلکہ مرا از علم
کشتی دقیقہ ماندہ بود و ہمہ عمر از من دریغ می داشت امروز بداں دقیقہ

بند: داؤں، پیچ۔ دفع انداختے: ٹال مٹول کرتا رہا، گریز کرتا رہا۔ فی الجملہ: مختصر یہ کہ۔ سر آمد: غالب آیا۔ مقاومت: برابری، مقابلہ۔

امکان مقاومت: مقابلے کی طاقت یعنی قصہ مختصر یہ کہ وہ شاگرد قوت اور کشتی کے فن میں کامل ہوگیا ایسا کہ کسی کو اس سے مقابلہ کرنے کا امکان نہ رہا۔ از وکمتر نیستم: اس سے کم نہیں ہوں (بلکہ اس سے بڑھا ہوا ہوں)۔ اور فن میں اس کے برابر ہوں۔ دشوار آمد: ناگوار لگی۔ مصارعت کنند: آپس میں کشتی لڑیں۔ متّسع: کشادہ، فراخ۔ ارکان دولت: حکومت کے وزراء۔ اعیان حضرت: بارگاہ کے بڑے لوگ، شاہی امراء۔ زور آور: پہلوان۔ چوں پیل مست: مست ہاتھی کی طرح۔ صدمت: حملہ۔ کوہ روئیں: کانسی یا سیسہ کا پہاڑ۔ از جائے برکندے: یعنی وہ شاگرد مست ہاتھی کی طرح اس زور و شور سے آیا کہ (لگتا تھا) کہ اگر سیسے کا پہاڑ بھی ہو تو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔ بداں بند غریب: یعنی اسی انوکھے داؤں کے ذریعہ (کہ شاگرد سے چھپا رکھتا تھا اور سکھایا نہ تھا) دفع آں: اس کی کاٹ، توڑ۔ غریو: بکسر تین و یائے مجہول، شور و غوغا۔ بسر نبردی: پورا نہ کر سکا۔ پرورندۂ خویش: اپنا پالنے والا۔ بزور آوری: پہلوانی میں۔ دست نیافت: قابو نہیں پایا۔ دقیقہ ماندہ بود: مجھ کو کشتی کے فن سے ایک نکتہ باقی رہ گیا تھا۔ تھوڑی کمی رہ گئی تھی۔ مراد وہی داؤں ہے جو شاگرد کو نہ سکھایا تھا۔ دریغ می داشت: روک رکھتا تھا

گفت از بہر چنیں ...الخ: استاذ نے کہا ایسے ہی دن کے واسطے میں نے محفوظ رکھا تھا۔ نگاہ داشتن: محفوظ کرنا۔ بچائے رکھنا۔ زیرک: چالاک، ہوشیار، دانشمند۔

برمن غالب آمد گفت از بہر چنیں روزے نگہ میداشتم کہ زیرکاں گفتہ اند دوست را چنداں قوّت مدہ کہ اگر دشمنی کند تواند نشنیدہ کہ چہ گفت آنکہ از پروردۂ خویش جفا دید۔

قطعہ

یا وفا خود نبود در عالم | یا مگر کس دریں زمانہ نکرد
کس نیاموخت علمِ تیر از من | کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

حکایت (۲۹) درویشے مُجرد بگوشۂ صحرائے نشستہ بود پادشاہے بر وے بگذشت درویش از انجا کہ فراغِ مُلکِ قناعت ست بدو التفات نکرد سلطاں از انجا کہ سطوتِ سلطنت ست برنجید و گفت ایں طائفہ خرقہ پوشاں امثالِ بہائم اند اہلیت و آدمیت ندارند وزیر نزدیکش آمد و گفت اے جوانمرد سلطانِ روئے زمیں بر تو گذر کرد خدمتے نکردی و شرائطِ ادب بجا نیاوردی گفت سلطاں را بگوی تا توقّعِ خدمت از کسے دارد کہ توقّع بہ نعمتِ او دارد و دیگر بداں کہ ملوک از بہرِ پاسِ رعیّت اند نہ رعیّت از بہرِ طاعتِ ملوک۔ **قطعہ**

پادشہ پاسبانِ درویش ست | اگرچہ رامش بفرِّ دولتِ اوست

اگر دشمنی کند تواند: اگر وہ دشمنی کرے تو کرسکے۔ یعنی نقصان پہونچا سکے۔ پروردۂ خویش: اپنا پالا ہوا، یعنی اپنا تربیت دیا ہوا۔ یا وفا خود نبود ... الخ: یا تو وفاداری خود اس دنیا میں موجود نہیں یا شاید کسی نے اس زمانہ میں اس کا برتاؤ نہ کیا۔ کس نیاموخت ... الخ: یعنی جس کسی نے تیراندازی کا فن مجھ سے سیکھا اس نے انجام کار مجھ ہی کو اپنا نشانہ بنایا۔ بعض نسخوں میں عربی کا یہ شعر اسی مضمون پر مشتمل پایا گیا۔ نہ جانے شعر کس کا ہے۔

أُعَلِّمُه الرِّمَايَةَ كُلَّ يَومٍ
فَلَمَّا اشْتَدَّ سَاعِدُه رَمَانِي

حکایت۲۹: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ درویشوں، قناعت گزینوں کو آداب شاہی بجالانے پر پابند نہ کرے اور اپنے کو رعایا کا نگراں تصور کرے۔ مجرد: تنہا، اکیلا، بے تعلق۔ صحراء: جنگل۔ فراغ: مالداری، آسودگی۔ قناعت: تھوڑے پر راضی رہنا۔ بدو: بمعنی باو۔ التفات: توجہ۔ سطوت: دبدبہ۔ شان وشوکت۔ خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا۔ امثال: مثل کی جمع، مانند۔ بہائم: بہیمہ کی جمع، چوپایہ، جانور۔ خدمت: یعنی تعظیم وتکریم۔ شرائط: شریطہ بمعنی شرط کی جمع، لوازم۔ توقع: امید۔ پاس: حفاظت، نگرانی۔ رامش: ش مصدری ہے۔ آسودگی وفراغت۔ اور ہوسکتا ہے کہ مرکب ہو رام بمعنی مطیع اور ش ضمیر سے، راجع بجانب بادشاہ۔ اگرچہ درویش کی آسودگی اس کی حکومت کی شان وشوکت کے سائے میں ہے۔ (۱) ... کے اور بھی معانی ہوسکتے ہیں) فر: شکوہ، شان وشوکت

گوسپند: بھیڑیں۔ (بمعنی جمع)۔ چوپاں: چرواہا، گڈریا۔ خدمت: نگہبانی۔ کامراں: کامیاب۔ مجاہدہ: محنت ومشقت۔ ریش: زخمی۔

گوسپند از برائے چوپان نیست | بلکہ چوپاں برائے خدمت اوست

قطعہ

گر یکے را تو کامران بینی | دیگرے را دل از مجاہدہ ریش
روزکے چند باش تا بخورد | خاک مغزِ سرِ خیال اندیش
فرقِ شاہی و بندگی برخاست | چوں قضائے نبشتہ آمد پیش
گر کسے خاکِ مردہ باز کند | نشناسد توانگر از درویش

ملک را گفتنِ درویش استوار آمد گفت از من چیزے بخواہ گفت آن ہمی خواہم کہ دگربارہ زحمت بمن ندہی گفت مرا پندے دہ گفت

بیت

دریاب کنوں کہ نعمتت ہست بدست | کیں دولت و ملک میرود دست بدست

حکایت (۳۰) یکے از وزرا پیشِ ذوالنونِ مصری رفت و ہمت خواست کہ روز و شب بخدمتِ سلطان مشغول می باشم و بخیرش امیدوار و از عقوبتش ترساں ذوالنون بگریست و گفت اگر من خدائے عزوجل را چناں ترسیدمے کہ تو سلطاں را از جملہ صدیقاں بودمے

قطعہ گر نبودے امیدِ راحت و رنج | پائے درویش بر فلک بودے

روزک: اس میں "ک" برائے تصغیر ہے۔ خاک: بخورد کا فاعل ہے اور مغز سر اس کا مفعول ہے۔
مغز سر خیال اندیش: یعنی چند دن انتظار کر اور دیکھ کہ مغرور ومتکبر کے سر کو خاک کس طرح کھاتی ہے۔
قضائے نبشتہ: لکھی ہوئی تقدیر، یعنی موت۔ باز کردن: کھولنا، اکھیڑنا۔ استوار آمد: پسند آئی۔ دگر بارہ: دوبارہ۔ زحمت: تکلیف۔ دریاب: فائدہ حاصل کرلے۔
حکایت ۳۰: حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو دوسروں کی بہ نسبت خدا سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ ذوالنون: مچھلی والا، مصر کے ایک مشہور صاحب کرامت بزرگ۔ ایک بار کشتی کے سفر میں کسی امیر کی ہیرے کی انگوٹھی کھوگئی۔ آپ گدڑی پوش تھے۔ سب نے آپ پر شبہ کیا۔ ہر چند براء ت ظاہر کی۔ مگر کوئی نہ مانا۔ اپنی براء ت کے لیے انھوں نے دعا کی۔ دریا کی ایک مچھلی انگوٹھی اپنے منہ میں لیے ہوئے آئی اور آپ نے اس سے لے کر دیدی۔ یہ کرامت دیکھ کر سب شرمندہ ہو کر معافی کے طلب گار ہوئے۔ اسی دن سے ان کا لقب ذوالنون پڑ گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا بھی لقب ذوالنون ہے وہ نبی ہیں۔ ہمت خواست: دعائے خیر طلب کی۔ عقوبت: سزا۔ ترساں: ترسیدن سے اسم فاعل سماعی، یعنی ڈرتا رہتا ہوں۔ صدیقاں: سچے لوگ۔ نبوت کے بعد ولایت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ فلک آسماں۔ جمع افلاک۔

گر وزیر از خدا بترسیدے | ہمچناں کز مَلِک مَلَک بودے

حکایت(۳۱) پادشاہے بکُشتنِ اسیرے اشارت کرد گفت اے مَلِک موجبِ خشمے کہ ترا برمن ست آزارِ خود مجوی کہ ایں عقوبت برمن بیک نَفَس سر آید وبزہِ آں برتو جاوید بماند

قطعہ

دورانِ بقا چو بادِ صحرا بگذشت | تلخی وخوشی وزِشت وزیبا بگذشت

پنداشت ستمگر کہ جفا برمن کرد | برگردنِ او بماند وبرما بگذشت

مَلِک را نصیحتِ او سودمند آمد وازسرِ خونِ او درگذشت۔

حکایت(۳۲) وزرائے نوشیرواں درمُہمّے از مصالحِ مملکت اندیشہ ہمیکردند وہریک ازایشاں دگرگونہ راے ہمے زدند ومَلِک ہمچناں، تدبیرے اندیشہ کرد بزرجمہر را راى مَلِک اختیار آمد وزیراں درنہانش گفتند راى مَلِک را چہ مزیّت دیدی بر فکرِ چندیں حکیم گفت بموجبِ آنکہ انجامِ کار معلوم نیست وراى ہمگناں درمشیّت ست کہ صواب آید یا خطا پس موافقتِ راى مَلِک اولیٰ ترست تا اگر خلافِ صواب آید بعلّتِ متابعت ازمعاتبت ایمن باشم کہ گفتہ اند۔

مَلِک: بادشاہ۔ مَلَک: فرشتہ یعنی اگر وزیر خدا سے اتنا ڈرتا جتنا کہ وہ بادشاہ سے ڈرتا ہے تو یقیناً وہ فرشتہ بن جاتا۔ حکایت ۳۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں بھی بادشاہ کو صحیح بات سننے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ اسیر: قیدی، جمع اساریٰ۔ ایک نسخے میں "بیگناہے" ہے۔ موجب: سبب۔ خشم: غصہ۔ آزار: آزاریدن کا حاصل مصدر۔ تکلیف دکھ۔ سر آید: ختم ہوجائے گی۔ بزہ: بفتحتین۔ گناہ وخطا۔ وبضم اول میوۂ خوشبو دار۔ جاوید بماند: ہمیشہ رہ جائے گا۔ دورانِ بقا: زندگی کا زمانہ۔ زشت: برا۔ زیبا: اچھا۔ ستمگر: ظالم۔ جفا: ظلم۔ سودمند: فائدہ مند، ازسرِ خونِ او درگذشت: اس کے خون کا خیال چھوڑ دیا۔ حکایت ۳۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کے مقربین اور رائے دہندگان کو بمصلحت وضرورت بادشاہ کی رائے کے خلاف نہ کہنا چاہیے۔ مہم: اہم کام، بڑا معاملہ۔ مصالح: مصلحت کی جمع، وہ مفسدہ کی ضد ہے، صلاح کار، ضرویات، تدابیر۔ دگرگونہ: یعنی ایک دوسرے سے مختلف۔ بزرجمہر: نوشیرواں کے وزیر اعظم کا لقب۔ اصل میں بزرگ مہر ہے۔ اختیار آمد: پسند آئی۔ درنہاں گفتن: چپکے سے کہنا، آہستہ کہنا۔ مزیت: فوقیت، برتری، خوبی۔ انجام کار: کام کا نتیجہ، نتیجہ۔ حکیم: دانشمند۔ مشیت: ارادۂ الٰہی۔ موافقت: اتفاق کرنا، ہموائی۔ صواب: درست۔ علت: سبب، وجہ۔ متابعت: تابعداری۔ معاتبت: ناراضگی، خفگی، عتاب میں آنا۔

مثنوی

خلافِ راءِ سلطان رای جستن | بخونِ خویش باشد دست شستن
اگر شه روز را گوید شب ست این | ببابید گفت اینک ماه و پروین

حکایت (۳۳) شیادے گیسو بافت یعنی علویست و با قافلہ حجاز بشہر

درآمد و چناں نمود کہ از حج می آید و قصیدہ نیکو پیشِ مَلِک بُرد و دعویٰ کرد کہ وے گفتہ است مَلِک نعمتش داد و اکرام کرد و نوازشِ بیکراں فرمود تا یکے از ندمائے حضرت پادشاہ کہ دراں سال از سفرِ دریا آمدہ بود گفت من او را عیدِ اضحیٰ در بصرہ دیدم معلوم شد کہ حاجی نیست دیگر گفت من او را شناسم و پدرش نصرانی بود در ملاطیہ بدانستند کہ شریف نیست و شعرش را در دیوانِ انوری یافتند مَلِک فرمود تا بزنندش و نفی کنند تا چندیں دروغ درہم چرا گفت گفت اے خداوندِ روئے زمیں سخنے ماندہ است در خدمت بگویم اگر راست بناشد بہر عقوبت کہ خواہی سزاوارم گفت آں چیست گفت۔

قطعہ

غریبے گرت ماست پیش آورد | دو پیمانہ آب ست و یک چمچہ دوغ

دست شستن: ہاتھ دھونا، یعنی جان سے محروم ہونا۔ اگر شہ روز را ...الخ: اگر بادشاہ دن کو کہے کہ یہ رات ہے (اس وقت) کہنا چاہیے کہ ہاں! ہاں! یہ رہا چاند۔ وہ ہے پروین ستارہ۔ لفظِ ایک "اینست" کا مصغر ہے۔ حکایت ۳۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ مسافروں اور سیاحوں کی معمولی دروغ گوئی نظر انداز کردیا کریں۔ جلد غصہ نہ ہوں۔ شیاد: مکار، فریب دہندہ۔ گیسو: زلف۔ بافتن: بٹنا۔ علوی است: یعنی اپنے کو علوی ظاہر کرنے کے لیے زلفیں گوندھیں۔ علوی: حضرت علی کرّمَ اللہ وَجْہَہُ الکریم کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے نہ ہوں علوی کہلاتی ہیں۔ گوندھی ہوئی زلفیں اس زمانہ میں علویوں کی علامت تھی۔ نمود: ظاہر کیا۔ نوازش بیکراں: بے حد لطف و کرم۔ قصیدہ: کسی کی تعریف میں کہا گیا شعری مجموعہ کلام۔ جس کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور باقی شعروں کے آخری مصرعے ہم قافیہ ہوں۔ ندماء: واحد ندیم۔ مصاحب۔ ہم نشین۔ عید اضحیٰ: عید قرباں۔ بصرہ: ملک عراق کا ایک مشہور شہر۔ حاجی: حاج کی دوسری جیم یا سے بدل کر اہل فارس حاجی استعمال کرتے ہیں۔ نصرانی: عیسائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کا پیروکار۔ چونکہ آپ کا مولد ناصرہ ہے۔ جو ولایت شام میں بیت المقدس کے مضافات میں واقع ہے اسی کی طرف منسوب ناصری میں قدرے حذف و اضافہ کے ساتھ نصرانی بولتے ہیں جیسے حقانی میں۔ ملاطیہ: اور ملطیہ: روم کے ایک شہر کا نام۔ ابتدائے اسلام میں نصرانیوں اور کافروں کا مسکن تھا۔ دیوان: غزلوں اور اشعار کے مجموعہ کی کتاب۔ جمع دواوین۔ انوری: فارسی کا مشہور خراسانی شاعر جسے "پیغمبر سخن" بھی کہتے ہیں۔ نفی کردن: ... غریب: مسافر یا اجنبی، جمع غرباء۔ ماست: دہی۔ دوغ: مٹھا۔ چھاچھ۔

جہاندیدہ: جس نے دنیا دیکھی بھالی ہو۔ تجربہ کار آزمودہ کار۔ جہاندیدہ بسیار گوید دروغ: یہ مصرع ضرب المثل بن گیا۔ یعنی جو جتنا جہاندیدہ

اگر راست میخواہی از من شنو | جہاندیدہ بسیار گوید دروغ

ملک را خندہ گرفت گفت ازیں راست تر سخن تا عمرِ او باشد نہ گفتہ است فرمود تا آنچہ مامولِ اوست مہیا دارند و بدلخوشی او را تسیل کنند

حکایت (۳۴) یکے از پسرانِ ہارون الرشید پیشِ پدر آمد خشم آلودہ کہ مرا فلاں سرہنگ زادہ دشنامِ مادر داد ہارون الرشید ارکانِ دولت را گفت جزائے چنیں کسے چہ باشد یکے اشارت بکشتن کرد و یکے بزباں بریدن و دیگرے بمصادرت و نفی ہارون گفت اے پسر کرم آنست کہ عفو کنی و اگر نتوانی تو نیزش دشنامِ مادر دِہ چندانکہ از حد در نگذرد پس آنگہ ظلم از طرفِ تو باشد و دعوٰی از قبلِ خصم۔

قطعہ

نہ مرد است آں بنزدیکِ خردمند | کہ با پیلِ دماں پیکار جوید
بلے مرد آں کس ست از روئے تحقیق | کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

حکایت (۳۵) با طائفۂ بزرگان بکشتی نشستہ بودم زورقے در پے ما غرق شد و برادر بگردابے در افتادند یکے از بزرگان گفت ملاح را کہ بگیر ایں ہر دواں را کہ بہر یکے پنجاہ دینارت بدہم ملاح در آب رفت

ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ جھوٹ بولتا ہے۔ ازیں راست تر... الخ: یعنی اس نے اپنی پوری زندگی میں اس سے زیادہ سچی بات نہ کہی ہوگی۔ مامول: جس کی امید کی گئی ہو، مقصود۔ تسیل کردن: دفع کرنا، رخصت کرنا۔

حکایت ۳۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ خطا کاروں کو معاف کرنا بہتر ہے اور خطاؤں کی سزا جرم کے مطابق ہی ہونی چاہیے۔ سزا میں زیادتی ظلم ہے۔ ہارون الرشید: (۱۴۸۔۱۹۳ھ) بغداد کا مشہور عباسی خلیفہ۔ کنیت ابوجعفر ہے اپنے باپ مہدی عباسی کے عہد ۱۷۰ھ میں خلیفہ بنا۔ اس کے کئی لڑکے تھے امین، مامون، موتمن، وغیرہ آٹھویں اولاد معتصم باللہ ہے۔ کئی لڑکے خلیفہ بنے۔ خشم آلودہ: غصہ میں بھرا ہوا۔ سرہنگ: سپاہی۔ دشنام مادر: ماں کی گالی۔ ارکانِ دولت: حکومت کے وزراء۔ اشارت کرد: مشورہ دیا۔ مصادرت: جائداد کی ضبطی، قرقی۔ نفی: جلاوطن کرنا، شہر بدر کرنا۔ تو نیز... الخ: یعنی تو بھی ماں کی گالی دے لے خیال رہے کہ یہ طفل تسلی ہے۔ ورنہ شرع میں گالی کی سزا تعزیر ہے۔

از حد نگذرد: یعنی یہ خیال رہے کہ بدلہ حد سے آگے نہ بڑھے کہ تو ظالم قرار پائے۔ اور وہ مدعی بن جائے۔ از قبلِ خصم: دشمن کی جانب سے۔ خصم: دشمن، فریق مخالف۔ پیلِ دماں: مست و غضبناک ہاتھی۔ دَمیدن سے اسم فاعل سماعی ہے۔ (تیز دوڑنے والا غضبناک)۔ بلے مرد... الخ: بلکہ سچ مچ بہادر وہ شخص ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو قابو میں رہے اور بیہودہ نہ بکے۔ حکایت ۳۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ مردم آزاری سے بچے اور نیکی و خیر خواہی کا برتاؤ کیا کرے۔ نیکی کبھی برباد نہیں جاتی۔ طائفہ: گروہ، جماعت۔ بزرگاں: بڑے لوگ۔ زورق: چھوٹی کشتی۔ پئے ما: ہمارے پیچھے۔ گرداب: بھنور۔ ملاح: کشتی بان، ناؤ چلانے والا۔

تا یکے را بر ہانید و آں دیگر ہلاک شد گفتم بقیتِ عمرش نماندہ بود

ازیں سبب در گرفتنِ او تاخیر کردی و دراں دیگر تعجیل ملاح بخندید و

گفت آنچہ تو گفتی یقین ست و سببے دیگر ست گفتم آں چیست گفت

میلِ خاطرِ من بر ہانیدنِ ایں یکے بیشتر بود کہ وقتے در بیابان ماندہ

بودم مرا بر شترے نشاند و از دستِ آں دگر تازیانہ خوردہ بودم

در طفلی گفتم صَدَقَ اللّٰہُ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْہَا۔

قطعہ

تا توانی درونِ کس مخراش | کاندریں راہ خارہا باشد

کارِ درویشِ مستمند بر آر | کہ ترا نیز کارہا باشد

حکایت (۳۶) دو برادر بودند یکے خدمتِ سلطاں کردے و دیگرے

بسعیِ بازو خوردے بارے ایں توانگر گفت درویش را کہ چرا خدمت نہ

کنی تا از مشقتِ کار کردن برہی گفت تو چرا کار نکنی تا از مذلتِ خدمت

رستگاری یابی کہ خردمنداں گفتہ اند کہ نانِ جو خوردن و نشستن بہ کہ

کمرِ زریں بستن و بخدمت استادن **بیت**

بدستِ آہکِ تفتہ کردن خمیر | بہ از دست بر سینہ پیشِ امیر

سببے دیگر است: یعنی ایک دوسرا سبب بھی ہے۔ میل خاطر من: میرے دل کا میلان۔ بیابان: ریگستان، جنگل۔ تازیانہ: چابک، کوڑا، ہنٹر۔ صدق اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا ... الخ: جو بھلا کام کرے تو اپنے لیے اور برا کرے تو اپنے برے کو (حم السجدۃ ۴۶، جاثیہ ۱۵) درون: دل۔ خراشیدن: چھیلنا۔ دل خراشیدن: دل دکھانا، دل آزاری کرنا۔ تکلیف دینا۔ خارہا: واحد خار، کانٹا۔ مستمند: حاجتمند، عاجز، درماندہ۔

حکایت ۳۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ محنت و خودداری کی کمائی پر قناعت کریں اور دولت جمع کرنے کی حرص میں ذلت و رسوائی نہ جھیلیں۔ سعی بازو: محنت کی کمائی۔ بارے: ایک بار۔ مشقتِ کار کردن: کام کرنے کی محنت۔ برہی: تو چھٹکارا پائے۔ مذلت: ذلت، رسوائی۔ رستگاری یابی: تجھے چھٹکارا مل جائے۔ کمر: پٹکا مجازاً۔ کمر زریں بستن: سنہرا پٹکا باندھنا۔ جو شاہی ملازمین باندھتے ہیں۔ یعنی غلامانہ خدمت کے لیے مستعد رہنا (غلاموں کی کمر میں پٹکا باندھنے کا رواج تھا)۔ آہک: چونا۔ تفتہ: گرم، کھولتا ہوا۔ خمیر کردن: گوندھنا۔ بہ از دست ... الخ: یعنی سخت محنت والا کام کر کے روزی حاصل کرنا سردار و امیر کے سامنے (برائے تعظیم) ہاتھ باندھ کر کھڑے رہنے سے بہتر ہے۔ (قدیم رسم تھی کہ ادب کے لیے سینے پر ہاتھ باندھتے۔ جیسے اب ناف کے پاس باندھ کر باادب کھڑے ہوتے ہیں۔)

صیف: موسم گرما۔ چہ خورم صیف: یعنی گرمی میں کیا کھاؤنگا۔ کیوں کہ اس موسم میں پہننے سے زیادہ کھانے کی حاجت ہے۔ شتا: جاڑا۔ اس میں

قطعہ

عمرِ گرانمایہ دریں صرف شد | تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا
اے شکمِ خیرہ بنانے بساز | تا نکنی پشت بخدمت دوتا

حکایت (۳۷) کسے مژدہ پیشِ نوشیروانِ عادل برد و گفت شنیدم کہ فلاں دشمنِ ترا خدائے تعالیٰ برداشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا بگذاشت

فرد

اگر بمُرد عدو جائے شادمانی نیست | کہ زندگانیِ ما نیز جاودانی نیست

حکایت (۳۸) گروہے حکما در بارگاہِ کسریٰ بہ مصلحتے در سخن ہمی گفتند و بزرجمہر کہ مہترِ ایشاں بود خاموش بود سوال کردندش کہ با ما دریں بحث چرا سخن نگوئی گفت وزیراں بر مثالِ اطبا اند و طبیب دارو ندہد مگر بہ سقیم پس چوں بینم کہ رائے شما بر صواب ست مرا بر سرِ آں سخن گفتن حکمت نباشد۔

مثنوی

چو کارے بے فضولِ من برآید | مرا در وے سخن گفتن نشاید
وگر بینم کہ نابینا و چاہ است | اگر خاموش بنشینم گناہ است

حکایت (۳۹) ہارون الرشید را چوں ملکِ مصر مسلم شد گفتا بخلاف

کھانے سے زیادہ پہننے، اوڑھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ شکم خیرہ: وہ شخص جو نہ سیر ہو نہ قناعت کرے۔ دوتا: خمیدہ، دوہری۔ حکایت ۳۷: اس حکایت کا خلاصہ اس جملہ میں پنہاں ہے کہ "مرگ دشمن جائے شادمانی نیست" اس میں اشارہ ہے کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ اپنی موت سے غافل نہ رہیں۔ مژدہ: خوشخبری۔ نوشیراں عادل: تشریح ص ۱۹ر پر گزری۔ گفت ہیچ شنیدی کہ مرا بگذاشت: یعنی نوشیرواں نے کہا کہ کبھی کچھ تم نے سنا کہ مجھ کو چھوڑے رہے گا۔ عدو: دشمن، جمع اعداء۔ جاودانی: ہمیشہ رہنے والی۔ حکایت ۳۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ بے ضرورت مشورہ دینا اور لوگوں کی بات میں دخل دینا نہیں چاہیے۔ کسریٰ: بمعنی واسع الملک۔ نوشیرواں اور دیگر شاہانِ فارس ومدائن کا لقب جمع اکاسرہ جیسے قیصر شاہانِ روم کا لقب جمع قیاصرہ اور فرعون شاہانِ مصر کا جمع فراعنہ۔ بزرجمہر: نوشیرواں کا وزیر اعظم۔ اطبا: طبیب کی جمع۔ بمعنی حکیم وڈاکٹر۔ دارو: دوا۔ سقیم: بیمار۔ حکمت: دانائی۔ بے فضولِ من: میری بیکار بات کے بغیر۔ بغیر میری بکواس کے یا مجھ بیکار کے بغیر۔ نشینم گناہ است: یعنی اس وقت بھی میں بیٹھا رہ جاؤں اور وہ کنویں میں گر جائے تو میں خطاوار ہوں، قابل مواخذہ ہوں۔ حکایت ۳۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ حصولِ رزق اور نصیبہ وری عقل و ہنرمندی پر موقوف نہیں بلکہ یہ صرف خدا کی کارسازی ہے۔ ہارون الرشید: بغداد کا مشہور عباسی خلیفہ۔ الف اور لام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ (ص ۶۰ر پر دیکھیں) مسلم شد: اس کے سپرد ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے سپرد کر دیا۔

طاغی: سرکش جمع طغاۃ آیت کریمہ "اِنّہ طغیٰ" سے ماخوذ ہے۔ دعویٰ خدائی کرد: خداہونے کا دعویٰ کیا۔ یعنی فرعون نے۔ یہ آیت کریمہ "اَنا رَبکم الاعلیٰ" سے تلمیح ہے۔ خسیس ترین: انتہائی ذلیل۔ سیاہ: کالا، مراد حبشی غلام ہے۔ چونکہ وہ کالے ہوتے ہیں۔ خصیب: بصیغۂ تصغیر بفتح خاؤ کسر صاد بھی کہا گیا۔ ارزانی داشت: ہبہ کردیا۔ یعنی مصر کا حاکم بنادیا۔ (یہ سب سے زیادہ بدعقل غلام تھا) دِرَایت: سمجھ، سوجھ بوجھ۔ طائفہ: گروہ۔ حُرّاث: واحد حارث۔ کاشتکار۔ پنبہ: روئی۔ پشم: اون۔ نیل: مصر کا مشہور دریا۔ تلف شد: یعنی کھیتی برباد ہوگئی۔ لہذا لگان معاف کردی جائے۔ پشم بایستے کاشت: اون بونا چاہیے تھا۔ صاحبدل: اللہ والا۔ دانش: عقل۔ دانائی۔ تنگ روزی: تنگدست۔ بنودے: یعنی اگر روزی کا مدار عقل پر ہوتا تو نادان سے زیادہ تنگدست کوئی نہ ہوتا۔ حیراں بماند: آیت کریمہ "مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِب" سے مستفاد ہے۔ کاردانی: کام کی جانکاری، ہنرمندی۔ تائیدِ آسمانی: خدائی امداد۔ کیمیا: بروزنِ سیمیا، رانگ کو چاندی سونا بنانے کا عمل۔ کیمیاگر: چاندی

آں طاغی کہ بغرورِ مُلکِ مصر دعویٔ خدائی کرد نہ بخشم ایں مُلک را الّا بخسیس ترین بندگاں سیاہے داشت خصیب نام مُلکِ مصر بوے ارزانی داشت آوردہ اند کہ عقل و درایتِ او تا بجائے بود کہ طائفہ حُرّاثِ مصر شکایت آوردندش کہ پنبہ کاشتہ بودیم برکنارِ نیل باراں بے وقت آمد و تلف شد گفت پشم بایستے کاشت تا تلف نشدے صاحبدلے ایں کلام بشنید و گفت۔

مثنوی

اگر روزی بدانش درفزودے | زناداں تنگ روزی تر نبودے
بناداں آں چناں روزی رساند | کہ دانا اندراں حیراں بماند

مثنوی

بخت و دولت بکاردانی نیست | جز بتائیدِ آسمانی نیست
کیمیا گر بغصّہ مردہ بہ رنج | ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج
اوفتادہ است درجہاں بسیار | بے تمیز ارجمند و عاقل خوار

حکایت (۴۰) یکے را از ملوک کنیزکِ چینی آوردند خواست در حالتِ مستی بلوے جمع آید کنیزک ممانعت کرد ملک درخشم شد و مر اورا بسیاہے

سونا بنانے کا فن جاننے والا۔ خرابہ: ویرانہ۔ گنج: زیرزمین دفن شدہ خزانہ۔ بے تمیز: بے عقل۔ ارجمند: صاحب مرتبہ، اقبال مند۔ خوار: ذلیل، کم رتبہ۔ حکایت ۴۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ بلاغور و فکر کسی کو سزا نہیں دینا چاہیے ورنہ افسوس ہوسکتا ہے۔ جلد بازی اور غصہ میں کیا ہوا فیصلہ نادرست ہوسکتا ہے۔ کنیزک: "ک" برائے تصغیر ہے۔ کمسن باندی یا چھوٹے جسم و جثہ کی باندی۔ چینی: ملک چین کی رہنے والی۔ ایک نسخہ میں یہاں "بیغما آوردند" ہے یعنی غارت کردہ۔ جمع آید: یعنی مباشرت کرے۔ سیاہ: حبشی غلام۔

بخشید کہ لب زبرینش از پرۂ بینی درگذشتہ بود وزیرینش بگریباں
فروہشتہ ہیکلے کہ صخرِ جنّی از طلعتِ او برمیدے وعینُ القطر از
بغلش بچکیدے

فرد

توگوئی تا قیامت زشت روئی | بروختم ست وبر یوسف نکوئی

قطعہ

شخصے نہ چناں کریہ منظر | کز زشتیِ او خبر تواں داد
وانگہ بغلش نعوذ باللہ | مُردار بآفتاب مرداد

آوردہ اند کہ دراں مدت سیاہ را نفس طالب بود وشہوت غالب
مہرش بجنبید مُہرش برداشت بامدادان کہ مَلِک کنیزک را جست
ونیافت حکایت بگفتندش خشم بگرفت وفرمود تا سیاہ را باکنیزک
استوار ببندند واز بامِ جوسق بقعرِ خندق دراندازند یکے از وزراء
نیک محضر روئے شفاعت بر زمین نہاد وگفت سیاہ بیچارہ را
دریں خطائے نیست کہ سائر بندگان بنوازشِ خداوندی مُتعوّد اند
گفت اگر در مفاوضتِ او شبے تاخیر کردے چہ شدے کہ من اورا
افزوں تراز بہائے کنیزک بدادمے گفت اے خداوندا آنچہ فرمودی

لب: ہونٹ۔ زبریں: اوپر والا۔ پرّہ: کنارہ۔ زیریں: مراد لب زیریں، نچلا ہونٹ۔ گریباں: مرکب ہے گری اور بان سے۔ مراد گلا، گردن۔ فروہشتہ: یعنی گریبان تک لٹکا ہوا تھا۔ ہیکل: (ہیبت ناک) بڑا جثہ۔ ڈیل ڈول۔ صخر: اس دیو کا نام جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری چرالی تھی۔ جنّی: قوم جن کا ایک فرد۔ از طلعتِ او برمیدے: اس کی شکل وصورت دیکھ کر بھاگ جاتا۔ عین القطر: تارکول کا چشمہ۔ پسینے کی بدبو اور سیاہی کی وجہ سے اس کو تارکول سے تشبیہ دیا۔ زشت روئی: بدصورتی۔ بروختم شد: اسی پر ختم ہوگئی۔ یعنی اس سے بڑھ کر بدصورت کوئی نہیں۔ کریہ منظر: بدصورت، بدشکل۔ کز زشتی او خبر نتواں داد: یعنی اس کی بدصورتی بیان نہیں کی جاسکتی۔ وانگہ بغلش ...الخ: اور پھر اس پر اس کی بغل۔ خدا کی پناہ جیسے ماہ مرداد کی دھوپ میں مردار سڑ رہا ہو۔ (اور سخت بدبو کر رہا ہو) یہ تشبیہ مفرد بہ مرکب ہے۔ آفتاب مرداد: وہ مدت مراد ہے جس میں آفتاب برج اسد میں رہتا ہے۔ مرداد کے مہینے میں ایران کے اندر ایسی سڑی گرمی پڑتی ہے جیسے ہندوستان نے اندر بھادوں/ستمبر کے مہینے میں کہ ہر چیز جلد سڑ جاتی ہے۔ مہرش بجنبید: یعنی اس کی محبت نے جوش مارا۔ مُہرش برداشت: اس کے کنوارپن کی مُہر توڑ ڈالی (اس کے ساتھ جماع کر کے کنوارپن ختم کیا) استوار بہ بندند: مضبوط باندھیں۔ جوسق: (بالفتح) کوشک کا معرب ہے۔ قصر، قلعہ۔ قعر: گہرائی۔ خندق: کھائی۔ نیک محضر: نیک سرشت، خیراندیش۔ سائر: تمام۔ متعوّد: عادی، خوگر۔ مفاوضت: ایک دوسرے کو سپرد کرنا، لین دین یعنی ہم بستری۔ افزوں تراز بہائے کنیزک: یعنی موجودہ کنیز سے زیادہ قیمتی میں عطا کرتا۔

معلوم ست لیکن نشنیدی کہ حکما گفتہ اند دریں معنی

قطعہ

تشنۂ سوختہ بر چشمۂ حیواں چو رسد | تو مپندار کہ از پیلِ دماں اندیشد
ملحدِ گرسنہ در خانۂ خالی بر خوان | عقل باور نکند کز رمضاں اندیشد

مَلِک را ایں لطیفہ پسند آمد و گفت اکنوں سیاہ را تو بخشیدم کنیز را چہ کنم گفت کنیزک را ہم بسیاہ بخش کہ نیم خوردہ سگ ہم اورا شاید

قطعہ

ہر گز او را بدوستی مپسند | کہ رود جائے ناپسندیدہ
تشنہ را دل نخواہد آبِ زلال | نیم خوردہ دہانِ گندیدہ

حکایت (۴۱) اسکندرِ رومی را پرسیدند کہ دیارِ مشرق و مغرب را بچہ گرفتی کہ ملوکِ پیشیں را خزائن و عمر و مُلک و لشکر بیش ازیں بود و چنیں فتحے میسر نشد گفت بعونِ اللہ عزّ و جلّ ہر مملکتے را کہ بگرفتم رعیتش را نیازردم و رسومِ خیراتِ گذشتگاں باطل نہ کردم و نامِ پادشاہاں جز بہ نکوئی نبردم

بیت

بزرگش نخوانند اہلِ خرد | کہ نامِ بزرگاں بزشتی برد

تشنۂ سوختہ: بدحال پیاسا، دل جلا پیاسا۔ چشمۂ حیواں: آبِ حیات کا چشمہ۔ مشہور ہے کہ اسکا پانی پینے والا کبھی مرتا نہیں۔ پیلِ دماں: مست و غضبناک ہاتھی۔ مُلحِد: بے دین، راہ حق سے برگشتہ۔ جمع ملاحدہ۔ گرسنہ: بھوکا۔ خوان: طباق، دسترخوان یہاں "بر" کی جگہ "پُر" بھی بتایا گیا ہے۔ تب تو خالی اور پُر کے درمیان تقابل تضاد سے پُر صنعت لطف سے خالی نہیں۔ نیم خوردۂ سگ: یعنی کتے کا جوٹھا کتے ہی کو مناسب ہے۔ آبِ زلال: میٹھا پانی، ستھرا ہوا پانی۔ دہانِ گندیدہ: بمعنی گندہ دہن۔ بدبودار منہ والا۔ جس کے منہ میں گندگی لگی ہو۔ شعر کا معنی: پیاسے کا دل ہرگز قبول نہیں کرے گا کہ وہ کسی گندہ دہن شخص کا جھوٹا میٹھا پانی پئے۔

حکایت ۴۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ گذشتہ بادشاہوں اور بزرگوں کا تذکرہ نیکی و بھلائی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

اسکندر رومی: روم کا مشہور بادشاہ۔ پسر فیلقوس: بعض اس کو ذوالقرنین سمجھتے ہیں۔ لیکن ذوالقرنین اکبر کہ خضر علیہ السلام جن کے زمانے میں تھے وہ دوسرے ہیں۔ اور قرآن کریم میں ان کے احوال مذکور ہیں۔ ان دونوں کے زمانوں میں بہت فاصلہ ہے ان کی تاریخ بھی الگ ہے۔ دیارِ مشرق و مغرب: مشرق و مغرب کے ملک۔ بچہ گرفتی: کس طرح آپ نے فتح کرلیا۔ ملوک: واحد مَلِک، بادشاہ۔ پیشیں: اگلے۔ خزائن: واحد خزینہ، خزانہ۔ بعون اللہ عزّ و جلّ: خدائے عزّ و جلّ کی مدد سے۔ رُسوم: واحد رَسم، طریقہ، رواج، عادت۔ خیرات: نیکی، بھلائی۔ گزشتگاں: گئے گزرے لوگ۔ بزشتی برد: یعنی جو بزرگوں کا نام برائی سے لیتا ہے۔ جز بہ نکوئی نبردم: تاکہ ان کے باقیماندہ رفقاء مجھ سے خوش رہیں اور تنفر نہ کریں

قطعه

این همه هیچ ست چوں می بگذرد | بخت و تخت و امر و نہی و گیر و دار
نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن | تا بماند نامِ نیکت برقرار

بابِ دوم در اخلاقِ درویشاں

حکایت (۱) یکے از بزرگاں گفت پارسائی را چه گوئی در حقِ فلاں عابد که دیگراں در حقِ وے بطعنه سخن ها گفته اند گفت بر ظاہرش عیب نمی بینم و در باطنش غیب نمی دانم۔

قطعه

ہر کہ را جامہ پارسا بینی | پارسا دان و نیکمرد انگار
ور ندانی کہ در نہانش چیست | محتسب را درونِ خانہ چہ کار

حکایت (۲) درویشے را دیدم کہ سر بر آستانِ کعبہ می مالید و می نالید و می گفت کہ یا غفور یا رحیم تو دانی کہ از ظلوم و جہول چہ آید

قطعه

عذرِ تقصیرِ خدمت آوردم | کہ ندارم بطاعت استظہار

این ہمہ: اس سے مراد دوسرے مصرع میں مذکور چیزیں ہیں۔ امر و نہی: حکم و منع۔ گیر و دار: دونوں صیغۂ امر ہیں۔ پکڑ دھکڑ۔ ہنگام حکومت استعمال میں آنے والے الفاظ ہیں اور کر و فر سے کنایہ ہے۔ حکومت و ریاست۔ رفتگاں: گزرے ہوئے لوگ۔ اخلاق: واحد خُلق، عادت، خصلت، سیرت، آداب۔ حکایت ۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کی شان یہ ہے کہ وہ دوسروں کے حق میں بدگمانیاں قائم نہ کریں اگر چہ دوسرے لوگ بدگمانی کریں۔ پارسا: پرہیزگار، مرکب ہے پارس مرادف پاس بمعنی محافظ اور الف فاعلی سے معنی ہوئے پاسدار۔ چونکہ یہ شخص منہیاتِ شرع سے اپنے نفس کی نگہداشت رکھتا ہے اس لیے پارسا سے موسوم کرتے ہیں۔ عابد: عبادت گزار۔ و در باطنش غیب نمی دانم: میں اس کے باطن سے خبردار نہیں ہوں کہ میں غیب داں نہیں۔ یعنی باطنی احوال غیب ہیں۔ جامہ پارسا: یعنی جامۂ کہ پارسایاں را باشد، پارسا لوگوں جیسا کپڑا۔ یا اضافت مقلوبی ہے یعنی پارسا جامہ۔ انگار: فعل امر ہے۔ سمجھو، شمار کرو۔ ور ندانی...الخ: اس کی جزا محذوف ہے یعنی کرید نہ کرو۔ محتسب: خلاف شرع کاموں پر مواخذہ کرنے والا (زمانہ قدیم میں ایک بااختیار عہدیدار ہوتا تھا)۔ حکایت ۲: حاصل یہ ہے کہ عبادت کا مقصود محض خوشنودی خداوندی ہونی چاہیے۔ حصول جنت اپنا مقصود نہ بنانا چاہیے۔ آستانِ کعبہ: خانہ کعبہ کی چوکھٹ، (ہوسکتا ہے کہ مراد کعبہ کی روبروئی ہو کیوں کہ آستانِ کعبہ اتنی بلندی پر ہے کہ کسی کا اس پر سر رکھ کر سجدہ گزارنا آسان نہیں)۔ درویش: فقیر محتاج۔ یہ اصل میں درویز تھا۔ جس کی اصل در آویز بمعنی دروازہ سے چمٹنے لپٹنے والا۔ پھر زا کو شین سے بدل دیا۔ خدا کے در سے چمٹنے والا، درویش کامل ہے۔ ظلوم: جہول: ان دونوں لفظوں سے آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسان کو ظلوم و جہول بتایا گیا ہے۔ آیت یہ ہے إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔ ترجمہ: بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔ احزاب آیت ۷۲

عاصیاں: یعنی (طریقہ ہے کہ) گناہ گار اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور خدا شناس اللہ والے عبادت کر کے بھی مغفرت طلب کرتے ہیں (کہ ہم کما حقہ تیری عبادت نہ کر سکے)

عاصیاں ازگناہ توبہ کنند | عارفاں از عبادت استغفار

عابداں جزائے طاعت خواہند و بازرگاناں بہائے بضاعت من

بندہ امید آوردہ ام نہ طاعت بدریوزہ آمدہ ام نہ بتجارت فقرہ

اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَہْلُہٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ بِاَہْلِہٖ

بیت

گر کشی ور جرم بخشی روی و سر بر آستانم | بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برانم

قطعہ

بر درِ کعبہ سائلے دیدم | کہ ہمی گفت و میگرستے خوش

می نگویم کہ طاعتم بپذیر | قلم عفو بر گناہم کش

حکایت (۳) عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرم کعبہ روی بر حصا نہادہ بود و میگفت اے خداوند ببخشای و اگر مستوجب عقوبتم مرا روزِ قیامت نابینا برانگیز تا در روئے نیکاں شرمسار نباشم

قطعہ

روی بر خاکِ عجز میگویم | ہر سحر گہ کہ باد می آید

اے کہ ہرگز فراموشت نکنم | ہیچت از بندہ یاد می آید

عابداں: عبادت کرنے والے۔ جزائے طاعت: بندگی کا ثواب۔ بازرگاناں: واحد بازرگان، سوداگر۔ بہا: قیمت، دام۔ بضاعت: سرمایہ، پونجی، مال تجارت۔ بندہ: ضمیر واحد متکلم کی جگہ بولتے ہیں بمعنی "میں"۔ دریوزہ: گدائی، خواستگاری، یعنی میں سائل بن کر مانگنے آیا ہوں۔ فقرہ: نثری کلام کا ایک ٹکڑا۔ اِصنع ... الخ: ہمارے ساتھ وہ کر جو تیرے شایان شان ہے وہ مت کر جس کے ہم سزاوار ہیں۔ برآنم: پورا کروں گا۔ سائل: سوال کرنے والا، مانگنے والا۔ می گرستے خوش: (بفتح خاء جس میں ضمہ کی بو آئے) بہت رو رہا تھا، زار و قطار رو رہا تھا۔ حکایت ۳: خلاصہ یہ ہے کہ عبادت گزاروں کو اپنی عبادت پر مغرور نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمیشہ فضل الٰہی کا طلبگار بن کر اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ عبد القادر گیلانی: آپ سرتاج اولیا ہیں۔ مرتبہ غوثیت پر فائز ہیں ان کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ جامع الفضائل والکمالات ہیں۔ کرامتیں مشہور انام ہیں۔ غوث اعظم آپ کا لقب ہے سارے عالم کی دستگیری فرماتے ہیں۔ اجلِ سادات سے ہیں۔ شہر جیلان کے سادات گھرانے میں رمضان ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ کو پیدا ہوئے ۱۸ سال کی عمر میں بغداد آئے اور ۹ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو وصال فرمایا۔ بغداد میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ در حرم کعبہ: سرکار غوث اعظم نے پہلا حج ۵۰۹ھ میں کیا۔ حصا: حصاۃ کی جمع ہے۔ مستوجب: حقدار۔ عقوبتم: یعنی عقوبت ہستم۔ نابینا: اندھا۔

حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ کہ درویشوں کو اپنے بدخواہوں کے ساتھ بھی حسنِ معاملت سے پیش آنا چاہیے اور جلوت وخلوت میں یکساں برتاؤ

حکایت (۴) دزدے بخانۂ پارسائے درآمد چندانکہ طلب کرد چیزے نیافت دل تنگ شد پارسا را خبر شد گلیمے کہ برآں خفتہ بود در راہِ دزد انداخت تا محروم نشود **قطعہ**

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا | دلِ دشمناں را نکردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام | کہ با دوستانت خلافست و جنگ

مودّتِ اہلِ صفا چہ در روی وچہ در قفا نہ چناں کہ از پست عیب گیرند و در پیشت میرند

فرد

در برابر چو گوسپندِ سلیم | در قفا ہمچو گرگِ مردم در

فرد

ہر کہ عیبِ دگراں پیشِ تو آورد و شمرد | بیگماں عیبِ تو پیشِ دگراں خواہد برد

حکایت (۵) تنے چند از روندگاں متفقِ سیاحت بودند و شریکِ رنج وراحت خواستم کہ مرافقت کنم موافقت نکردند گفتم ایں از کرمِ اخلاقِ بزرگاں بدیع ست روی از مصاحبتِ درویشاں بگردانیدن و فائدہ دریغ داشتن کہ من در نفسِ خویش ایں قدر قوت و سرعت ہمی شناسم کہ در خدمتِ مرداں یارِ شاطر باشم نہ بارِ خاطر

اور غیبت کرنے اور سننے سے پرہیز کرنا چاہیے۔
دزد: چور۔ پارسا: پرہیزگار۔
درآمد: داخل ہوا۔ دل تنگ شدن: رنجیدہ خاطر ہونا۔
گلیم: کمبل۔ کہ بادوستانت الخ: کہ تمہارا تو دوستوں سے بھی اختلاف وجنگ ہے۔
مودّت: محبت، دوستی۔ اہل صفا: پاک باطن۔ چہ در روی: خواہ سامنے۔ چہ در قفا: خواہ پیٹھ پیچھے۔ یعنی دونوں حال میں برابر ہے۔ پست: پس اور "ت" ضمیر مضاف الیہ۔ یعنی تیرے پیٹھ پیچھے۔
درپیشت میرند: یعنی سامنے مرنے کے لیے تیار ہوں (خوب محبت ظاہر کریں)۔ دربرابر: سامنے۔
سلیم: سیدھی سادھی۔
مردم در: دریدن سے اسم فاعل مرکب ہے۔ لوگوں کو پھاڑنے والا۔ مردم خور۔
حکایت ۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کا طریقہ ہے کہ جس کا ظاہر نیک ہو اسے نیک سمجھتے ہیں اور اصلاح باطن کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔
روندگاں: راہ سلوک چلنے والے۔ اہل تصوف۔
سیاحت: سیر و سفر کرنا۔
مرافقت: ہمراہ ہونا۔
موافقت نہ کروند: انھوں نے قبول نہ کیا۔ بدیع: انوکھا۔ دریغ داشتن: روک رکھنا۔ سرعت: تیزی۔ شاطر: چست وچالاک۔
نہ بارِ خاطر: یعنی نہ کہ دل کا بوجھ بنوں۔

شعر

اِنْ لَّمْ اَکُنْ رَاکِبَ الْمَوَاشِیْ | اَسْعٰی لَکُمْ حَامِلَ الْغَوَاشِیْ

یکے ازاں میاں گفت ازیں سخن کہ شنیدی دلتنگ مدار کہ دریں روزہا دزدے بصورتِ درویشاں برآمدہ بود خود را در سلکِ صحبتِ ما منتظم کرد

شعر

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست | نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

ازانجا کہ سلامت حالِ درویشاں ست گمانِ فضولش نبردند و بیاری قبولش کردند

مثنوی

صورتِ حالِ عارفاں دلق ست | اینقدر بس چو روی در خلق ست

در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش | تاج بر سر نہ و عَلَم بر دوش

ترکِ دنیا و شہوت ست و ہوس | پارسائی نہ ترکِ جامہ و بس

در قزاگند مرد باید بود | بر مخنث سلاحِ جنگ چہ سود

روزے تا بشب رفتہ بودیم و شبانگہ در پائے حصارے خفتہ کہ دزدِ بے توفیق ابریقِ رفیق برداشت کہ بطہارت میروم و بغارت میرفت

فرد

پارسا بیں کہ خرقہ در بر کرد | جامۂ کعبہ را جُلِ خر کرد

مواشی: ماشیہ کی جمع ہے چلنے والا مراد سواری کا جانور۔ غواشی: غاشیہ کی جمع زین پوش مراد اسباب ہیں۔ اِنْ لَّمْ اَکُنْ ...الخ: یعنی اگر چہ میں سواری کے جانور پر سوار نہیں ہوں لیکن میں آپ کے زین پوش یعنی اسباب ڈھونے کی کوشش کروں گا۔ سِلک: لڑی۔ منتظم: منسلک۔ در جامہ کیست: کپڑے میں کون ہے (خوش بخت یا بد بخت)۔ در نامہ چیست: خط کا مضمون لکھنے والا جانتا ہے کہ کیا ہے؟۔ فضول: بیہودہ ہونا۔ عارفاں: اہل معرفت۔ اللہ والے۔ دلق: گدڑی، یعنی اللہ والوں کی ظاہری علامت گدڑی پہننا ہے۔ اینقدر بس... الخ: جب مخلوق میں رونمائی اور دکھاوا مقصود ہو تو اتنا ہی کافی ہے۔ در عمل کوش: ان دو شعروں سے ہدایت کرتے ہیں کہ کردار و عمل کی پاکیزگی وطہارت ضروری ہے۔ لباس چاہے جیسا بھی کوئی پہنے۔ اور کوئی بھی وضع اختیار کرے۔ نہ: نہادن سے فعل امر۔ عَلَم: پرچم۔ قزاگند: مرکب ہے قز بمعنی ریشم اور آگند بمعنی پر سے۔ معنی: وہ لباس جو کچے ریشم سے موٹا موٹا بنا ہوا ہو جسے جنگ کے موقعوں پر پہنا جاتا ہے تاکہ تلوار اور نیزہ اثر نہ کرے۔ یعنی جوانمرد کو میدان جنگ کے سپاہیانہ لباس میں ہونا چاہیے۔ نامردوں پر جنگ کے ہتھیار سجانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ مخنث: ہجڑا، نامرد۔ سلاح: ہتھیار۔ سود: فائدہ۔ در پائے حصار: شہر پناہ کی جڑ میں۔ بے توفیق: نامراد۔ ابریق: آبریز کا معرب ... جُل: جھول۔ پالان۔ پارسا: وہی چور مراد ہے جو بصورت پارسا تھا۔ پارسائی کے

برج: شہر پناہ کا چھوٹا گنبد، یعنی اوپر گیا۔ درج: ڈبیہ، سنگار دان جس میں عورتیں زیور، ہار، موتی اور جواہر رکھتی ہیں۔ تاریک رو: یعنی وہی چور۔

چندانکه از درویشاں غائب شد برجے برفت و درجے بدزدید تا روز روشن شد آں تاریک رو مبلغے راه رفته بود و رفیقانِ بیگناه خفته بامداداں ہمه را به قلعه در آوردند و بزدند و در زنداں کردند ازاں تاریخ ترکِ صحبت گفتیم و طریقِ عزلت گرفتیم اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ

قطعه

چو از قومے یکے بیدانشی کرد | نه کِه را منزلت ماند نه مِه را

نمی بینی که گاوے در علف زار | بیالاید ہمه گاوانِ دِه را

گفتم سپاس و منت خدائے عزّوجلّ را که از فوائدِ درویشاں محروم نماندم اگرچه بصورت از صحبت جدا افتادم بدیں حکایت که گفتی مستفید گشتم و امثالِ مرا ہمه عمر ایں نصیحت بکار آید

مثنوی

بیک ناتراشیده در مجلسے | برنجد دلِ ہوشمنداں بسے

اگر برکه پر کنند از گلاب | سگے در وے افتد کند منجلاب

حکایت

زاہدے مہمانِ پادشاہے بود چوں بطعام بنشستند کمتر ازاں خورد که ارادتِ او بود و چوں بنماز برخاستند بیشتر ازاں

مبلغ: مقدار و بمعنی بسیار۔ زندان: قید خانہ۔ عزلت: تنہائی، گوشہ نشینی۔ السَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ: سلامتی تنہائی میں ہے۔ بیدانشی: بے عقلی، بیوقوفی۔ کِہ: چھوٹا۔ مِہ: بڑا۔ علف زار: سبزہ زار۔ آلاید: آلودہ کر دیتی ہے۔ دِہ: دیہات، گاؤں، یعنی اگر ایک گائے کھیت کھا لیتی ہے تو اس گناہ میں گاؤں کی ساری گائیں آلودہ سمجھی جاتی ہیں۔ سپاس: شکر۔ منّت: احسان۔ فوائد: فائدہ کی جمع۔ یعنی درویشوں کی نصیحت کہ ہر شخص کی مرافقت نہیں کرنی چاہیے۔ نماندم: یعنی معلوم ہوا کہ اجنبیوں کی رفاقت ناروا ہے۔ مستفید: فائدہ حاصل کرنے والا۔ جدا افتادم: اور ایک نسخہ میں اس کی جگہ ہے "وحید شدم"۔ ناتراشیدہ: بے ادب، ناہموار۔ برکہ: چھوٹا حوض۔ منجلاب: مرکب ہے منجل اور آب سے۔ چو بچہ۔ گندے پانی کا گڈھا، یعنی اگر ایک غیر مہذب شخص مجلس میں شریک ہو جائے تو اس کی نااہلی کے سبب بہت سے صاحبانِ ہوش و خرد کے دل رنجیدہ و ملول ہو جاتے ہیں۔ اور مجلس کا لطف خاک میں مل جاتا ہے۔ جس طرح گلاب کے حوض میں اگر کتا گر جائے تو وہ چو بچہ بن جائے گا۔ حکایت ۶: حاصل یہ ہے کہ درویشوں کے لیے ریاکاری زیبا نہیں۔ یہ دنیا کی رسوائی اور عذاب آخرت کا سبب ہے۔ زاہد: دنیاوی جاہ و منال سے بے رغبت، تارکِ دنیا۔ ارادت: ارادہ۔

گذارد کہ عادتِ او بود تا ظنِ صلاح در حقِ وے زیادت کنند

فرد

ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی | کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

چوں بمقامِ خود آمد سفرہ خواست تا تناول کند پسرے داشت صاحبِ فراست گفت اے پدر چرا در مجلسِ سلطان طعام نخوردی گفت در نظرِ ایشاں چیزے نخوردم کہ بکار آید گفت نماز را ہم قضا کن کہ چیزے نکردی کہ بکار آید

قطعہ

اے ہنرہا نہادہ بر کفِ دست | عیب ہا برگرفتہ زیرِ بغل
تا چہ خواہی خریدن اے مغرور | روزِ درماندگی بسیمِ دَغل

حکایت (۷) یاد دارم کہ در ایامِ طفولیت متعبد بودم و شب خیز و مولعِ زہد و پرہیز تا شبے در خدمتِ پدر رحمۃ اللہ علیہ نشستہ بودم وہمہ شب دیدہ برہم نہ بستہ و مصحفِ عزیز در کنار گرفتہ و طائفہ گردِ ما خفتہ پدر را گفتم ازیں جماعت یکے سر برنمی دارد کہ دوگانہ بگذارد چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند گفت اے جانِ پدر اگر تو نیز بخفتی ازاں بہ کہ در پوستینِ خلق افتی۔

گزاردن: ادا کرنا۔ یہ لفظ ذال سے ادا کرنے کے معنی میں صحیح نہیں اس کا معنی چھوڑنا ہے۔ اعرابی: دیہات کا رہنے والا، گنوار۔ بہ ترکستان است: یعنی غلط روی سے منزلِ مقصود حاصل نہ ہوگی۔ سُفرہ: دسترخوان۔ تناول کردن: کھانا۔ فراست: دانائی۔ تا بکار آید: تا کہ کام آئے اور میرے حق میں اس کی عقیدت بڑھ جائے۔ چیزے نہ کردی: یعنی تو نے ایسا کام نہ کیا جو آخرت میں کام آسکے۔ اے ہنرہا... الخ: اے وہ شخص کہ ہنر ہاتھ پر رکھے دکھاتا پھر رہا ہے اور برائیاں چھپائے ہوئے ہے۔ مغرور: فریب خوردہ۔ سیم دغل: کھوٹی چاندی۔ حکایت ۷: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اپنی عبادت گزاری اور شب خیزی پر مغرور ہوکر دوسروں کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔ ایام: یوم کی جمع، مراد زمانہ ہے۔ طفولیت: بچپن۔ متعبد: عبادت گزار۔ شب خیز: رات کو اٹھنے والا۔ مراد تہجد گزار۔ مولع: شیدا۔ زہد: ترکِ دنیا۔ پدر رحمۃ اللہ علیہ: شیخ سعدی کے والد کا نام شیخ عبداللہ ہے۔ باخدا آدمی تھے۔ بیٹے کی تادیب و تربیت میں بڑے چست۔ دیدہ برہم نہ بستہ: آنکھ نہیں جھپکائی۔ مصحفِ عزیز: قرآن کریم۔ کنار: گود۔ دوگانہ: دو رکعتی نماز۔ جانِ پدر: باپ کی جان یعنی اے فرزند۔ پوستین: ... الخ: یعنی تیرا سوجانا اس سے بہتر ہے کہ تو دوسروں کی عیب جوئی میں پڑے۔

مدّعی: دعوی کرنے والا، ڈینگ مارنے والا۔ کہ دارد ... الخ: یعنی کیوں کہ خود فریبی اور تکبر کا پردہ اس کی آنکھوں پر پڑا رہتا ہے۔ چشم خدا

بینی: حق بینی کی نگاہ۔ بخشند: یعنی کارکنانِ قضا وقدر۔ یعنی اگر تجھے حق بینی کی نگاہ مل جائے تو تو کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھ سکتا۔

قطعه

نه بیند مدّعی جز خویشتن را | که دارد پردهٔ پندار در پیش
گرت چشمِ خدا بینی به بخشند | نه بینی هیچکس عاجز تر از خویش

حکایت (۸) یکے را از بزرگان بمحفلے اندر همی ستودند و در اوصافِ جمیلش مبالغت همیکردند سر بر آورد و گفت من آنم که من دانم۔

شعر

كُفِيتَ اَذًى يَا مَنْ يَعُدُّ مَحَاسِنِيْ | عَلَانِيَتِيْ هٰذَا وَلَمْ تَدْرِ بَاطِنِيْ

قطعه

شخصم بچشمِ عالمیاں خوب منظرست | وز خبثِ باطنم سرِ خجلت فگنده پیش
طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ هست خلق | تحسین کنند او خجل از زشتِ پائے خویش

حکایت (۹) یکے از صلحائے کوهِ لبنان که مقامات او در دیارِ عرب مذکور بود و کرامات او مشهور بجامعِ دمشق در آمد بر کنارِ برکهٔ کلاسه طهارت همی ساخت پایش بلغزید و بحوض در افتاد بمشقتِ بسیار ازاں جایگه خلاص یافت چوں از نماز بپرداختند یکے از جملهٔ اصحاب گفت مرا مشکلے هست گفت آں چیست گفت یاد دارم که شیخ بر روئے

حکایت ۸: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی تعریف سن کر پھولنا، اترانا نہیں چاہیے۔ بلکہ اپنے باطن پر نظر رکھتے ہوئے انکساری اختیار کرنا چاہیے۔ اوصافِ جمیل: عمدہ خوبیاں۔ مبالغہ کردن: بڑھا چڑھا کر تعریف کرنا۔ من آنم کہ من دانم: یعنی میں جیسا کچھ ہوں اس کو میں ہی بہتر جانتا ہوں۔ کُفِیتَ اَذًی... الخ: یعنی اے میری خوبیاں شمار کرانے والے تو نے مجھے ستانے میں حد کر دی اللہ مجھے اذیتوں سے بچائے۔ میرا ظاہر تو یہی ہے اور میرے باطن سے تو خبردار نہیں۔ خبث: برائی۔ سرِ خجلت: شرمندگی کا سر۔ یعنی میں شرمندگی سے جھکا جا رہا ہوں۔ طاؤس: مور۔ یعنی مور کے نقش ونگار کے باعث مخلوق اس کی تعریف کرتی ہے مگر خود مور اپنے پیروں کی بدنمائی پر شرمندہ ہے۔

حکایت ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ والوں کے مختلف مراتب ومقامات ہوتے ہیں۔ کبھی عالم بالا کی خبریں دیتے ہیں۔ کبھی اپنی ذات سے بے خبر ہوتے ہیں۔ صلحا: صالح کی جمع، نیکوکار، نیک۔ لبنان: حمص کے قریب جبل عامل کے پاس شام کا مشہور پہاڑ جو فقراء، اولیاء کا مسکن رہا ہے۔ مقامات: روحانی مراتب، عرفانی درجات۔ کرامات: کرامت کی جمع، کسی ولی کا خرقِ عادت کام۔ برکہ: حوض۔ کلاسہ: چونے اور گچ سے بنی ہوئی چیز۔ طہارت همی ساخت: وضو بنا رہے

دریائے مغرب برفت وقدمش تر نشد امروز چہ حالت بود کہ دریں قلمتے آب از ہلاک چیزے نماند شیخ سر بجیب تفکر فرو بردہ پس از تأمُّلِ بسیار سر آورد و گفت نشنیدۂ کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گفت لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ونگفت علی الدوام وقتے چنیں بودے کہ بجبرئیل ومکائیل نپرداختے ودیگر وقت باحفصہ وزینب درساختے مُشَاہَدَۃُ الْاَبْرَارِ بَیْنَ التَّجَلِّیْ وَالْاِسْتِتَارِ می نمایند ومی ربایند۔

فرد

دیداری نمائی وپرہیز میکنی	بازارِ خویش وآتشِ ماتیز میکنی

قطعہ

اُشَاہِدُ مَنْ اَہْوٰی بِغَیْرِ وَسِیْلَۃٍ	فَیَلْحَقُنِیْ شَانٌ اَضَلُّ طَرِیْقًا
یُؤَجِّجُ نَارًا ثُمَّ یُطْفِیْ بِرَشَّۃٍ	لِذَاکَ تَرَانِیْ مُحْرَقًا وَّغَرِیْقًا

مثنوی

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند	کہ اے روشن گہر پیرِ خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی	چرا در چاہِ کنعانش ندیدی

بررُوئے دریائے مغرب: دریائے مغرب کی سطح پر۔ قلمتے آب: مراد تھوڑا پانی۔ جَیب: گریبان، سینہ۔ سر بجیب تفکر فرو بردہ: یعنی سر جھکا کر غور وفکر میں ڈوب گئے۔ سر برآورد: سر اٹھایا۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ ... الخ: یعنی "میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ (قربِ الٰہی کا) ایک ایسا وقت آتا ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے کی گنجائش ہوتی ہے نہ کسی نبی مرسل کی"۔ نبی کا معنی غیب کی خبر دینے والا۔ تبلیغ احکامِ الٰہی کے لیے بھیجے گئے بندے کو نبی کہتے ہیں۔ اگر کتاب وشریعت کے ساتھ بھیجا گیا تو مرسل اور رسول بھی کہتے ہیں۔ علی الدوام: ہمیشہ، ہر وقت۔ جبرئیل ومیکائیل: دونوں مقرب فرشتے ہیں۔ جبرئیل وحی لانے پر مقرر ہیں اور حضرت میکائیل ہوا اور بارش پر مقرر ہیں۔ حفصہ وزینب: دونوں ازواجِ مطہرات میں سے ہیں۔ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا یا حضرت زینب بنت خزیمہ جن کا انتقال سرکار کی حیات ہی میں ہوگیا۔ درساختے: حسن معاملہ فرماتے۔ مُشَاہَدَۃُ الْاَبْرَارِ ... الخ: اولیاء اللہ کے لیے حق تعالیٰ کا دیدار تجلی اور روپوشی کے درمیان ہے۔ مراد یہ ہے کہ کبھی تجلی فرما کر دیدار عطا کرتا ہے اور کبھی روپوش ہو کر بےخود بناتا ہے۔ یعنی کبھی جمالِ الٰہی مستور ہوتا ہے۔ اور اولیاء اللہ دونوں حال میں مشاہدے سے سرفراز ہوتے ہیں۔ می نمایند ومی ربایند: کبھی جلوہ دکھاتے ہیں اور کبھی بیخود بناتے ہیں۔ دونوں صیغہ جمع میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ جمع کا ذکر تعظیم کے لیے ہے جیسے انا اعطینا۔ نحن اقرب وغیرہ۔ اُشَاہِدُ ... الخ: یعنی کبھی اپنے معشوق کا نظارہ بغیر واسطہ کرتا ہوں تو (اس وقت) مجھ پر ایک ایسی (بیخودی کی) کیفیت طاری ہوتی ہے کہ میں خود رفتۂ راہ ہو جاتا ہوں۔ وہ محبوب کبھی آتشِ عشق کو بھڑکا دیتا ہے پھر ایک چھینٹا ڈال کر اس کو بجھا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم مجھ کو کبھی جلا بھنا دیکھتے ہو اور کبھی ڈوبا ہوا۔ یعنی وصال کے چھینٹے میں ڈوبا ہوا۔ گم کردۂ فرزند: یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام۔ جن کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام گم ... مصرش کی ضمیر "ش" پیراہن کا مضاف الیہ ہے۔ شنیدن معنی میں بوئیدن کے ہے۔ آیت کریمہ

بگفت احوالِ ما برقِ جہان ست / دمے پیدا و دیگر دم نہان ست
گہے بر طارمِ اعلیٰ نشینم / گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینم
اگر درویش بر حالے بماندے / سرِ دست از دو عالم بر فشاندے

حکایت(۱۰) در جامعِ بعلبک وقتے کلمہ چند ہمی گفتم بطریقِ وعظ با جماعتے افسردہ دل مردہ راہ از عالمِ صورت بعالمِ معنیٰ نبردہ دیدم کہ نفسم در نمی گیرد و آتشم در ہیزمِ تر اثر نمی کند دریغ آمدم تربیتِ ستوراں و آئینہ داری در محلتِ کوراں ولیکن درِ معنیٰ باز بود و سلسلۂ سخن دراز در معنیٔ این آیت کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ سخن بجائے رسانیدہ بودم کہ می گفتم

قطعہ

دوست نزدیک تر از من بمن ست / وین عجب تر کہ من از وے دورم
چہ کنم با کہ تواں گفت کہ او / در کنارِ من و من مہجورم

من از شرابِ این سخن مست بودم و فضالۂ قدح در دست کہ روندۂ بر کنارِ مجلس گذر کرد و دورِ آخر در وے اثر کرد نعرہ بزد کہ دیگراں بموافقتِ وے در خروش آمدند و حاضرانِ مجلس در جوش گفتم سبحان اللہ

دوران باخبر در حضور و نزدیکان بے بصر دور

برق: بجلی۔ جہاں: کوندنے والی۔ جہیدن سے اسم فاعل سماعی ہے۔ نہاں: پوشیدہ۔ طارم: راء کی حرکت میں اختلاف ہے۔ گنبد، بالا خانہ۔ برطارم اعلی نشستن: مدارج و معارج کی بلندی پر بیٹھنا۔ بر پشت پا ندیدن: کمال بے خبری یعنی کبھی ایسا بے خبر ہوتا ہوں کہ پیش پا پڑی چیزیں بھی نظر نہیں آتیں۔ سر دست از دو عالم برفشاندن: ترک دو عالم سے کنایہ ہے یعنی کبھی درویش اس انبساطی حالت میں ہوتا ہے کہ دونوں عالم میں نہیں سما سکتا۔ حکایت ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ کور باطن طبیعتوں پر معنی خیز باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ ارادتمندوں اور عقیدت مندوں کو چاہیے کہ ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ اپنے باطن کا تصفیہ وتزکیہ کریں تا کہ نکتہ رس باتوں کا اثر ہو سکے۔ بعلبک: شام کا ایک مشہور شہر۔ جامع: جامع مسجد۔ فسردہ: یعنی برف کے مانند افسردہ۔ جماعت کی پہلی صفت۔ دل مردہ: یہ جماعت کی دوسری صفت ہے۔ یعنی کوئی اثر قبول نہیں کر رہی تھی۔ راہ بردن: راستہ طے کرنا۔ راہ از عالم صورت: یہ جملہ تیسری صفت ہے۔ درنمی گیرد: اثر انداز نہیں ہو رہی ہے۔ ہیزم تر: گیلی لکڑیاں۔ دریغ: افسوس۔ ستوراں: گدھے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ"۔ آئینہ داری: آئینہ رکھنا، آئینہ کی دوکان کھولنا یا آئینہ خانہ بنانا۔ ان کی تربیت بیکار ہے کہ گدھے نااہل ہیں اور اندھے ناقدرے ہیں۔ سلسلۂ سخن دراز: یعنی تقریر جاری تھی۔ نحنُ اَقرَبُ... الخ: ہم بندے کے اس کی رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (سورۃ ق ۱۶) رسانیدہ بودم: بات یہاں تک میں نے پہونچائی تھی۔ از وے دورم: میں اس سے دور ہوں کہ بہت سے حجابات حائل ہیں۔ کنار: آغوش۔ مہجورم: میں دوست ...

قطعہ

فہم سخن گر نکند مستمع | قوتِ طبع از متکلم مجوی
فسحتِ میدانِ ارادت بیار | تا بزند مردِ سخنگوئے گوی

حکایت (۱۱) شبے در بیابانِ مکہ از بیخوابی پائے رفتنم بماند سر بنہادم و شتربان را گفتم دست از من بدار

قطعہ

پائے مسکیں پیادہ چند رود | کز تحمل ستوہ شد بختی
تا شود جسمِ فربہے لاغر | لاغرے مردہ باشد از سختی

گفت اے برادر حرم در پیش ست و حرامی از پس اگر رفتی بردی واگر خفتی مردی نشنیدہ کہ گفتہ اند

بیت

خوش ست زیرِ مغیلاں براہِ بادیہ خفت | شبِ رحیل ولے ترکِ جاں بباید گفت

حکایت (۱۲) پارسائے را دیدم برکنارِ دریا کہ زخمِ پلنگ داشت و بہیچ دارو بہ نمی شد مدتہا دراں رنجور بود و شکرِ خدائے عزوجل علی الدوام گفتے پرسیدندش کہ شکر چہ میگوئی گفت شکر آنکہ بمصیبتے گرفتارم نہ بمعصیتے۔

فہم سخن ...الخ: یعنی اگر سننے والے بات نہ سمجھ رہے ہوں تو کلام کرنے والے (مقرر) کی قوتِ طبع میں جولانیت نہیں آتی۔ (اور نکتہ سنجی کے خطیبانہ جوہر نہیں دکھاپایا۔ بلکہ انقباض پیدا ہوجاتا ہے۔ فسحت: فراخی، کشادگی۔ ارادت: خواہش، عقیدت۔ سخن گو: بات کہنے والا، مقرر۔ گوئے زدن: گیند مارنا کنایہ ہے زور طبع دکھانے سے۔ حکایت ۱۱: اس کا حاصل یہ ہے ہمسفروں کی خیر خواہانہ نصیحتوں سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ بیخوابی: بیداری (عرب کے صحراؤں میں گرمی کی وجہ سے عموماً رات کو سفر کرتے ہیں)۔ پائے رفتنم بماند: میرے چلنے کے پیر عاجز آگئے یعنی میں تھک گیا۔ سر بنہادم: میں لیٹ گیا۔ دست از من بدار: مجھ سے ہاتھ اٹھالو یعنی مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ تحمل: بوجھ اٹھانا۔ ستوہ: عاجز۔ بختی: اونٹ جس کے دو کوہان ہوتے ہیں۔ قوی، بڑا، سرخ رنگ، خراسان کی جانب سے لاتے ہیں۔ بخت نصر بادشاہ کی طرف منسوب ہے چوں کہ اسی بادشاہ نے عربی، عجمی اونٹوں کی جفتی سے یہ نسل تیار کی تھی۔ فربہے: یائے وحدت ہے یعنی جتنے عرصہ میں فربہ کا جسم (تکلیف سے) لاغر ہوگا اتنے عرصہ میں لاغر تو سختی سے مرچکا ہوگا۔ حرم: خانہ کعبہ کے ارد گرد وسیع احاطہ۔ یعنی اس نے کہا کہ حرم مکہ قریب ہے۔ حرامی: چور، ڈاکو۔ اگر رفتی بردی: اگر چلو گے تو جان بچالے جاؤ گے اور سلامت رہو گے۔ مغیلاں: ببول، کیکر۔ اصل میں "ام غیلان" تھا اہل فارس نے حذف و ترمیم سے مغیلاں بنالیا۔ بادیہ: جنگل۔ شب رحیل: کوچ کی رات۔ حکایت ۱۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ مصیبتوں پر بھی صبر و شکر کرنا چاہیے۔ اور معصیت سے محفوظی پر رب تعالیٰ کا احسان ماننا چاہیے۔ پارسا: مرکب ہے پارس اور الف فاعل سے معنی پاسدار ہوگا۔ چوں کہ وہ منہیات سے اپنے نفس کا محافظ و پاسدار ہوتا ہے اسی وجہ سے پارسا کہتے ہیں۔ زخم پلنگ: چیتا کاٹے کا زخم۔ دارو: دوا۔ بہ:

قطعہ

اگرم زار بکشتن دہد آں یارِ عزیز | تا نگویم کہ دراں دم غمِ جانم باشد
گویم از بندۂ مسکیں چہ گنہ صادر شد | کہ دل آزردہ شد از من غمِ آنم باشد

بلے مردانِ خدا مصیبت را بر معصیت اختیار کنند نہ بینی کہ یوسفِ صدیق دراں حالت چہ گفت قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ

حکایت(۱۳) درویشے را ضرورتے روئے نمود گلیمے از خانۂ یارے بدزدید و نفقہ کرد حاکم فرمود کہ دستش ببرید صاحبِ گلیم شفاعت کرد کہ من او را بحل کردم گفتا بشفاعتِ تو حدِ شرع فرو نگذارم گفت انچہ فرمودی راست ست ولیکن ہر کہ از مالِ وقف چیزے بدزدد قطعش لازم نیاید کہ اَلْفَقِیْرُ لَا یَمْلِکُ ہر چہ درویشاں راست وقفِ محتاجاں ست حاکم از وے دست بداشت و ملامت کردن گرفت کہ جہاں بر تو تنگ آمدہ بود کہ دزدی نکردی اِلّا از خانۂ چنیں یارے گفت اے خداوند نشنیدۂ کہ گفتہ اند خانۂ دوستاں بروب و درِ دشمناں مکوب

شعر

چوں فرومانی بسختی تن بعجز اندر مدہ | دشمناں را پوست برکن دوستاں را پوستیں

زار: ناتواں۔ اگرم زار: اگر مجھ ناتواں کو۔ گنہ: گناہ کا مخفف ہے جرم وخطا۔ صادر شد: سرزد ہوا۔ غم آنم باشد: مجھے تو اس کا ہی غم ہے۔ یوسف صدیق: قوم بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ بادشاہ مصر نے ایک جھوٹے الزام کے تحت آپ کو قید میں ڈال دیا۔ ایک نوزائیدہ بچے نے آپ کی سچائی اور پاکیزگی کی گواہی دی۔ اس لیے آپ کا لقب صدیق ہوا۔ قید سے باعزت رہا ہوکر عزیزِ مصر یعنی مصر کے بادشاہ ہوئے۔ قال رَبِّ السِّجْنُ.. الخ: انھوں نے عرض کی اے میرے رب! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں۔ (سورہ یوسف آیت ۳۳)

حکایت ۱۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو چاہیے کہ اپنے خطاکار اور بدمعاملہ دوستوں کے ساتھ بھی خیرخواہی اور درگزر کا برتاؤ کریں۔

ضرورتے روئے نمود: ایک حاجت پیش آگئی۔ گلیم: کمبل۔ نفقہ کرد: خرچ کرڈالا۔ دستش ببرید: بُریدن سے امر حاضر صیغہ جمع، اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ چور کا ہاتھ کاٹ لینا حکم شرع ہے۔ شفاعت: سفارش۔ بحل: بکسرتین، معاف کردیا، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بفتحتین وتشدید لام ہو اور با برائے ظرفیت یا معیت ہو بمعنی حلال ہونا۔ حدِ شرع: شرعی سزا۔ مالِ وقف: جو مال راہِ خدا میں خاص کردیا گیا ہو۔ قطع: ہاتھ کاٹنا۔ الفقیر لا یملکُ: فقیر کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ اِلّا: مگر۔ خانۂ دوستاں ... الخ: دوستوں کا گھر بہارو (صاف کرو) اور دشمن کا دروازہ مت کھٹکھٹاؤ۔ یہ کنایہ ہے کہ دوست کے گھر کا پورا اثاثہ لے لو مگر مطلب برآری کے لیے دشمن کے گھر

حکایت (۱۴) یکے از پادشاہاں پارسائے را دید گفت ہیچت از ما یاد می آید گفت بلے وقتے کہ خدای را فراموش میکنم

فرد

ہر سو دود آنکس ز درِ خویش براند | واں راکہ بخواند بدرِ کس ندواند

حکایت (۱۵) یکے از صالحاں بخواب دید پادشاہے را در بہشت و پارسائے را در دوزخ پرسید کہ موجبِ درجاتِ ایں چیست و سببِ درکاتِ آں چہ کہ مردم بخلافِ آں می پنداشتند ندا آمد کہ ایں پادشا بارادتِ درویشاں در بہشت ست و ایں پارسا بتقرب پادشاہاں در دوزخ

قطعہ

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع | خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دار
حاجت بکلاہِ برکی داشتنت نیست | درویش صفت باش و کلاہِ تتری دار

حکایت (۱۶) پیادہ سر و پا برہنہ با کاروانِ حجاز از کوفہ بدر آمد و ہمراہ ما شد نظر کردم کہ معلومے نداشت خراماں ہمی رفت و میگفت۔

قطعہ

نہ باشتر بر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم | نہ خداوندِ رعیت نہ غلامِ شہر یارم

حکایت ۱۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں سے نزدیکی خدا سے دوری کا سبب ہے۔ ہیچت از ما یاد می آید: تمہیں کبھی ہماری یاد بھی آتی ہے۔ ہرسو: ہر جانب۔ دَوَد: دوڑتا پھرتا ہے۔ بَراند: بھگا دیتا ہے۔ بخواند: بلا لیتا ہے۔

حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو درویشوں کا ارادتمند رہنا چاہیے اور اپنے اندر پاک باطنی پیدا کریں۔ لباس چاہیے جیسا بھی پہنیں۔ بہشت: جنت۔ موجب: سبب۔ درجات: درجہ کی جمع، بلندی کا مرتبہ۔ بلندیاں۔ درکات: درکہ کی جمع۔ طبقۂ دوزخ۔ پستی کا مرتبہ، پستیاں۔ دلق: بالوں سے بنے کمبل کا لباس۔ گدڑی۔ تسبیح: سو دانوں کی لڑی، خدا کی پاکی بیان کرنا۔ مرقع: پیوند لگی گدڑی۔ نکوہیدہ: برا، ناپسندیدہ۔ بری دار: پاک رکھو، الگ تھلگ رکھو۔ برکی: تحسین۔ برک کا منسوب۔ اونٹ کے بالوں سے بنا ایک قسم کا موٹا کپڑا۔ درویش جس کا اکثر ٹوپی، کرتا بناتے ہیں۔ تتری: تاتاری کا مخفف۔ تاتار ترکستان کا ایک علاقہ ہے وہاں کی بنی ٹوپی بیش قیمت ہوتی اسے سپاہی اوڑھتے تھے۔ مراد یہ ہے کہ باطن پاکیزہ بناؤ لباس چاہے جیسا بھی پہنو۔

حکایت ۱۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویش اپنے مقاصد کی تکمیل میں ظاہری اسباب دنیا پر تکیہ نہیں کرتا بلکہ متوکل علی اللہ ہوتا ہے۔ پیادہ: پیدل چلتا ہوا ایک شخص۔ سر و پا برہنہ: ننگے سر ننگے پاؤں۔ کارواں: قافلہ۔ حجاز: عرب کا وہ خطہ جس میں مکہ و مدینہ واقع

غم موجود و پریشانی معدوم ندارم | نفسے میزنم آسودہ و عمرے میگزارم

اشتر سوارے گفتش اے درویش کجا میروی برگرد کہ بہ سختی بمیری نشنید و قدم در بیاباں نہاد و برفت چوں بہ نخلۂ محمود برسیدیم توانگر را اجل فرا رسید درویش بہ بالینش فرو دآمد و گفت مصرع

ما بہ سختی نہ بمردیم و تو بر بُختے بمردی بیت

شخصے ہمہ شب بر سرِ بیمار گریست | چوں روز آمد بمرد و بیمار بزیست

قطعہ

اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند | کہ خرِ لنگ جاں بمنزل بُرد

بسکہ در خاک تندرستاں را | دفن کردیم و زخم خوردہ نمرد

حکایت (۱۷) عابدے را پادشاہے طلب کرد اندیشید کہ داروئے بخورم تا ضعیف شوم تا مگر اعتقادے کہ در حقِ من دارد زیادت کند آوردہ اند کہ داروئے قاتل بود بخورد و بمرد

قطعہ

آنکہ چوں پستہ دیدمش ہمہ مغز | پوست بر پوست بود ہمچو پیاز

پارسایانِ روئے در مخلوق | پشت بر قبلہ میکنند نماز

نفَس: سانس، جمع انفاس۔ نفَسے میزنم آسودہ: یعنی آرام کا سانس لے رہا ہوں۔ معدوم: غیر موجود۔ نخلہ: نخلستان۔ کھجوروں کا باغ۔

ن خلۂ بنی محمود: مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام۔ اَجل: موت جمع آجال۔ بالین: سرہانہ۔ بُخت: بختی کا اسم جنس کہ قلیل وکثیر پر صادق ہے۔ اونٹ اس نسل کا جو بخت نصر نے تیار کیا تھا۔ مصرع بحرِ رمل مخبون سے ہے۔ ما بہ سختی... الخ: یعنی ہم تو سختی اور تکلیف سے نہ مرے اور تو اونٹ پر مر گیا۔ حالاں کہ تو سمجھتا تھا کہ پیدل چلنے والے سختی کے باعث ہلاک ہو جائیں گے۔

حکایت ۱۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ ریاکاری عبادت گزاری کے منافی اور غضب ربانی کا سبب ہے۔ درویشوں کو سخت احتیاط چاہیے۔ عابد: عبادت گزار۔ دارو: دوا۔ مگر: شاید، ہوسکتا ہے کہ۔ پستہ: سبز رنگ کا ایک میوہ کہ مغز ہی مغز ہوتا ہے۔ آنکہ... الخ: جس کو میں نے پستہ تصور کیا تھا کہ جو پورا مغز ہی ہوتا ہے وہ پیاز نکلا کہ جس میں چھلکا ہی چھلکا ہوتا ہے۔ یعنی جس کو ہم نے سراپا اہل معرفت سمجھا وہ مغزِ معرفت سے خالی نکلا۔ پارسایان: پارسا کی جمع۔ پارسایان روئے... الخ: ایسے پارسا لوگ جو دنیا کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں وہ گویا قبلہ سے منہ موڑ کر اور قبلہ کو پس پشت ڈال کر نماز پڑھتے ہیں کہ ایسی عبادت بیکار جوان کے منہ پر ماردی جائے گی۔

فرد

چوں بندہ خدائے خویش خواند | باید کہ بجز خدا نداند

حکایت (۱۸) کاروانے را در زمینِ یونان بزدند و نعمت بیقیاس بردند بازارگاناں گریہ و زاری بسیار کردند و خدا و پیمبر را بشفاعت آوردند فائدہ نبود

شعر

چو پیروز شد دزدِ تیرہ رواں | چہ غم دارد از گریۂ کارواں

لقمان حکیم اندراں کارواں بود یکے گفتش از کاروانیاں ایناں را مگر نصیحتے کنی و موعظت گوئی باشد کہ برخے از مال ما دست بدارند کہ دریغ باشد چندیں نعمت کہ ضائع شود گفت دریغ باشد کلمہ حکمت بایشاں گفتن

قطعہ

آہنے را کہ موریانہ بخورد | نتواں برد ازو بہ صیقل زنگ

باسیہ دل چہ سود گفتنِ وعظ | نرود میخِ آہنی در سنگ

قطعہ

بروزگارِ سلامت شکستگاں دریاب | کہ جبرِ خاطرِ مسکیں بلا بگرداند

چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزے | بدہ وگرنہ ستمگر بزور بستاند

خدائے خویش خواند: یہاں را علامت مفعول حذف ہے۔ حکایت ۱۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ نصیحت اسی کو کرنا چاہیے جس سے قبول کی امید ہو، اور نا اہل کو نصیحت کرنا فضول ہے۔ کارواں: قافلہ۔ یونان: اقلیم پنجم میں روم کا ایک ملک۔ یونان بن یافث بن نوح کے نام سے آباد ہوا۔ بزدند: یعنی قزاقوں نے حملہ کرکے لوٹ لیا۔ بازارگاناں: سوداگروں۔ بشفاعت آوردند: یعنی ان ڈاکوؤں کے سامنے خدا اور پیغمبر خدا کا واسطہ دیا۔ پیروز: فیروز۔ کامیاب۔ تیرہ رواں: تاریک روح، سیاہ باطن۔ از کاروانیاں: کارواں والوں میں سے۔ مگر: شاید۔ برخے: کچھ تھوڑا۔ دریغ: افسوس۔ رنج وملال۔ ضائع: برباد۔ موریانہ: مورچانہ کے وزن ومعنی میں ہے۔ زنگ۔ صیقل: جلا صفائی۔ سیاہ دل: سنگ دل، ظالم، ڈاکو اور جلاد کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی سنگ دل کے دل میں نصیحت سرایت نہیں کرسکتی جیسے آہنی کیل پتھر میں پیوست نہیں ہوسکتی۔ روزگار: زمانہ۔ شکستگاں: ٹوٹے دلوں والے، مصیبت زدہ۔ دریاب: حاصل کر، مدد کرد۔ جبر خاطر: دل کا غم دور کرنا، ڈھارس بندھانا۔ بزاری: زور وکر۔ عاجزی دکھاتے ہوئے۔ ستمگر: ظالم۔

حکایت (۱۹) چندانکہ مرا شیخ اجل ابو الفرج بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بترکِ سماع فرمودے و بخلوت و عزلت اشارت کردے عنفوانِ شبابم غالب آمدے و ہوا و ہوس طالب ناچار بخلافِ رای مربی قدمے چند برفتمے و از سماع و مخالطت حظّے برگرفتمے و چوں نصیحتِ شیخم یاد آمدے گفتمے۔

فرد

قاضی ار با ما نشیند برفشاند دست را | محتسب گر مے خورد معذور دارد مست را

تا شبے بمجمعے برسیدم و دراں میاں مطربے دیدم

بیت

گوئی رگِ جاں میگسلد زخمۂ ناسازش | ناخوشتر از آوازۂ مرگِ پدر آوازش

گاہے انگشتِ حریفاں ازو در گوش و گہے برلب کہ خاموش

شعر

نُهَاجُ اِلٰی صَوْتِ الْاَغَانِیْ لِطِیْبِهَا | وَاَنْتَ مُغَنٍّ اِنْ سَکَتَّ نَطِیْبُ

بیت

نہ بیند کسے در سماعت خوشی | مگر وقتِ رفتن کہ دم درکشی

چوں باواز آمد آں بربط سرای | کدخدا را گفتم از بہرِ خدای

استاذ مراد ہے کیوں کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ شیخ سعدی کے استاذ تھے۔ اور اہل تصوف کے عقیدت مند نہ تھے شیخ سعدی کے پیر شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (۵۳۶-۶۳۲ھ)۔ اجل: بزرگ و برتر۔ ترک: چھوڑ دینا۔ سماع: قوالی سننا۔ خلوت و عزلت: تنہائی اور گوشہ نشینی۔ عنفوان: آغاز۔ شباب: جوانی۔ عنفوانِ شباب: نوجوانی۔ ہوا و ہوس: خواہشات۔ مربی: تربیت دینے والا، استاذ، مراد شیخ ابن الجوزی ہیں۔ مخالطت: آمیزش، میل جول۔ حظ: لطف، مزہ۔ قاضی: خلاف شرع کاموں سے منع کرنے والا اور مرتکبین کو سزا سنانے والا حاکم۔ برفشاند دست را: ہاتھ نچاتا یعنی تالیاں بجانے لگتا۔ محتسب: خلاف شرع کاموں پر محاسبہ کرنے والا۔ مے: شراب۔ مست: شرابی۔ قاضی...الخ: قاضی ہمارے ساتھ اگر (مجلس رقص و سرود میں) بیٹھ جاتا تو وہ خود (وجد میں آکر) تالیاں بجانے لگتا۔ اور محتسب (جو حقیقت میں لذت مے خواری سے آشنا نہیں) اگر وہ خود شراب پی لیتا تو میخوار کو معذور سمجھتا (اور چھوڑ دیتا)۔ مطرب: گانے والا، قوال۔ گوئی...الخ: اس شعر میں قوال کی انتہائی بھدی آواز کی مذمت اور تشبیہات ہیں۔ زخمہ: مضراب۔ ساز بجانے کا آلہ۔ بعض نسخوں میں اس کی جگہ نغمہ ہے۔ آوازۂ مرگ پدر: باپ کی موت پر واویلا کی آواز، یعنی ایسا لگتا تھا کہ اس کی غیر موزوں (بے تکا) مضراب شہ رگ کو ہی توڑے ڈال رہی ہے یعنی گلا پھاڑ کے بے ہنگم آواز میں چلاتا تھا۔ باپ کے ماتم کی آواز سے بھی زیادہ کریہہ و ناگوار تھی۔ حریف: ہم پیشہ یعنی شریکِ محفل۔ نُهاجُ اِلٰی...الخ: یعنی ہم نغموں کی آواز پر خوش دلی سے لپکتے ہیں اور تو ایسا گویا ہے کہ اگر تو خاموش ہو جائے تو ہمیں بھلا لگے۔ کہ دم درکشی: جب کہ تو ...

پنبہ: روئی، میم ضمیر گوش کی مضاف الیہ۔ در: دروازہ۔ فی الجملہ ...الخ: یعنی مختصر یہ کہ دوستوں کی پاس خاطر سے ان کے ساتھ وہاں بیٹھا رہا

پنبہ ام در گوش کن تا نشنوم | یا درم بکشای تا بیروں روم

فی الجملہ پاسِ خاطرِ یاراں را موافقت کردم و شبے بچندیں محنت بروز آوردم

قطعہ

مؤذن بانگ بے ہنگام برداشت | نمیداند کہ چنداز شب گذشت ست

درازیِ شب از مژگانِ من پرس | کہ یکدم خواب در چشم نہ گشت ست

بامداداں بحکمِ تبرک دستارے از سر و دینارے از کمر بکشادم و پیش مُغنّی بنہادم و در کنار گرفتم و بسے شکر گفتم یاراں ارادتِ من در حقِ وے خلافِ عادت دیدند و بر خفّتِ عقلم نہفتہ بخندیدند یکے از آنمیاں زبانِ تعرض دراز کرد و ملامت کردن آغاز کہ ایں حرکت مناسب رائے خردمنداں نکردی خرقہ مشائخ بچنیں مُطربے دادن کہ ہمہ عمرش درمے در کف نبودہ است و قُراضۂ در دُف

مثنوی

مُطربے دور ازیں خجستہ سرای | کس دو بارش ندید در یکجای

راست چوں بانگش از دہن برخاست | خلق را موی بر بدن برخاست

مرغِ ایواں زہولِ او برمید | مغزِ ما خورد و حلقِ خود بدرید

اور بڑی مصیبت سے وہ رات کاٹی۔ بانگ: آواز، یہاں اذان مراد ہے۔ بے ہنگام: بے وقت۔ مژگاں: مژہ کی جمع، پلکیں۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ تبرک: برکت لینا۔ وہ چیز جس سے برکت لی جائے۔ از کمر: یعنی ہمیانی سے۔ مُغنّی: گانے والا، قوال۔ در کنار گرفتم: میں بغل گیر ہوا، معانقہ کیا۔ بسے شکر گفتم: اس کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ ارادت: عقیدت۔ و بر خفتِ عقلم نہفتہ بخندیدند: اور میری بیوقوفی پر چپکے چپکے ہنس رہے تھے۔ تعرض: طعنہ زنی۔ خرقۂ مشائخ: بزرگوں کا خرقہ، قاعدہ ہے کہ پیر اپنے مریدوں کو بوقت خلافت خرقہ و دستار سے نوازتے ہیں۔ درم: درہم۔ عرب میں مروج سکہ جس کا وزن ساڑھے تین ماشہ اور مساحت ہتھیلی برابر ہوتی ہے۔ کف: ہتھیلی۔ قراضہ: سونے چاندی کا کترا ہوا ریزہ۔ در دف: سازندوں کا طریقہ ہے کہ انھیں محفل میں جو انعام ملتا ہے اسے اپنے ساز، سارنگی وغیرہ کے سوراخ میں ڈال کر محفوظ کرتے جاتے ہیں۔ دور ازیں خجستہ سرائے: یہ جملہ معترضہ دعائیہ ہے۔ خدا کرے وہ اس مبارک گھر سے دور رہے۔ کس دو بارش ...الخ: یعنی ایک بار کسی جگہ آنے کے بعد دوبارہ اس کو پھر کبھی وہاں بلایا نہیں جاتا۔ خلق را ...الخ: یعنی اس کی ہیبت ناک آواز کی وجہ سے لوگوں کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ مرغ ایواں: وہ پرندے جو محل اور قلعہ کے دروازے یا فصیل میں گھونسلے بنا لیتے ہیں یا قلعہ کی ... منقش ... شعر میں انتہائی مبالغہ ہے کہ غیر ذی روح بھی آواز کی ہولناکی کی برداشت نہیں

کوتاہ کنی: یعنی زبان طعن روک لو۔ کرامت: کسی بزرگ کا ایسا انوکھا اور عجیب کام جو عام لوگ نہ کرسکیں۔ تقرب: نزدیکی۔ مطائبت: ہنسی اڑانا،

گفتم زبانِ تعرض مصلحت آنست کہ کوتاہ کنی بحکمِ آں کہ مرا کرامتِ ایں شخص ظاہر شد گفت مرا بر کیفیتِ آں واقف گرداں تا ہمچنیں تقرب نمایم و بر مطائبت کہ کردم استغفار کنم گفتم بعلّتِ آں کہ شیخِ اجلّم بارہا بترکِ سماع فرمودہ است و مواعظِ بلیغ گفتہ و در سمعِ قبولِ من نیامدہ تا امشب کہ مرا طالعِ میمون و بختِ ہمایوں بدیں بُقعہ رہبری کرد و بدستِ ایں توبہ کردم کہ بقیّتِ زندگانی گردِ سماع و مخالطت نگردم

قطعہ

آوازِ خوش از کام و دہان و لبِ شیریں | گر نغمہ کند ور نکند دل بفریبد
ور پردۂ عشاق و نہاوند و حجازست | از حنجرۂ مطربِ مکروہ نزیبد

حکایت (۲۰) لقمان را گفتند کہ ادب از کہ آموختی گفت از بے ادباں ہرچہ از ایشاں در نظرم ناپسند آمد از فعلِ آں پرہیز کردم۔

قطعہ

نگویند از سرِ بازیچہ حرفے | کزاں پندے نگیرد صاحبِ ہوش
وگر صد بابِ حکمت پیشِ ناداں | بخوانند آیدش بازیچہ در گوش

حکایت (۲۱) عابدے را حکایت کنند کہ بشب دہ من بخوردے و تا سحر

دل لگی، مذاق۔ مَواعِظ: موعظت کی جمع، پندونصیحت۔ در سمع قبول من نیامدہ: میرے قبول کے کان میں اثر انداز نہ ہوا۔ طالع: نصیبہ، قسمت۔ میمون: مبارک۔ بخت ہمایوں: بابرکت مقدر۔ ہمایوں مرکب ہے ہما مشہور مبارک پرندہ اور یوں کلمہ تشبیہ سے۔ بقعہ: جمع بقاع، جگہ، مکان، حصۂ زمین، مقام۔ کام: حلق۔ نغمہ: ترنم۔ پردۂ عشاق: موسیقی کے بارہ پردوں میں سے ایک پردہ (ایک راگ) کا نام۔ نہاوند اور حجاز بھی راگوں کے نام ہیں۔ عشاق: سہ پہر کو، حجاز دوپہر کو، نہاوند آدھی رات گزرنے پر چھیڑا جاتا ہے۔ بعض نسخوں میں نہاوند کی جگہ صفاہان اور بعض میں خراسان آیا ہے یہ دونوں بھی راگوں کے نام ہیں۔ صفاہان آخر شب میں الاپتے ہیں۔ یعنی اچھی آواز نغمہ نہ بھی ہو تو اچھی معلوم ہوتی ہے اور حجاز وعشاق کے راگ اگر کوئی بے سرا گویا گائے تو وہ اچھے معلوم نہیں ہوتے۔ حنجرہ: حلقوم، گلا۔ حکایت ۲۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ نادانوں کے برے کاموں سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ لقمان: مشہور حکیم ودانشور ہیں۔ والد کا نام باعور حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے۔ کہتے ہیں یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ان کی نبوت میں اختلاف ہے۔ از کہ: کس سے؟ ہرچہ: یعنی جو کام۔ از فعل آں: اس کے کرنے سے۔ بازیچہ: کھیل کود۔ نگویند ...الخ: یعنی ہوشمند مذاق ودل لگی کے طور پر کہی جانے والی بات سے بھی کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل کرلیتا ہے۔ اور نادان کے سامنے حکمت ودانائی کے سو باب بھی پڑھ ڈالیں تو اس کے کانوں میں کھیل سے زیادہ اہمیت نہ رکھیں گے۔ حکایت ۲۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ بندے کو چاہیے کہ کم خوری اپنی عادت بنالے...

ختمے بکردے صاحبدلے بشنید و گفت اگر نیمۂ نان بخوردے و بخفتے بسیار ازیں فاضلتر بودے۔

قطعہ

اندروں از طعام خالی دار | تا درو نورِ معرفت بینی
تہی از حکمتی بعلتِ آں | کہ پُری از طعام تا بینی

حکایت (۲۲) بخشایش الٰہی گم شدہ را در مناہی چراغِ توفیق فرا راہ داشت تا بحلقۂ اہلِ تحقیق درآمد بیمنِ درویشاں و صدقِ نفسِ ایشاں ذمائمِ اخلاقِ او بمحامد مُبدّل گشت دست از ہوا و ہوس کوتاہ کرد و زبانِ طاعناں در حقِ وے ہمچناں دراز کہ بر قاعدۂ اول ست و زہد و صلاحش بے معوّل۔

فرد

بعذر و توبہ تواں رستن از عذابِ خدای | و لیکن مے نتواں از زبانِ مردم رست

طاقتِ جورِ زبانہا نیاورد و شکایت پیشِ پیرِ طریقت برد و گفت از زبانِ مردم برنجم جوابش داد کہ شکرِ ایں نعمت چگونہ گذاری کہ بہتر ازانی کہ می پندارندت

قطعہ

چند گوئی کہ بد اندیش و حسود | عیب گویانِ من مسکین اند
گہ بخوں ریختنم برخیزند | گہ بہ بدخواستنم بنشینند

ختمے بکردے: یعنی قرآن پاک ایک بار پورا تلاوت کرلیتا۔ نیمہ: بمعنی نیم، آدھی۔ فاضل تر: زیادہ فضیلت والا بہت بہتر۔ اندروں: باطن۔ نورِ معرفت: معرفت الٰہی کا نور۔ تہی از...الخ: یعنی تو نورِ حکمت سے خالی ہے اس سبب سے کہ تو ناک تک کھانے سے پیٹ بھر لیتا ہے۔
حکایت ۲۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ بدخواہوں اور حاسدوں کی طعنہ زنی سے درویشوں کو رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ توفیق الٰہی ملنے کا شکر ادا کرنا چاہیے۔
بخشایش: رحمت وکرم، بخشش و مہربانی۔ گم شدہ: بھٹکا ہوا، گمراہ۔ مناہی: منہی کی جمع، منع کی ہوئی چیزیں۔ غیر مشروع، حرام وناجائز باتیں۔ توفیق: خدا کا بندے کے لیے اسبابِ خیر فراہم کرنا۔ فرا: آگے، یعنی عنایت خداوندی نے گناہوں میں ڈوبے ہوئے ایک شخص کے لیے توفیق ہدایت کی شمع روشن کردیا۔ حلقہ: جماعت، دائرہ۔ اہل تحقیق: اہل تصوف، درویش۔ درآمد: داخل ہوگیا، شامل ہوگیا۔ یمن: برکت۔ ذمائم: ذمیمہ کی جمع، برائیاں۔ محامد: محمدہ کی جمع، خوبیاں۔ حمائد: حمیدہ کی جمع، قابل تعریف باتیں۔ مُبدّل گشت: بدل گئیں۔ طاعناں: طعنہ دینے والوں۔ بے معوّل: بے اعتماد۔ نتواں رُست: چھٹکارا نہیں پاسکتا۔ پیر طریقت: راہِ تصوف کا مرشد و راہنما۔ بداندیش: بدخواہ، دشمن۔ حسود: حسد کرنے والا، حاسد۔ گہ: گاہ کا مخفف ہے۔

نیک باشی وبدت گوید خلق | بہ کہ بد باشی ونیکت بینند

لیکن مرا کہ حسنِ ظنِ خلائق درحقِ من بکمال ست ومن درعینِ نقصان

روا باشد اندیشہ کردن وتیمار خوردن

شعر

اِنِّیْ لَمُسْتَتِرٌ مِّنْ عَیْنِ جِیْرَانِیْ | وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارِیْ وَاِعْلَانِیْ

قطعہ

دربستہ بروئے خود زمردم | تا عیب نگسترند مارا

دربستہ چہ سود عالم الغیب | دانائے نہان وآشکارا

حکایت[۲۳] پیشِ یکے از مشائخِ کبار گلہ کردم کہ فلاں درحقِ من بفساد گواہی دادہ است گفت بصلاحش خجل کن۔

رباعی

تو نیکو روش باش تا بدسگال | بنقصِ تو گفتن نیابد مجال

چو آہنگِ بربط بود مستقیم | کے از دستِ مطرب خورد گوشمال

حکایت[۲۴] یکے را از مشائخ پرسیدند کہ حقیقتِ تصوف چیست گفت ازیں پیش طائفہ بودند درجہاں بصورت پراگندہ وبمعنی جمع واکنوں خلقے اند بظاہر جمع وبدل پراگندہ۔

نیکت بینند: تجھ کو نیک سمجھیں۔ خلائق: خلیقہ کی جمع بمعنی مخلوق۔ بکمال است: یعنی کامل بزرگ ہونے کا گمان ہے۔ ومن درعین نقصان: حالاں کہ میں بالکل ناقص ہوں۔ تیمار: غم۔ روا باشد... الخ: یعنی یہ بات روا ہوگی کہ میں فکر کروں اور غم کھاؤں کہ میرے ناقص اور بے کمال ہونے کے باوجود مخلوق مجھ کو باکمال سمجھ رہی ہے۔ اِنِّی لَمُسْتَتِر... الخ: یعنی یقیناً میں اپنے پڑوسیوں کی نگاہ سے چھپا ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے۔ تا عیب نہ گسترند: یعنی تاکہ وہ ہمارے عیب نہ پھیلائیں۔ (راز فاش نہ کریں) عالم الغیب: سارے غیبوں کا جاننے والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ حکایت ۲۳: حاصل یہ ہے کہ درویش کو نیک روش رہنا چاہیے کوئی برا کہے تو اپنی اصلاح حال کرے اور پہلے سے بہتر روش اختیار کرے۔ مشائخ: مشیخہ کی جمع یا خلاف قیاس شیخ کی جمع، عالم، بزرگ، پیر و مرشد۔ کبار: کبیر کی جمع، بڑے بڑے۔ گلہ: شکایت۔ صلاح: درستی، نیکی۔ خجل: شرمندہ۔ روش: طور، طریقہ، طرز۔ بدسگال: بدخواہ، بداندیش۔ نقص: عیب۔ مجال: گنجائش، موقع۔ آہنگ: آواز۔ بربط: ایک ساز کا نام، سارنگی۔ مستقیم: درست۔ گوشمال: کان اینٹھنا۔ سارنگی کی کھونٹیاں کان کی شکل پر بنی رہتی ہیں ان کے اینٹھنے سے تار سخت ہوتے ہیں اور آواز نکلتی ہے۔ تصوف: لغوی معنی اون کے بنے کپڑے پہننا۔ اور اصطلاحی معنی خواہش نفسانی سے پاک ہونا یا ماسوی اللہ سے یکسو ہونا۔

ہر ساعت: ہر گھڑی یعنی جب ہر لحظہ تیرا دل بھٹکتا پھرتا ہے (یکسوئی حاصل نہیں ہے) وَرَت: واگر ترا۔ جاہ: مرتبہ۔ زرع: کھیتی۔ چو دل

قطعہ

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل | بہ تنہائی اندر صفائے نہ بینی
ورت مال و جاہ است و زرع و تجارت | چو دل با خدا یست خلوت نشینی

حکایت (۲۵) یاد دارم کہ شبے در کاروانے ہمہ شب رفتہ بودم و سحر بر کنارِ بیشہ خفتہ شوریدہ کہ دراں سفر ہمراہِ ما بود سحر گاہاں نعرہ بزد و راہِ بیاباں گرفت و یک نفس آرام نیافت چوں روز شد گفتمش آں چہ حالت بود گفت بُلبلاں را دیدم کہ بنالش در آمدہ بودند از درخت و کبکاں از کوہ و غوکاں از آب و بہائم از بیشہ اندیشہ کردم کہ مرّوت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت خفتہ کجا روا باشد۔

قطعہ

دوش مرغے بصبح می نالید | عقل و صبرم بیرد و طاقت و ہوش
یکے از دوستانِ مخلص را | مگر آوازِ من رسید بگوش
گفت باور نداشتم کہ ترا | بانگِ مرغے چنیں کند مدہوش
گفتم ایں شرطِ آدمیّت نیست | مرغ تسبیح خوان و من خاموش

حکایت (۲۶) وقتے در سفرِ حجاز طائفہ جوانانِ صاحب دل ہمراہِ ما

باخدایست: یعنی جب دل خدا سے لگا ہے تو تم خلوت نشین ہو۔ اور تمہیں خلوت کا درجہ حاصل ہے۔ اس آیت کریمہ کے مصداق "رِجَالٌ لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"۔ حکایت ۲۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو چاہیے کہ ذکر الٰہی کے ذریعہ دلوں میں نرمی پیدا کریں تاکہ ادنیٰ تحریک سے لذت شوقِ خداوندی پیدا ہو سکے۔ کارواں: قافلہ۔ بیشہ: جنگل، بن، جھاڑی۔ شوریدہ: مجذوب، عاشق۔ سحر گاہان: صبح کے وقت، صبح تڑکے، اس میں الف نون زائد ہے۔ نالش: شور و فریاد، گریہ وزاری۔ کبکاں: واحد کبک، چکور۔ غوک: مینڈک۔ مُرّوت: مردانگی۔ بہائم: چوپائے۔ تسبیح: خدا کی پاکی بیان کرنا۔ سبحان اللہ کہنا۔ دوش: گزشتہ رات۔ می نالید: یعنی کل رات صبح کو ایک پرندہ (اس طرح) گریہ و فریاد (چہچہا رہا تھا) کر رہا تھا جس نے میری عقل و صبر اور طاقت و ہوش لوٹ لیے۔ مگر: شاید۔ باور: یقین۔ بانگ: آواز۔

صدا۔ تسبیح خواں: تسبیح پڑھنے والی۔ حکایت: اس کا حاصل یہ ہے خوش آوازی اور نغمہ سنجی نرم طبیعتوں پر اثر انداز ہو کر تسبیح خداوندی کا کیف پیدا کرتی ہیں۔ حجاز: ملک عرب کا وہ خطہ جس میں مکہ و مدینہ واقع ہیں۔ طائفہ: جماعت، گروہ۔ صاحب دل: اہل دل، عارف، خدا رسیدہ۔

بودند ہمدم وہمقدم وقتہا زمزمہ بکردندے وبیتے محققانہ بگفتندے وعارفے در سبیل منکرِ حالِ درویشاں بود وبیخبر از دردِ ایشاں تا برسیدیم بنخیلِ بنی ہلال کودکِ سیاہ از حیِّ عرب بدر آمد وآوازے برآورد کہ مرغ از ہوا در آورد شترِ عابد را دیدم کہ برقص اندر آمد وعابد را بینداخت وراہِ بیاباں گرفت وبرفت گفتم اے شیخ در حیوانے اثر کرد وترا ہمچناں تفاوت نمی کند

نظم

دانی چہ گفت مرا آں بلبلِ سحری | تو خود چہ آدمیٔ کز عشق بیخبری
اشتر بشعرِ عرب در حالت ست وطرب | گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانوری

شعر

وَعِنْدَ هُبُوبِ النَّاشِرَاتِ عَلَى الْحِمٰی | تَمِیْلُ غُصُوْنُ الْبَانِ لَا الْحَجَرُ الصَّلْدُ

مثنوی

بذکرش ہر چہ بینی در خروش ست | ولے داند دریں معنی کہ گوش ست
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست | کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست

حکایت[۲۷] یکے را از ملوک مدتِ عمر سپری شد وقائم مقامے نداشت

ہمدم وہمقدم: ہر وقت ایک ساتھ رہنے اور چلنے والے۔ زمزمہ کردن۔ گنگنانا۔ عارف: عالم وفقیہ۔ سبیل: راہ، راستہ۔ نخیل: نخلستان، کھجوروں کا باغ۔ نخیل بنی ہلال: مکہ معظمہ کے راستے میں ایک مقام ہے۔ بنی ہلال: عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ کودک: چھوٹا بچہ۔ سیاہ: کالا، عرب کے کالے عموماً خوش آواز ہوتے ہیں۔ حی: قبیلہ۔ آوازے بر آمد: یعنی ایسی خوش آوازی سے گایا کہ پرندے مدہوش ہوکر گر پڑے۔ شترِ عابد: عابد وصوفی کا اونٹ۔ برقص اندر آمد: یعنی نغمہ سن کر رقص کرنے لگا (ناچنے لگا) تفاوت: فرق۔ چہ آدمی: یعنی تو بھی کیا آدمی ہے؟۔ حالت: کیف ووجد۔ طرب: مستی۔ کژ طبع: کج مزاج۔ وعند...الخ: یعنی مرغزاروں پر تیز ہواؤں کے چلنے کے وقت درخت بان کی شاخیں جھکتی جھومتی ہیں نہ کہ سخت پتھر (یعنی ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا) بذکرش: یعنی خدا کے ذکر میں۔ (ہر چیز ہے) قال اللہ تعالیٰ: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (اسرا ۴۴) اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے۔ ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ خروش: شور وفریاد۔ ولے داند...الخ: لیکن اس معنی تک اسی کی رسائی ہوگی جس کے حق شنوا کان ہوں۔ خوانیست اور زبانیست میں "یا" برائے وحدت ہے۔ نہ بلبل...الخ: یعنی نہ صرف بلبل اپنے پھول پر اک تسبیح خواں ہے بلکہ ہر کانٹا اس کی پاکی بیان کرنے میں ایک زبان ہے۔

حکایت ۲۷: اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ حاکم نے اگر کمزوروں پر ظلم ڈھایا تو کسی دن بڑی مصیبت میں [illegible]

وصیّت کرد کہ بامداداں نخستیں کسے کہ از شہر درآید تاجِ شاہی بر سرِ وے نہند و تفویضِ مملکت بوے کنند اتفاقاً اوّل کسے کہ درآمد گدائے بود ہمہ عمر او لقمہ اندوختہ و رقعہ بر رقعہ دوختہ ارکانِ دولت و اعیانِ حضرت وصیّتِ مَلِک بجا آوردند و تسلیمِ مفاتیحِ قِلاع و خزائن بدو کردند و مدّتے مُلک راند تا بعضے امرائے دولت گردن از اطاعتِ او بپیچانیدند و ملوک از ہر طرف بمنازعت برخاستند و بمقاومت لشکر آراستند فی الجملہ سپاہ و رعیّت بہم برآمدند و برخے طرفِ بلاد از قبضۂ تصرّفِ او بدر رفت درویش ازیں واقعہ خستہ خاطر می بود تا یکے از دوستانِ قدیمش کہ در حالتِ درویشی قرینِ او بود از سفر باز آمد و در چناں مرتبہ دیدش گفت مِنّت خدائے را عزّ و جل کہ بخت بلندت یاوری کرد و اقبال و دولت رہبری تا گلت از خار و خارت از پا برآمد اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا

شعر

شگوفہ گاہ شگفتست و گاہ خوشیدہ | درخت وقت برہنہ ست و وقت پوشیدہ

گفت اے عزیز تعزیتم گوی کہ جائے تہنیت نیست آنگہ کہ تو دیدی غمِ نانے داشتم و امروز غمِ جہانے۔

وصیّت: بوقت موت تاکیدی حکم۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ نخستیں: سب سے پہلے پہل۔ تفویض: سپرد کرنا، حوالہ کرنا۔ مملکت: حکومت، سلطنت۔ ہمہ عمر...الخ: یعنی جس کی پوری زندگی لقمہ لقمہ مانگ کر جمع کر کے اور گدڑی پر پیوند پر پیوند سی کر گزری تھی۔ ارکانِ دولت: حکومت کے وزرا۔ اعیانِ حضرت: بارگاہ کے بڑے بڑے لوگ۔ مصاحبین اور امرا۔ بجا آوردند: پوری کر دیا۔ تسلیم: سپرد کرنا۔ مفاتیح: کنجیاں۔ واحد مفتاح۔ قِلاع: قلعہ کی جمع۔ خزائن: خزینہ کی جمع خزانہ۔ امرا: امیر کی جمع، سردار۔ دولت: حکومت۔ اطاعت: فرمانبرداری۔ منازعت: جھگڑا، لڑائی۔ مقاومت: مقابلہ۔ فی الجملہ: مختصر یہ کہ۔ برخے: کچھ، بعض۔ قبضہ: اختیار۔ خستہ خاطر: شکستہ دل۔ قرین: ساتھی۔ مِنّت: احسان۔ گلت... برآمد: تیرا پھول کانٹے سے اور تیرا کانٹا پیر سے نکل گیا۔ یعنی تو نے مصیبت سے رہائی پائی۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا: بے شک ہر دشواری کے ساتھ (بعد) آسانی ہے۔ شگوفہ: کلی۔ خوشیدہ: پژمردہ: خشک۔ تعزیت: پرسا دینا۔ تہنیت: مبارک بادی۔ آنگہ: آں گاہ کا مخفف۔ اس وقت۔

دردمند: غمزدہ، دکھ بھرا۔ مہر: محبت۔ پائے بند: گرفتار۔ آشوب: بلا، پریشانی۔ مطلب: مت چاہ۔ قناعت: جو مل جائے اس پر راضی رہنا۔

مثنوی

اگر دنیا نباشد دردمندیم | وگر باشد بمہرش پائے بندیم
بلائے زیں جہاں آشوب تر نیست | کہ رنج خاطرست ار ہست ور نیست

قطعہ

مطلب گر توانگری خواہی | جز قناعت کہ دولتیست ہنی
گر غنی زر بدامن افشاند | تا نظر در ثواب او نہ کنی
کز بزرگاں شنیدہ ام بسیار | صبر درویش بہ کہ بذل غنی

فرد

اگر بریاں کند بہرام گورے | نہ چوں پائے ملخ باشد ز مورے

حکایت (۲۸) ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ہر روز بخدمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدے گفت یا ابا ہریرۃ زرنی غبا تزدد حبا یعنی ہر روز میا تا محبت زیادہ شود صاحبدلے را گفتند بدیں خوبی کہ آفتاب ست نشنیدہ ایم کہ کسے او را دوست گرفتہ است و عشق آوردہ گفت از برائے آنکہ ہر روز می توانش دید مگر در زمستاں کہ محجوب ست و محبوب

ہنی: خوشگوار۔ غنی: مالدار۔ تا: ہرگز۔ صبر درویش ...الخ: درویش کا صبر کرنا مالدار کے خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ کیوں کہ دولتمندی منشأ ہزار گونہ ظلم ہے۔ بہرام: عراق کا ایک مشہور بادشاہ۔ یہ گورخر کے شکار کا بہت شوقین تھا۔ اسی لیے اس کو بہرام گور بھی کہتے ہیں۔ گور: یعنی گورخر۔ ملخ: ٹڈی۔ مور: چیونٹی۔ اگر بریاں...الخ: یعنی اگر بہرام (ضیافت میں) ایک گورخر بھی بھون کر رکھ دے تو کوئی عظیم کارنامہ سخاوت نہیں بن سکتا ہاں چیونٹی (کمزور وناتواں شخص) اگر ٹڈی کی ایک ران پیش کرے تو واقعی یہ کارنامہ سخاوت ہے۔

حکایت ۲۸: اس کا حاصل اخیر کے دونوں شعروں میں مذکور ہے۔ ابوہریرۃ: مشہور صحابی رسول ہیں نام عبدالرحمٰن اور کنیت ابوہریرہ ہے خیبر کے سال اسلام لائے۔ بلی کا بچہ شوق سے پالتے ایک دن سرکار نے فرمایا "یا ابا ہریرہ!" اسی دن سے ابوہریرہ کنیت ہوئی۔ بارگاہ رسالت کے حاضر باش تھے۔ ۵۸ھ

شدن: بمعنی رفتن، جانا۔ حکایت ۲۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ عیب پوشی، اور معیوب چیزوں کے سننے سے کان بند کرلینا، عذر قبول کرنا

درویشانہ اخلاق ہے اور یہ کہ اضطراری حرکتیں قابل معافی ہیں نہ کہ ہنسی اڑانے کا سبب۔ بادمخالف: گوز، ریح۔ ضبط: برداشت۔ صادر شد: سرہوگئی، بآواز خارج ہوگئی۔ بزہ: بفتحتین: گناہ پاداش۔ ننوشتند: انھوں نے نہیں لکھا۔ یعنی قضا وقدر کے فرشتوں نے۔ زندان: قید خانہ۔ بند: قید۔ فروہل: چھوڑ دے۔ حریف: مقابل۔ بدخواہ۔ گراں جاں: طبیعت کو بوجھل بنانے والی۔ ناساز گار: ناموافق۔ چوخواہد شدن: جب نکلنا چاہے۔ دست پیشش مدار: یعنی اس نہ روکو۔

حکایت ۳۰: حاصل یہ ہے کہ خیرخواہ احباب سے آزردگی اور خانگی رنجشوں پر صبر ودرگزر سے کام لینا چاہیے۔

دمشق: ملک شام کا مشہور شہر اور پایہ تخت جہاں جامع دمشق ہے دیکھو: ص ۳۲۔ ملالت: رنج وملال، آزردگی۔ بیابانِ قدس: اطراف بیت المقدس۔ شاید یہ ارض فلسطین ہے۔ اُنس: الفت۔ فرنگ: یورپ کے عیسائیوں پر اطلاق ہوتا

شعر

بدیدارِ مردم شدن عیب نیست | ولیکن نہ چندانکہ گویند بس
اگر خویشتن را ملامت کنی | ملامت نباید شنیدن زکس

حکایت (۲۹) یکے از بزرگاں بادِ مخالف در شکم پیچیدن گرفت و طاقت ضبطِ آں نداشت پس بے اختیار از وے صادر شد گفت اے درویشاں مرا دریں چہ کردم اختیارے نبود و بزۂ وے بر من ننوشتند و راحتے بدرونِ من رسید شما نیز بکرم معذور دارید۔

شعر

شکم زندانِ باد است اے خردمند | ندارد ہیچ عاقل باد در بند
چو باد اندر شکم پیچد فرو ہل | کہ باد اندر شکم باریست بر دل

شعر

حریفِ گرانجانِ ناسازگار | چو خواہد شدن دست پیشش مدار

حکایت (۳۰) از صحبتِ یارانِ دمشقم ملالتے پدید آمدہ بود سر در بیابانِ قدس نہادم و با حیوانات اُنس گرفتم تا وقتے کہ اسیرِ قیدِ فرنگ شدم و در خندقِ طرابلس با جہودانم بکارِ گِل داشتند یکے از رؤسائے

ہے واحد فرنگی ہے۔ غالبا یہ فرانس سے بنا پھر عام کردیا گیا۔ خندق: کھائی۔ طرابلس: شام کا مشہور شہر ہے۔ کارِ گِل: مٹی کھودنے کا کام۔
– طرابلس میں خندق کھودی جارہی تھی۔ یہودی مزدور کام کررہے تھے مجھے بھی ان ہی کے ساتھ لگادیا گیا۔ رؤسا: واحد رئیس۔

حلب کہ سابقہ معرفتے در میانِ ما بود گذر کرد و بشناخت گفت اینچہ
حالتست کہ موجبِ ملالتست گفتم چگویم۔

قطعہ

ہمیگریختم از مردماں بکوہ و بدشت	کہ از خدای نبودم بدیگرے پرداخت
قیاس کن کہ چہ حالم بود دریں ساعت	کہ در طویلۂ نامردم بباید ساخت

فرد

پائے در زنجیر پیشِ دوستاں	بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

برحالت من رحمت آورد و بدہ دینار از قیدِ فرنگم باز خرید و باخویشتن
بحلب برد دخترے داشت بنکاح من در آورد بکابینِ صد دینار چوں
مدتے برآمد بدخوئی و ستیزہ روئی آغاز کرد و زبان درازی کردن گرفت
وعیشِ مرا منغص میکرد

شعر

زنِ بد در سرائے مردِ نکو	ہم دریں عالم ست دوزخِ او
زینہار از قرینِ بد زنہار	وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

بلکے زبانِ تعنت دراز کردہ ہمیگفت تو آں نیستی کہ پدرم ترا از قیدِ
فرنگ بدہ دینار باز خرید گفتم بلے من آنم کہ بدہ دینار از قیدِ

حلب: شام کا مشہور شہر جہاں کے آئینے مشہور ہیں۔ سابقہ معرفت: قدیم شناسائی، پچھلی جان پہچان۔ ملالت: رنج وملال، آزردگی۔ کوہ: پہاڑ۔ دشت: بیابان۔ یعنی میں لوگوں سے بھاگ کر کوہ و بیابان میں اس غرض سے چلا آیا کہ یہاں سوائے خدا کے اور کوئی مشغولی نہ رہے گی۔ لیکن ایسا نہ ہوسکا اب میری حالت کا اندازہ تم اس بات سے کرلو کہ مجھے جانوروں کے اصطبل میں گزر بسر کرنا پڑی۔ (حیوان صفت یہودیوں کے ساتھ رہنا پڑا) بباید ساخت: بناؤ کرنا پڑا۔ بیگانگاں: غیروں۔ یگانگاں کی ضد۔ دینار: سونے کے ایک سکے کا نام، اشرفی۔ (اب دینار کاغذ کا نوٹ ہے جیسے روپیہ)۔ دختر: بیٹی۔ کابین: مہر، بدل نکاح۔ بدخوئی: کج خلقی، تند مزاجی۔ ستیزہ روئی: جنگجوئی۔ زبان درازی کردن: گالیاں دینا، گستاخی کرنا۔ عیش: سکون، راحت۔ منغص: مکدر، بدمزہ۔ زنِ بد: بری بیوی۔ سرائے مرد نکو: نیک آدمی کے گھر۔ زینہار... الخ: یعنی خدا کی پناہ! بُری ہمنشین سے! (بیوی سے) الحذر! (اللہ محفوظ رکھے) اور اے ہمارے رب! ہم کو عذاب دوزخ سے بچا! سورۂ بقرہ کی اس آیت سے اقتباس ہے۔ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آیت نمبر ۲۰۱)۔ تعنت: بدگوئی، طعنہ زنی۔

گرفتار کرد: قیدی بنادیا۔ اس لیے کہ طلاق دینے پر سو دینار کی ادائیگی فوراً لازم آجائے گی جس کی مجھ میں سکت نہیں۔ لہذا تیرے باپ کا اول احسان ہے اور آخر بدی ہے۔

فرزنگم باز خرید و بصد دینار بدست تو گرفتار کرد۔

اشعار

شنیدم گوسپندے را بزرگے | رہانید از دہان و دست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید | روان گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگالِ گرگم در ربودی | چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

حکایت (۳۱) یکے از پادشاہاں عابدے را پرسید کہ عیال داشت اوقات عزیزت چوں میگذرد گفت ہمہ شب در مناجات و سحر در دعائے حاجات و ہمہ روز در بندِ اخراجات ملک را مضمونِ اشارتِ عابد معلوم گشت فرمود تا وجہِ کفافِ او معین دارند تا بارِ عیال از دلِ او برخیزد

مثنوی

اے گرفتارِ پائے بندِ عیال | دگر آزادگی مبند خیال
غمِ فرزند و نان و جامہ و قوت | بازت آرد ز سیر در ملکوت
ہمہ روز اتفاق میسازم | کہ بشب با خدای پردازم
شب چو عقدِ نماز بر بندم | چہ خورد بامداد فرزندم

حکایت (۳۲) یکے از متعبداں در بیشہ زندگانی کردے و برگِ درختاں

گوسپند: بکری۔ گرگ: بھیڑیا۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ کارد: چھری۔ بر حلقش بمالید: اسکے گلے پر چلادی۔ رَوان: روح، جان۔ چنگال: ہاتھ: پنجہ۔ دررَبودی: تونے چھوڑا دیا۔ چوں دیدم… الخ: جب میں نے دیکھا انجام کار تو خود بھیڑیا نکلا۔ (کہ مجھے ذبح کررہا ہے۔)

حکایت ۳۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ فکر معاش اور معاشی بدحالی عبادت میں سکون قلبی حاصل نہیں ہونے دیتیں اور درویش کے باطنی کمال کے لیے مخل ہیں۔

عیال: بال بچے، متعلقین جن کے اخراجات برداشت کرنے پڑیں۔ مناجات: رب سے سرگوشی، دعاخوانی۔ بندِ اخراجات: اخراجات وگزارہ کی فکر۔ مضمونِ اشارت: اشارہ کا مقصود۔ وجہ: صورت۔ کفاف: ضرمیات کو کفایت کرنے بھر مال، وظیفہ۔ قوت: خوراک۔ ملکوت: فرشتوں کا جہان یعنی عالم بالا۔ اتفاق می سازم … الخ: پختہ ارادہ کرتا رہتا ہوں۔ کہ رات کو خدا کی یاد میں مشغول رہوں گا۔ شب چو عقدِ نماز بر بندم: رات کو جب نماز کی نیت باندھتا ہوں۔ اس کی جزا محذوف ہے۔ یعنی "ایں خطرہ بخاطر مے گزرد": دوسرا مصرع اس جزا کا بیان ہے۔ یعنی فوراً مجھے یہ خیال آجاتا ہے کہ صبح کو میرے بچے کیا کھائیں گے یہی فکر سکون قلب سے مجھے نہیں

خوردے پادشاہے بحکمِ زیارت نزدیک وے رفت گفت اگر مصلحت
بینی بشہر از برائے تو مقامے بسازم کہ فراغِ عبادت ازیں بہ دست
دہد و دیگراں ہم ببرکاتِ انفاسِ شما مستفید گردند و بمصالحِ اعمالِ شما
اقتدا کنند زاہد را ایں سخن قبول نیامد روی برتافت یکے از وزیراں
گفتش پاسِ خاطرِ مَلِک را روا باشد کہ دو سہ روزے بشہر آئی و کیفیتِ
مکان معلوم کنی پس اگر صفائیِ وقتِ عزیزاں را از صحبتِ اغیار کدورتے
باشد اختیار باقیست آوردہ اند کہ عابد بشہر در آمد و بستانسرائے خاص
مَلِک بدو پرداختند مقامے دلکشای رَوان آسای چوں بہشت۔

مثنوی

گُلِ سُرخش چو عارضِ خوباں | سنبلش ہمچو زُلفِ محبوباں
ہمچناں از نہیبِ بردِ عجوز | شیرِ ناخوردہ طفلِ دایہ ہنوز

شعر

وَاَفَانِیْنُ عَلَیْهَا جُلَّنَارٌ | عُلِّقَتْ بِالشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارٌ

مَلِک در حال کنیزکے ماہروے پیشِ او فرستاد کہ وصفش اینست شعر

ازیں مہ پارۂ عابد فریبے | ملایک صورتے طاؤس زیبے

یعنی زندگی۔ پاس: لحاظ۔ وقتِ عزیزاں: آنجناب کا وقت۔ از صحبت اغیار: غیروں کے پاس رہنے سے۔ کدورت: میلاپن، بدمزگی۔ بستانسرائے: وہ محل جو باغ میں ہو۔ بدو: اس کے لیے۔ پرداختند: خالی کر دیا۔ دلکشا: دل کو خوش کر دینے والا۔ رواں آسای: روح کو سکون بخشنے والا، روح افزا۔ چوں بہشت: جنت نظیر۔ عارض: رخسار۔ خوباں: حسین (جمع) سنبل: ایک خوشبودار ولایتی پھول۔ بالچھڑ کو بھی کہتے ہیں۔ نہیب: لوٹ، غارت۔ بردِ عجوز: یعنی سخت ٹھنڈک۔ جاڑے کے آخر میں سات دن سخت سردی کے ہوتے ہیں۔ ان کو ایام عجوز کہتے ہیں۔ ہر دن کے الگ الگ نام ہیں۔ ہمچناں...الخ: یعنی اس دلکشا باغ کے پھول ایام عجوز کی سخت سردی کے باوجود (جو کہ موسم خزاں ہے) ویسے ہی پر بہار تھے (جیسا کہ موسم بہار میں) ان کی نزاکت اس نوزائیدہ بچے کی طرح تھی جس نے ابھی دایہ کا دودھ بھی نہ پیا ہو۔ وَاَفَانِیْنُ...الخ: بفتحتین: شاخ جمع ہے۔ واحد: اُفْنُون۔ جُلَّنار: گلنار۔ ایسی شاخیں ہیں جن پر گلِ انار لگے ہوئے ہیں گویا ہرے درخت پر آگ لٹکا دی ہو۔ (گل انار کو آگ سے

کہ بعد از دیدنش صورت نہ بندد | وجودِ پارسایاں را شکیبے

ہمچناں در عقبش غلامے بدیع الجمال لطیف الاعتدال۔

قطعہ

هَلَكَ النَّاسُ حَوْلَهُ عَطَشًا | وَهُوَ سَاقٍ يَرَى وَلَا يَسْقِي

دیدہ از دیدنش نگشتے سیر | ہمچناں کز فرات مستسقی

عابد از طعامہائے لذیذ خوردن گرفت و کسوتہائے لطیف پوشیدن واز فواکہ و مشموم و حلاوات تمتع یافتن و در جمالِ غلام و کنیزک نظر کردن کہ خردمنداں گفتہ اند زلفِ خوباں زنجیر پائے عقل ست و دامِ مرغِ زیرک

بیت

در سرِ کارِ تو کردم دل و دین با ہمہ دانش | مرغِ زیرک بحقیقت منم امروز تو دامے

فی الجملہ دولتِ وقتِ مجموعش بزوال آمد چنانکہ گفتہ اند

قطعہ

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید | وز زباں آورانِ پاک نفس

چوں بہ دنیائے دُوں فرود آمد | بعسل در بماند ہمچو مگس

بارے دیگر ملک بدیدنِ او رغبت کرد عابد را دید از ہیاتِ نخستین بگردیدہ

کہ بعد از دیدنش ...الخ: یعنی اس کو دیکھ لینے کے بعد پارساؤں کا صبر و قرار بھی رخصت ہو جاتا ہے۔ عقبش: اس کے بعد۔ بدیع الجمال: انوکھے حسن والا۔ لطیف الاعتدال: متناسب اعضاء والا۔ ہلک الناس ...الخ: لوگ اس غلام کے گرد پیاسے مر رہے ہیں، وہ ایسا ساقی ہے جو (یہ حالت) دیکھ رہا ہے اور کسی کو پلاتا نہیں۔ دیدہ: آنکھ۔ سیر: آسودہ۔ فرات: کوفہ کے قریب ایک دریا جس کا پانی شیریں ہے۔ مُستسقی: جس کو استقا (جلندھر) کی بیماری ہو۔ جو پانی پینے سے کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔ کسوت: لباس۔ لطیف: عمدہ، پاکیزہ۔ فواکہ: واحد فاکہۃ، پھل، فروٹ۔ مشموم: خوشبودار چیزیں۔ تمتع یافتن: فائدہ اٹھانا۔ زلفِ خوباں: حسینوں کے گیسو۔ دام: جال۔ مرغِ زیرک: چالاک پرندہ۔ یعنی جب اسے طرح طرح کی لذتیں اور نظارۂ حسن و جمال میسر آیا تو اس کا سارا زہد ختم ہو گیا اور انہیں لذتوں میں محو رہنے لگا۔ حاصل یہ کہ زاہد دامِ نفس میں گرفتار ہو گیا۔ سرِ کار: (اضافت کے ساتھ) یعنی صرف کردم برائے کارِ تو اور بعض نسخوں میں (سر و کار) واو کے ساتھ ہے۔ خواہش و خیال۔ دانش: عقل، سمجھ۔ زبان آور: مقرر۔ دنیائے دون: کمینی دنیا۔ فرود آمد: پھنس گیا۔ ہیات: حالت۔ نخستین: پہلی۔ عسل: شہد۔

وسرخ وسفید برآمدہ وفربہ شدہ وبر بالشِ دیبا تکیہ زدہ وغلامِ پری پیکر بمروحۂ طاؤسی بر بالائے سر ایستادہ بر سلامتِ حالش شادمانی کرد واز ہر درے سخن گفتند تا آنکہ بانجامِ سخن گفت چنانکہ من ایں ہر دو طائفہ را دوست میدارم کس ندارد یکے علماء و دیگر زُہّاد وزیر فیلسوفِ جہاندیدہ حاذق کہ با وبود گفت اے خداوندِ روئے زمیں شرطِ دوستی آنست کہ با ہر دو طائفہ نکوئی کنی علما را زر بدہ تا دیگر بخوانند وزاہداں را چیزے مدہ تا زاہد بمانند

قطعہ

خاتونِ خوبصورت وپاکیزہ روی را | نقش ونگار وخاتمِ فیروزہ گو مباش
درویشِ نیک سیرت وفرخندہ روی را | نانِ رباط ولقمۂ دریوزہ گو مباش

فرد

تا مراہست ودیگرم باید | گر نخوانند زاہدم شاید

فرد

نہ زاہد را درم باید نہ دینار | چو بستد زاہدے دیگر بدست آر

قطعہ

آں را کہ سیرت خوش وسرّیست باخدای | بے نانِ وقف ولقمۂ دریوزہ زاہدست

بالشِ دیبا: ریشمی تکیہ۔ تکیہ زدن: ٹیک لگانا۔ پری پیکر: پری چہرہ، نہایت خوبصورت۔ مروحہ طاؤسی: مور کے پروں سے بنا پنکھا۔ انجامِ سخن: گفتگو کا آخر۔ طائفہ: گروہ۔ زُہّاد: زاہد کی جمع، دنیا سے بے رغبت۔ فیلسوف: حکمت و دانائی والا، دانشمند (مرکب ہے فیلا بمعنی محب، سوفا بمعنی حکمت سے)۔ (تخفیف سے فیلسوف ہوگیا)۔ جہاندیدہ: تجربہ کار۔ حاذق: ماہر۔ تا دیگر بخوانند: تا کہ اور زیادہ پڑھیں اور علم میں کمال پیدا کریں۔ خاتم فیروزہ: فیروزہ کی انگوٹھی۔ (جس میں فیروزہ کا نگینہ ہو) نقش ونگار: مہندی کا نقش ونگار۔ گو مباش: کہہ دو کہ نہ ہو یعنی کوئی ضرورت نہیں۔ فرخندہ رُو: مبارک صورت۔ رِباط: مسافر خانہ۔ دریوزہ: بھیک۔ تا مراہست ...الخ: یعنی جب تک مجھ میں "ہے اور ابھی اور چاہیے" کی خواہش باقی ہے (مال دنیا کا چکر) شاید: مناسب ہے۔ چوں بستد: یعنی جب زاہد دینار و درم قبول کرنے لگے تو وہ زاہد نہیں دوسرا تلاش کرنا چاہیے۔ سرّ یست باخدای: یعنی خدا سے راز و نیاز کا معاملہ رکھتا ہے۔ نانِ وقف: لنگر خانے کی روٹی، خیراتی۔ بے نانِ وقف ...الخ: یعنی وہ

انگشت: انگلی۔ خوبرو: حسین۔ بنا گوش: (بضم) کان کی لو۔ گوشوارہ: کان کا ایک زیور، آویزہ۔ شاہد: حسین، معشوق۔

انگشتِ خوبروی و بنا گوشِ دلفریب | بے گوشوارہ و خاتمِ فیروزہ شاہد ست

حکایت (۳۳) مطابقِ ایں سخن

ہمچنیں پادشاہے را مہمے پیش آمد گفت اگر انجامِ ایں حالت بمرادِ من برآید چندیں درم دہم زاہداں را چوں حاجتش برآمد و تشویشِ خاطرش برفت وفائے نذرش بوجودِ شرط لازم آمد یکے را از بندگانِ خاص کیسۂ درم داد تا بزاہداں صرف کند گویند غلامے عاقل و ہشیار بود ہمہ روز بگردید و شبانگہ باز آمد و درمہا را بوسہ داد و پیشِ مَلِک نہاد و گفت زاہداں را چنداں کہ طلب کردم نیافتم گفت ایں چہ حکایت ست آنچہ من دانم دریں مُلک چہار صد زاہد ست گفت اے خداوندِ جہاں آنکہ زاہد ست نمی ستاند و آنکہ می ستاند زاہد نیست مَلِک بخندید و ندیماں را گفت چنداں کہ مرا در حقِ درویشاں و خدا پرستاں ارادت ست و اقرار ایں شوخ دیدہ را عداوت ست و انکار و حق بجانبِ اوست

شعر

زاہد کہ درم گرفت و دینار | زاہد تر ازو یکے بدست آر

حکایت (۳۴) یکے از علمائے راسخ را پرسیدند چہ گوئی در نانِ وقف

حکایت ۳۳: حاصل یہ ہے کہ درویش کو قناعت گزیں ہونا چاہئے نذرانے قبول کرنے میں احتیاط چاہیے۔ مطابق ایں سخن: یعنی اسی مضمون کی ایک حکایت۔ مُہم: بڑا معاملہ، دشوار کام۔ گفت: یعنی منت مانی۔ انجام: آخر، انتہا، نتیجہ۔ حاجت: مراد۔ تشویش: پریشانی، اضطراب۔ وفائے نذر: منت پوری کرنا۔ کیسہ: تھیلی۔ صرف: خرچ، تقسیم۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ درمہارا بوسہ داد: یعنی برائے تعظیم بادشاہ درہموں کو بوسہ دیا۔ طلب کردن: تلاش کرنا۔ ایں چہ حکایت است: یہ کیا قصہ ہے؟۔ نمی ستاند: یعنی وہ قبول نہیں کرتا۔ (لیتا نہیں) ندیماں: واحد ندیم۔ مصاحب، ہم نشین۔ ارادت: عقیدت۔ شوخ دیدہ: بیباک، بے حیا۔ عداوت: دشمنی۔ زاہد تر ازو... الخ: اس سے بہتر زاہد یعنی کوئی سچا زاہد تلاش کرو۔

حکایت ۳۴: حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو چاہیے کہ مال وقف سے بقدر کفایت قبول کریں، ضرورت سے زیادہ حاصل نہ کریں۔ راسخ: پختہ کار، کامل۔ نانِ وقف: خیراتی روٹی، لنگر کی روٹی۔

گفت اگر نان از بہرِ جمعیّتِ خاطر می ستانند حلال ست و اگر جمع از بہرِ نان می نشینند حرام۔ بیت

نان از برائے کُنجِ عبادت گرفتہ اند | صاحبدلاں نہ کُنجِ عبادت برائے نان

حکایت (۳۵) درویشے بمقامے درآمد کہ صاحبِ آں بُقعہ کریم النفس بود طائفۂ اہلِ فضل در صحبتِ او ہر یکے بذلہ و لطیفہ ہمی گفتند و درویش راہِ بیاباں قطع کردہ بود و ماندہ شدہ و چیزے نخوردہ یکے ازاں میاں بطریقِ ظرافت گفت تراہم چیزے باید گفت مرا چوں دیگراں فضل و ادبے نیست و چیزے نخواندہ ام بیک بیت از من قناعت کنید ہمگناں برغبت گفتند بگو گفت شعر

من گُرسنہ در برابر سُفرۂ ناں | ہمچو عزبم بر درِ حمّامِ زناں

یاراں نہایتِ عجزِ او بدانستند و سُفرہ پیشِ او آوردند صاحبِ دعوت گفت اے یار زمانے توقّف کن کہ پرستارانم کوفتہ بریاں ہمی سازند درویش سر برآورد و بخندید و گفت شعر

کوفتہ بر سُفرۂ من گو مباش | کوفتہ را نانِ تہی کوفتہ است

حکایت (۳۶) مریدے گفت پیر را چہ کنم کز خلائق برنج اندرم از بس کہ

جمعیت خاطر: دل کا اطمینان، سکونِ دل۔ جمع: مطمئن۔ کُنج: گوشہ۔ حکایت ۳۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو قناعت گزیں اور سادگی پسند ہونا چاہیے۔ بُقعہ: قطعہ زمین۔ کریم النفس: شریف طبع، نیک طبیعت۔ طائفۂ اہلِ فضل: عالموں، فاضلوں کی جماعت۔ بذلہ ولطیفہ: خوش مزاجی کی گفتگو اور پرلطف بات۔ ظرافت: خوش طبعی۔ چیزے باید: یعنی بباید گفت۔ (مقدر ہے) فضل: کمال، بزرگی۔ گرسنہ: بھوکا۔ سُفرہ: دسترخوان۔ عزب: مردِ بے زن، بے بیوی۔ حمام: گرم غسل خانہ۔ اس شعر میں تشبیہ ہے کہ جس طرح مردِ بے زن عورتوں کے درِ حمام پر شہوت سے بیقرار و بے اختیار ہو جاتا ہے اور انھیں للچائی نظروں سے دیکھتا ہے اسی طرح دسترخوان کے سامنے بیٹھا ہوا بھوکا کھانوں کو للچائی نظروں سے دیکھتا ہے۔ زمانے توقف کن: تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ پرستار: نوکر، خادم۔ کوفتہ: قیمہ کے گول کباب۔ کوفتہ: تھکا ماندہ، رنج کشیدہ۔ (دونوں کوفتہ کے درمیان صنعت تجنیس ہے) گو مباش: کہہ دو نہ رہے یعنی کوئی ضرورت نہیں۔ حکایت ۳۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ سوال کرنا بری عادت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ خلائق: خلیقہ کی جمع، بمعنی مخلوق۔ برنج اندر: یعنی اپنے پاس لوگوں کی

تردد: آمد و رفت، آنا جانا۔ تشویش: پراگندہ، خراب۔ وام: قرض۔ گردِ تو نگردند: یعنی کوئی تمہارے گرد نہ پھٹکے گا۔ غریب تو تقاضۂ قرض کے ڈر سے اور مالدار مانگنے کے ڈر سے دوبارہ نہ آئے گا۔ گدا: فقیر، محتاج۔ پیش رو: سپہ سالار۔ از بیم توقع: مانگنے جانے کے ڈر سے۔ درِ چین: ملک چین کا مشہور قلعہ۔ اس کو مستقر الشیاطین بھی کہتے ہیں۔ مشرق میں اس پر دنیا کی آبادی ختم ہے۔ اور بعض نسخوں میں "درِ چین" ہے۔ اور اس سے مراد سرحد چین ہے جو دنیا کے انتہائی مشرق میں ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ اگر کوئی فقیر لشکر اسلام کا سپہ سالار ہو جائے تو کافر مانگنے کے ڈر سے بغیر جنگ کئے چین کے قلعہ تک خود ہی پیچھے ہٹتا چلا جائے گا۔ (چین کا ذکر دوری کی وجہ سے ہے۔ اس شعر میں مبالغہ اور اغراق ہے)

بزیارتِ من ہمی آیند و اوقاتِ مرا از تردّدِ ایشان تشویش می
باشد گفت ہرچہ درویشانند مر ایشاں را وامے بدہ و آنچہ توانگرانند
از ایشاں چیزے بخواہ کہ یکے گردِ تو نگردند **بیت**

گر گدا پیشروِ لشکرِ اسلام بود | کافر از بیمِ توقّع برود تا درِ چین

حکایت (۳۷) فقیہے پدر را گفت ہیچ ازیں سخنانِ دلاویزِ رنگینِ متکلماں
در من اثر نمیکند بحکمِ آنکہ نمی بینم مر ایشاں را کردارے موافقِ گفتار

مثنوی

ترکِ دنیا بمردم آموزند | خویشتن سیم و غلّہ اندوزند
عالمے را کہ گفت باشد و بس | ہرچہ گوید نگیرد اندر کس
عالم آں کس بود کہ بد نکند | نہ بگوید بخلق و خود نہ کند

آیت اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ ؕ

بیت

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند | او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

پدر گفت اے پسر بمجرّدِ ایں خیالِ باطل نشاید روی از تربیتِ ناصحاں
بگردانیدن و علما را بضلالت منسوب کردن و در طلبِ عالمِ معصوم از

حکایت ۳۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ علما و فقہا کی شان میں کسی طرح گستاخی نہیں کرنی چاہیے ان کی برائیوں پر نظر نہ رکھے مگر ان کی بھلائیوں سے فائدہ اٹھائے۔ فقیہ: بڑا عالم۔ سخنانِ دلاویزِ رنگینِ متکلماں: واعظوں کی رنگین، دل لبھانے والی باتیں۔ لچھے دار تقریریں۔ کردار: عمل۔ موافقِ گفتار: قول کے مطابق۔ سیم: چاندی۔ گفت: گفتگو۔ نگیرد اندر کس: کسی کے دل میں اثر نہیں کرتی۔ نہ بگوید... الخ: یعنی وہ عالم نہیں جو لوگوں سے کرنے کو کہے اور خود عمل نہ کرے۔ اَتَاْمُرُوْنَ... الخ: کیا تم لوگوں بھلائی کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو۔ (بقرہ ۴۴)۔ کامرانی: مطلب برآری۔ او خویشتن گم... الخ: وہ خود بھٹکا ہوا ہے۔ دوسرے کی کیا

فوائد: فائدہ کی جمع۔ وحل: کیچڑ۔ فرا: آگے۔ فارحہ: خوش طبع۔ کلبہ: دوکان، کوٹھری۔ بزّاز: جامہ فروش، کپڑا بیچنے والا۔ بضاعت: سامان۔ ارادت: عقیدت۔

فوائدِ علم محروم ماند ہمچو نابینائے کہ شبے در وحل افتادہ بود و می گفت
آخر اے مسلماناں چراغے فرا راہِ من دارید زنے فارحہ بشنید و گفت
تو کہ چراغ نمی بینی بچراغ چہ بینی ہمچنیں مجلسِ وعظ چوں کلبۂ بزّاز ست آنجا
تا نقدے ندہی بضاعتے نستانی وایں جا تا ارادتے نیاوری سعادتے نبری

قطعہ

گفتِ عالم بگوشِ جاں بشنو ۔۔۔ ور نماند بہ گفتنش کردار
باطل ست آنچہ مدعی گوید ۔۔۔ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
مرد باید کہ گیرد اندر گوش ۔۔۔ ور نبشت ست پند بر دیوار

قطعہ

صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ ۔۔۔ بشکست عہدِ صحبتِ اہلِ طریق را
گفتم میانِ عالم و عابد چہ فرق بود ۔۔۔ تا کردی اختیار ازاں ایں فریق را
گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج ۔۔۔ ویں جہد میکند کہ بگیرد غریق را

حکایت (۳۸) یکے بر سرِ راہے خفتہ بود و زمامِ اختیار از دست رفتہ
عابدے برو ے گذر کرد و دراں حالتِ مستقبح او نظر کرد جواں از خواب
مستی سر بر آورد و گفت وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

گفتِ عالم: عالم کی گفتگو۔ ور نماند ... الخ: اگر چہ اس کا عمل اس کی گفتگو کے مطابق نہ ہو۔ مدعی: جھوٹا دعوی کرنے والا۔ خفتہ را .. الخ: سوئے ہوئے کو سویا ہوا کب بیدار کرسکتا ہے۔ یعنی بد عمل دوسرے بد عمل کی رہنمائی نہیں کرسکتا ہے۔ مگر یہ حکم اکثری ہے۔ کیوں کہ کبھی بد عمل بھی رہنمائی کا سبب بن جاتا ہے۔ ور نبشت ... الخ: اگر چہ نصیحت دیوار پر لکھی ہوئی ہو۔ مدرسہ: شرعی تعلیم گاہ۔ خانقاہ: صوفیانہ تعلیم گاہ۔ اہلِ طریق: طریقت والے صوفیاء۔ گلیم: گدڑی۔ گفت او ... الخ: اس نے کہا عابد تو صرف اپنی کملی دریا کی موجوں سے نکال لاتا ہے (یعنی اپنی عبادت سے صرف اپنے آپ کو فائدہ پہونچاتا ہے) اور عالم ڈوبنے والوں کو پار لگاتا ہے۔ (یعنی یہ اپنے علم سے دوسروں کو مستفید بناتا ہے۔)
حکایت ۳۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی شریفانہ عادتوں میں سے ہے اور اپنی نیکی کو فضل الٰہی جانے اور گھمنڈ نہ کرے۔

خفتہ بود: یعنی اونگھ رہا تھا۔ زمام: باگ، لگام۔ از دست رفتہ: ہاتھ سے چلی گئی یعنی وہ بے قابو ہوچکا تھا۔ مستقبح: بری۔ خواب مستی:

شعر

إِذَا رَأَيْتَ اَثِيْمًا كُنْ سَاتِرًا وَحَلِيْمًا | يَا مَنْ يُقَبِّحُ اَمْرِيْ لِمْ لَا تَمُرُّ كَرِيْمًا

قطعه

متاب اے پارسا روی از گنہگار | ببخشایندگی در وے نظر کن
اگر من ناجوانمردم بکردار | تو بر من چوں جوانمرداں گذر کن

حکایت (۳۹) طائفۂ رِنداں بخلافِ درویشے بدر آمدند و سخنانِ ناسزا گفتند و بزدند و برنجانیدند شکایت از بیطاقتی پیش پیرِ طریقت برد کہ چنیں حالے رفت گفت اے فرزند خرقۂ درویشاں جامۂ رضاست ہر کہ دریں کِسوت تحمّل بیمرادی نکند مدّعیست نہ درویش و خرقہ بروحرام ست

فرد

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ | عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز

قطعه

گر گزندت رسد تحمّل کن | کہ بعفو از گناہ پاک شوی
اے برادر چو عاقبت خاک ست | خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی

وَإِذَا رَأَیْتَ...الخ: جب تم کسی گنہ گار کو دیکھو تو پردہ پوش اور بردبار ہو جاؤ۔ اے وہ شخص! جو میرے کام کو برا کہتا ہے کیوں نہیں تو شریفانہ گزر جاتا۔ متاب: منہ مت موڑ۔ بخشایندگی: بخشش، کرم۔ ناجواں مرد: بدعمل، بخیل۔ جواں مرد: بلند کردار، سخی۔ حکایت ۳۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو جاہلوں کی ایذا رسانی پر صبر وتحمل سے کام لینا چاہیے۔ طائفہ: جماعت، گروہ۔ رنداں: بے باک، لاابالی، شرابی، بے شرع لوگ۔ ناسزا: نامناسب۔ پیر طریقت: راہ نمائے تصوف۔ خرقہ: لباس۔ گدڑی، قبا۔ جامۂ رضا: صبر ورضا کا لباس۔ کسوت: لباس۔ تحمل: برداشت۔ بیمرادی: ناکامی۔ (مصائب)۔ مدّعی: جھوٹا دعوی کرنے والا۔ دریائے فراواں: زیادہ پانی والا دریا۔ تیرہ: گدلا۔ عارف: خداشناس ولی۔ تنک آب: کم پانی والا۔ مراد کم حوصلہ۔ گر گزندت...الخ: اگر تجھے کوئی گزند پہونچے تو اسے برداشت کر کہ دوسروں کو معاف کر کے تو گناہوں سے پاک ہوگا (تیرے گناہ مٹیں گے) عاقبت: انجام، انتہا۔ خاک شو: خاکسار بن جاؤ۔ فروتنی کرو۔ خاک شوی: اس سے پہلے کہ تم خاک ہو جاؤ، (یعنی مرنے سے پہلے) (اس شعر کا مضمون "مُوْتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا" سے ماخوذ ہے) کہتے ہیں کہ بزرگوں کو تین کام بہت پسندیدہ ہیں (۱) محتاجوں کو نفع رسانی (۲) کمزوروں سے عفو ودرگزر (۳) خلائق سے پہونچی مصیبتوں کی برداشت اور فروتنی۔

حکایت ۴۰: شیخ سعدی نے بطور استعارہ رایت و پردہ کا یہ مکالمہ نظم کیا ہے اس میں رایت (پرچم) سے مراد ایسا سالک ہے جو اپنی ریاضتِ شاقہ پر فخر کرتا ہے اور محروم رہ جاتا ہے۔ اور پردہ (چلمن) سے مراد وہ آدمی ہے، جو اپنی فروتنی اور خاکساری کی بناء پر تجلیات الٰہی اور ذات وصفات خداوندی کا مشاہدۂ جمال کرتا رہتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ فخر وغرور کرنے والے عابد وزاہد سے ایک خاکسار اور فروتن انسان بہتر ہے اور تکبر وغرور ذلت وخواری اور محرومی کا سبب ہے۔ رایت: جھنڈا، شاہی پرچم۔ خلاف افتاد: اختلاف ہوگیا، بحث چھڑ گئی، مناظرہ ہوا۔ گردِ راہ ورنج رکاب: یعنی سیر وسفر کی تکالیف۔ از طریق عتاب: غصہ ہوکر، خفگی کے طور پر۔ خواجہ تاش: ایک آقا کے دو غلام آپس میں خواجہ تاش ہیں۔ اصل ہے (شریک درخواجہ) دمے: ایک گھڑی بھی۔ گاہ وبگاہ: وقت بے وقت۔ تو نہ رنج آزمودۂ نہ حصار: یعنی تو نے کبھی نہ تکلیف جھیلی نہ لڑائی دیکھی۔ سعی: دوڑ بھاگ۔ بر: پاس، مقابل، پہلو۔ مہ روی: چاند جیسے چہرے والے خوبصورت۔ یاسمن بو: چنبیلی جیسی خوشبو والی۔ شاگرد: خدمت گار، ملازم۔ بسفر پائے بند: یعنی سفر کا پابند، مقید۔ سرگرداں: پریشان۔ سر بر آستاں دارم: میں سر کو چوکھٹ پر جھکائے رکھتا ہوں۔ نہ چو تو سر بر آسماں دارم: نہ تمہاری طرح سر آسماں پر اٹھائے رکھتا ہوں یعنی تکبر کرتا ہوں۔

حکایت (۴۰) منظوم

این حکایت شنو کہ در بغداد | رایت و پردہ را خلاف افتاد

رایت از گردِ راہ و رنجِ رکاب | گفت با پردہ از طریقِ عتاب

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم | بندۂ بارگاہِ سلطانیم

من ز خدمت دمے نیاسودم | گاہ و بیگاہ در سفر بودم

تو نہ رنج آزمودۂ نہ حصار | نہ بیابان و باد و گرد و غبار

قدمِ من بسعی پیشترست | پس چرا عزتِ تو بیشترست

تو برِ بندگانِ مہ روئی | با کنیزانِ یاسمن بوئی

من فتادہ بدستِ شاگرداں | بسفر پائے بند و سرگرداں

گفت من سر بر آستاں دارم | نہ چو تو سر بر آسماں دارم

ہر کہ بیہودہ گردن افرازد | خویشتن را بگردن اندازد

حکایت (۴۱) یکے از صاحبدلاں زور آزمائے رادید بہم برآمدہ و کف بر دہاں انداختہ گفت ایں راچہ حالتست گفتند فلاں دشنام دادش گفت ایں فرومایہ ہزار من سنگ برمیدارد و طاقتِ سخنے نمی آرد

قطعہ لافِ سرپنجگی و دعوئے مردی بگذار | عاجزِ نفسِ فرومایہ چہ مردے چہ زنے

بگردن انداختن: ذلیل ورسوا کرنا۔ حکایت ۴۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ نفس پر قابو پالینا پہلوانی اور بہادری کی جان ہے۔

گرت از دست برآید دہنے شیریں کن | مردی آں نیست کہ مُشتے بزنی بر دہنے

قطعہ

اگر خود بر درد پیشانیٔ پیل | نہ مرد ست آنکہ دروے مردمی نیست
بنی آدم سرشت از خاک دارند | اگر خاکی نباشد آدمی نیست

حکایت بزرگے را پرسیدم از سیرتِ اخوانِ صفا گفت کمینہ آنکہ مرادِ خاطرِ یاراں بر مصالحِ خویش مقدم دارد حکما گفتہ اند برادر کہ در بندِ خویش ست نہ برادر ست و نہ خویش ست

فرد

ہمرہ اگر شتاب کند در سفرِ تو بایست | دل در کسے مبند کہ دل بستۂ تو نیست

فرد

چوں نبود خویش را دیانت و تقوےٰ | قطع رحم بہتر از مودّتِ قربےٰ

یاد دارم کہ یکے مدّعی دریں بیت بر قولِ من اعتراض کردہ بود و گفتہ کہ حق تعالیٰ در کتابِ مجید از قطعِ رحم نہی کردہ است و بمودّتِ ذوالقربیٰ فرمودہ و اینچہ تو گفتی مناقضِ آنست گفتم آیت وَاِنْ جَاہَدٰاکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْہُمَا۔

گرت زدست برآید: اگر تجھ سے ہو سکے۔ مردی: جوانمردی، بہادری۔ مشت: گھونسا۔ مردمی: مردانگی، مروّت۔ سرشت: خلقت وخصلت۔ خاکی: متواضع، منکسر المزاج۔
حکایت ۴۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ دوسروں کے لیے ایثار وقربانی فرض اولین ہے مگر خدا کے نافرمانوں، بدمذہبوں سے کنارہ کشی ضروری ہے خواہ وہ قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ سیرت: خصلت عادت۔ اخوانِ صفا: پاکی رکھنے والے، صاف باطن لوگ۔ یعنی صوفیائے کاملین۔ کمینہ: ادنیٰ، کمتر، یعنی ان کی ادنیٰ صفت یہ ہے کہ۔ مرادِ خاطر: دل کی آرزو۔ مصالح: حاجتیں۔ مقدم دارد: یعنی ترجیح دے۔ بند خویش: اپنی فکر۔ نہ خویش: نہ اپنا ہے۔ (یعنی رشتہ دار اور عزیز وقرابتدار نہیں) خویش اور خویش میں تجنیس تام ہے۔ ہمراہ گر...الخ: یعنی تیرا ہمسفر، ساتھی اگر جلدی کرے تو تو ٹھہر جا۔ (یہاں نسخے کئی طرح ہیں) دل بستہ: دلی تعلق رکھنے والا۔ چوں نبود...الخ: جب اپنوں میں دین داری اور پرہیزگاری نہ ہو تو ایسے عزیزوں کے ساتھ راشتہ داری کی محبت سے تعلق قطع کر لینا بہتر ہے۔ مدّعی: دعویٰ علم کرنے والا۔ قطع رحم: رشتے کاٹنا۔ مودّت: محبت۔ ذوی القربیٰ: رشتہ دار (جمع)۔ مناقض: خلاف۔ وَاِنْ جَاہَدٰاکَ...الخ: اگر ماں باپ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔ (آیت ۱۵۔ لقمان ...)

بیت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد | فدائے یک تنِ بیگانہ کاشنا باشد

حکایت (۴۳) منظوم

پیر مردے لطیف در بغداد | دخترک را بہ کفش دوزے داد
مردکِ سنگدل چناں بگزید | لبِ دختر کہ خون ازو بچکید
بامداداں پدر چناں دیدش | پیشِ داماد رفت و پرسیدش
کاے فرومایہ ایں چہ دندانست | چند خائی لبش نہ انبان ست
بمزاحت نگفتم ایں گفتار | ہزل بگذار و جد ازو بردار
خوئے بد در طبیعتے کہ نشست | نرود جز بوقتِ مرگ از دست

حکایت (۴۴) آوردہ اند کہ فقیہے دخترے داشت بغایت زشت رو بجائے زناں رسیدہ باوجود جہاز و نعمت کسے در مناکحتِ او رغبت نمیکرد

فرد

زشت باشد دبیقی و دیبا | کہ بود بر عروسِ نازیبا

فی الجملہ بحکم ضرورت باضریرے عقدِ نکاحش بستند و آوردہ اند کہ حکیمے دراں تاریخ از سراندیپ آمدہ بود کہ دیدۂ نابینا را روشن ہمیکرد

ہزار خویش...الخ: ایسے ہزاروں رشتہ دار جو خدا سے بیگانے اور دور ہوں، اس ایک بیگانہ ہستی پر قربان جو خداشناس ہو۔ حکایت ۴۳: اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ درویش کو چاہیے کہ بیہودہ باتوں سے بھی اچھی نصیحت حاصل کریں۔ لطیف: نیکوکار، مہربان۔ دخترک: "ک" برائے تصغیر ہے چھوٹی لڑکی۔ کفش دوز: موچی۔ داد: یعنی نکاح کردیا۔ مردک: یعنی مردِ ذلیل۔ سنگ دل: ظالم، بے رحم۔ گزید: دانت کاٹا۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ فرومایہ: کمترین، کمینہ۔ ایں چہ دنداں است: یہ بھی کیا دانت ہیں۔ انبان: نری۔ (ایک قسم کا چمڑا جو چبانے، کاٹنے سے متاثر نہیں ہوتا) مزاح: خوش طبعی۔ ہزل: مسخرگی، دل لگی۔ جِد: (بالکسر) کلام سنجیدہ۔ جِد ازو بردار: یعنی یہ بات اگرچہ بطور مزاح و ہزل میں نے کی ہے مگر تم اس سے سنجیدہ و متین بات حاصل کرو۔ آخری شعر اس کا بیان ہے۔ حکایت ۴۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویش کو مصلحت اندیشی کے ساتھ اپنا نقصان گوارہ کرلینا چاہیے۔ بغایت: انتہائی۔ فقیہ: بڑا عالم، دانشمند۔ بغایت: انتہائی۔ زشت رو: بدصورت۔

بجائے زناں رسیدہ: یعنی جوان ہوگئی تھی۔ جہاز: جہیز۔ (ساز و سامان) مناکحت: نکاح میں لانا۔ زشت: برا۔ دبیقی: (دبیق: مصر کا ایک گاؤں) دبیق کا تیار شدہ باریک ریشمی کپڑا۔ دیبا: ایک قسم کا ریشمیں کپڑا۔ عروسِ نازیبا: بدصورت دلہن۔ بحکمِ ضرورت: مجبورانہ۔

فقیہ را گفتند چرا دامادِ خود را علاج نکنی گفت ترسم کہ بینا شود دخترم را طلاق دہد ع شوئے زنِ زشت روئے نابینا بہ

حکایت پادشاہے بدیدۂ استحقار در طائفۂ درویشاں نظر کرد یکے ازاں میاں بفراست بجای آورد و گفت اے ملک ما دریں دنیا بہ عیش از تو خوشتریم و بہ جیش از تو کمتریم و بمرگ برابریم و بقیامت بہتر ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مثنوی

اگر کشور کشائے کامران ست　　وگر درویش حاجتمندِ نان ست
دراں ساعت کہ خواہند ایں و آں مُرد　　نخواہند از جہاں بیش از کفن برد
چو رخت از مملکت بربست خواہی　　گدائی بہتر ست از پادشاہی

طریقت ظاہرِ درویشی جامۂ ژندست و موئے ستردہ و حقیقتِ آن دلِ زندہ و نفسِ مردہ

قطعہ

نہ آں کہ بر درِ دعویٰ نشیند از جلفی　　وگر خلاف کنندش بجنگ برخیزد
کہ گر ز کوہ فرو غلطد آسیا سنگے　　نہ عارفست کہ از راہ سنگ برخیزد

طریقت طریقِ درویشاں ذکرست و شکر و خدمت و طاعت و ایثار و قناعت و توحید و توکل و تسلیم و تحمل ہر کہ بدیں صفتہا کہ گفتم

شوئے: شوہر۔ حکایت ۴۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویش کو راضی برضا اور باطنی اوصاف کے ساتھ پابند شرع رہتے ہوئے رحمت باری کی امید لگائے رکھنا چاہیے۔
دیدہ: نگاہ، نظر۔ استحقار: ذلیل سمجھنا، حقیر سمجھنا۔ طائفہ: گروہ۔ فراست: دانائی۔ بجائے آورد: تاڑ گیا، سمجھ گیا۔ عیش: آسودگی۔ جیش: لشکر۔ کشور کشا: ملک فتح کرنے والا یعنی بادشاہ۔ کامراں: کامیاب۔ ساعت: گھڑی۔ خواہند مُرد: مَریں گے۔ نخواہند برد: نہیں لیجائیں گے۔ رخت: سامان۔ بربست خواہی: یعنی خواہی بست۔ طریقت: راہ سلوک، باطن کی صفائی کی راہ۔ ژند: پرانا، کہنہ، گدڑی۔ ستردہ: مونڈا ہوا۔ جلفی: (بکسر) کمینہ پن۔ جلف: بالکسر، کمینہ، بیباک۔ (ج) (اجلاف وجلوف)۔ نہ آں کہ ...الخ: یعنی درویشی یہ نہیں ہے کہ کسی بیباک سے (یا کمینگی سے) در دعوی پر بیٹھے (درویشی کا دعوی کرے) اور اگر لوگ اس سے جنگ کریں تو جنگ کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔ بلکہ (درویشی یہ ہے کہ) اگر پہاڑ سے کوئی چکی کا پتھر لڑھک رہا ہو تو صاحب معرفت وہ نہیں ہے کہ پتھر کے راستے سے اٹھ بھاگے (بلکہ اپنی دل کی توانائی سے اس کو وہیں روک دے) ذکرست: یعنی ذکرِ خدا۔ طاعت: فرمانبرداری۔ ایثار: دوسرے کو اپنے پر ترجیح دینا۔ بخشش۔ قناعت: تھوڑے پر راضی رہنا۔ توحید: خدا کو ایک ماننا۔ توکل: خدا پر بھروسہ کرنا۔ تسلیم: راضی برضائے الٰہی

موصوف ست بحقیقت درویش ست واگر در قباست اما ہرزہ گرد بے نماز ہوا پرست ہوس باز کہ روزہا بشب آرد در بندِ شہوت وشبہا روز کند در خوابِ غفلت وبخورد ہرچہ درمیاں آید وبگوید ہرچہ بر زباں آید رند ست واگر در عباست

قطعه

اے درونت برہنہ از تقوای — کز بروں جامۂ ریا داری
پردۂ ہفت رنگ در بگذار — تو کہ در خانہ بوریا داری

مثنوی

دیدم گُلِ تازہ چند دستہ — بر گنبدے از گیاہ بستہ
گفتم چہ بود گیاہِ ناچیز — تا در صفِ گُل نشیند او نیز
بگریست گیاہ وگفت خاموش — صحبت نہ کند کرم فراموش
گر نیست جمال ورنگ وبویم — آخر نہ گیاہِ باغِ اویم
من بندۂ حضرتِ کریم — پروردۂ نعمتِ قدیم
گر بے ہنرم وگر ہنرمند — لطف ست امیدم از خداوند
با آنکہ بضاعتے ندارم — سرمایۂ طاعتے ندارم
او چارۂ کارِ بندہ داند — چوں ہیچ وسیلتش نماند

واگر در قبا: یعنی واگر چہ در قباست: بعض نسخوں میں "اگرچہ" کی صراحت ہے۔ قبا: یعنی لباس فاخرہ۔ دنیاداروں کا لباس۔ ہرزہ گرد: بیہودہ پھرنے والا۔ آوارہ۔ ہوا پرست: عیاش۔ ہوس باز: نفسانی شہوتوں کا حریص۔ روزہا بشب آرد: یعنی دن رات ایک کردے۔ شبہا روز کند: یعنی راتیں گزارے۔ درمیاں آید: یعنی جو سامنے آجائے۔ رنداست: یعنی عیار صوفی ہے۔ عبا: یعنی درویشی کا لباس، گلیم۔ درون: باطن۔ اے درونت: یعنی جب تم ریاکاری کا لباس پہنتے ہو تو تمہارا باطن تقویٰ سے برہنہ (خالی) ہے۔ پردہ ہفت رنگِ در ...الخ: یعنی اپنے دروازے پر سات رنگوں کا پردہ ڈال کر اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرنے کی کوشش چھوڑ دے۔ جبکہ گھر میں صرف بوریا (ٹاٹ، چٹائی) موجود ہو۔ یعنی جب تیرا باطن کمال سے آراستہ نہیں ہے تو ظاہر کو آراستہ کرنے سے کیا حاصل؟۔ پردۂ ہفت رنگ: یعنی رنگ برنگا پردہ۔ گل دستہ: پھولوں کا گچھا۔ گیاہ: گھاس۔ کرم: بمعنی کریم۔ (مصدر بمعنی صفت ہے) صحبت نہ کند... الخ: یعنی شریف انسان صحبت وہم نشینی کو فراموش نہیں کرتا۔ گر نیست ...الخ: یعنی اگرچہ میرے اندر (پھولوں کا سا) حسن وجمال اور رنگ وبو نہیں ہے۔ لیکن میں تو انہی پھولوں کے باغ کی گھاس ہوں۔ من بندۂ حضرت کریم: یعنی میں اس کی بارگاہ کریم کا

مالکانِ تحریر: غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھنے والے۔ بار: بزرگ۔ عالم آرای: دنیا سجانے والے۔ یعنی خلاقِ عالم۔ کعبۂ رضا: یعنی خوشنودی خداوندی۔ کہ: اس لیے کہ۔

رسمست که مالکانِ تحریر | آزاد کنند بندۂ پیر

ای بارِ خدای عالم آرای | بر سعدیِ پیرِ خود ببخشای

سعدی رہِ کعبۂ رضا گیر | ای مردِ خدا رہِ خدا گیر

بدبخت کسیکه سر بتابد | زین در که درِ دگر نیابد

حکایت (۴۶) حکیمی را پرسیدند از سخاوت و شجاعت که کدام بهترست گفت آں کس را که سخاوت ست بشجاعت حاجت نیست

فرد

نبشت ست بر گورِ بہرام گورے | که دستِ کرم بہ که بازوئے زور

قطعه

نماند حاتمِ طائی ولیک تا بابد | بماند نامِ بلندش به نیکوئی مشہور

زکوٰۃِ مال بدرکن که فضلۂ رز را | چو باغباں بزند بیشتر دہد انگور

باب سوم در فضیلتِ قناعت

حکایت (۱) خواہندۂ مغربی در صفِ بزّازانِ حلب میگفت ای خداوندانِ نعمت اگر شمارا انصاف بودے و مارا قناعت رسمِ

حکایت ۴۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویش کو سخی ہونا چاہیے کہ باطنی مراتب کی بلندی کے لیے سخاوت بہترین ذریعہ ہے۔ حکیم: دانشمند۔ سخاوت: داد و دہش، جوانمردی۔ شجاعت: دلیری، بہادری۔ گور: قبر۔ بہرام گور: عراق کا مشہور بادشاہ جس کو گورخر کے شکار کا بہت شوق تھا۔ کرم: مہربانی، سخاوت۔ حاتم طائی: قبیلہ طے کا مشہور سخی ابن عبداللہ بن سعد طائی۔ تابابد: یعنی ہمیشہ۔ بدرکن: یعنی نکال ڈالو۔ رز: انگور۔ فضلۂ رز: انگور کی بیلوں کی بیکار شاخیں۔ بزند: کاٹ کر نکالتا رہتا ہے۔ فضیلت: بزرگی، بڑائی۔ قناعت: تھوڑی چیز پر راضی رہنا۔ حکایت ۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ سوال کرنا اور مالداروں کا بخل کرنا عیب ہے۔ انسان کو قناعت گزیں اور سخی ہونا چاہیے۔ خواہندہ: سائل، بھکاری۔ مغربی: ملک مغرب کا باشندہ یعنی افریقی۔ بزّازاں: کپڑا بیچنے والے۔ کلاتھ مرچنٹ۔ حلب: شام کا ایک شہر۔ خداوندانِ نعمت: نعمتوں کے مالک۔ دولتمند، مالدار لوگ۔ اگر شمارا انصاف بودے: یعنی اگر تمہارے اندر انصاف ہوتا اور فقیروں کو ان کا حق دیتے۔ رسم: رواج، عادت۔

وراۓ تو: تجھ سے بڑھ کر۔ اختیار لقمان: یعنی حضرت لقمان کا پسندیدہ طریقہ۔ لقمان: حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ آپ کا

نسب یہ ہے۔ لقمان بن باعور بن ناحور بن تارخ۔ آپ حکیم تھے۔ نبوت میں اختلاف ہے۔ حکمت: دانائی۔

حکایت ۲: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ قناعت اور شکرِ نعمت اپنی عادت بنانی چاہیے اسی میں بھلائی ہے۔ نیز تحصیل علم دین کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

عاقبۃُ الامر: انجام کار، آخر کار۔ علاّمہ: بہت بڑا عالم۔ ایک نسخے میں "علاّمہ عصر" ہے یعنی علاّمہ زمان ہوگیا۔ عزیز مصر: بادشاہ مصر۔ چشم حقارت: ذلت کی نظر۔ فقیہ: یعنی وہی علامہ۔ سلطنت: بادشاہی۔ مسکنت: افلاس، محتاجی۔

میراث پیغمبراں: علم پیغمبروں کی میراث ہے۔ حدیث میں آیا "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ"۔ کہ علما پیغمبروں کے وارث ہیں۔ فرعون وہامان: فرعون مصر کا بادشاہ تھا اور ہامان اس کا وزیر تھا۔ دونوں کافر وظالم تھے۔

مور: چیونٹی۔ زنبور: بھڑ۔ نیش: ڈنک۔ مردم آزاری: لوگوں کو ستانا۔

حکایت ۳: اس کا حاصل یہ ہے فقر وفاقہ پر صابر وشاکر رہے اور مانگنے کی ذلت جو عقوبت دوزخ کے برابر ہے کبھی نہ جھیلنی چاہیے۔

سوال از جہاں برخاستے قطعہ

اے قناعت توانگرم گرداں	کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست
کنجِ صبر اختیارِ لقمان ست	ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

حکایت (۲) دو امیر زادہ در مصر بودند یکے علم آموخت و دیگر مال اندوخت عاقبۃُ الامر یکے علامۂ عصر گشت و آں دگر عزیزِ مصر شد پس ایں توانگر بچشمِ حقارت در فقیہ نظر کردے و گفتے من بسلطنت رسیدم و ایں ہمچناں در مسکنت بماند گفت اے برادر شکرِ نعمت باری عزّ اسمہٗ ہمچناں بر من افزوں ترست کہ میراثِ پیغمبراں یافتم یعنی علم و ترا میراثِ فرعون و ہاماں رسید یعنی مُلکِ مصر

مثنوی

من آں مورم کہ در پایم بمالند	نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند
کجا خود شکرِ ایں نعمت گزارم	کہ زورِ مردم آزارے ندارم

حکایت (۳) درویشے را شنیدم کہ در آتشِ فاقہ می سوخت و خرقہ بخرقہ می دوخت و تسکینِ خاطرِ خود را می گفت۔ **شعر**

بنانِ خشک قناعت کنیم و جامۂ دلق	کہ رنجِ محنتِ خود بہ کہ بارِ منتِ خلق

فاقہ: بھوکا رہنا، فقیری۔ خرقہ بخرقہ می دوخت: پیوند پر پیوند لگاتا تھا۔ تسکین خاطر: دل کی تسلی۔ دلق: ... بمعنی ... منت: احسان۔ خلق: مخلوق۔

کسے گفتش چہ نشینی کہ فلاں دریں شہر طبعے کریم دارد وکرمے عمیم میاں بخدمت آزادگاں بستہ وبر دردلہا نشستہ اگر بر صورت چنانکہ ہست وقوف یابد پاسِ خاطرِ عزیزان داشتن منت دارد وغنیمت شمارد گفت خاموش کہ در پستی مردن بہ کہ حاجت پیشِ کسے بُردن

قطعہ

ہم رقعہ دوختن بہ والزام کنجِ صبر | کز بہرِ جامہ رقعہ برخواجگاں نبشت
حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است | رفتن بپائے مردیٔ ہمسایہ در بہشت

حکایت یکے از ملوکِ عجم طبیبے حاذق را بخدمتِ محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرستاد سالے چند در دیارِ عرب بود کسے تجربہ پیشِ او نیاورد ومعالجتے ازوے درنخواست پیشِ پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آمد وگلہ کرد کہ مرایں بندہ را برائے معالجتِ اصحاب بخدمت فرستادہ اند دریں مدت کسے التفاتے نکرد تا خدمتے کہ بربندہ معین است بجا آرد رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ گفت ایں طائفہ را طریقے ہست کہ تا اشتہا غالب نشود نخورند وہنوز اشتہا باقی بود کہ دست از طعام بدارند حکیم گفت ہمین ست موجبِ تندرستی زمین خدمت

کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ موجب: سبب۔ زمین خدمت ببوسید: آداب تعظیم بجالایا۔

طبع: طبیعت، مزاج۔ کریم: مہربان، سخی۔ کرم: مہربانی، سخاوت۔ عمیم: عام۔ میان: کمر۔ آزادگان: فقراء۔ بردر دلہا نشستہ: لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا ہے یعنی ہر دلعزیز ہے۔ وقوف: آگاہی۔

پاس خاطر عزیزاں داشتن منت دارد: یعنی آپ کی امداد طلبی کا احسان مانے گا۔ غنیمت شمارد: آپ کی خدمت کرنے کو غنیمت سمجھے گا۔ الزام: لازم پکڑ لینا۔ کنج: گوشہ۔ رقعہ نبشتن: خط لکھنا۔ حقا: سچ ہے، یقیناً۔ پائے مردی: احسان، مدد۔ ہمسایہ: پڑوسی۔

حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ کم کھانا، کھانے میں معتدل روش اختیار کرنا تندرستی کی ضامن ہے۔ عجم: ملک عرب کے علاوہ پوری دنیا عجم ہے۔

حاذق: ماہر۔ دیارِ عرب: ملک عرب۔ تجربہ: آزمائش۔ معالجہ: علاج کرانا۔ اصحاب: یعنی آپ کے صحابۂ کرام۔

خدمتے کہ بربندہ معین است: جو ذمہ داری کہ مجھ پر مقرر ہے۔ اشتہا: بھوک۔ ہنوز اشتہا... الخ: ابھی کچھ بھوک باقی رہتی ہے جبھی

مثنوی

بوسید و رفت

سخن آنگہ کند حکیم آغاز ‖ یا سرِ انگشت سوئے لقمہ دراز

کہ ز ناگفتنش خلل زاید ‖ یا ز ناخوردنش بجاں آید

لاجرم حکمتش بود گفتار ‖ خوردنش تندرستی آرد بار

حکایت(۵) در سیرتِ اردشیر بابکاں آمدہ است کہ حکیمِ عرب را پرسیدند کہ روزے چہ مایہ طعام باید خوردن گفت صد درم سنگ کفایت کند گفت ایں قدر چہ قوت دہد گفت ہٰذَا الْمِقْدَارُ یَحْمِلُکَ وَمَازَادَ عَلٰی ذٰلِکَ فَاَنْتَ حَامِلُہٗ یعنی ایں قدر ترا برپا میدارد و ہرچہ بریں زیادت کنی حمّالِ آنی۔ **شعر**

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن ست ‖ تو معتقد کہ زیستن از بہرِ خوردن ست

حکایت(۶) دو درویشِ خراسانی ملازمِ صحبتِ یکدیگر سفر کردندے یکے ضعیف بود کہ بعد دو شب افطار کردے و دیگر قوی کہ روزے سہ بار خوردے اتفاقاً بر درِ شہرے بہ تہمتِ جاسوسی گرفتار آمدند ہر دو را بخانہ در کردند و بگِل بر آوردند بعد از دو ہفتہ کہ معلوم شد کہ بیگناہند قوی را دیدند مردہ و ضعیف جاں بسلامت بردہ مردم دریں عجب

حکیم: دانشمند۔ سرانگشت: انگلی کا سرا، مراد ہاتھ ہے۔ خلل: نقصان، خرابی۔ زاید: پیدا ہو۔ بجاں آید: جان پر بن آئے، مرنے لگے۔ لاجرم: ناچار۔ تندرستی آرد بار: تندرستی کا پھل لاتا ہے۔ حکایت ۵: حاصل یہ ہے کہ کم کھانا جسم وروح کی تندرستی کے لیے ضروری ہے۔ سیرت: عادت، تاریخ، سوانح۔ اردشیر: بالفتح بمعنی قہر وخشم سے مرکب ہے۔ ایران کے ظالم وقہار بادشاہ۔ بہمن بن اسفندیار کا لقب ہے نیز ساسان بن سلسان کا لقب ہے جو کہ نبیرہ بہمن اور بابک کا نواسہ تھا اور بابک نے اس کی پرورش کی تھی۔ اسی لیے اس کی طرف نسبت کر کے بابکان کہتے ہیں اس میں الف ونون برائے نسبت ہے۔ چہ مایہ: کس قدر، کتنی مقدار۔ صد درم سنگ: یعنی سو درم وزنی (تقریبا ۲۹ر تولے) (درم ۳$\frac{1}{2}$ ماشہ) ہٰذا المقدار... الخ: اتنی مقدار تجھے اٹھائے گی (زندہ رکھے گی) اور اس سے زیادہ کا بار تو اٹھانے والا ہے۔ برپا داشتن: قائم رکھنا۔ حمّال: بار اٹھانے والا۔ معتقِد: اعتقاد رکھنے والا۔ حکایت ۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ کم خوری، فاقہ کشی، روزہ داری کی عادت ڈالنی چاہیے۔ ثواب اخروی کے علاوہ مصائب دنیوی میں کام آتی ہے۔ ملازم صحبت یکدیگر: ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑنے والے۔ افطار کردے: یعنی کھانا کھاتا۔ تہمت: جھوٹا الزام، بہتان۔ جاسوسی: مخبری۔ بخانہ در کردن: یعنی کوٹھری میں بند کر دیا۔ بگل در آوردند: یہاں نسخے مختلف ہیں۔ بعض میں اس طرح ہے اور حاشیہ میں یہ معنی دیے ہیں مٹی سے دروازہ لیپ کر بند کر دیا۔

بماند حکیمے گفت خلاف ایں عجب بودے کہ ایں بسیار خوار بودہ است طاقت بینوائی نیاورد وہلاک شد واں دگر خویشتن دار بود لاجرم برعادت خویش صبر کرد و بسلامت خلاص یافت

قطعہ

چو کم خوردن طبیعت شد کسے را | چو سختی پیشش آید سہل گیرد
وگر تن پرورست اندر فراخی | چو تنگی بیند از سختی بمیرد

حکایت یکے از حکما پسر را نہی ہمیکرد از بسیار خوردن کہ سیری مردم را رنجور کند گفت اے پدر گرسنگی خلق را بکشد نشنیدۂ کہ ظریفاں گویند بہ سیری مردن بہ کہ گرسنگی بردن گفت اندازہ نگہدار

شعر

کُلُوا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید | نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

قطعہ

باآنکہ در وجود طعامست عیش نفس | رنج آورد طعام کہ بیش از قدر بود
گر گلشکر خوری بہ تکلف زیاں کند | ور نان خشک دیر خوری گلشکر بود

حکایت رنجورے را گفتند دلت چہ میخواہد گفت آنکہ دلم چیزے

خلاف ایں عجب بودے: یعنی اگر اسکے خلاف ہوتا تو تعجب ہوتا۔ بسیار خوار: بہت کھانے والا، پیٹو۔ بینوائی: فاقہ کشی۔ خویشتن دار: مراد صابر ہے۔ لاجرم: ناچار۔ خلاص: رہائی۔ تن پرور: آرام پسند۔ حکایت ۷: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ کھانا کھانے میں اعتدال نہایت لازمی ہے۔ حد سے بڑھنا بیماری کا سبب ہے۔ نہی: منع۔ رنجور: بیمار۔ ظریفاں: خوش طبع لوگ۔ اندازہ: یعنی اعتدال، میانہ روی۔ کلوا...الخ: کھاؤ، پیو اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ نچنداں: نہ اس قدر۔ جانت برآید: تیری جان نکل جائے۔ عیش نفس: لذت نفس۔ کہ: بمعنی جب کہ۔ گل شکر: گل قند۔ زیاں کند: نقصان پہونچائے گا۔ دیر خوری: ٹھہر کر کھائے گا۔ گل شکر بود: یعنی مفید ثابت ہوگی۔ حکایت ۸: اس کا مقصد یہ ہے کہ بسیار خوری باعث ندامت ہے۔ دلت چہ می خواہد: تیرا دل کیا چاہتا ہے۔ آنکہ دلم چیزے نخواہد: یہ کہ میرا دل کچھ نہ چاہے۔ معدہ چوں ...الخ: یعنی معدہ جب بھر جاتا ہے تو پیٹ میں درد اٹھتا ہے۔ پھر اس وقت صحت وتندرستی کی مناسب تدبیریں فائدہ نہیں پہونچاتیں۔

نخواہد

شعر

معدہ چو پُر گشت شکم درد خاست | سود ندارد ہمہ اسباب راست

حکایت (۹) بقالے را درمے چند بر صوفیاں گرد آمده بود در واسط ہر روز مطالبت کردے و سخنہائے با خشونت گفتے و اصحاب از تعنت او خستہ خاطر ہمی بودند و از تحمل چاره نبود صاحبدلے در آں میاں گفت نفس را وعده دادن بطعام آساں ترست کہ بقال را بدرم

قطعہ

ترکِ احسانِ خواجہ اولیٰ تر | کاحتمالِ جفائے بوّاباں
بہ تمنائے گوشت مردن بہ | کہ تقاضائے زشت قصّاباں

حکایت (۱۰) جوانمردے را در جنگِ تاتار جراحتے رسید کسے گفت فلاں بازرگان نوشدارو دارد اگر بخواہی باشد کہ دریغ ندارد و گویند بازرگان ببخل معروف بود شعر

گر بجائے نانش اندر سفره بودے آفتاب | تا قیامت روزِ روشن کس ندیدے در جہاں

جواں مرد گفت اگر دارو خواہم از و دہد یا ندہد و اگر دہد نفع کند یا نکند بارے خواستن از و زہر کشنده است۔

حکایت ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ ادھار سے کام چلانا بری خصلت اور باعث شرمندگی ہے۔ بقّال: غلہ بیچنے والا، بنیا۔ اہل زبان سبزی فروش کو "بقال" کہتے ہیں کہ بقل بالفتح بمعنی سبزی ترکاری، ساگ ہے۔ درم: چاندی کا ایک سکہ ۳½ ماشہ وزنی۔ گرد آمده بود: قرض ہوگیا۔ واسط: بغداد اور بصره کے بیچ ایک مشہور شہر۔ اس کے علاوہ بھی واسط نام کے شہر ہیں۔ مطالبت: تقاضہ، مطالبہ۔ خشونت: سختی، کھردرا پن۔ تعنت: طنز، بدگوئی۔ خستہ خاطر: زخمی دل، آزرده دل۔ تحمل: برداشت۔ چاره نبود: یعنی اس کے طعن وطنز برداشت کرنے کے سوا کوئی تدبیر نہ تھی۔ بدرم: یعنی بدرم وعده دادن۔ خواجہ: مالک، وزیر، حاکم۔ کاحتمال: اس میں کہ بمعنی از، اور احتمال بمعنی برداشت کرنا۔ جفا: ظلم۔ بوّاب: دربان، ڈیوڑھی بان۔ (ج) بواباں۔ زشت: برا، دلخراش۔ قصّاب: گوشت کاٹنے والا، قصائی، قسائی۔ حکایت ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے سختیاں جھیل لینا بہتر ہے مگر شدید حاجت کے وقت بھی بخیل سے مانگنا نہ چاہیے۔ جواں مرد: بہادر مرد، سپاہی۔ تاتار: ترکستان کا ایک ملک، جہاں کا مشک مشہور ہے۔ جنگ تاتار: اس سے مراد ہلاکو خان اور چنگیز خان کے حملے ہیں جو انھوں نے اسلامی ممالک پر کیے تھے۔ جراحت: زخم۔ بازرگاں: سوداگر۔ نوش دارو: تریاق، معجون کی طرح ایک دوا جو زخم کو بھر دیتی ہے۔ اگر بخواہی: اگر تو مانگے۔ باشد: ہوسکتا ہے۔ دریغ: انکار، بخل۔ معروف: مشہور۔

شعر

هر چہ از دوناں بمنّت خواستی | در تن افزودی و از جاں کاستی

حکیماں گفتہ اند اگر آبِ حیات فروشند فی المثل بآبروی دانا نخرد کہ مُردن بعزّت بہ از زندگانی بمذلّت

شعر

اگر حنظل خوری از دستِ خوشخوی | بہ از شیرینی از دستِ ترشروی

حکایت (۱۱) یکے از علما خورندۂ بسیار داشت و کفاف اندک یکے را از بزرگاں کہ معتقد او بود بگفت روی از توقعِ او درہم کشید تعریضِ سوال از اہلِ ادب در نظرش قبیح آمد۔

قطعہ

ز بخت روی ترش کردہ پیشِ یارِ عزیز | مرو کہ عیش بر و نیز تلخ گردانی

بحاجتے کہ روی تازہ روی و خنداں رو | فرو نہ بندد کارِ کشادہ پیشانی

آوردہ اند کہ اندکے در وظیفۂ او زیادت کرد و بسیاری از ارادت کم دانشمند چوں پس از چند روز مودّتِ معہود بر قرار ندید گفت

شعر

بئسَ المطاعمُ حینَ الذُّلِّ تکسِبُہا | القِدرُ مُنتصِبٌ وَالقَدرُ مَخفوضٌ

دون کی جمع دوناں: کمینے۔ منّت: خوشامد۔ فی المثل: مثلاً۔ بآبرو: یعنی آبرو کے عوض۔ مذلّت: ذلت، رسوائی۔ حنظل: اندرائن، انتہائی کڑوا ایک پھل۔ خوش رو: خوش مزاج، زندہ دل، شگفتہ رو۔ ترش رو: بدمزاج، بددماغ۔
حکایت ۱۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے سوال کرنا عزت وآبرو کھو دینا ہے۔ خورندۂ بسیار داشت: یعنی اس کے بال بچے اور کھانے والے متعلقین بہت تھے۔ کفاف: روزینہ، آمدنی۔ توقع: امید۔ روی درہم کشید: چہرہ پھیر لیا۔ بزرگان: بڑے لوگ، امیر۔ تعریض سوال: کنایۃً سوال رکھنا، ایک نسخے میں تعرّض سوال ہے۔ سوال پیش کرنا۔ قبیح آمد: ناگوار لگا، برا لگا۔ بخت: مقدر، نصیب۔ روترش کردہ: منہ بگاڑ کر۔ تازہ رو: شگفتہ رو، ہشاش بشاش۔ خنداں رو: ہنس مکھ، مسکراتے چہرے والا۔ کشادہ پیشانی: خندہ جبیں، خوش اخلاق، شگفتہ مزاج۔ فرو نہ بندد: بصیغہ لازم ومتعدی۔ وظیفہ: روزینہ۔ ارادت: عقیدت۔ مودّت معہود: قدیم معمول کی محبت وعزت بئسَ المطاعمُ الخ: کیا ہی برے ہیں وہ کھانے جنہیں تم بوقت ذلت حاصل کرتے ہو۔ (اس لیے کہ اس صورت میں) ہانڈی تو چڑھ جاتی ہے اور عزت اتر جاتی ہے یعنی گھٹ جاتی ہے۔

فرد

نانم افزود و آبرویم کاست | بینوائی بہ از مذلتِ خواست

حکایت(۱۲) درویشے را ضرورتے پیش آمد کسے گفت فلاں نعمتے دارد کامل و کرم نفسی شامل اگر بر حاجت تو واقف گردد ہمانا کہ در قضائے آں توقف روا ندارد گفت من او را ندانم گفت مَنَت رہبری کنم دستش گرفت تا بمنزلِ آں شخص در آورد یکے را دید لب فروہشتہ و تند نشستہ برگشت و سخن نگفت کسے گفتش چہ کردی گفت عطائے او را بلقائے او بخشیدم

قطعہ

مبر حاجت بنزدیکِ ترشروی | کہ از خوئے بدش فرسودہ گردی
اگر حاجت بری نزدِ کسے بر | کہ از رویش بنقد آسودہ گردی

حکایت(۱۳) خشک سالے در اسکندریہ پدید آمد چنانکہ عنانِ طاقتِ درویشاں از دست رفتہ بود و درہائے آسماں بر زمیں بستہ و فریادِ اہلِ زمین بآسماں پیوستہ۔

قطعہ

نماند جانور از وحش و طیر و ماہی و مور | کہ بر فلک نشد از بیمرادی افغانش

آبرویم کاست: میری عزت وآبرو گھٹ گئی۔ بینوائی:

حکایت ۱۲: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ تند مزاج، بدخلق بخیل سے اپنی حاجت ہرگز نہیں کہنا چاہیے۔ نعمتے دارد کامل: بہت مالدار ہے۔ کرم نفسی شامل: طبعی سخاوت عام ہے۔ واقف: آگاہ، باخبر۔ ہمانا: یقیناً۔ قضا: پورا کرنا، ادا کرنا۔ توقف: ٹھہراؤ، تاخیر کرنا، دیر کرنا۔ منت: یعنی مَن ترا.... فروہشتہ: لٹکائے ہوئے۔ تند نشستہ: غصہ میں بھرا بیٹھا ہے۔ عطا: نوازش، داد و دہش۔ لقاء: ملاقات۔ ترشرو: بدمزاج۔ فرسودہ: شکستہ دل۔ نقد: فوراً۔ آسودہ: خوش حال۔

حکایت ۱۳: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ عزتِ نفس کا تقاضا یہ ہے کہ مکرر تقاضا کے بغیر کسی کی دعوت میں نہ جائے اور نہ انتہائی کمینوں کی دعوت میں شرکت کرے۔ خشک سالی: قحط، کال۔ اسکندریہ: شمالِ مصر کا مشہور شہر، جسے اسکندر بن فیلقوس نے آباد کیا۔ عنان: لگام، باگ ڈور۔ درہائے آسماں بر زمین بستہ: آسمان کے دروازے زمین پر بند تھے یعنی بارش نہیں ہو رہی تھی۔ فریاد اہل زمین ... الخ: یعنی گریہ وزاری کے ساتھ دعا کر رہے تھے اور دہائی دے رہے تھے۔ نماند: (صیغہ ماضی) باقی نہ رہا۔ جانور: یعنی جاندار۔ وحش: وحشی کی جمع۔ جنگلی جانور۔ طیر: پرندے (طائر کی جمع)

عجب کہ دودِ دلِ خلق جمع می نشود | کہ ابر گردد و سیلاب دیدہ بارانش

در چنیں سالے مخنّثے دور از دوستاں کہ سخن در وصفِ او ترکِ ادب است خاصۃً در حضرتِ بزرگاں و بطریقِ اہمال ازاں در گذشتن ہم نشاید کہ طائفہ بر عجزِ گویندہ حمل کنند بریں دو بیت اختصار کنیم کہ اندک دلیلِ بسیارے باشد و مشتے نمونۂ خروارے

شعر

تتری گر کشد مخنّث را | تتری را دگر نباید کشت
چند باشد چو جسرِ بغدادش | آب در زیر و آدمی بر پشت

چنیں شخصے کہ یک طرف از نعتِ او شنیدی دریں سال نعمتِ بیکراں داشت تنگدستاں را سیم و زر دادے و مسافراں را سفرہ نہادے گروہے درویشاں از جورِ فاقہ بطاقت رسیدہ بودند آہنگِ دعوت او کردند و مشورت بمن آوردند سر از موافقت باز زدم و گفتم

قطعہ

نخورد شیر نیم خوردۂ سگ | گر بہ سختی بمیرد اندر غار
تن بہ بیچارگی و گرسنگی | بنہ و دست پیشِ سفلہ مدار

آنسوؤں کا سیلاب بارش کیوں نہ بن گئے۔ مخنث: ہیجڑا، زنخا۔ دور از دوستاں: (جملہ دعائیہ ہے) یعنی خداوند کریم دوستوں سے اسے دور رکھے۔ وصف: خوبی، تعریف، شناخت۔ ترکِ ادب است: یعنی اس ہیجڑے کی شناخت بیان کرنا خصوصاً بزرگوں کے سامنے ترک ادب ہے۔ چوں کہ فحش گوئی کرنی پڑتی ہے۔ بطریق اہمال: بغیر ذکر کے چھوڑ دینا۔ گوینده: کہنے والا۔ سعدی نے خود اپنے کو مراد لیا ہے۔ حمل کنند: محمول کریں گے اور کہیں گے کہ سعدی اس بیان سے عاجز رہا۔ خروار: ایک گدھے کے بوجھ برابر، گون۔ تتری: تاتاری، تاتار کا رہنے والا جہاں کے باشندے حربی کافر تھے۔ تتری را...الخ: تاتاری کو اس کے بدلے (قصاص میں) نہیں قتل کرنا چاہیے کیوں کہ وہ ہیجڑا اس کافر حربی سے بھی بدتر ہے۔ (یہ فتویٰ قابل غور ہے) چند باشد... وآدمی بر پشت: یعنی میں کہاں تک کہوں مختصر یہ کہ وہ بغداد کے پل کی طرح تھا (جس پر ہزاروں لوگ ہر وقت گزرتے رہتے ہیں) کہ اس کے نیچے پانی اور اس کی پشت پر لوگ سوار رہتے ہیں۔ (ہر وقت بدفعلی میں مبتلا رہتا تھا)۔
طرفے: کچھ، تھوڑا حصہ۔ نعت: صفت، تعریف۔ بیکراں: بے حد۔ سفرہ نہادے: یعنی کھانا کھلاتا۔ جور: ظلم، مصیبت۔ آہنگ: قصد۔
نیم خوردہ: جھوٹا۔ گر: یعنی اگرچہ۔ سفلہ: کمینہ۔

گر فریدوں شود بہ نعمت و ملک | بے ہنر را بہیچ کس مشمار
پرنیان و نسیج بر نا اہل | لاجورد و طلاست بر دیوار

حکایت (۱۴) حاتم طائی را گفتند از خود بزرگ ہمت تر در جہاں دیدۂ یا شنیدۂ گفت بلے روزے چہل شتر قربان کردہ بودم امرائے عرب را پس بگوشۂ صحرائے بحاجتے بروں رفتہ بودم خار کشے را دیدم پشتۂ خار فراہم آوردہ گفتمش بمہمانِ حاتم چرا نروی کہ خلقے بر سماطِ او گرد آمدہ اند گفت **فرد**

ہر کہ نان از عملِ خویش خورد | منتِ حاتمِ طائی نبرد

انصاف دادم کہ من او را بہمت و جوانمردی بیش از خود دیدم

حکایت (۱۵) موسیٰ علیہ السلام درویشے را دید از برہنگی بریگ اندر شدہ گفت اے موسیٰ دعا کن تا خدائے عزّ و جلّ مرا کفافے دہد کہ از بیطاقتی بجاں آمدم موسیٰ دعا کرد و برفت پس از چند روزے کہ باز آمد از مناجات مر او را دید گرفتار و خلقے انبوہ بروے گرد آمدہ گفت ایں چہ حالت ست گفتند خمر خوردہ و عربدہ کردہ و کسے را کشتہ اکنوں بقصاص فرمودہ اند۔

گر فریدوں شود ... الخ: یعنی اگر کمینہ مال و دولت میں وقت کا فریدوں بن جائے۔ تو بھی اسے کسی شمار میں مت لا۔ فریدون: ایران کا مشہور بادشاہ۔ پرنیاں: ایک قسم کا ریشمیں کپڑا۔ نسیج: زرین کام کیا ہوا کپڑا، زربفت۔ لاجورد: نیلم، ایک قیمتی پتھر۔ طلا: سونا۔

حکایت ۱۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں ہی کی کمائی کھانا اصل شرافت اور یہی شانِ جوانمردی ہے۔ حاتم طائی: قبیلہ بنی طے کا مشہور سخی۔ ابن عبداللہ پسر سعد طائی (متوفی ۶۰۵ء)۔ امراء: امیر کی جمع سردار۔ را: یعنی برائے امرائے عرب۔ خارکش: لکڑہارا۔ پشتہ: گٹھر۔ سماط: (بکسر) دسترخوان۔ عمل: کام، محنت۔ منت: احسان۔

حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ مفلس اپنے افلاس کو حکمت خداوندی پر محمول کرکے راضی برضا رہے نہ کہ قوت پاکر جرائم کا ارتکاب کرے۔ برہنگی: ننگاپن۔ بریگ اندر شدہ: یعنی کپڑا نہ رہنے کے باعث ریت سے اپنا بدن چھپائے رہتا تھا۔ کفاف: روزینہ، گزارہ، قابل کفایت۔ بیطاقتی: یعنی مفلسی۔ از مناجات: یعنی موسیٰ علیہ السلام رب کے ساتھ اپنی سرگوشیاں کرکے چند دنوں کے بعد واپس آئے۔ انبوہ: مجمع، بھیڑ۔ گرد آمدہ: اکٹھا ہوگئی ہے۔ عربدہ: جنگ و جدال ...

قطعہ

گربہ مسکیں اگر پر داشتے | تخمِ کنجشک از جہاں بر داشتے
پیچ کس را گر دخود نگذاشتے | ایں دو شاخِ گاؤ گر خر داشتے

فرد

عاجز باشد کہ دستِ قوّت یابد | برخیزد و دستِ عاجزاں برتابد

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ ط

شعر

مَاذَا اَخَاضَکَ یَا مَغْرُوْرُ فِی الْخَطَرِ | حَتّٰی ہَلَکْتَ فَلَیْتَ النَّمْلُ لَمْ تَطِرِ

نظم

سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش | سیلی خواہد خورد بضرورت سرش
آں نشنیدی کہ فلاطوں چہ گفت | مور ہماں بہ کہ نباشد پرش

حکمت پدر را عسل بسیار ست و لیکن پسر گرمی دار ست

فرد

آں کس کہ توانگرت نمی گرداند | او مصلحتِ تو از تو بہتر داند

حکایت (۱۶) اعرابئے را دیدم در حلقۂ جوہریانِ بصرہ کہ حکایت میکرد

تخمِ کنجشک: یعنی چڑیوں کا انڈا۔ کنجشک: گوریا، مولا، چھوٹی چڑیا۔ ہیچ کس را ...الخ: اپنے پاس کسی کو پھٹکنے بھی نہ دیتا اگر بیل کی طرح گدھے کو دو سینگ ہوتے۔ (یعنی سب کو مار ڈالتا)۔ باشد: ہوسکتا ہے۔ دست عاجزاں برتابد: کمزوروں کے ہاتھ مروڑ دے۔ وَلَوْ بَسَطَ ...الخ: اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے لیے روزی کشادہ کردیتا تو وہ ضرور زمین میں فساد مچاتے۔ (آیت ۲۷۔ سورہ ۴۲) مَاذَا اَخَاضَکَ ....الخ: اے مغرور! کس چیز نے تجھے خطرہ میں ڈالدیا کہ تو ہلاک ہوگیا۔ اے کاش! چیونٹی (کے پر نہ نکلتے اور وہ) نہ اڑتی۔ (کیوں کہ چیونٹی کے پر نکلنا اس کے مرنے کی علامت ہے) سفلہ: کمینہ، چھچھورا۔ جاہ: مرتبہ۔ سیلی: تھپڑ، طمانچہ۔ مور ہماں بہ ...الخ: چیونٹی کے لیے یہی بہتر ہے کہ اس کے پر نہ نکلیں۔ حکمت: دانائی۔ عسل: شہد۔ (اس کا مزاج گرم ہے)۔ گرمی دارست: یعنی مزاج گرم ہے (جس میں شہد مضر پڑتا ہے)۔ (یہ ایک مشہور مثل ہے)۔ نمی گرداند: یعنی اللہ تعالیٰ۔ حکایت ۱۶: حکایت ۱۶ تا ۱۸ کا حاصل یہ ہے کہ آدمی قناعت گزیں بنے اور سفر میں اپنا توشہ اپنے ساتھ رکھے۔ مشکل اوقات میں اس کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ اعرابی: گنوار، دہقانی، دیہات کا باشندہ۔ (ج) اعراب۔ جوہری: جواہرات کا سوداگر۔ سنار۔ بصرہ: عراق کا ایک شہر۔

کہ وقتے در بیاباں راہ گم کردہ بودم واز زادِ معنی چیزے با من نماندہ دل بر ہلاک نہادہ کہ ناگاہ کیسۂ یافتم پُر از مروارید ہرگز آں ذوق و شادی فراموش نکنم کہ پنداشتم کہ گندم بریان ست باز آں تلخی و نومیدی کہ معلوم کردم کہ مروارید ست

قطعہ

در بیابانِ خشک و ریگِ رواں | تشنہ را در دہاں چہ دُر چہ صدف
مردِ بے توشہ کاوفتاد ز پاے | بر کمر بندِ او چہ زر چہ خزف

حکایت

یکے از عرب در بیابانے از غایتِ تشنگی میگفت

نظم

یَا لَیْتَ قَبْلَ مَنِیَّتِیْ | یَوْمًا اَفُوْزُ بِمُنْیَتِیْ
نَھْرٌ تَلَاطَمُ رُکْبَتِیْ | وَاَظَلُّ اَمْلَاُ قِرْبَتِیْ

حکایت

ہمچناں درویشے در قاعِ بسیط گم شدہ و قوت و قوتش نماندہ درمے چند داشت بسیار بگردید رہ بجائے نبرد پس بہ سختی ہلاک شد طائفہ برسیدند درمہا دیدند شش بیش روئے نہادہ دبرخاک نبشتہ۔

زاد: توشہ، سفری کھانا۔ دل بر ہلاک نہادہ: مجھے مرنے کا یقین ہوگیا۔ کیسہ: تھیلی۔ مروارید: بچے موتی۔ پُر: بھرا ہوا۔ گندم بریاں: بھنے ہوئے گیہوں۔ دُر: موتی۔ صدف: سیپ۔ ریگ رواں: ہوا سے بہتی ریت۔ خزف: کنکری، ٹھیکری۔ کمربند: ہمیانی۔ وہ تھیلی جو کمر سے بندھی رہتی ہے۔ مردِ بے توشہ ...الخ: وہ بے توشہ شخص جو کمزوری سے گر پڑا ہو اس کی کمر بند میں خواہ سونا ہو خواہ ٹھیکری۔ (دونوں یکساں غیر مفید ہیں) عرب: ملک عرب کا باشندہ۔ واحد، جمع ہر ایک پر اطلاق ہوتا ہے۔ غایت تشنگی: انتہائی پیاس، پیاس کی شدت۔ یَا لَیْتَ ...الخ: اے کاش! میں اپنے مرنے سے پہلے کسی دن اپنی آرزو حاصل کرسکوں۔ کہ ایک نہر ہو جو میرے گھٹنوں پر تھپیڑے مارتی ہو اور میں اس سے اپنا مشکیزہ بھرتا رہوں۔ قاع بسیط: وسیع میدان۔ گم شد: یعنی راستہ بھول گیا۔ قوت و قوتش نماند: نہ اس کے پاس قوت رہی اور نہ خوراک رہی۔ قوت: القوت: خوراک۔ درمے چند داشت: چند درم پاس موجود تھے۔ رہ بجائے نبرد: کسی آبادی کی جگہ نہ پہونچ سکا۔ سختی: یعنی

قطعہ

گر ہمہ زرِ جعفری دارد | مردِ بے توشہ برنگیرد گام
در بیاباں فقیرِ سوختہ را | شلغمِ پختہ بہ کہ نقرۂ خام

حکایت (۱۹) ہرگز از دورِ زماں ننالیدہ ام و روی از گردشِ ایام درہم نکشیدہ مگر وقتیکہ پایم برہنہ بود و استطاعتِ پای پوشے نداشتم بجامعِ کوفہ در آمدم دلتنگ یکے را دیدم کہ پای نداشت سپاسِ نعمتِ حق بجای آوردم و بر بے کفشی صبر کردم

قطعہ

مرغِ بریاں بچشمِ مردمِ سیر | کمتر از برگِ ترہ برخوان ست
وانکہ را دستگاہ و قدرت نیست | شلغمِ پختہ مرغِ بریان ست

حکایت (۲۰) یکے از ملوک باتنے چند خاصاں در شکار گاہے بزمستاں از عمارت دور افتادند تا شب در آمد خانۂ دہقانے را دیدند ملک گفت شب آنجا رویم تا زحمتِ سرما نباشد یکے از وزرا گفت لائق قدرِ بلند پادشاہاں نباشد بخانۂ دہقانے رکیک التجا کردن ہم اینجا خیمہ بزنیم و آتش افروزیم دہقاں را خبر شد ماحضرے کہ داشت

زرِ جعفری: جعفر برکی (وزیر ہارون رشید) کے زمانہ کی اشرفی جو خالص سونے کی ہوتی تھی یا جعفر کیمیا گر کی طرف منسوب ہے۔ مردِ بے توشہ ... الخ: یعنی مرد کو چاہیے کہ بے توشہ گھر سے قدم نہ نکالے۔ نقرۂ خام: کچی چاندی یعنی خالص۔

حکایت ۱۹: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ انسانوں کی زبوں حالی ایک سے بڑھ کر ایک ہوتی ہے۔ لہذا جس حال میں ہو اس پر شکر کرے۔ دورِ زماں: گردشِ زمانہ یعنی مصائب وآلام۔ برہنہ: ننگا۔ پائے پوش: جوتا۔ جامع کوفہ: شہر کوفہ کی جامع مسجد۔ استطاعت: طاقت۔ دلتنگ: غمگین، رنجیدہ۔ سپاس: شکر۔ بے کفشی: جوتا نہ ہونے پر۔ ننگے پاؤں ہونے پر۔ برگِ ترہ: ساگ، ترکاری۔ خوان: دسترخوان۔ دستگاہ: استطاعت، طاقت۔ مرغِ بریاں: بھنا ہوا مرغ، مرغ مسلّم۔

حکایت ۲۰: اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ دولت مند اور صاحبانِ جاہ وحشمت کو بھی تنگی حالات کے ذائقہ سے آشنا رہنا چاہیے۔ رکیک: نیچ، ادنی، حقیر۔ التجا:

خاصاں: یعنی خاص لوگ مصاحبین ووزراء۔ زمستاں: جاڑے کا موسم۔ دہقان: دیہاتی۔ سرما: جاڑا، ٹھنڈک۔ رکیک: نیچ، ادنی، حقیر۔ التجا: گزارش، خوشامد۔ ماحضر: جو کچھ تیار ہو۔ یعنی بغیر اہتمام تیار شدہ کھانا جو مہمان کے سامنے رکھا جائے۔

زمین بوسید: یعنی تعظیم بجالایا۔ قدر: مرتبہ۔ بدیں قدر: اتنی مقدار سے۔ نازل: پست۔ قدر: عزت۔ مطبوع: طبیعت کے موافق، مزاج کے مطابق۔

ترتیب کرد و پیش آورد و زمین بوسید و گفت قدرِ بلندِ سلطان
بدیں قدر نازل نشدے و لیکن نخواستند کہ قدرِ دہقان بلند
شود سلطان را سخن گفتنِ او مطبوع آمد شبانگہ بمنزلِ او نقل کردند
بامدادش خلعت و نعمت فرمود شنیدندش کہ قدمے چند در
رکابِ سلطان بود و میگفت **قطعہ**

ز قدر و شوکتِ سلطان نگشت چیزے کم | از التفات بمہمانسرائے دہقانے
کلاہِ گوشۂ دہقاں بآفتاب رسید | کہ سایہ بر سرش انداخت چو تو سلطانے

حکایت (۲۱) گدائے سوَل را حکایت کنند کہ نعمتے وافر اندوختہ
بود یکے از پادشاہاں گفتش ہمی نمایند کہ مالِ بیکراں داری و مارا
مہمیست اگر برخے ازاں دستگیری کنی چوں ارتفاع برسد وفا
کردہ شود و شکر گفتہ آید گفت اے خداوند روئے زمین لائق قدرِ
بزرگوار پادشاہ نباشد دست بمالِ چوں من گدائے آلودہ کردن
کہ جو جو بگدائی فراہم آوردہ ام گفت غم نیست کہ بکافر میدہم کہ
اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ ؎

شعر

گر آبِ چاہِ نصرانی نہ پاک ست | جہودِ مردہ می شوئی چہ باک ست

شبانگہ: رات کے وقت۔ منزل: قیامگاہ۔ بامداد: صبح کے وقت۔ اس میں "ش" ضمیر مفعولی ہے۔ خلعت: شاہی جوڑا۔ رکاب: شاہی سواری۔ شوکت: دبدبہ، رعب داب۔ التفات: توجہ۔ مہمانسرائے: مہمانوں کے ٹھہرنے کا مکان۔ کلاہِ گوشہ: یعنی گوشۂ کلاہ۔ (یعنی ایک دہقان کے گھر میں مہمانی قبول فرمائی) جس سے دہقان کے فخر کی ٹوپی کا کنارہ آفتاب کی بلندیوں تک پہونچا کہ اس کے سر پر تجھ جیسے سلطان نے سایہ ڈالا۔

حکایت ۲۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں اور حاکموں کے ساتھ شوخ چشمی، حیلہ وحجت، نافرمانی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ مصلحت اندیشی سے کام لینا چاہیے۔

گدائے سوَل: بہت زیادہ بھیک مانگنے والا فقیر، نعمتے وافر: یعنی کثیر دولت۔ بیکراں: بے انتہا۔ مہم: مشکل کام، جنگ ومعرکہ۔ برخے: تھوڑا حصہ۔ دستگیری: امداد۔ ارتفاع: خراج اور لگان کی آمدنی۔ وفا کردہ شود: یعنی یہ قرض ادا کر دیا جائے گا۔

الخبیثٰت للخبیثین: یعنی گندی کمائیاں گندے لوگوں کے لیے ہیں۔ گر آب...الخ: یعنی اگر نصرانی کے کنویں کا پانی پاک نہیں ہے تو اس سے یہودی مردے کو غسل دینے میں کیا حرج ہے؟

قالوا...الخ: لوگوں نے کہا اس چونے کا خمیر پاک نہیں ہے ہم نے کہا (کیا حرج ہے) اس سے ہم بیت الخلاء کی درزیں بند کریں گے۔ (یعنی ناپاک چیز ناپاک جگہ صرف کی جائے گی)

شعر

قَالُوْا عَجِیْنُ الْکِلْسِ لَیْسَ بِطَاہِرٍ | قُلْنَا نَسُدُّ بِہٖ شُقُوْقَ الْمَبْرَزِ

شنیدم کہ سراز فرمانِ مَلِک باززد و حجّت آوردن گرفت و شوخ چشمی کردن مَلِک بفرمود تا مضمونِ خطاب را از وے بزجر و توبیخ مخلص کردند

مثنوی

بہ لطافت چو برنیاید کار | سر بہ بیحرمتی کشد ناچار

ہر کہ برخویشتن نبخشاید | اگر نہ بخشد برو کسے شاید

حکایت (۲۲) بازرگانے را دیدم کہ صد و پنجاہ شتر بار داشت و چہل بندہ و خدمتگار شبے در جزیرۂ کیش مرا بحجرۂ خویش برد ہمہ شب نیارمید از سخنہائے پریشاں گفتن کہ فلاں انبارم بترکستان است و فلاں بضاعت بہندوستان وایں قبالۂ فلاں زمین است و فلاں چیز را فلاں کس ضمین ست وگاہ گفتے کہ خاطرِ اسکندریہ دارم کہ ہوائے خوش ست باز گفتے نہ کہ دریائے مغرب مشوش ست سعدیا سفرے دیگر در پیش ست اگر آں کردہ شود بقیت عمر خویش بگوشۂ بنشینم و قناعت کنم گفتم آں کدام سفر ست گفت گوگرد

باززد: یعنی انکار کردیا۔ حجت آوردن: دلیل بازی کرنا۔ بحث و تکرار کرنا۔ مضمون خطاب: یعنی شاہی حکم کا مقصود۔ شوخ چشمی: بے باکی۔ زجر و توبیخ: ڈانٹ پھٹکار، زور زبردستی۔ مخلص کردند: حاصل کرلیا۔ چھین لیا۔ لطافت: نرمی۔ بےحرمتی، بے عزتی۔ نبخشاید: یعنی مہربانی نہ کرے۔ شاید: مناسب ہے۔

حکایت ۲۲: اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ اگر انسان قناعت کو چھوڑ کر حرص و آز میں مبتلا ہوجائے تو گویا ایک ناپیدا کنار مصیبت میں گرفتار ہوجاتا ہے۔

بازرگان: سوداگر، تاجر۔ بار: بوجھ، سامان۔ کیش: ایک جزیرہ اور شہر کا نام۔ سخنہائے پریشاں: بہکی بہکی باتیں، بکواس۔ انبار: سامانوں کا ڈھیر، ذخیرہ۔ بضاعت: پونجی۔ قبالہ: دستاویز۔ ضمین: ضمانت دار، ضامن۔ خاطر: خیال۔ جانے کا ارادہ۔ اسکندریہ: مصر کے شمال میں ایک شہر جسے اسکندر بن فیلقوس نے تعمیر کیا۔

دریائے مغرب مشوش است: یعنی مغربی سمندر میں طوفان ہے۔ سعدیا: اے سعدی۔ گوگرد: گندھک۔ پارسی: یعنی ایرانی۔

عظیم: بھاری۔ کاسۂ چینی: چینی پیالہ مراد سادے برتن ہیں۔ دیبا: ریشمی چادر۔ روم، موجودہ اٹلی۔ پولاد: فولاد۔ حلب: شام کا ایک شہر۔

پارسی خواہم بردن بچین کہ شنیدم کہ قیمتے عظیم دارد و کاسۂ چینی بروم آرم و دیبائے رومی بہند و پولادِ ہندی بحلب و آبگینۂ حلبی بہ یمن و بردِ یمانی بپارس وازاں پس ترکِ سفر کنم و بدُکانے بنشینم انصاف ازیں ماخولیا چنداں فروگفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند گفت اے سعدی تو ہم سخنے بگوی ازاںہا کہ دیدہ و شنیدہ گفتم

قطعہ

آں شنیدستی کہ در صحرائے غور | بارِ سالارے بیفتاد از ستور
گفت چشمِ تنگ دنیا دار را | یا قناعت پر کند یا خاکِ گور

حکایت (۲۳) مالدارے را شنیدم کہ بہ بخل اندر چناں معروف بود کہ حاتمِ طائی در کرم ظاہرِ حالش بہ نعمت دنیا آراستہ وخستِ نفسِ جبلّی ہمچناں دروے متمکن تا بجائے رسید کہ نانے از دست بجانے ندادے وگربۂ ابوہریرہؓ را بہ لقمۂ ننواختے وسگِ اصحابِ کہف را استخوانے نیند اختے فی الجملہ خانۂ اورا کس ندیدے در کشادہ وسفرۂ او را سر باز کردہ

بیت

درویش بجز بوئے طعامش نشنید | مرغ از پئے نان خوردنِ او ریزہ نچید

عظیم: بھاری۔ کاسۂ چینی: آبگینہ: شیشہ، آئینہ۔ بُردِ یمانی: یمنی ریشمی دھاری دار چادر۔ انصاف: یعنی سچ بات تو یہ ہے۔ ماخولیا: مالیخولیا کا مخفف۔ پاگل پن: جنون کی ایک قسم۔ فروگفت: بکواس کیا۔ غور: ایک شہر کا نام۔ بار: دو احتمال ہے (۱) یہ کہ پائے فارسی سے ہو یعنی پارسال۔ سالِ گذشتہ۔ (۲) بائے عربی سے بار یعنی بوجھ۔ بلاتکلف دونوں درست ہیں۔ سالار: سردار۔ ستور: باربردار جانور۔ جیسے اونٹ، خچر وغیرہ۔ خاکِ گور: قبر کی مٹی یعنی موت۔

حکایت ۲۳: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ قناعت سے محروم اور دولت مند بخیل کا مال خود اس کے کچھ کام نہیں آتا بلکہ اُن عزیزوں کے کام آتا ہے جو زندگی میں اس کے دشمن تھے۔ بخل: کنجوسی۔ معروف: مشہور۔ حاتم طائی: یمن کے قبیلۂ طے کا ایک مشہور سخی مرد۔ کرم: سخاوت۔ خست: بخیلی۔ نفس: طبیعت۔ جبلّی: فطری۔ متمکن: جاگزیں۔ بجانے ندادے: یا تو "با" عوض کی ہے یعنی کوئی اس کے لیے جان بھی قربان کردے تو اس کے عوض ایک روٹی بھی نہ دیتا۔ یا مقابلہ کی ہے یعنی خواہ جان چلی جائے مگر اپنے ہاتھ سے ایک روٹی نہ دیتا۔ گویا "چمڑی جائے دمڑی نہ جائے" پر اس کا عمل تھا۔ گربۂ ابوہریرہ: حضرت ابوہریرہ (مشہور صحابی) کو بلی کا بچہ پالنے کا بہت شوق تھا۔ اسی مناسبت سے ان کی کنیت ابوہریرہ پڑ گئی۔ اصحاب کہف: غار والے (ص: ۲۴۰ دیکھیں)۔ استخوان: ہڈی۔ ... یعنی ...

شنیدم کہ بدریاے مغرب اندر راہِ مصر پیش گرفتہ بود و خیالِ فرعونی
در سر حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ بادے مخالف بہ کشتی برآمد چنانکہ گویند

فرد

با طبعِ ملولت چہ کند دل کہ نسازد | شرطہ ہمہ وقتے نبود لائقِ کشتی

دست بدعا برآورد و فریادِ بیفائدہ خواندن گرفت فَاِذَا رَكِبُوْا فِی
الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ

شعر

دستِ تضرع چہ سود بندۂ محتاج را | وقتِ دعا بر خدا وقتِ کرم در بغل

قطعہ

اززر و سیم راحتے برساں | خویشتن ہم تمتعے برگیر
وانگہ ایں خانہ کز تو خواہد ماند | خشتے از سیم و خشتے از زر گیر

آوردہ اند کہ در مصر اقارب درویش داشت بعد از ہلاکِ وے
بہ بقیتِ مالِ وے توانگر شدند جامہائے کہن بمرگِ او بدریدند و خزّ
دمیاطی بعوضِ آں ببریدند ہمدراں ہفتہ یکے را دیدم از ایشاں برباد
پائے سوار رواں و غلام پری پیکر در پیے او دواں

دریائے مغرب: خلیج مصر۔ مغربی سمندر یا بحر روم۔ خیالِ فرعونی در سر: تکبر و غرور سر میں بسائے ہوئے۔ حتی اذا ...الخ: یہاں تک کہ جب غرق نے اس کو آدبوچا۔ یہ آیت مصحف شریف میں وہاں ہے کہ فرعون نے موسی علیہ السلام کا تعاقب کیا تھا۔ (سورۂ یونس۔۹۰) طبع ملول: رنجیدہ طبیعت۔ باطبع ملولت ... الخ: یعنی معشوق کی نازک طبیعت کے ساتھ دل کا موافق ودمساز ہونا ضروری ہے بغیر اس کے چارہ نہیں جیسے کشتی کے لیے ہوائے موافق چلنا ضروری ہے بغیر اس کے چارہ نہیں۔ بہرحال اس مصرع اول کا اصل حکایت سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ نسازد: اور بعض نسخوں میں بسازد ہے۔ دونوں طرح مطلب برآمد ہوجائے گا۔ شرطہ: وہ ہوائے نرم جو طوفان کے بعد سمندر میں چلتی ہے۔ فَاِذَا رَكِبُوْا ...الخ: پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر۔ (عنکبوت۔۶۵) تضرع: گریہ وزاری۔ وقتِ کرم در بغل: یعنی سخاوت کرنے کے وقت ہاتھ بغل میں رکھ لے۔ اور تعاون کا ہاتھ نہ بڑھائے۔ زر و سیم: سونا چاندی، مال و دولت۔

تمتع: نفع، فائدہ۔ وآنگہ ...الخ: اور اس گھڑی جب کہ یہ گھر تجھ سے پڑا رہ جائے گا۔ تو چاہیے (تعمیر میں) ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی تو اختیار کرے۔ بہرحال چھوڑنا پڑے گا۔ اقارب: رشتہ دار۔ بمرگِ او: یعنی اس کی موت کے سوگ میں۔ خزِ دمیاطی: دمیاط کا بنا ریشمی کپڑا۔ دمیاط: مصر کا ایک شہر۔ ببریدند: یعنی سلانے کے لیے کٹوائے۔ بادپا: صبا رفتار گھوڑا۔ پری پیکر:

قطعہ

وہ کہ گر مردہ باز گردیدے | بسرائے قبیلہ و پیوند
ردِّ میراث سخت تر بودے | وارثاں را زمرگِ خویشاوند

بسابقہ معرفتے کہ درمیانِ ما بود آستینش گرفتم و گفتم

بیت

بخورد اے نیک سیرت سرہ مرد | کاں فرومایہ گرد کرد و نخورد

حکایت (۲۴) صیادِ ضعیف را ماہیِ قوی بدام افتاد طاقتِ حفظ آں نداشت ماہی برو غالب آمد و دام از دستش در ربود

قطعہ

شد غلامے کہ آبِ جُو آرد | آبِ جُو آمد و غلام ببرد
دام ہر بار ماہی آوردے | ماہی ایں بار رفت و دام ببرد

بیت

صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد | یک روز بہ بینی کہ پلنگش بخورد

دیگر صیاداں دریغ خوردند و ملامتش کردند کہ چنیں صیدے در دامت افتاد و نہ توانستی نگاہداشتن گفت اے برادراں چہ تواں کرد

وَہ: (بالفتح) ہائے۔ (کلمۂ تعجب ہے)۔ سرائے: گھر، مکان۔ قبیلہ: خاندان، کنبہ۔ پیوند: رشتہ دار۔ ردّ: واپس کرنا۔ میراث: مردے کا مال جو وراثت میں ہاتھ آئے۔ (مالِ وراثت) خویشاوند: اپنے، اقرباء عزیزوں۔ سابقہ معرفت: پہلے کی شناسائی۔ آستینش گرفتم: یعنی اس کا ہاتھ پکڑا۔ سَرَہ: (بفتحتین) پاکیزہ، برگزیدہ، نفیس۔ فرومایہ: کمینہ۔ گرد کرد: جمع کیا۔

حکایت ۲۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ غیر حاصل شدہ کو اپنی روزی تصور نہ کرے اور نقصان کو من جانب اللہ مان کر صبر وقناعت اختیار کرے۔ صَیاد: شکاری۔ ضعیف: کمزور۔ ماہی قوی: طاقتور مچھلی۔ دام: جال۔ طاقتِ حفظ: اور ایک نسخے میں ہے "طاقتِ ضبط" یعنی اس کو نہ روک سکا۔ شد: بمعنی رفت۔ غلام: لڑکا، بچہ۔ آبِ جُو: (بواوٗ معروف) نہر کا پانی۔ دام ببرد: یعنی دنیا کا معاملہ دنیا کے اختیار وتدبیر میں نہیں ہے۔ بخورد: اور ایک نسخے میں ہے "بدرد"۔ صَیاداں: صیاد کی جمع۔ دریغ: افسوس۔ در دامت: تیرے جال میں۔ و نہ توانستی نگاہداشتن: اور تم بچا نہ سکے۔ چہ تواں کرد: یعنی کیا کیا جاسکتا ہے؟۔

مرا روزی نبود: یعنی مچھلی میرے لیے روزی نہ تھی۔ روزی مانده: یعنی مچھلی کے لیے روزی کھانا ابھی باقی تھا۔ دِجلہ: بالفتح وبالکسر، بغداد کا مشہور دریا مجازاً ہر دریا۔ بے اَجَل: بے موت۔

مرا روزی نبود و اورا ہمچنیں روزی مانده حکمت صیّاد بے روزی
در دجلہ نگیرد و ماہی بے اجل بر خشکی نمیرد

حکایت (۲۵) دست و پا بریده ہزار پائے را بکشت صاحب دلے بر و بگذشت و گفت سبحان اللہ با ہزار پائے کہ داشت چوں اجلش فراز آمد از بیدست و پائے گریختن نتوانست۔

مثنوی

چو آید ز پے دشمنِ جانستاں | ببندد اجل پائے مردِ دواں
دراں دم کہ دشمن بیاپے رسید | کمانے کیانی نباید کشید

حکایت (۲۶) ابلہے را دیدم سمین و خلعتے ثمین در بر و مرکبِ تازی در زیر و قصبے مصری بر سر کسے گفت اے سعدی چگونہ ہمی بینی ایں دیبائے معلم بریں حیوانِ لایعلم گفتم

شعر

قَدْ شَابَهَ بِالْوَرٰی حِمَارٌ | عِجْلًا جَسَدًا لَهٗ خُوَارٌ
گفتہ اند یک طلعتِ زیبا بہ از ہزار خلعتِ دیبا

قطعہ

شریف اگر متضعف شود خیال مبند | کہ پایگاہِ بلندش ضعیف خواہد شد

حکایت ۲۵: اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ موت اپنے متعینہ وقت پر آکر رہے گی اس سے گریز ممکن نہیں۔ دست و پا بریده: ہاتھ پیر کٹا ہوا یعنی سانپ۔ ہزار پائے: کنکھجورا، ہزار پایہ۔ چوں اجلش فراز آمد: جب اس کی موت قریب آگئی۔ مردِ دواں: دوڑتا مرد۔ دشمن: یعنی بہت سے دشمن۔ کمانِ کیانی: ایران کے شاہانِ عظیم الشان کے لائق کمان۔

حکایت ۲۶: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ جاہل، مالدار کی دولت مندی اس کا مرتبہ نہ بڑھائے گی اسے دیکھ کر قدرت کا شاکی نہ ہونا چاہیے بلکہ اپنی اس نعمت پر شکر خداوندی بجالائے جو اس کو حاصل نہ ہو۔ ابلہ: بیوقوف۔ سمین: فربہ، موٹا۔ خلعت: جوڑا، لباس۔ ثمین: قیمتی۔ (سمین اور ثمین میں صنعت تجنیس ہے)۔ در بر: یعنی پہنے ہوئے۔ مرکب تازی: عربی گھوڑا۔ قصبے مصری: ایک قسم کا ریشمی پھولدار رومال۔ دیبائے معلم: منقش (پھولدار) ریشمی کپڑا۔

لایعلم: بے علم۔ قد شابہ ... الخ: یعنی ایک گدھا آدمیوں کے مانند ہوگیا (یا یوں سمجھو کہ) ایک بچھڑے کا بے جان دھڑ ہے جو گائے کی طرح آواز کرتا ہے۔ (یہ تشبیہ کے باب سے ہے کہ اسے گدھا بھی کہہ سکتے ہیں اور بچھڑا بھی) مصرع ثانی اس آیت کریمہ سے اقتباس ہے جو گئوسالہ سامری کے حق میں نازل ہوئی۔ (سورۂ اعراف۔ ۱۴۸) اس شعر میں "عجلا جسدا"، محل رفع میں ہے بر بنائے اقتباس علی حالہ باقی رکھا گیا۔ اور بعض نسخوں میں ... طلعت: صورت، چہرہ۔ زیبا: خوشنما، بھلا۔ متضعف: کمزور۔

آستانہ: چوکھٹ۔ سیمیں: چاندی کی۔ بیخ زر: سونے کی کیل۔ شریف: یعنی سید، رئیسِ شہر، حاکم مکہ۔ دُراعہ: قمیص اول، پیراہن۔ نقشِ بیروں: یعنی کرتا پاجامہ، ہتھیار وغیرہ۔ بگرد...الخ: یعنی اس کی ملکیت کے تمام ساز وسامان اور خود اس کا وجود اس میں کوئی چیز ایسی نظر نہ آئے گی جو حلال ہو سوائے اس کے خون کے۔ یعنی اس کا خون بہا دینا جائز اور وہ واجب القتل ہے۔

در آستانہ سیمیں بہ میخِ زر بزنیا | اگماں مبر کہ یہودی شریف خواہد شد

قطعہ

بآدمی نتواں گفت ماند ایں حیواں | اگر دُراعہ و دستار و نقشِ بیرونش
بگرد در ہمہ اسبابِ ملک ہستی او | کہ ہیچ چیز نہ بینی حلال جز خونش

حکایت (۲۷) دزدے گدائے را گفت شرم نمیداری از برائے جوے سیم دست پیشِ ہر لئیم دراز کردن گفت۔

بیت

دست دراز پئے یک حبہ سیم | بہ کہ ببرند بدانگے و نیم

حکایت (۲۸) مشت زنے را حکایت کنند کہ از دہرِ مخالف بفغاں آمدہ بود و از حلقِ فراخ و دستِ تنگ بجاں رسیدہ شکایت پیشِ پدر برد و اجازت خواست کہ عزمِ سفر دارم مگر بقوتِ بازو دامنِ کامے فراچنگ آرم کہ بزرگاں گفتہ اند

بیت

فضل و ہنر ضائع ست تا ننمایند | عود بر آتش نہند و مشک بسایند

پدر گفت اے پسر خیالِ محال از سر بدر کن و پائے قناعت در دامن

حکایت ۲۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ عزت وآبرو داؤ پر لگا کر دولت حاصل کرنے سے بہتر اس کو ٹھکرا دینا ہے اور قناعت کی زندگی گزارنا بہتر ہے۔ گدا: فقیر، بھیک مانگنے والا۔ جوے سیم: جَو بھر چاندی۔ لئیم: کمینہ، بخیل۔ حبۂ سیم: رتی بھر چاندی۔ دانگ: چھ رتی۔ دو نیم: یعنی چوری کے عوض ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

حکایت ۲۸: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ قناعت گزیں بنے اور رزق کثیر کی ہوس میں شہر بہ شہر مارا مارا پھرنا نہ چاہیے۔ مشت زن: مکے باز یعنی پہلوان۔ چونکہ وہ مکے مار کر اپنے بدن کو مضبوط بناتا ہے۔ دہرِ مخالف: ناموافق زمانہ یعنی بدحالی۔ فغاں: نالہ وفریاد۔ حلقِ فراخ: کشادہ حلق، بسیار خوری کے طرف اشارہ ہے۔ دستِ تنگ: تنگ ہاتھ یعنی تنگ دستی، مفلسی۔ بجاں رسیدن: سخت تکلیف واذیت میں ہونا۔ عزم: قصد وارادہ۔ مگر: شاید۔ کام: مقصد۔ فراچنگ آوردن: حاصل کرنا۔ عود: اگر ...

سلامت کش کہ خردمنداں گفتہ اند دولت نہ بکوشیدن ست

وچارۂ آں کم جوشیدن ست شعر

کس نتواند گرفت دامنِ دولت بزور | کوشش بیفائدہ ست وسمہ بر ابروے کور

فرد

اگر بہر سرِ موئیت ہنر دو صد باشد | ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

بیت

چہ کند زورمندِ واژوں بخت | بازوئے بخت بہ کہ بازوئے سخت

پسر گفت اے پدر فوائدِ سفر بسیار ست از نزہتِ خاطر وجرِّ منافع ودیدنِ عجائب وشنیدنِ غرائب وتفرجِ بلدان ومحاورتِ خلّان وتحصیلِ جاہ وادب ومزیدِ مال ومکتسب ومعرفتِ یاراں وتجربتِ روزگار چنانکہ سالکانِ طریقت گفتہ اند

نظم

تا بدکانِ خانہ در گردی | ہرگز اے خام آدمی نشوی

برو اندر جہاں تفرج کن | پیش ازاں روز کز جہاں بروی

پدر گفت اے پسر منافعِ سفر چنیں کہ تو گفتی بیشمار ست لیکن مسلّم

چارہ: علاج، تدبیر۔ کم جوشیدن: یعنی صبر وتحمل کرنا۔ وسمہ: ایک رنگ ہے جسے معشوقوں کے ابرو پر زینت وخوشنمائی کے لیے لگاتے تھے۔ لیکن اندھے کی ابروؤں پر وسمہ لگانا محض بے سود ہے۔ شارح فاضل نے کہا کہ طلائی وسمہ ابرو پر کرتے تا کہ اس کی برودت آنکھ کو پہونچے وگرم مزاج میں نافع ہو۔ لہٰذا اندھے کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر...الخ: اگر تیرے ہر بال میں دوسو ہنر موجود ہوں یعنی تو کثیر ہنر بھی رکھتا ہو۔ بخت: نصیبہ، مقدر۔ زورمند: طاقتور۔ واژوں بخت: (واژگون کا مخفف ہے) الٹے مقدر والا، بدنصیب۔ بازوئے بخت: قسمت کا بازو، یعنی مبارک نصیبہ۔ فوائد: فائدہ کی جمع، فائدے۔ از: بیانیہ ہے یعنی "جیسے"۔ نزہت خاطر: طبیعت کی تفریح وپاکیزگی۔ جرِ منافع: منفعتوں کا حصول۔ عجائب: (عجیب کی جمع) حیرت انگیز چیزیں، نوادر۔ غرائب: انوکھی باتیں۔ تفرج بلدان: شہروں کی تفریح۔ محاورت: گفتگو۔ خلّان: (خلیل کی جمع) دوست صادق۔ جاہ: مرتبہ۔ مکتسب: کمائی، کمایا ہوا روپیہ وغیرہ۔ معرفت: شناسائی، سالکاں: راہِ طریقت چلنے والے۔

ارباب تصوف۔ خام: کچا، ناپختہ۔ تفرج کن: سیر (وتفریح) کر۔ منافع: منفعت کی جمع۔ بمعنی نفع، فائدہ۔ از جہاں بروی: تو دنیا سے جائے یعنی مرنے سے پہلے۔ بے شمار: لاتعداد، بے حساب۔ مسلّم: بتسلیم شدہ، مناسب۔

پنج طائفہ را است نخستیں بازرگانے را کہ با وجود نعمت و مُکنت غلاماں و کنیزاں دارد و شاگردانِ چابک ہر روز بشہرے و ہر شب بمقامے و ہر دم بتفرج گاہے و ہر لحظہ از نعیم دنیا متمتع

قطعہ

مُنعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست | ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت
واں را کہ بر مراد جہاں نیست دسترس | در زاد بوم خویش غریب ست و ناشناخت

دوم عالمے کہ بہ منطقِ شیریں و قوتِ فصاحت و مایۂ بلاغت ہر جا کہ رود بخدمتِ او اقدام نمایند و اکرام کنند

قطعہ

وجودِ مردم دانا مثالِ زرِ طلا است | کہ ہر کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند
بزرگ زادۂ ناداں بشہر وا ماند | کہ در دیارِ غریبش بہیچ نستانند

سوم خوبروئے کہ درونِ صاحبدلاں بمخالطتِ او میل کند کہ بزرگاں گفتہ اند کہ جمال بہ از بسیاریِ مال و گویند روئے زیبا مرہم دلہائے خستہ ست و کلیدِ درہائے بستہ لاجرم صحبتِ او ہمہ جا غنیمت شناسند و خدمتش را منت دانند

طائفہ: جماعت، گروہ۔ بازرگان: سوداگر، تاجر۔ مکنت: قدرت وطاقت، دبدبہ۔ شاگردانِ چابک: چالاک خدمتگار، تیز کام کرنے والے ملازم۔ تفرج گاہ: تفریح گاہ۔ نعیم دنیا: دنیا کی نعمت۔ متمتع: نفع اٹھانے والا۔ لطف اندوز۔ منعم: مالدار۔ غریب: مسافر، پردیسی۔ خیمہ زد: خیمہ تانا۔ بارگاہ ساخت: دربار سجایا۔ مراد جہاں: یعنی دنیا کی دولت وراحت۔ دسترس: قابو۔ زاد بوم: یعنی بوم زاد، جائے پیدائش، وطن۔ ناشناخت: غیر معروف، اجنبی۔ غریب: بیگانہ، مسافر۔ منطق: گفتگو، کلام۔ مایہ: سرمایہ، پونجی۔ بلاغت: مقتضائے حال کی رعایت کے ساتھ مرتبۂ کمال تک پہونچا ہوا کلام پیش کرنا۔ حسب موقع فصیح گفتگو۔ اقدام: پیش قدمی۔ اکرام: عزت، تعظیم وتکریم۔ زرطلا: خالص سونا۔ بزرگ زادہ: امیر زادہ۔ واماند: عاجز رہتا ہے۔ دیارِ غریب: اجنبی ملک، پردیس۔ درون: طبیعت، دل۔ مخالطت: ہم نشینی، میل جول۔ میل کردن: مائل ہونا، راغب ہونا۔ روئے زیبا: حسین چہرہ۔ خستہ: گھائل، رنجیدہ۔ کلید: کنجی، چابی۔ لاجرم: ناچار۔ منت: بھلائی۔

قطعہ

شاہد آنجا کہ رود عزّت و حرمت بیند | ور برانند بقہرش پدر و مادرِ خویش
پرِ طاؤس در اوراقِ مصاحف دیدم | گفتم ایں منزلت از قدرِ تو می بینم بیش
گفت خاموش کہ ہر کس کہ جمالے دارد | ہر کجا پائے نہد دست ندارندش پیش

قطعہ

چوں در پسر موافقت و دلبری بود | اندیشہ نیست گر پدر از وے بری بود
او جوہر ست گو صدف اندر میاں مباش | درِّ یتیم را ہمہ کس مشتری بود

چہارم خوش آوازے کہ بحنجرۂ داؤدی آب از جریان و مرغ از طیران باز دارد پس بوسیلتِ آں فضیلت دلِ مشتاقاں صید کند و اربابِ معنی بمنادمتِ او رغبت نمایند و بانواع خدمت کنند

شعر

سَمْعِیْ اِلیٰ حُسْنِ الْاَغَانِیْ | مَنْ ذَا الَّذِیْ جَسَّ الْمَثَانِیْ

قطعہ

چہ خوش باشد آہنگِ نرم حزیں | بگوشِ حریفانِ مستِ صبوح
بہ از روئے زیباست آوازِ خوش | کہ ایں حظِّ نفس ست و آں قوتِ روح

شاہد: حسین، خوبرو، معشوق۔ عزت و حرمت: اعزاز واحترام۔ قہر: غصہ۔ طاؤس: مور۔ مصاحف: قرآن پاک۔ منزلت: رتبہ، منصب۔ قدر: مرتبہ۔ بیش: زیادہ۔ خاموش: فعل امر ہے، چپ رہ۔ جمال: حسن، خوبروئی۔ پائے نہادن: قدم رکھنا یعنی وہاں اقامت پذیر ہونا، فروکش ہونا۔ دست بدارندش پیش: یعنی اس کو ہاتھوں لیتے ہیں، عزت وتوقیر کرتے ہیں۔ موافقت: محبت، میل ملاپ رکھنا۔ دلبری: دل کو موہ لینا، دلی کشش، محبوبیت۔ گر پدر از وے بری بود: یعنی باپ اگر اس ذمہ داری سے ہاتھ اٹھالے۔ جوہر: موتی۔ صدف اندر میاں: یعنی اندر میانِ صدف: سیپ کے اندر۔ درِّ یتیم: یکتا موتی۔ مشتری: خریدار۔ حنجرۂ داؤدی: حضرت داؤد کا سا گلا۔ آب از جریان ومرغ از طیران بازدارد: پانی کو بہنے سے اور پرندے کو اڑنے سے روک دے۔ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی سے اڑتے پرندے رک جاتے اور بہتا پانی ٹھہر جاتا۔ وسیلت: وسیلہ، ذریعہ۔ صید کردن: شکار کرلینا، قابو میں کرنا، دل جیت لینا۔ اربابِ معنی: اہل باطن، اہل دل۔ منادمت: ہم نشینی۔ رغبت: دلچسپی۔ بانواع: طرح طرح سے۔ سمعی الی … الخ: میرا کان نغموں کی خوبی کی طرف لگا ہوا ہے کون ہے جس نے ستار چھیڑ رکھا ہے۔ آہنگ: راگ، سُر، لے۔ حزیں: درد بھری، غمناک۔ حریفاں: محفل شراب کے ساتھی۔ صبوح: صبح کو پی جانے والی شراب۔ حظ: لطف، لذت۔ قوت: یعنی غذا۔

پنجم پیشہ ورے کہ بہ سعیِ بازو کفافے حاصل کند تا آبرو از بہر لقمہ ریختہ نگردد چنانکہ بزرگان گفتہ اند

قطعہ

گر بغریبی رود از شہر خویش | سختی و محنت نکشد پنبہ دوز
ور بخرابی فتد از مملکت خویش | گرسنہ خفتد ملکِ نیمروز

چنیں صفتہا کہ بیان کردم اے پسر در سفر موجبِ جمعیتِ خاطر ست و داعیۂ طیبِ عیش و آنکہ ازیں جملہ بے بہرہ ست بخیالِ باطل در جہاں برود و دیگر کسش نام و نشان نشنود

قطعہ

ہر آنکہ گردشِ گیتی بکینِ او برخاست | بغیرِ مصلحتش رہبری کند ایام
کبوترے کہ دگر آشیاں نخواہد دید | قضا ہمی بردش تا بسوئے دانہ و دام

پسر گفت اے پدر قولِ حکما را چگونہ مخالفت کنم کہ گفتہ اند رزق اگرچہ مقسوم ست باسبابِ حصولِ آں تعلق شرط ست و بلا اگرچہ مقدور ست از ابوابِ دخولِ آں حذر کردن واجب

قطعہ

رزق ہر چند بے گماں برسد | شرطِ عقل ست جستن از درہا

پیشہ ور: کسی قسم کا کام کرنے والا، اہلِ حرفت۔ کفاف: روزینہ، آمدنی۔ آبرو: عزت۔ غریبی: سفر، پردیس۔ پنبہ دوز: گانٹھنے والا، پیوند لگانے والا، موچی یا رفو گر، پارہ دوز۔ خرابی: (بیائے تنکیر) یعنی جائے خرابی۔ (بیائے نسبت) یعنی جائے ویران۔ (دونوں طرح درست ہے) گرسنہ: بھوکا۔ ملک: بادشاہ۔ نیمروز: ولایت سیستان۔ لہذا ملک نیمروز سے مراد رستم ہے۔ موجب: سبب۔ جمعیت خاطر: دل کا اطمینان۔ داعیہ: سبب، سامان، ذریعہ۔ طیب عیش: زندگی کا لطف، خوش زندگانی۔ بے بہرہ: بے نصیب، محروم۔ گردش گیتی: یعنی زمانے کی گردش۔ کین: خلاف۔ بغیر مصلحتش...الخ: یعنی زمانہ اس کو ایسی طرف لے جاتا ہے جس میں اس کی کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ کبوترے کہ ...الخ: یعنی جس کبوتر کو دوبارہ اپنا آشیاں دیکھنا نصیب میں نہ ہو اسے اس کی تقدیر دانہ ودام کی طرف لے جاتی ہے۔ دام: صیاد کا جال۔ قضا: تقدیر، قسمت۔ مقسوم: قسمت میں لکھا ہوا۔ اسباب: ذرائع، طریقے۔ تعلق شرط است: یعنی وہ کام کرنا ضروری ہے۔ مقدور: مقدر میں لکھا ہوا۔ ابواب دخول آں: اس کی آمد کے دروزے۔ حذر کردن واجب: پرہیز کرنا لازمی ہے۔ از درہا: یعنی رزق کو

ورچہ کس ... الخ: اگرچہ کوئی شخص بے موت نہ مرے گا۔ مگر تو (اس خیال کے تحت از خود) اژدہا کے منہ میں مت جا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ: یعنی از خود ہلاکت میں نہ پڑو۔ (۱۹۵ بقرہ)۔

ورچہ کس بے اجل نخواہد مُرد | تو مرو در دہانِ اژدرہا

دریں صورت کہ منم باپیلِ دمان بزنم و باشیرِ زیاں پنجہ درافگنم پس مصلحت آنست اے پدر کہ سفر کنم کہ ازیں بیش طاقتِ بینوائی ندارم

قطعہ

چوں مرد برفتاد ز جای و مقامِ خویش | دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جائے او

شب ہر توانگرے بسرائے ہمی رود | درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے او

ایں بگفت و پدر را وداع کرد و ہمت خواست و رواں شد و با خویشتن ہمیگفت

شعر

ہنرور چو بختش نباشد بکام | بجائے رود کش ندانند نام

ہمچنیں تا برسید بر کنار آبے کہ سنگ از صلابتِ او بر سنگ ہمی آمد و خروشش بفرسنگ می رفت

بیت

سہمگیں آبے کہ مرغابی درو ایمن نبود | کمتریں موج آسیا سنگ از کنارش در ربود

گروہے مردماں را دید ہر یک بقراضہ در معبر نشستہ و رختِ سفر بستہ جواں را دستِ عطا بستہ بود زبانِ ثنا بر کشود چندانکہ زاری کرد یاری نکردند ملّاحِ بیمروّت از و بخندہ بر گردید و گفت

اژدرہا: ازدہا، اجگر۔ صورت: بمعنی حالت۔ پیل دمان: مست ہاتھی۔ بزنم: یعنی لڑجاؤں۔ شیر زیاں: غضبناک شیر۔ پنجہ درافگنم: یعنی پنجہ مروڑ دوں۔ مصلحت: نیک صلاح۔ بینوائی: مفلسی، محتاجی۔ چہ غم خورد: کیا رنج کرے۔ آفاق: دنیا۔ سرائے: گھر۔ درویش ہر کجا کہ ... الخ: درویش کے لیے جہاں رات ہوجائے وہی اس کا گھر ہے۔ وداع: رخصت۔ ہمت خواست: دعائے خیر طلب کیا۔ رواں شد: روانہ ہوگیا۔ بکام: مقصد کے موافق۔ صلابت: سختی۔ سنگ بر سنگ ہمی آمد: یعنی پانی کے بہاؤ کے زور سے پتھر پر پتھر لڑھک کر آرہے تھے۔ مراد یہ ہے کہ پانی تیز دھارے کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ خروش: شور۔ فرسنگ: تین میل، یعنی میلوں۔ سہمگیں: خوفناک۔ مرغابی: مرغ آبی، پانی کا پرندہ جانور۔ نیز مرغابی ایک مشہور پرندہ ہے جو دریا میں تیرتا رہتا ہے۔ ایمن: بے خوف۔ کمتریں موج: سب سے چھوٹی موج۔ ادنی موج۔ آسیا سنگ: چکی کا پاٹ۔ قراضہ: چاندی کی ریزکاری، یعنی چھوٹے سکے۔ معبر: کشتی۔ دست عطا بستہ بود: یعنی روپے پیسے نہ تھے۔ زاری: عاجزی۔ یاری: مدد۔

شعر

بے زر نتوانی کہ کنی برکس زور | ور زر داری بزور محتاج نۂ

شعر

زر نداری نتواں رفت بزور از دریا | از زورِ دہ مرد چہ باشد زرِ یک مرد بیار

جواں را دل از طعنۂ ملاح بہم برآمد خواست کہ ازو انتقامے کشد کشتی رفتہ بود آواز داد کہ اگر بدیں جامۂ کہ پوشیدہ ام قناعت کنی دریغ نیست ملاح طمع کرد و کشتی باز گردانید

بیت

بدوزد شرہ دیدۂ ہوشمند | در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند

چندانکہ دست جواں بریش و گریبانش رسید بخود درکشید و بیحابا فرو کوفت یارش ز کشتی بدر آمد کہ پشتی کند ہمچنیں درشتی دید پشت بگردانید مصلحت آں دیدند کہ با او بمصالحت گرایند و باجرت کشتی مسامحت نمایند

مثنوی

چو پرخاش بینی تحمل بیار | کہ سہلے ببندد درِ کارزار
بشیریں زبانی و لطف و خوشی | توانی کہ پیلے بموئے کشی

بے زر نتوانی ...الخ: یعنی روپوں پیسوں کے بغیر کسی پر زور نہیں کر سکتے اور اگر یہ موجود ہو تو پھر زور کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ زورِ دہ مرد: دس پہلوانوں کے برابر طاقت۔ زرِ یک مرد: ایک آدمی کا کشتی کا کرایہ۔ انتقام: بدلہ۔ اگر بدیں جامۂ کہ ...الخ: یعنی یہ کپڑے جو میں نے پہن رکھے ہیں اگر تم انھیں کشتی کے کرایہ کے عوض لینے پر صبر کرو تو میں دینے کو تیار ہوں۔ طمع: لالچ۔ شرہ: لالچ۔ دیدۂ: آنکھ۔ بند: یعنی جال۔ بخود درکشید: اپنی جانب کھینچ لیا۔ بیحابا: بے تحاشہ۔ پشتی کردن: مدد کرنا۔ درشتی: سختی۔ (عبارت میں کشتی، پشتی، درشتی کا استعمال خالی از لطف نہیں) پشت: پیٹھ۔ مسامحت: چشم پوشی۔ پرخاش: جنگ، لڑائی۔ تحمل: برداشت، بردباری۔ سہل: نرمی۔ درِ کارزار: لڑائی کا دروازہ۔ شیریں زبانی: میٹھی گفتگو۔ نرم کلامی، خوش گفتاری۔ توانی کہ پیلے ...الخ: ہاتھی کو ایک بال میں باندھ کر کھینچ سکتے ہو۔

لطافت کن آنجا کہ بینی ستیز | نبرد قزِ نرم را تیغِ تیز

بعذرِ ماضی بقدمش در افتادند و بوسۂ چند بنفاق بر سر و چشمش دادند پس بہ کشتی در آوردند و رواں شدند تا برسیدند بستونے کہ از عمارتِ یونان در آب ایستادہ بود ملاح گفت کشتی را خللے ہست، یکے از شما کہ زور آور تر ست باید کہ بریں ستون برود خطامِ کشتی بگیرد تا عمارت کنیم جواں بغرورِ دلاوری کہ در سر داشت از خصمِ آزردہ دل نیندیشید و قولِ حکمارا کار نفرمود کہ گفتہ اند ہر کرا رنجے بدل رسانیدی اگر در عقبِ آں صد راحت برسانی از پاداشِ آں یک رنجش ایمن مباش کہ پیکاں از جراحت بدر آید و آزار در دل بماند

نظم

چہ خوش گفت یکتاش با خیلتاش | چو دشمن خراشیدی ایمن مباش

قطعہ

مشو ایمن کہ تنگ دل گردی | چوں ز دستت دلے بہ تنگ آید
سنگ بر بارۂ حصار مزن | کہ بود کز حصار سنگ آید

چند آنکہ مقودِ کشتی بساعد بپیچید و بالائے ستون رفت ملاح زمام

لطافت: نرمی۔ ستیز: لڑائی۔ قزِ نرم: نرم ریشم، ریشمی کپڑا۔ تیغ تیز: تیز تلوار۔ عذرِ ماضی: گزشتہ معاملہ کی عذر خواہی۔ رواں شدند: روانہ ہوگئے۔ بنفاق: یعنی باطنی عداوت کے ساتھ۔ از عمارتِ یونان: مشہور ہے کہ یہ یونانی عمارت دریا میں غرق ہوگئی تھی۔ کشتی را خللے ہست: کشتی میں کچھ خرابی ہوگئی ہے۔ خطام: مہار یعنی کشتی کی رسی۔ تا عمارت کنیم: تاکہ مرمت کریں اور ایک نسخے میں ہے "تا از عمارت عبور کنیم"۔ غرور دلاوری: بہادری کا گھمنڈ۔ خصم آزردہ دل: دل کا دکھی دشمن۔ نیندیشید: فکر نہ کی، خیال نہ کیا۔ عقب: پیچھے، بعد۔ پاداش: بدلہ۔ ایمن: بےخوف۔ پیکان: تیر، تیر یا نیزے کا پھل۔ آزار: تکلیف، بیماری۔ یکتاش و خیل تاش: "تاش" بمعنی غلام اور "یک" سے مرکب ہے یعنی ایک غلام۔ اور تاش بمعنی آقا اور خداوند بھی ہے اور اسے کلمہ شرکت کے طور پر استعمال کرتے ہیں جیسے "ہم سبق" تو یکتاش کے معنی ہوئے ایک آقا کے دو غلام۔ یونہی خیلتاش بمعنی خواجہ تاش ہے یا اس میں اضافت مقلوبی ہے۔ یعنی تاشِ خیل بمعنی جماعت کا آقا۔ یا خیلتاش بمعنی سردار لشکر ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ دو آدمیوں کے نام ہیں۔ جن میں ایک شخص دوسرے کا نصیحت گر ہے۔ بعض نے کہا کہ "یکتاش" بادشاہ خوارزم کا نام ہے اور "خیلتاش" کا معنی "غلاموں کا گروہ" اس کے علاوہ دوسری تشریحات بھی کی گئیں ہیں۔ معنی ہوئے کہ یکتاش غلام نے خیلتاش غلام سے کتنی اچھی بات کہی۔ بارۂ حصار: قلعہ کی دیوار۔ مقودِ کشتی: کشتی کو کھینچنے والی رسی۔ ساعد:

ازکفش درگسلانید وکشتی براند بیچاره متحیر بماند روزے دو بلاؤ محنت کشید سختی دید سوم روز خوابش گریباں گرفت و درآب انداخت بعد از شبا روزے دگر برکنار افتاد از حیاتش رمقے مانده بود برگ درختاں خوردن گرفت و بیخ گیاہاں برآوردن تااندکے قوت یافت سر در بیاباں نہاد و برفت تاتشنه و بیطاقت شد و بر سر چاہے رسید قومے را دید شربت آب به پشیزے ہمی آشامیدند جواں را پشیزے نبود طلب کرد و بیچارگی نمود رحمت نیاوردند دست تعدی دراز کرد دستے چندرا فروکوفت مرداں غلبہ کردند و بیحابا بزدندش مجروح شد

قطعه

پشہ چو پر شد بزند پیل را | باہمه مردی و صلابت که اوست
مورچگاں را چو بود اتفاق | شیر ژیاں را بدر آرند پوست

بحکمِ ضرورت در پئے کارواں افتاد و برفت شبانگه برسیدند بمقامے که از دزداں پرخطر بود کاروانیاں را دید لرزه بر اندام افتاده و دل برہلاک نہاده گفت اندیشه مدارید که دریں میاں یکے منم که به تنہا پنجاه مرد را جواب گویم و دیگر جوانان ہم یاری کنند ایں

کف: ہتھیلی۔ درگسلانید: چھڑالیا۔ متحیر: حیران۔ روزے دو: دودن۔ خوابش گریبان گرفت: یعنی اس کو نیند آگئی۔ بعد از شباروزے: ایک دن ایک رات کے بعد۔ رمق: تھوڑی سی جان۔ بیخ گیاہاں: گھاسوں کی جڑیں۔ سر در بیاباں نہاد: یعنی جنگل کی راہ لی۔ برسرِ چاه رسید: ایک کنویں پر پہونچا۔ شربتِ آب: پانی کے گھونٹ۔ به پشیزے ہمی آشامیدند: ایک پیسے کے عوض پلارہے ہیں۔ بیچارگی نمود: مجبوری ظاہر کیا، خوشامد کیا۔ دستِ تعدی دراز کرد۔ زیادتی کا ہاتھ دراز کیا یعنی زیادتی کی اور مارنے لگا۔ مجروح شد: زخمی ہوگیا۔ پشہ: مچھر۔ پُر شد: بہت ہوں۔ صلابت: سختی۔ مردی: قوت۔ مورچگاں: چیونٹیاں۔ شیر ژیاں: غضبناک شیر۔ بدر آرند پوست: کھال کھینچ لیں۔ بحکم ضرورت: یعنی مجبوراً۔ پئے کارواں: قافلہ کے پیچھے پیچھے۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ کاروانیاں: قافلہ والے۔ اندام: جسم، بدن۔ اندیشہ مدارید: فکر مت کرو۔ جواب گویم: یعنی مقابلہ کروں گا۔ یاری: مدد۔

بگفت و مردم کارواں بلافِ او قوی دل شدند و بصحبتش شادمانی کردند و بزاد و آبش دستگیری واجب دانستند جواں را آتشِ معدہ بالا گرفتہ بود و عنانِ طاقت از دست رفتہ لقمۂ چند از سرِ اشتہا تناول کرد و دمے چند آب در پیئے آں آشامید تا دیوِ درونش بیارمید و بخفت پیر مردے جہان دیدہ دراں کارواں بود گفت اے جماعت من ازیں بدرقۂ شما اندیشناکم بیش ازانکہ از دزداں چنانکہ حکایت کنند غریبے را درمے چند گرد آمدہ بود و بشب از تشویشِ لوریان در خانہ نمی خفت یکے را از دوستاں بر خود خواند تا وحشتِ تنہائی بدیدارِ وے منصرف کند شبے در صحبتِ او بود چندانکہ بر درمہاش وقوف یافت ببرد و بخورد و سفر کرد بامدادان دیدند غریب گریاں و عریاں کسے گفت حال چیست مگر آں درمہائے ترا دزد برد گفت لاَ وَاللہِ بدرقہ برد

قطعہ

ہرگز ایمن ز یار نہ نشستم تا ندانستم انچہ عادتِ اوست

زخمِ دندانِ دشمنے بتر است کہ نماید بچشم مردم دوست

لاف: شیخی، ڈینگ۔ صحبت: ساتھ ہونا۔ زاد: توشہ۔ دستگیری: مدد، تعاون۔ آتش معدہ: یعنی بھوک۔ عنان: باگ، لگام۔ از سر اشتہا: یعنی بھوک کے سبب۔ یعنی بھوک سے۔ تناول کرد: یعنی کھائے۔ دمے چند آب: پانی کے چند گھونٹ۔ دیو درونش: اس کے اندر کا شیطان یعنی نفس، بھوک بھی مراد ہوسکتی ہے۔ جہاندیدہ: تجربہ کار۔ بدرقہ: رہبر، رہنما۔ اندیشناکم: میں فکر مند ہوں، میں خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ غریب: مسافر، اجنبی۔ گرد آمدہ بود: جمع ہوگیا تھا۔ تشویش: پریشانی، خطرہ۔ لوریاں: بھگون کا ایک گروہ تھا۔ جو گانے بجانے اور حجامت کا پیشہ کرتا اور لوگوں کو پھانس کر لوٹ لیتا۔ (واحد لوری، ٹھگ) برخود: اپنے پاس۔ خواند: بلایا۔ وحشت: گھبراہٹ، نامانوسیت۔ منصرف کردن: دور کرنا۔ چندانکہ: چنانچہ۔ وقوف: اطلاع، آگاہی۔ سفر کرد: یعنی روپیہ لے کر چلا بنا۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ گریاں: روتا ہوا۔ عریاں: ننگا۔ مگر: شاید۔ لا واللہ: (نہیں) خدا کی قسم۔ بدرقہ برد: راہبر لے گیا۔ ایمن: بے خوف۔ یار: دوست، مددگار۔ زخم دنداں: ایسے دشمن کے دانتوں کا زخم گہرا لگتا ہے جو لوگوں کی نظر میں (بظاہر) دوست نظر آتا ہے۔

چہ دانید کہ اگر ایں ہم از جملہ دزداں باشد بعیاری درمیانِ ما
تعبیہ شدہ تا بوقتِ فرصت یاراں را خبر کند مصلحت آں بینم
کہ مریں خفتہ را بگذاریم و رخت برداریم جواناں را پندِ پیر استوار آمد
و مہابتے عظیم از مشت زن در دل گرفتند و رخت برداشتند
و جواں را خفتہ بگذاشتند آنگہ خبر یافت کہ آفتابش برکتف
سر برآورد و کارواں رفتہ دید بیچارہ بسے بگردید رہ بجائے نبرد و تشنہ
و بینوا روی بر خاک و دل بر ہلاک نہادہ میگفت

شعر

مَنْ ذَا یُحَدِّثُنِیْ وَزُمَّ الْعِیْسُ | مَا لِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسُ

فرد

درشتی کند بر غریباں کسے | کہ نابودہ باشد بغربت بسے

مسکیں دریں سخن بود کہ پادشہ پسرے بصید از لشکریاں دور افتادہ
بود و بالائے سرش ایستادہ ہمی شنید و در ہیأتش ہمی نگرید
صورتش پاکیزہ دید و حالش پریشاں پرسید از کجائی و بدیں جا چگونہ
افتادی برخے از آنچہ بر سرِ او رفتہ بود اعادت کرد مَلِک زادہ

چہ دانید: تمہیں کیا معلوم؟۔ از جملہ دزداں باشد: تمام چوروں میں سے ایک چور ہو۔ عیاری: چالبازی۔ درمیانِ ما تعبیہ شدہ: ہمارے درمیان آکر چھپ گیا ہو۔ رخت برداریم: ہم سامان اٹھالیں اور کوچ کر چلیں۔ استوار آمد: پسند آئی۔ مہابت عظیم: بھاری خوف۔ آفتابش برکتف سر برآورد: آفتاب اس کے شانوں پر چمکنے لگا۔ یعنی اس کے اوپر دھوپ پڑنے لگی۔ بینوا: بے سروسامان۔ من ذا...الخ: کون ہے جو اب مجھ سے باتیں کرے حال یہ ہے کہ اونٹوں کو نکیل چڑھا دی گئی (قافلہ روانہ ہوگیا) مسافر کے لیے تو مسافر ہی دوست ہوتا ہے۔ درشتی کند...الخ: وہی شخص مسافروں پر سختی کرتا ہے جو مسافرت میں کچھ زیادہ نہ رہا ہو۔ مسکین: بے چارہ۔ پادشہ پسر: یعنی پسرِ پادشاہ، شہزادہ۔ ہیأت: حالت۔ برخے: کچھ حصہ۔ اعادت کرد: لوٹایا، دہرایا یعنی بیان کیا۔ ملک زادہ: بادشاہ کا لڑکا، شہزادہ۔

را بر حالِ تباہِ او رحمت آمد و خلعت و نعمت داد و معتمدے را باوی بفرستاد تا بشہرِ خویش باز آمد پدر بشش بدیدنِ او شادمانی کرد و بر سلامتِ حالش شکر گفت شبانگہ از انچہ بر سرِ او رفتہ بود از حالتِ کشتی و جورِ ملاح و ظلمِ روستایان بر سرِ چاہ و غدرِ کاروانیاں در راہ با پدر ہمیگفت پدر گفت اے پسر نہ گفتمت ہنگامِ رفتن کہ تہیدستاں را دستِ دلیری بستہ ست و پنجۂ شیری شکستہ

شعر

چہ خوش گفت آں تہیدست سلحشور | جوے زر بہتر از ہفتاد من زور

پسر گفت اے پدر ہر آئینہ تا رنج نبری گنج برنداری و تا جان در خطر نہ ہی بر دشمن ظفر نیابی و تا دانہ پریشاں نکنی خرمن نگیری نہ بینی باندک مایہ رنجے کہ بردم چہ تحصیلِ راحت کردم و بہ نیشے کہ خوردم چہ مایۂ عسل آوردم

فرد

گرچہ بیروں ز رزق نتواں خورد | در طلب کاہلی نباید کرد

فرد

غواص گر اندیشہ کند کامِ نہنگ | ہرگز نکند دُرِ گرانمایہ بہ چنگ

حالِ تباہ: خراب حالت۔ رحمت آمد: رحم آیا۔ خلعت: شاہی جوڑا، کپڑوں کا جوڑا۔ نعمت: سامانِ آسائش، روپیہ وغیرہ۔ معتمد: بھروسہ کا آدمی، قابلِ اعتماد۔ شادمانی: خوشی۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ جور: ظلم، زیادتی۔ روستایاں: روستائی کی جمع ہے دیہاتی۔ غدر: بے وفائی۔ کاروانیاں: قافلہ والے۔ ہنگامِ رفتن: چلتے وقت۔ تہیدستاں: خالی ہاتھ والے، مفلس، قلاش۔ پنجۂ شیری: شیر جیسا پنجہ، بہادری کا پنجہ۔ سلحشور: سپاہی۔ (مرکب ہے سلح مخفف سلاح اور شور بمعنی استعمال کنندہ سے)۔ ہر آئینہ: بہر حال، یقیناً۔ رنج: تکلیف۔ ظفر: کامیابی، فتح۔ نیش: ڈنک۔ چہ مایۂ عسل آوردم: کس قدر میں شہد لایا۔ کاہلی: سستی۔ غواص: غوطہ خور۔ کام: حلق۔ نہنگ: مگرمچھ، گھڑیال۔ دُر: موتی۔ گرانمایہ: قیمتی۔ بہ چنگ کردن: حاصل کرنا۔

حکمت آسیا سنگِ زیریں متحرک نیست لاجرم تحمّلِ بارِ گراں همیکند

قطعه

چه خورد شیر شرزه در بن غار | بازِ افتاده را چه قوت بود
گر تو در خانه صید خواهی کرد | دست و پایت چو عنکبوت بود

پدر پسر را گفت ترا دریں نوبت فلک یاوری کرد و اقبال رهبری که صاحب دولتے بتو رسید و بر تو بخشید و کسرِ حالت را بتفقدی جبر کرد چنیں اتّفاق نادر افتد و بر نادر حکم نتواں کرد۔

بیت

صیّاد نه هر بار شغالے ببرد | باشد که یکے روز پلنگش بدرد

چنانکه یکے از ملوکِ پارس را نگینے گرانمایه در انگشتری بود بارے بحکمِ تفرّج باتنے چند خاصاں بمصلائے شیراز بیروں رفت فرمود تا انگشتری را بر گنبدِ عضد نصب کردند تا هر که تیر از حلقهٔ انگشتری بگذراند خاتم اورا باشد اتّفاقاً چهار صد حکم انداز که در خدمت او بودند بینداختند جمله خطا کردند مگر کودکے که بر بامِ رباطے ببازیچه تیر از هر طرف می انداخت بادِ صبا تیرِ او از حلقهٔ انگشتری بگذرانید

حکمت: دانائی، دانائی کی بات۔ آسیا سنگ زیریں: یعنی سنگ زیرینِ آسیا: چکی کے نیچے کا پاٹ۔ متحرک: حرکت کرنے والا۔ لاجرم: لامحالہ، ناچار۔ تحمّل: برداشت۔ بارِ گراں: بھاری بوجھ۔ شرزہ: غضبناک۔ در بنِ غار: غار کے اندر۔ صید: شکار۔ عنکبوت: مکڑی۔ (ج عناکب) نوبت: باری، مرتبہ۔ یاوری: مدد۔ اقبال: خوش نصیبی۔ کسرِ حالت: حالت کی شکستگی۔ تفقدی: مہربانی۔ جبر: ٹوٹے ہوئے کو باندھنا، ہموار کرنا۔ جوڑنا۔ نادر: کمیاب۔ صیّاد: شکاری۔ شغال: گیدڑ، اور ایک نسخے میں اس کی جگہ ہے "شکارے ببرد"۔ پلنگ: چیتے کی طرح ایک جانور، تیندوا۔ گرانمایہ: قیمتی۔ انگشتری: انگوٹھی۔ بحکمِ تفرّج: تفریح کی غرض سے۔ مصلائے شیراز: شیراز کی عیدگاہ۔ نہایت خوش و خرم مقام ہے وہیں شمس الدین حافظ شیرازی کا روضہ اور عضد الدین بادشاہ کا عالیشان گنبد والا مقبرہ ہے۔ گنبدِ عضد: عضد الدولہ بادشاہ کا گنبد۔ نصب: قائم۔

حلقهٔ انگشتری: انگوٹھی کا گھیرا۔ خاتم: انگوٹھی۔ حکم انداز: کامل نشانہ باز۔ جملہ خطا کردند: سب کا نشانہ خطا ہوا۔ کودکے: ایک لڑکا۔ بام:

خلعت: شاہی جوڑا۔ ارزانی داشتند: بخشش کردیا۔ عطا کردیا۔ رونق نختیں: پہلی آبرو یعنی صحیح نشانہ لگانے کی شان۔ روشن رائے: دانشمند، تابناک عقل والا۔

خلعت ونعمت یافت وخاتم بوے ارزانی داشتند آورده اند
که پسر تیر و کمان رابسوخت گفتند چرا چنیں کردی گفت تا رونق
نختیں برجائے ماند

قطعہ

گہ بود کز حکیم روشن رای | بر نیاید درست تدبیرے
گاه باشد که کودکے ناداں | بغلط برہدف زند تیرے

حکایت درویشے راشنیدم که بغارے نشستہ بود و در
بروی از جہاں بستہ وملوک واغنیارا در چشم ہمت او شوکت و
ہیبت نماند

قطعہ

ہر کہ برخود در سوال کشاد | تا بمیرد نیاز مند بود
آز بگذار و پادشاہی کن | گردن بے طمع بلند بود

یکے از ملوک آں طرف اشارت کرد کہ توقع بکرم واخلاق مرداں
چنیں ست کہ یکے با ما بنان ونمک موافقت کنند شیخ رضا داد
بحکم آنکہ اجابت دعوت سنت ست دیگر روز ملک بعذر قدومش
رفت عابد از جای برجست وملک را در کنار گرفت وتلطف کرد
وثنا گفت چوں غائب شد یکے از جماعت پرسید شیخ را کہ

برجائے ماند: برقرار رہے۔
بغلط برہدف زند تیرے: غلطی سے نشانے پر تیر مار دے۔
حکایت ۲۹: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو بادشاہوں اور امیروں کی قربت صبر وقناعت سے دور کردیتی ہے۔ غار: پہاڑ کی کھوہ۔ از جہاں: یعنی دنیا والے۔ در بروی از جہان بستہ: یعنی لوگوں سے ملاقات ترک کرلی تھی۔ اغنیاء: غنی کی جمع۔ مالدار۔ چشم: بمعنی نظر۔ ہمت: بلندی۔ شوکت: دبدبہ۔ ہیبت: خوف، یعنی وقعت اور وقار نہ رہا۔ در سوال کشاد: مانگنے کا دروازہ کھول دیا یعنی مانگنا شروع کردیا۔ تا بمیرد: یعنی مرتے دم تک۔ آز: حرص۔ طمع: لالچ۔ توقع: امید۔ مرداں: یعنی جوانمردوں۔ توقع بکرم واخلاق مرداں: یعنی آپ کے اخلاق وکرم سے امید ایسی ہے کہ۔ یکے: یعنی ایک مرتبہ۔ با ما بنان ونمک موافقت کنند: ہمارے ساتھ کھانا کھانے میں شرکت کریں۔ شیخ: بزرگ۔ رضا:

خوشنودی۔ بحکم آنکہ: اس سبب سے کہ۔ اجابت: قبول کرنا۔ سنت: یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ۔ بعذر قدومش رفت: اس کی آمد کی تکلیف دہی کی معذرت کرنے گیا۔ یعنی استقبال میں۔ در کنار گرفت: بغل گیر ہوا، معانقہ کیا۔ تلطف: مہربانی، خاص التفات۔

چندیں ملاطفت امروز که با پادشه کردی خلافِ عادت بود دیگر ندیدم گفت نشنیدی آنکه یکے از صاحبدلاں گفته ست

فرد

ہر کرا بر سماط بنشستی | واجب آمد بخدمتش برخاست

مثنوی

گوش تواند که ہمه عمرِ وے | نشنود آوازِ دف و چنگ و نے
دیده شکیبد ز تماشائے باغ | بے گُل و نسریں بسر آرد دماغ
گر نبود بالشِ آگنده پر | خواب تواں کرد حجر زیرِ سر
ورنه بود دلبرِ ہمخوابه پیش | دست تواں کرد بآغوشِ خویش
ویں شکمِ بے ہنرِ پیچ پیچ | صبر ندارد که بسازد بہیچ

باب چہارم در فوائدِ خاموشی

حکایت (۱) یکے از دوستاں گفتم امتناعِ سخن گفتنم بعلتِ آں اختیار آمده است که غالب اوقات در سخن نیک و بد اتفاق افتد و دیدۂ دشمناں جز بر بدی نمی آید گفت اے برادر دشمن آں

ملاطفت: نرمی و مہربانی۔
دیگر ندیدم: یعنی میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔
صاحب دلاں: اہل باطن۔
سماط: بکسر اول، دسترخوان۔
واجب آمد بخدمتش برخاست: اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا واجب ہے۔
دف: ایک مشہور باجہ۔ چنگ: ستار کی قسم کا ایک باجہ۔
نے: بانسری۔ دیدہ: آنکھ۔
شکیبد: صبر کرسکتی ہے۔
تماشا: یعنی سیر۔ نسریں: چنبیلی۔ بالشِ آگندہ پر: پروں سے بھرا ہوا تکیہ۔
حجر: پتھر۔ دلبر: معشوق۔
ہمخوابہ: ساتھ سونے والا۔
آغوش: گود، بغل۔ بہیچ: یعنی کوئی چیز نہ ہونے پر۔
فوائد: فائدہ کی جمع، نفع۔
خاموشی: چپ رہنا۔
حکایت ۱: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اکثر حالات میں چپ رہنا ہی بہتر ہے کہ براہ عداوت اچھی بات پر بھی تنقید و تنقیص شروع ہوجاتی ہے۔ امتناع: رکنا، باز رہنا۔ علت: سبب۔
اختیار آمد: پسند آیا۔ غالب اوقات: اکثر اوقات۔
دیدۂ دشمناں: دشمنوں کی نظر۔ دشمن آں بہ ... الخ: یعنی تمہارے لیے وہی دشمن بہتر ہے جو تمہاری نیکی نہ دیکھ سکے۔ ورنہ اس کو بھی برباد کرنے کی کوشش کرے گا۔

بہ کریمی نہ بیند

شعر

وَاَخُو العَدَاوَةِ لَا یَمُرُّ بِصَالِحٍ | اِلَّا وَیَلْمِزُہٗ بِکَذَّابٍ اَشِرٍ

شعر

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبست | گل ست سعدی و در چشم دشمناں خارست

بیت

نورِ گیتی فروز چشمۂ ہور | زشت باشد بچشم موشکِ کور

حکایت (۲) بازرگانے را ہزار دینار خسارت افتاد پسر را گفت نباید کہ با کسے ایں سخن در میاں نہی گفت اے پدر فرمان تراست نگویم ولیکن باید کہ مرا بر فائدہ ایں مطلع گردانی کہ مصلحت در نہاں داشتن چیست گفت تا مصیبت دو نشود یکے نقصانِ مایہ دیگر شماتتِ ہمسایہ

شعر

مگو اندہِ خویش با دشمناں | کہ لاحول گویند شادی کناں

حکایت (۳) جوانے خردمند از فنونِ فضائل حظے وافر داشت و طبعے نافر چنانکہ در محافلِ دانشمنداں نشستے زبانِ سخن ببستے بارے پدرش گفت اے پسر تو نیز آنچہ دانی بگوی گفت ترسم از آنچہ ندانم

وَاَخُو العَدَاوَةِ...الخ: دشمنی کرنے والا کسی مرد صالح کے پاس سے نہیں گزرتا مگر اس کو سخت جھوٹا متکبر ہونے کا عیب لگاتا ہے۔ اس شعر میں لفظ "صالح" اور عبارت "کَذَّابٌ اَشِر" میں حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی امت کے قول کی تلمیح ہے۔ قوم نے انہیں کے حق میں کہا تھا۔ "بَلْ ھو کَذَّابٌ اَشِر" بلکہ وہ سخت جھوٹا متکبر ہے۔ (القمر۔۲۵) بیت بحر کامل سے مسدس مضمر ہے جس کا وزن متفاعلن چھ بار ہے اور اضمار کی وجہ سے مستفعلن ہوگیا۔ چشم عداوت: دشمنی کی نظر۔ خار: کانٹا۔ گیتی فروز: دنیا روشن کرنے والا۔ ہور: بضم ہاء و واؤ مجہول، آفتاب۔ زشت: برا۔ موشک: چھچھوندر۔ کور: اندھا۔

حکایت ۲: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اپنے نقصان کی خبر دوسروں کو سنانے میں کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ بازرگان: تاجر، سوداگر۔ خسارت: گھاٹا، نقصان۔ فرمان: حکم۔ مطلع: آگاہ۔ نہاں داشتن: پوشیدہ رکھنا۔ مصیبت دو نہ شود: مصیبت دوہری نہ ہوجائے۔ نقصانِ مایہ: مال کا گھاٹا۔ شماتت: دوسرے کی مصیبت پر خوش ہونا۔ ہمسایہ: پڑوسی۔ اندہِ خویش: اندوہ کا مخفف، اپنا غم۔ کہ لاحول گویند...الخ: کہ دشمن خوش ہوکر لاحول پڑھیں گے۔ حکایت ۳: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اہل فضل کی مجلس میں کم گوئی اور خاموشی بہتر ہے۔ ورنہ جہالت و کم علمی کا پردہ فاش ہوسکتا ہے۔ حظ: حصہ۔ وافر: کثیر۔ حظے وافر داشت: بہت زیادہ بہرہ مند تھا۔ طبع نافر: زیادہ گفتگو سے نفرت کرنے والی طبیعت۔ محافل: محفل کی جمع، مجالس۔ بارے: ایک مرتبہ۔

بپرسند و شرمساری برم۔

قطعہ

آں شنیدی کہ صوفیے میکوفت | زیرِ نعلینِ خویش میخے چند
آستینش گرفت سرہنگے | کہ بیا نعل بر ستورم بند

فرد

نگفتہ ندارد کسے با تو کار | و لیکن چو گفتی دلیلش بیار

حکایت (۴) علمائے معتبر را مناظرہ افتاد باکیے از ملاحدہ لعنہم اللہ علی حدہ و بحجت او بر نیامد سپر بینداخت و برگشت کسے گفت ترا با چندیں فضل و ادب کہ داری با بیدینے حجت نماند گفت علمِ من قرآن ست و حدیث و گفتارِ مشائخ و او بدینہا معتقد نیست و نمی شنود و مرا شنیدنِ کفر او بچہ کار آید۔

بیت

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی | آنست جوابش کہ جوابش ندہی

حکایت (۵) جالینوس ابلہے را دید دست در گریبانِ دانشمندے زدہ و بیحرمتی ہمیکرد گفت اگر ایں دانا بودے کارِ او بناداں بدینجا

شرمساری: شرمندگی۔ می کوفت: ٹھونک رہا تھا۔ میخے چند: چند کیلیں۔ سرہنگ: سپاہی۔ نعل: گھوڑے کے سُم میں لگانے کا آہنی حلقہ۔ بیا نعل بر ستورم بند: آؤ! میرے گھوڑے کی نعل باندھ دو۔ نگفتہ ندارد. الخ: نہ کہی ہوئی بات کے لیے کسی کو تجھ سے کچھ سروکار نہیں۔

حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بے دینوں، بدمذہبوں سے مناظرہ اسی وقت کرے جب دلائل وبراہین مستحضر ہوں اور بھرپور علم سے بہرہ مند ہو۔ ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ معتبر: مستند۔ مناظرہ: حق ثابت کرنے کے لیے دوشخصوں کا گفتگو کرنا۔ ملاحدہ: ملحد کی جمع، بے دین، دہریہ۔ لَعَنَہم اللّٰہ عَلیٰ حِدَہ: ان میں سے ہرایک پر خدا کی پھٹکار ہو۔ حجت: دلیل۔ بر نیامد: غالب نہ آسکا۔ سپر انداختن: ہار مان لینا۔ گفتار مشائخ: بزرگوں کے اقوال۔ آنکس کہ بقرآن ... الخ: جس شخص سے تم قرآن وحدیث کے حوالوں سے نہ جیت سکو تو اس کا بہتر جواب یہی ہے کہ اس کا جواب نہ دو۔

حکایت ۵: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ کج فہم لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا یا خاموش رہنا ہی دانشمندی ہے۔ ابلہ: بیوقوف۔ دست در گریباں زدن: دست وگریباں ہونا۔ [illegible]: یعنی اگر یہ دانشمند۔ دانا بودے: عقلمند رہا ہوتا اور ابتداءً ہی نرمی کیا ہوتا۔ کار او بناداں بدینجا نرسیدے: تو نادان کے ساتھ [illegible] اس حد تک نہ پہونچتا۔ اور اس کو یہ ذلت نہ دیکھنی پڑتی۔

کین: کینہ، دشمنی۔ پیکار: جنگ۔ سبکسار: مرکب ہے اصل ہے سبک سر۔ (کم عقل) الف کو برائے تحسین کلام اور ضرورت قافیہ وغیرہ کے سبب بڑھا دیتے ہیں جیسے "ستمگار" ہے ستمگر سے۔ وحشت: یعنی جہالت وبدتمیزی۔ موئے: بال۔ ہمیدوں: بمعنی ہمچنیں۔ (ہم ایدون کا مخفف) آزرم: بتقدیم معجمہ: صلح وآشتی ونرمی۔ آرزم: بتقدیم رائے مہملہ: جنگ۔ یہاں معنی اول مناسب ہے یعنی اگر ایک بال پر دو صاحب دل زور آزمائی کریں تو ڈھیل دے کر اسے ٹوٹنے سے بچالیں گے۔ اسی طرح اگر ایک جانب کوئی سرکش ہو اور دوسری جانب کوئی نرم جو ہو تب بھی وہ بال ٹوٹنے سے بچ جائے گا کہ نرم جو ڈھیل دیدیگا۔ لیکن اگر دونوں ہی جانب جاہل ہوں اور بال کی جگہ زنجیر ہو تب بھی زور آزمائی کرکے اسے توڑ ڈالیں گے۔ یعنی اختلافی مواقع پر بھی دانشمندی اور سلیقہ مندی ضروری ہے۔ زشت خو: بدطینت، بری عادت والا۔ نیک فرجام: خوب انجام۔ بتر: اس کی اصل بدتر ہے۔ بتر زانم...الخ: میں تو اس سے بھی بدتر ہوں جیسا تو مجھے کہے کہ اپنے عیبوں کو میں ہی جانتا ہوں میری طرح تم ان سے واقف ہی نہیں ہو۔ حکایت ۶: اس حکایت میں اور حکایت ۷ میں بلیغ گفتگو کا سلیقہ بتایا گیا ہے۔ سحبان وائل: یعنی سحبان بن وائل م

زرسیدے۔

مثنوی

دو عاقل را نباشد کین و پیکار | نہ دانائے ستیزد با سبکسار

اگر ناداں بوحشت سخت گوید | خردمندش بنرمی دل بجوید

دو صاحبدل نگہدارند موئے | ہمیدوں سرکشے و آزرم جوئے

وگر در ہر دو جانب جاہلانند | اگر زنجیر باشد بگسلانند

یکے را زشتخوئے داد دشنام | تحمل کرد و گفت اے نیک فرجام

بتر زانم کہ خواہی گفت آنی | کہ دانم عیبِ من چوں من ندانی

حکایت (۶) سحبان وائل را در فصاحت بے نظیر نہادہ اند بحکم آنکہ سالے بر سرِ جمعے سخن گفتے کہ لفظے مکرر نکردے واگر ہماں اتفاق افتادے بعبارتِ دیگر بگفتے واز جملہ ادبِ ندمائے حضرتِ ملوک یکے اینست

مثنوی

سخن گرچہ دلبند و شیریں بود | سزاوارِ تصدیق و تحسین بود

چو یکبار گفتی مگو باز پس | کہ حلوا چو یکبار خوردند بس

حکایت (۷) یکے را از حکما شنیدم کہ می گفت ہرگز کسے بجہلِ خود اقرار نکردہ است مگر آں کس کہ چوں دیگرے در سخن باشد ہمچناں تمام

۵۴ھ عرب کا ایک مشہور وبے نظیر فصیح وبلیغ مقرر۔ بے نظیر: بے مثال۔ بحکم: بسبب۔ سالے: ایک سال، سال بھر۔ بر سر جمعے: مجمع کے سامنے۔ سخن گفتے: یعنی تقریر کرتا۔ ندماء: ندیم کی جمع، ہمنشین۔ حضرت: بارگاہ۔ دلبند: دل پسند۔ سزاوار: لائق۔ تصدیق: یعنی آفریں۔ کہ حلوا...الخ: کہ ... حکایت ۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے کی بات کاٹنا خود اپنی جہالت کا اعتراف

سر ..تدا۔ بن: انتہا، اختتام یعنی بات کا آغاز وانجام ہوتا ہے۔ خداوند تدبیر: باتدبیر شخص۔ فرہنگ: عقل ودانش۔ حکایت ۸: اس کا حاصل یہ ہے

مثنوی

ناگفتہ سخن آغاز کند

سخن را سرست اے خردمند و بن | میاور سخن در میان سخن

خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش | نگوید سخن تا نہ بیند خموش

حکایت (۸) تنے چند از بندگان محمود گفتند حسن میمندی را کہ سلطان امروز چہ گفت ترا در فلاں مصلحت گفت بر شما ہم پوشیدہ نماند گفتند انچہ با تو گوید بامثال ما گفتن روا ندارد گفت باعتماد آنکہ داند کہ نگویم پس چرا ہمی پرسید۔

بیت

نہ ہر سخن کہ برآید بگوید اہل شناخت | بسرّ شاہ سر خویشتن نشاید باخت

حکایت (۹) در عقد بیع سرائے متردّد بودم جہودے گفت بخر کہ من از کدخدایان محلّتم وصف ایں خانہ چنانکہ ہست از من پرس ہیچ عیبے ندارد گفتم بجز آنکہ تو ہمسایۂ من باشی۔

قطعہ

خانۂ را کہ چوں تو ہمسایہ ست | دہ درم سیم کم عیار ارزد

لیکن امیدوار باید بود | کہ پس از مرگ تو ہزار ارزد

رازوں کی حفاظت ضروری ہے۔ کسی کے دریافت کرنے پر بھی حسن تدبیر کے ساتھ خاموشی ہی مناسب ہے۔ محمود: سلطان محمود بن سبکتگین (م ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء) حسن میمندی: سلطان محمود کا وزیر۔ مشہور یہی ہے مگر تاریخ فرشتہ میں ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ اس کا وزیر خواجہ احمد بن حسن میمندی م ۴۲۴ھ تھا اور اس کے باپ حسن میمندی کو سبکتگین م ۳۸۷ھ کے ہی عہد میں مشرقی خراسان کے شہر بُست میں سولی دیدی گئی تھی۔ اہل شناخت: ذی ہوش، سمجھ دار۔ سرّ: راز۔ سر نشاید باخت: سر کٹوانا نہیں چاہیے۔ حکایت ۹: اسکا حاصل یہ ہے کہ دوسروں کے ذاتی معاملات میں بیجا مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ خاموش رہنا چاہیے۔ ورنہ ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ عقد بیع: خریداری کا معاملہ۔ سرائے: مکان۔ متردد: متفکر، کشمکش ودبج میں۔ جہود: یہودی۔ کدخدا: صاحب خانہ۔ من از کدخدایان محلتم: یعنی میں اس محلے کے رہنے والوں میں سے ہوں۔ بجز آنکہ...الخ: یعنی اس کے علاوہ کوئی عیب نہیں کہ تو میرا پڑوسی بنے گا۔ کم عیار: غیر خالص، کھوٹی۔ دہ درم سیم...الخ: دس درہم کھوٹی چاندی بھر قیمت رکھتا ہے۔ یعنی ایسا

حکایت (۱۰) یکے از شعرا پیشِ امیرِ دزداں رفت و ثنا گفت فرمود تا جامہ اش برکنند و از دہ بدر کنند مسکین برہنہ بسرما میرفت سگاں درقفائے وے افتادند خواست تا سنگے بردارد و سگاں را دفع کند زمین یخ بستہ بود عاجز شد گفت اینچہ حرامزادہ مردمانند سگاں را کشادہ اند و سنگ را بستہ امیرِ دزداں از غرفہ بدید و بشنید و بخندید و گفت اے حکیم از من چیزے بخواہ گفت جامہ خود مے خواہم اگر انعام فرمائی۔ مصرع رَضِیْنَا مِنْ نَوَالِکَ بِالرَّحِیْلِ۔

بیت

امیدوار بود آدمی بخیرِ کساں | مرا بخیرِ تو امید نیست شر مرساں

سالارِ دزداں را بروے رحمت آمد جامہ او باز داد و قبائے پوستینے براں مزید کرد و درمے چند

حکایت (۱۱) منجمے بخانہ در آمد مردِ بیگانہ دید بازنِ او باہم نشستہ دشنام داد و سخت گفت درہم افتادند فتنہ و آشوب برخاست صاحبدلے بریں واقف گشت گفت

شعر

تو براوجِ فلک چہ دانی چیست | چوں ندانی کہ درسرائے تو کیست

امیر دزداں: چوروں کا سردار۔ ثنا: تعریف وتوصیف۔ برکنند: یعنی اتار لیں۔ از دہ بدر کنند: آبادی سے باہر نکال دیں۔ سرما: جاڑا۔ سگاں: کتے۔ درقفائے وے افتادند: اس کے پیچھے پڑ گئے۔ دفع کند: بھگائے۔ زمین یخ بستہ بود: زمین پر برف جمی ہوئی تھی۔ حرام زادہ: شریر۔ اصلی معنی مراد نہیں۔ سگاں را کشادہ اند و سنگ رابستہ: کتوں کو کھول دیا ہے اور پتھروں کو باندھ دیا ہے۔ یہاں "سگ" اور "سنگ" نیز "کشادہ" اور "بستہ" میں ادبی جمال لطف سے خالی نہیں۔ از من چیزے بخواہ: مجھ سے کوئی چیز مانگ لو۔ رضینا...الخ: ہم تیری عطا کے بدلے اس پر راضی ہیں کہ (بخیر وعافیت اپنے گھر کو) کوچ کر جائیں۔ خیر کساں: لوگوں کی بھلائی۔ مرا بخیر تو...الخ: مجھے آپ سے بھلائی کی تو کوئی امید نہیں مگر میرے ساتھ برائی تو نہ کیجئے اور نقصان نہ پہونچایئے۔ سالار دزداں: چوروں کا سردار۔ قبائے پوستین: بالدار چمڑے کا چوغہ۔ حکایت ۱۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ دور کی خبر دینے والوں کو اپنے قریب کی بھی خبر رکھنا چاہیے ورنہ ایسے اونچے دعوؤں سے خاموشی ہی بہتر ہے۔ منجم: بضم وتشدید جیم: ستارہ شناس، نجومی، جوتشی۔ مرد بیگانہ: اجنبی مرد۔ درہم افتادند: دونوں آپس میں لڑ پڑے۔

حکایت ۱۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ جب کوئی تمہارے عیوب تم پر ظاہر کرے تو خاموشی سے سننا چاہیے۔ خطیب: واعظ، مقرر۔ کریہ الصوت: بھونڈی اور قابل نفرت آواز والا۔ فریاد: شور و غل۔ یعنی بے فائدہ چیختا رہتا۔ گفتی: یعنی ایسا لگتا تھا۔ نعیب غراب البین: جدائی کے کوے کی آواز۔ وہ کوا جس کی آواز دو دوستوں کی جدائی کی تمہید ہوتی تھی۔ تو ہم پرست عربوں میں اس سے بدفالی لی جاتی۔ اسی لیے یہ آواز ناگوار ہوتی ہے۔ الحان: لے، سُر۔ انّ انکر الاصوات: یہ آیۂ کریمہ گدھے کی آواز کے بارے میں نازل ہوئی یعنی یقیناً آوازوں میں سب سے بدترین گدھوں کی آواز ہے۔ اذا نہق ...الخ: جب ابوالفوارس واعظ گدھے کی طرح رینکتا ہے تو اس کے رینکنے سے فارس کا (مضبوط ترین) قلعہ اصطخر بھی لرز اٹھتا ہے۔ اصطخر قلعہ دارا ابن داراب کی تخت گاہ ہے۔ مردم قریہ: آبادی کے لوگ۔ بعلت: بہ سبب۔ جاہ: قدر و منزلت، عزت و وقار۔ بلیتش را می کشیدند: اس کی مصیبت کو جھیل رہے تھے۔ اذیتش را مصلحت نمی دیدند: یعنی اسے اذیت دینے کو خلاف مصلحت سمجھ رہے تھے۔ خطباء: خطیب کی جمع۔ اقلیم: ملک۔

حکایت (۱۲)

خطیبے کریہ الصوت خود را خوش آواز پنداشتے و فریادِ بیفائدہ برداشتے گفتی نعیبِ غرابِ البین در پردۂ الحانِ اوست یا آیۂ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ در شانِ اوست

شعر

اِذَا نَهَقَ الْخَطِيْبُ اَبُو الْفَوَارِسْ | لَهٗ صَوْتٌ يُهَدُّ اِصْطَخْرُ فَارِسْ

مردم قریہ بعلت جاہے کہ داشت بلیتش را میکشیدند و اذیتش را مصلحت نمیدیدند تا یکے از خطبائے آں اقلیم کہ با او عداوتے نہانی داشت بارے بپرسیدنِ او آمدہ بود گفت ترا خوابے دیدہ ام خیر باد گفت چہ دیدی گفت چناں دیدم کہ ترا آواز خوش است و مردماں از انفاسِ تو در راحت خطیب اندریں لختے باندیشید و گفت جزاک اللہ ایں چہ مبارک خوابیست کہ دیدی کہ مرا بر عیبِ خود واقف گردانیدی معلوم شد کہ آوازِ ناخوش دارم و خلق از بلند خواندنِ من در رنج عہد کردم کہ ازیں پس خطبہ نگویم مگر باہستگی

قطعہ

از صحبتِ دوستے برنجم | کاخلاقِ بدم حسن نماید

عداوتے نہانی: در پردہ دشمنی۔ پرسیدنِ او: یعنی اس کی ملاقات کے لیے۔ ترا: تیرے لیے۔ خیر باد: خدا کرے بہتر ہو۔ انفاس: واحد نفس بمعنی سانس۔ راحت: آرام۔ لختے: تھوڑی دیر۔ بیندیشید: سوچا، غور کیا۔ جزاک اللہ: اللہ تم کو بدلہ (ثواب) عطا فرمائے۔ ...

عیبم ہنر و کمال بیند | خارم گُل و یاسمن نماید
کو دشمنِ شوخ چشم بیباک | تا عیب مرا بمن نماید

فرد

ہر آنکس کہ عیبش نگویند پیش | ہنر داند از جاہلی عیبِ خویش

حکایت(۱۳) یکے در مسجد بطوع بانگِ نماز گفتے بادائے کہ مستمعان را ازو نفرت بودے و صاحبِ مسجد امیرے بود عادل نیک سیرت نمیخواستش کہ دل آزردہ گردد گفت اے جواں مردم ایں مسجد را موذنانِ قدیمی اند کہ ہر یکے از ایشاں را پنج دینار مرتب داشتہ ام ترا دہ دینار میدہم تا جائے دیگر روی بریں قول اتفاق کردند پس از مدتے در گذرے پیشِ امیر باز آمد و گفت ایخداوند بر من حیف کردی کہ بدہ دینار از اں بقعہ ام بیروں کردی کہ آنجا رفتہ ام بست دینار میدہند کہ جائے دیگر روم قبول نمی کنم امیر بخندید و گفت زنہار نستانی کہ بہ پنجاہ دینار راضی گردند

شعر

بہ تیشہ کس نخراشد ز روئے خارا گِل | چنانکہ بانگِ درشتِ تو میخراشد دل

حکایت(۱۴) ناخوش آوازے ببانگِ بلند قرآن خواندے صاحبدلے

یاسمن: یاسمین، چنبیلی۔
کو دشمنِ شوخ چشم بیباک ...الخ: کہاں ہے وہ شوخ چشم اور بیباک دشمن جو میرا عیب مجھے دکھائے۔ جاہلی: نادانی۔
حکایت ۱۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی پر اس کا عیب ظاہر کرنے کے لیے سلیقہ مندی ملحوظ رکھنا چاہیے۔
بطوع: خوشی سے۔ بانگ: اذان۔ مستمعاں: سننے والے۔ صاحب مسجد: یعنی مسجد کا متولی۔ مرتب: مقررہ تنخواہ، مشاہرہ۔ درگذرے: یعنی درگزرگاہے: راستے میں۔ حیف: ظلم وستم۔ بقعہ: یعنی مبارک مقام۔ گفت زنہار نستانی: اس نے کہا ہرگز نہ لینا۔ تیشہ: بسُولہ۔ خارا: سخت پتھر۔ چنانکہ بانگ درشت تو ...الخ: جتنا کہ تیری سخت بھونڈی آواز دلخراش ہوتی ہے۔ پتھر سے مٹی کھرچنے میں دلخراش آواز پیدا ہوتی ہے مگر نہ اتنی کہ جتنی تمہاری بھدی آواز دلخراش ہوتی ہے۔
حکایت ۱۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ بھدی آواز والے کو چاہیے کہ قرآن مجید بلند آواز سے نہ پڑھے بلکہ پست آواز سے پڑھے ورنہ خاموش رہے۔
ناخوش آواز: بھدی آواز والا۔ بانگ بلند: اونچی آواز۔ ببانگِ بلند: اونچی آواز سے۔ زور سے۔

روزے بروبگذشت وگفت تراماشاہرہ چندست گفت ہیچ گفت پس ایں زحمت بخود چرا میدہی گفت از بہرِ خدا میخوانم گفت از بہرِ خدا دیگر مخواں

بیت

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی | ببری رونقِ مسلمانی

باب پنجم درعشق وجوانی

حکایت[۱] حسن میمندی را گفتند سلطان محمود چندیں بندۂ صاحبِ جمال دارد کہ ہر یکے بدیع جہانے اند چگونہ افتادہ است کہ با ہیچ کدام از ایشاں میلے و محبتے ندارد چنانکہ با ایاز با آنکہ زیادتِ حُسنے ندارد گفت ہرچہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید

قطعہ

کسے بدیدۂ انکار گر نگاہ کند | نشانِ صورتِ یوسف دہد بناخوبی
وگر بچشمِ ارادت نگہ کند در دیو | فرشتہ اش بنماید بچشم محبوبی

مثنوی

ہر کہ سلطاں مرید او باشد | اگر ہمہ بد کند نکو باشد

ترا ماشاہرہ چندست: تیری ماہانہ تنخواہ کتنی ہے؟۔ گفت ہیچ: اس نے کہا کچھ بھی نہیں۔ از بہر خدا می خوانم: اللہ واسطے (ثواب کے لیے) پڑھتا ہوں۔ از بہر خدا دیگر مخواں: خدا کے لیے اب (دوبارہ) مت پڑھنا۔ گر تو قرآں... الخ: اگر تو قرآنِ پاک اسی طریقہ پر (بری آواز سے) پڑھتا رہا (تو مجھے اندیشہ ہے کہ) تو مسلمان ہونے کی عزت و وقار خاک میں ملا دے گا۔ عشق: زیادتی محبت، فریفتگی۔ حکایت۱: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نظرِ عشق صرف حسن و خوبروئی کی متلاشی نہیں۔ بلکہ دیگر کمالات بھی اس کا سبب ہیں۔ حسن میمندی: سلطان محمود غزنوی کا وزیر۔ اس کی تفصیل ص ۱۵۲ پر دیکھیں۔ بدیع: نادر، اچھوتا۔ میل: رغبت۔ ایاز: سلطان محمود غزنوی کا ترکی غلام۔ با آنکہ: باوجودیکہ۔ زیادت: زیادہ بمعنی زائد۔ در دل فرود آید: دل میں اتر جاتی ہے۔ نکو نماید: اچھی نظر آتی ہے۔ دیدۂ انکار: بے عقیدت کی آنکھ دشمنی کی نظر۔ یوسف: یعنی انتہائی حسین و جمیل۔ یا حضرت یوسف علیہ السلام جو انتہائی حسین و جمیل تھے۔ نشان دہد: یعنی بیان کرے۔ بناخوبی: بدصورتی کے ساتھ۔ چشم ارادت: عقیدت کی آنکھ (نگاہ)۔ اگر چشم ارادت... الخ: اور اگر عقیدت کی نظر سے کوئی دیو کو بھی دیکھے تو وہ اس کی محبت بھری نگاہوں میں فرشتہ صورت ہی نظر آئے گا۔ مرید: پیروکار۔ دیو: شاگرد، اشارہ پر چلنے والا

بیناز د: یعنی نظر سے گرادیتا ہے۔ خیل خانہ: خاندان، افراد خانہ۔ حکایت ۲: اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عشق ومحبت کے بعد رعب ودبدبہ ختم ہوجاتا ہے اور "میرا تیرا" کا امتیاز مٹ جاتا ہے۔ خواجہ: آقا، دولتمند شخص۔ بندہ: غلام، خادم۔ نادر الحسن: نایاب حسن رکھنے والا، بے مثال حسن والا۔ سبیل: راہ، مودّت: دوستی، محبت۔ دیانت: پرہیزگاری۔ دریغ: افسوس۔ شمائل: خصلتیں، وضع قطع۔ زبان دراز: بدزبان، گستاخ، منہ پھٹ۔ توقع: امید۔ مالکی ومملوکی: آقائی اور غلامی۔ پری رخسار: پری چہرہ۔ نہایت خوبصورت، معشوق۔ درآید: پیش آئے۔ بازی: اٹھکھیلیاں۔ چہ عجب نباشد: کیا تعجب کہ وہ غلام آقا کی طرح حکم چلانے لگے اور یہ آقا غلام کی طرح اس کی ناز برداری کرے۔ آبکش: پانی بھرنے والا۔ خشت زن: اینٹ پاتھنے والا۔ مشت زن: مکے مارنے والا، گھونسے مارنے والا۔ نازنین: نازک ادا۔ نازوں والا۔ حکایت ۳: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دل شدہ اور مبتلائے عشق پر نصیحت اور ملامت گری اثر انداز نہیں ہوتی اسے نصیحت کرنا بیکار ہے۔

وانکہ را پادشہ بیندازد | کسش از خیلِ خانہ ننوازد

حکایت (۲) گویند خواجہ را بندہ نادِرُ الحُسن بود با وے بسبیلِ مودّت ودیانت نظرے داشت با یکے از دوستاں گفت دریغ ایں بندۂ من با حسن وشمائلے کہ دارد اگر زباں درازو بے ادب نبودے چہ خوش بودے گفت اے برادر چوں اقرارِ دوستی کردی توقّع خدمت مدار کہ چوں عاشقی ومعشوقی درمیاں آمد مالکی ومملوکی برخاست

قطعہ

خواجہ با بندۂ پری رخسار | چوں درآید ببازی وخندہ
چہ عجب کوچو خواجہ حکم کند | ویں کشد بارِ ناز چوں بندہ

بیت

غلام آبکش باید وخشت زن | بود بندۂ نازنیں مشت زن

حکایت (۳) پارسائے را دیدم بہ محبّتِ شخصے گرفتار نہ طاقت صبر نہ یارائے گفتار چندانکہ ملامت دیدے وغرامت کشیدے ترکِ تصابی نکردے گفتے۔

قطعہ

کوتہ نکنم زدامنت دست | ور خود بزنی بہ تیغ تیزم

بارہا: ... ترک: چھوڑنا۔ تصابی: عشق بازی۔ دست کوتاہ

بعد از تو ملاذ و ملجائے نیست | ہم در تو گریزم ار گریزم

بارے ملامتش کردم و گفتم عقلِ نفیست را چہ شد کہ نفسِ خسیست غالب آمد زمانے بفکرت فرو رفت و گفت۔

قطعہ

ہر کجا سلطانِ عشق آمد نماند | قوّتِ بازوئے تقویٰ را محل

پاک دامن چوں زید بیچارۂ | او فتادہ تا گریباں در وحل

حکایت(۲) یکے را دل از دست رفتہ بود و ترکِ جاں گفتہ مطمحِ نظرش جائے خطرناک و مظنّۂ ہلاک نہ لقمۂ متصوّر شدے کہ بکام آید یا مرغے کہ بدام افتد

بیت

چو در چشمِ شاہد نیاید زرت | زر و خاک یکساں نماید برت

بارے نصیحتش گفتند ازیں خیالِ محال تجنّب کن خلقے ہم بدیں ہوس کہ تو داری اسیر اند و پائے دل در زنجیر بنالید و گفت۔

قطعہ

دوستاں گو نصیحتم مکنید | کہ مرا دیدہ بر ارادتِ اوست

ملاذ و ملجاء: دونوں لفظ ہم معنی ہیں۔ جائے پناہ، ٹھکانہ۔ در تو گریزم ار گریزم: میں اگر تجھ سے بھاگوں گا تو تیری ہی طرف بھاگوں گا۔ یعنی تجھے نہ چھوڑوں گا۔ نفیس: عمدہ۔ خسیس: کمینہ۔

زمانے بفکرت فرو رفت: کچھ دیر سوچ میں ڈوبا رہا۔

زید: زیستن سے فعل مضارع ہے۔ وہ جئے۔ وحل: کیچڑ۔ شعر کا معنی: وہ شخص کس طرح پاک دامن جی سکتا ہے جو بیچارہ گلے تک (محبت کی) کیچڑ میں پھنسا ہوا ہو۔

حکایت ۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ مرتبۂ عشق میں کمال اس وقت حاصل ہوتا ہے جب ہوش و خرد، دل و جگر قربان کرنے کے ساتھ اپنی جان بھی معشوق کو نذر کر دے۔ دل از دست رفتہ بود: یعنی عاشق ہو چکا تھا۔ ترکِ جاں گفتہ: جان دینے کی ٹھان لی تھی۔ مطمح: نظر پڑنے کی جگہ۔ مطمحِ نظر: منظور نظر۔ مظنّۂ ہلاک: وہ جگہ جہاں ہلاکت کا گمان ہو۔ نہ لقمۂ متصور شدے کہ۔۔الخ: یعنی وہ معشوق نہ تو ایسا نوالہ ہی تھا کہ حلق میں آجائے اور نہ ایسا پرندہ تھا جو جال میں پھنس جائے۔ چو در چشمِ شاہد ۔۔۔۔۔ الخ: معشوق کی نظر میں اگر تیری دولت کی وقعت نہ ہو تو پھر تیرے لیے سونا اور مٹی یکساں ہی ہے۔ تجنّب کن: پرہیز کر، باز آ۔ خلقے: یعنی بہت سے لوگ۔ اسیر: گرفتار۔

جنگ جویاں بزورِ پنجہ وکتف | دشمناں راکشند وخوباں دوست
شرطِ مودّت نباشد باندیشۂ جان دل از مہرِ جاناں برگرفتن

ابیات

توکہ دربندِ خویشتن باشی | عشق بازی دروغ زن باشی
گرنشاید بدوست رہ بردن | شرطِ عشق ست درطلب مردن

فرد

گردست رسد کہ آستینش گیرم | ورنہ بروم برآستانش میرم

متعلقانش راکہ نظر درکارِ او بود وشفقت بروزگارِ او پندش دادند وبندش نہادند

شعر

درداکہ طبیب صبر میفرماید | ویں نفسِ حریص راشکر میباید

ابیات

آں شنیدی کہ شاہدے بہ نہفت | بادل از دست دادۂ میگفت
تاترا قدرِ خویشتن باشد | پیشِ چشمت چہ قدرِ من باشد

آوردہ اندکہ مرآں پادشاہزادہ راکہ مطمحِ نظرِ او بود خبر کردند کہ جوانے برسرِ ایں میدان مداومت می نماید خوش طبع شیریں زبان سخنہائے

زورِ پنجہ، وکتف: یعنی پنجہ وبازو کی قوت۔ وخوباں دوست: یعنی یہ حسن والے اپنے چاہنے والوں کو قتل کرتے ہیں۔ مودّت: دوستی، محبت۔

اندیشہ جان: جان کا خطرہ۔ مہرِ جاناں: محبوب کی محبت۔ دل برگرفتن: دل موڑ لینا۔ بندِ خویشتن: اپنی فکر۔ دروغ زن: جھوٹ بولنے والا، جھوٹا۔ گرنشاید...الخ: اگر دوست (معشوق) تک پہونچنا ممکن نہ ہو تو عشق کا لازم یہ ہے کہ دوست کی طلب میں جان دیدے۔ دست رسد: قدرت حاصل ہو۔ متعلقانش: اس کے رشتہ دار یعنی عاشق کے۔ خویش واقربا: اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ معشوق کے خویش واقربا مراد ہوں۔

نظر درکار او بود: یعنی جن کی نظر اس کے کاموں اور احوال پر تھی۔ بندش نہادند: اس کو قید کردیا۔ دردا: ہائے افسوس! صبر: بفتح اول۔ اور بعض بکسر اول کہتے ہیں۔ ایلوا۔ ایک تلخ گوند ہے۔ یعنی دوائے تلخ۔ شاہد: معشوق۔ نہفت: تنہائی، پوشیدگی۔ دل از دست دادہ: جس نے اپنا دل کھودیا ہو یعنی عاشق۔ تاترا...الخ: جب تک تجھ کو اپنی ذات کی فکر ہوگی اس وقت تک تیری نگاہوں میری کیا قدر ہوسکتی

مطمح نظر: ... شیریں زبان: خوش گفتار۔

نکتہائے لطیف: مزے دار باتیں۔ نکتہائے بدیع: عجیب نکتے۔ شور: جنون، سودا۔ سوز: سوزش، جلن۔ شیدا صفت: عاشق صفت۔ دل

لطیف میگوید و نکتہائے بدیع از و میشنوند چنیں معلوم می شود کہ شورے در سر دارد و سوزے در جگر و شیدا صفت می نماید پسر دانست کہ دل آویختۂ اوست و ایں گرد بلا انگیختۂ او مرکب بجانبِ او راند چوں دید کہ شاہزادہ بنزدیکِ او عزم آمدن دارد بگریست و گفت

بیت

آنکس کہ مرا بکشت و باز آمد پیش | مانا کہ دلش بسوخت بر کشتۂ خویش

چندانکہ ملاطفت کرد و پرسید کہ چونی و از کجائی و چہ نام داری و چہ صنعت دانی جوان در قعرِ بحرِ مودّت چناں غریق ماندہ کہ مجالِ نفس نداشت

بیت

اگر خود ہفت سبع از بر بخوانی | چو آشفتی الف با تا ندانی

گفتا سخنے با من چرا نگوئی کہ ہم از حلقۂ درویشانم بلکہ حلقہ بگوش ایشانم آنگہ بقوتِ استیناسِ محبوب از میانِ تلاطمِ امواجِ محبت سر برآورد و گفت

شعر

عجب ست با وجودت کہ وجودِ من بماند | تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند

ایں بگفت و نعرہ بزد و جان بحق تسلیم کرد

آویختہ: فریفتہ، عاشق۔
ایں گرد بلا انگیختۂ او: یعنی یہ فریفتگی اسی کی پیدا کردہ ہے۔
مرکب: سواری، گھوڑا۔
عزم آمدن: آنے کا ارادہ۔
مرا بکشت: عشق میں مجھ کو مار ڈالا۔ مانا: یعنی یقیناً۔
کشتۂ خویش: اپنا مقتول۔
ملاطفت: نرمی، مہربانی۔
چونی و از کجائی۔ آپ کیسے ہیں؟ اور آپ کہاں کے ہیں؟ چہ صنعت دانی: کیا کام کرتے ہیں؟۔ در قعرِ بحرِ مودت: محبت کے گہرے سمندر میں۔ غریق ماندہ: ڈوب چکا تھا۔ مجال نفس نداشت: یعنی بولنے کی سکت نہ تھی۔ ہفت سبع: یعنی قرآن کی ساتوں منزلیں، مراد پورا قرآن ہے۔ از بر: حفظ۔ چو آشفتی ..الخ: لیکن جب تو عاشق ہو جائے تو تجھے الف، با، تا (حروف تہجی) بھی نہ سمجھ میں آسکیں گے۔
حلقہ بگوش: مطیع، فرمانبردار۔
استیناس: اُنس والفت۔
تلاطم امواج: موجوں کے تھپیڑے۔ سر بر آورد: سر اٹھایا۔
عجب ست ..الخ: یہ عجیب بات ہے کہ تیرے موجود ہونے پر بھی میرا وجود باقی رہ جائے۔ تو بولنا شروع

عجب از کشتہ ...الخ: یعنی تعجب اس مقتول پر نہیں جس نے دوست (محبوب) کے دروازے پر جان دے دی ہو بلکہ تعجب تو اس زندہ عاشق پر ہے کہ کیسے محبوب کے در سے جان صحیح سالم بچالایا۔

بیت

عجب از کشتہ نباشد بدرِ خیمۂ دوست | عجب از زندہ کہ چون جان بدر آورد سلیم

حکایت یکے را از متعلّمان کمالِ بہجتے بود و طیبِ لہجتے معلّم از آنجا کہ حسِ بشریت ست با حسنِ بشرۂ او معاملتے داشت زجر و توبیخے کہ بر کودکانِ دیگر کردے در حقِ وے روا نداشتے وقتے کہ بخلوتش دریافتے گفتے

قطعہ

نہ آنچناں بتو مشغولم اے بہشتی روی | کہ یادِ خویشتنم در ضمیر می آید

ز دیدنت نتوانم کہ دیدہ بر بندم | اگر ز مقابلہ بینم کہ تیر می آید

بارے پسرش گفت چندانکہ در آدابِ درسِ من نظر میفرمائی در آدابِ نفسم ہمچنیں تأمّل می فرمائی تا اگر در اخلاقِ من ناپسندے بینی کہ مرا آں پسندیدہ ہمی نماید بر انم اطلاع فرمائی تا بہ تبدیلِ آں سعی کنم گفت اے پسر ایں سخن از دیگرے پرس کہ آں نظر کہ مرا با تست جز ہنر نمی بینم۔

قطعہ

چشمِ بداندیش کہ بر کندہ باد | عیب نماید ہنرش در نظر

ور ہنرے داری و ہفتاد عیب | دوست نبیند بجز آں یک ہنر

حکایت ۵: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عاشق کی نظر میں معشوق کی ہر بات بھلی معلوم ہوتی ہے۔ متعلمان: واحد، متعلم، طالب علم، شاگرد۔ کمال بہجت: یعنی بہت خوبصورت۔ طیب لہجہ: یعنی بہت خوش آواز، اچھے لب ولہجے والا۔ معلم: استاذ۔ حس بشریت: احساس بشری، تقاضائے انسانیت۔ حسن بشرہ: خوبروئی۔ معاملتے داشت: یعنی فریفتہ تھا۔ زجرو توبیخ: ڈانٹنا اور جھڑکنا۔ بخلوتش دریافتے: اس کو تنہائی میں پاتا۔ بہشتی رو: خوبصورت چہرے والا۔ ضمیر: دل، یعنی اے انتہائی حسین چہرے والے! میں تیری یاد میں ایسا مشغول ہو چکا ہوں کہ میرے دل میں خود میری یاد بھی نہیں آتی۔ میں تیرے دیدار سے اپنی آنکھوں کو کبھی بند نہیں کرسکتا اگر چہ میں دیکھتا رہوں کہ سامنے سے تیر آرہا ہے۔ آداب درس: پڑھانے کے طریقے۔ نظر: توجہ، خیال۔ آداب نفس: اخلاقیات کی تعلیم۔ تأمل می فرمائی: توجہ فرماتے رہیے۔ اطلاع فرمائی: آپ آگاہ فرمائیں۔ سعی: کوشش۔ بداندیش: برا سوچنے والا یعنی دشمن۔ برکندہ باد: خدا کرے وہ پھوٹ جائے (یہ جملہ معترضہ دشمن کی آنکھ کے لیے بددعا ہے۔) ور ہنرے...الخ: اور اگر

حکایت شبے یاد دارم کہ یار عزیزم از در درآمد چناں بے خود از جای برجستم کہ چراغم بہ آستیں کشتہ شد **شعر**

سَرٰی طَیْفُ مَنْ یَّجْلُوْ بِطَلْعَتِہِ الدُّجٰی | فَقُلْتُ لَہٗ اَہْلًا وَّسَہْلًا وَّمَرْحَبًا

بنشست و عتاب آغاز کرد کہ درحال کہ مرا بدیدی چراغ بکشتی بچہ معنی گفتم بدو معنی یکے آنکہ گمان بردم کہ آفتاب برآمد و دیگر آنکہ ایں بیتم بخاطر گذشت **قطعہ**

چوں گرانے بہ پیشِ شمع آید | خیزش اندر میانِ جمع بکش
ور شکر خندہ ایست شیریں لب | آستینش بگیر و شمع بکش

حکایت یکے دوستے را کہ زمانہا ندیدہ بود گفت کجائی کہ مشتاق بودم گفت مشتاقی بہ کہ ملولی **مثنوی**

دیر آمدی اے نگارِ سرمست | زودت ندہیم دامن از دست
معشوقہ کہ دیر دیر بینند | آخر بہ از آنکہ سیر بینند

لطیفہ شاہدے کہ با رفیقاں آید بجفا کردن آمدہ است بحکم آنکہ از غیرت و مضادت خالی نباشد **بیت**

اِذَا جِئْتَنِیْ فِیْ رُفْقَۃٍ لِتَزُوْرَنِیْ | وَاِنْ جِئْتَ فِیْ صُلْحٍ فَاَنْتَ مُحَارِبٌ

حکایت ٦: اس کا حاصل یہ ہے کہ عاشق کو چاہیے کہ معشوق سے ملاقات کے وقت بے قابو نہ ہو۔ تاہم اگر بے اختیاری میں اس سے کوئی حرکت صادر ہو جائے تو اس کی کوئی خوبصورت توجیہ پیش کر دے تا کہ نفرت کا باعث نہ ہو۔ یار عزیز: پیارا دوست۔ از در درآمد: دروازے سے داخل ہوا۔ چناں بے خود از جائے برجستم: یعنی بے قابو ہو کر میں اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ چراغ کشتہ شد: چراغ گل ہو گیا، بجھ گیا۔ سَرٰی طَیْفُ ...الخ: مجھے شب میں اس محبوب کا تصور وخیال ابھرا جس کے روئے زیبا سے تاریکیاں چھنٹ جاتی ہیں تو میں نے اس سے کہا خوش آمدید، خوش آمدید، مرحبا! عتاب آغاز کرد: اظہارِ خفگی شروع کر دیا۔ درحال کہ مرا بدیدی: یعنی جونہی آپ نے مجھے دیکھا۔ چراغ بجھا دیا۔ بچہ معنی: کس لیے، کس سبب سے۔ بدو معنی: دو وجہ سے۔ آفتاب برآمد: سورج نکل آیا لہذا چراغ کی کوئی ضرورت نہیں۔ خاطر: دل۔ گرانے: بدصورت، وہ شخص جس کو دیکھ کر طبیعت میں گرانی ہو۔ شمع: چراغ۔ بکش: یعنی چراغ بجھا دو تا کہ اس پر نظر نہ پڑے اور طبیعت میں تکدر پیدا نہ ہو۔ شکر خندہ: ہنس مکھ۔ شیریں لب: خوش گفتار۔ آستینش بگیر و شمع بکش: تم اس کی آستین پکڑو اور شمع گل کر دو۔ تا کہ دادِ عیش ونشاط دے سکیں۔ حکایت ۷: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عاشق کو دردِ عشق میں تڑپتے رہنے اور ہمیشہ مشتاق دیدار رہنے میں جو کیف وسرور ہے وہ وصال یار میں حاصل نہیں۔ زمانہا ندیدہ بود: مدتوں سے نہیں دیکھا تھا۔ (ملاقات نہیں ہوئی تھی) مشتاقی بہ کہ ملولی: تمہارا شوقِ ملاقات میں رہنا رنجیدگی سے بہتر ہے۔ نگار: معشوق۔ سرمست: سرشار، مدہوش۔ دامن از دست ندہم: دامن نہ چھوڑوں گا۔ معشوقہ کہ ...الخ: جس معشوق کا دیدار کبھی کبھی ہو وہ بہتر ہے اس سے کہ خوب جی بھر کے دیکھیں۔ لطیفہ: عمدہ بات۔ شاہد: معشوق۔ رفیق: دوست۔ بجفا کردن: ظلم کرنے کے لیے۔ غیرت: حمیت۔ مضادت: ضد، مخالفت ودشمنی۔

یک نفس: لحہ بھر۔ اغیار: واحد غیر۔ مراد رقیب ہیں۔ بسے نماند: کچھ بعید نہیں۔ شمع جمع: شمع محفل۔ مرا زاں چہ: مجھے اس سے کیا غرض۔

قطعہ

بیک نفس کہ در آمیخت یار با اغیار | بسے نماند کہ غیرت وجودِ من بکشد
بخندہ گفت کہ من شمع جمعم اے سعدی | مرا ازاں چہ کہ پروانہ خویشتن بکشد

حکایت (۸) یاد دارم کہ در ایامِ پیشیں من و دوستے چوں دو مغز بادام در پوستے صحبت داشتیم ناگاہ اتفاقِ غیبت افتاد پس از مدتے کہ باز آمد عتاب آغاز کرد کہ دریں مدت قاصدے نفرستادی گفتم دریغ آمدم کہ دیدۂ قاصد بجمالِ تو روشن گردد و من محروم۔

قطعہ

یارِ دیرینہ مرا گو بزباں توبہ مدہ | کہ مرا توبہ بشمشیر نخواہد بودن
رشکم آید کہ کسے سیر نگہ در تو کند | باز گویم کہ کسے سیر نخواہد بودن

حکایت (۹) دانشمندے را دیدم کہ بہ کسے مبتلا شدہ و رازش از پردہ برملا افتادہ جورِ فراواں بردے و تحملِ بیکراں کردے بارے بہ لطافتش گفتم دانم کہ ترا در محبتِ ایں منظور علتے و بنائے محبت بر زلتے نیست پس با وجود چنیں معنی لائقِ قدرِ علما نباشد خود را متہم گردانیدن و جورِ بے ادباں بردن گفت اے یار دستِ عتابم

حکایت ۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ معشوق کے دیدار سے عاشق کو سیری حاصل نہیں ہوتی۔ ایام پیشیں: گزشتہ زمانہ۔ دو مغز بادام در پوستے: اس سے کمال اتحاد مراد ہے۔ پوست: چھلکا۔ غیبت: غیر حاضری، جدائی۔ عتاب: اظہار خفگی، ملامت۔ قاصد: پیغام رساں۔ دیدہ: آنکھ۔ دیرینہ: قدیم۔ گو: فعل امر ہے۔ بزباں توبہ مدہ: زبان کے ذریعہ توبہ مت کرا۔ اور ایک نسخے میں ہے "پند مدہ" نصیحت مت کر۔ کہ مرا توبہ الخ: کہ تلوار کے خوف سے بھی مجھ سے توبہ نہ ہو سکی۔ باز گویم ...الخ: پھر میں دل میں کہتا ہوں (سوچتا ہوں) کہ تجھے دیکھ کر کوئی سیر ہو ہی نہیں سکتا۔

حکایت ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ مبتلائے عشق خواہ کوئی بھی ہو اسے سرزنش بیکار ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے اختیار ہی میں نہیں ہوتا۔ مبتلا: یعنی عاشق۔ برملا افتادن: لوگوں پر ظاہر ہونا۔ جورِ فراواں: بہت سارے دکھ۔ تحمل بیکراں: بے انتہا برداشت۔

لطافت: نرمی، مہربانی۔ منظور: یعنی منظور نظر، معشوق۔ علت: یعنی خواہش نفسانی۔ زلت: لغزش، مراد معصیت ہے۔ قدر: مرتبہ، شان۔
متہم گردانیدن: تہمت زدہ بنانا۔ بے ادباں: بے سلیقہ، بیہودہ لوگ۔ دستِ عتابم از دامن بدار: یعنی دستِ عتاب از دامنم بدار۔ مجھے

ازدامن بدار که بارہا دریں مصلحت که تو بینی اندیشه کردم صبرم بر جفاے او سہل تر ہمی نماید از نادیدنِ او و حکیماں گویند دل بر مجاہدت نہادن آساں ترست که چشم از مشاہدت فرو گرفتن۔

مثنوی

ہر که دل پیشِ دلبرے دارد	ریش در دستِ دیگرے دارد
آہوئے پالہنگ در گردن	نتواند بخویشتن رفتن
آنکه بے او بسر نشاید برد	گر جفائے کند بباید برد
روزے از دوست گفتمش زنہار	چند ازاں روز گفتم استغفار
نکند دوست زینہار از دوست	دل نہادم بدانچه خاطر اوست
گر بلطفم بنزدِ خود خواند	ور بقہرم براند او داند

حکایت (۱۰)

در عنفوانِ جوانی چنانکه افتد و دانی باشاہدے سرے و سرے داشتم بحکم آنکه حلقے داشت طیب الادا و خلقے کالبدر فی الدجیٰ

بیت

آنکه نباتِ عارضش آبِ حیات میخورد	در شکرش نگه کند ہر که نبات میخورد

اتفاقاً خلافِ طبع ازوے حرکتے بدیدم که ناپسندیدم دامن ازو

مصلحت: نیک صلاح، پالیسی۔ اندیشه کردم: میں نے غور کیا، سوچا۔ صبرم بر جفائے او ...الخ: اس کی جفاؤں کو برداشت کرلینا اس کو نہ دیکھنے سے آسان ہے۔ دل بر مجاہدت نہادن: دل کو رنج و مشقت پر مجبور بنا دینا۔ چشم از مشاہدت فرو گرفتن: آنکھ کو دیدار سے محروم رکھنا۔ دلبر: معشوق۔ ریش: داڑھی۔ پالہنگ: باگ ڈور۔ آنکه بے او ...الخ: وہ معشوق جس کے بغیر زندگی بسر نہ ہو سکے اگر کوئی ظلم بھی ڈھائے تو سہہ لینا چاہیے۔ روزے از دوست...الخ: ایک دن میں نے اپنے دوست سے کہا کہ تجھ سے خدا کی پناہ! لیکن اس کے بعد کئی دن تک اپنی اس نادانی پر توبہ و استغفار کرتا رہا۔ نکند دوست...الخ: دوست سے دوست پرہیز نہیں کر سکتا اس لیے میں نے دل لگا دیا اس پر جو کچھ اسے منظور ہے۔ لطف: مہربانی، قہر: غصہ۔ او داند (جزا ہے) وہ جانے۔ اس کی مرضی۔ حکایت ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ نوخیزوں کی خوش آوازی اور مردوں کی خوبصورتی عارضی ہوتی ہے۔ اس بنا پر ان کی جانب جو رغبت ہوتی ہے وہ بھی ناپائدار ہوتی ہے۔ عقلمندی یہ ہے کہ آدمی ابتداءً ہی اس میں گرفتار نہ ہو۔ عنفوان: آغاز، ابتدا۔ چنانکه افتد و دانی: جیسا کہ ہوا کرتا ہے اور تم بھی جانتے ہی ہو۔ (جملہ معترضہ ہے) یعنی ہر شخص کو اس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ اور تم بھی جوانی کے جوش جنوں سے آگاہ ہو گے ہی۔ شاہد: معشوق، حسین، خوشنما۔ سر: خیال۔ سر: بکسر اول، راز۔ حلق: گلو۔ طیب الادا: اچھی طرح ادا کرنے والا یعنی وہ خوش گلو، خوش آواز تھا۔ خلق: جسمانی ساخت۔ کالبدر فی الدجیٰ: رات کی تاریکیوں میں چودھویں کے چاند کی طرح۔ نباتِ عارض: رخسار کی گھاس یعنی سبزۂ خط۔ ہر که نبات میخورد: جو شخص مصری کھا رہا ہو۔ آنکه ...الخ: یعنی جس حسین کا سبزۂ خط آبِ حیات سے سیراب ہو رہا ہو تو اگر کوئی مصری کھا رہا ہو تب بھی

برکشیدم و مہرہ برچیدم و گفتم **بیت**

بروہر چہ می بایدت پیش گیر | سرِ مانداری سرِ خویش گیر

شنیدم کہ ہمی رفت و میگفت **بیت**

شب پرہ گر وصلِ آفتاب نخواہد | رونقِ بازارِ آفتاب نکاہد

ایں بگفت و سفر کرد و پریشانئے او در من اثر

شعر

فَقَدتُ زَمَانَ الوَصلِ وَالمَرءُ جَاهِلٌ | بِقَدرِ لَذِیذِ العَیشِ قَبلَ المَصَائِبِ

شعر

باز آی و مرا بکش کہ پیشت مردن | خوشتر کہ پس از تو زندگانی کردن

اما بشکر و منّتِ باری پس از مدّتے باز آمد آں حلقِ داؤدی متغیّر شدہ و جمالِ یوسفی بزیاں آمدہ و بر سیبِ زنخدانش چو بہ گردے نشستہ و رونقِ بازارِ حسنش شکستہ متوقّع کہ در کنارش گیرم کنارہ گرفتم و گفتم

قطعہ

آں روز کہ خطِ شاہدت بود | صاحبِ نظر از نظر براندی
امروز بیامدی بہ صلحش | کش فتحہ و ضمہ برنشاندی

مہرہ برچیدم: میں نے مہرہ (منکا) ہٹالیا یعنی محبت موقوف کر دیا۔ سر: خیال، پرواہ۔ سرِ خویش گیر: یعنی اپنا راستہ لے۔ شب پرہ: چمگادڑ۔ در من اثر: یعنی اثر کرد۔ نکاہد: نہ گھٹے گی۔ فقدتُ....الخ: میں نے زمانۂ وصال کو کھو دیا اور مصیبتوں کو جھیلنے سے پہلے انسان لذتِ عیش کی قدر سے ناواقف ہوتا ہے۔ مرا بکش: مجھے قتل کر دو۔ باز آمد: واپس آیا۔ حلق داؤدی: حضرت داؤد علیہ السلام جیسا گلا۔ متغیّر: تبدیل۔ جمالِ یوسفی: حسن یوسفی۔ بر سیب زنخداں۔ الخ: سیب جیسی ٹھوڑی پر بہی کی طرح گرد بیٹھ چکی تھی۔ بہ: بہی کا مخفف ہے) ایرانی بہی کا چھلکا کھردرا ہوتا ہے۔ متوقّع: امیدوار۔ در کنارش گیرم: اسے میں گلے لگاؤں گا۔ کنارہ گرفتم: علیحدگی اختیار کی، پہلو تہی کیا۔ خطِ شاہد: معشوق جیسا خط۔ صاحب نظر: یعنی قدرداں، طلب گار۔ از نظر براندی: یعنی نظر انداز کر دیا۔ کش فتحہ وضمہ برنشاندی: اب صلح کے ماحول میں اس کے پاس واپس آئے ہو جب کہ تیرے خط کے بال زبر اور پیش بن گئے یعنی بعض زبر کی طرح لمبے ہو گئے اور بعض پیش کی طرح مڑے ہوئے اور بل کھائے ہوئے

تازہ بہارِ تو ....الخ: تیری تازہ بہار اب زرد ہو چکی ہے۔ اب چولہے پر دیگ مت رکھ کہ ہماری آگ سرد ہو چکی اور آنچ سرد ہو جانے پر ہانڈی کو جوش نہیں آتا۔ چند: کب تک۔

نظم

تازہ بہارِ تو کنوں زرد شد | دیگ منہ کآتشِ ما سرد شد
چند خرامی و تکبّر کنی | دولتِ پارینہ تصوّر کنی
پیش کسے رو کہ خریدارِ تُست | ناز براں کن کہ طلبگارِ تُست

قطعہ

سبزہ در باغ گفتہ اند خوش ست | داند آں کس کہ ایں سخن گوید
یعنی از روئے نیکواں خطِ سبز | دلِ عشّاق بیشتر جوید
بوستانِ تو گند نازاریست | بسکہ بر میکنی و می روید

قطعہ

گر صبر کنی ور نکنی موئے بناگوش | ایں دولتِ ایامِ نکوئی بسر آید
گر دست بجاں داشتمے ہمچو تو بر ریش | نگذاشتمے تا بہ قیامت کہ بر آید

قطعہ

سوال کردم و گفتم جمالِ روئے ترا | چہ شد کہ مورچہ بر گردِ ماہ جوشید ست
جواب داد ندانم چہ بود رویم را | مگر بماتمِ حسنم سیاہ پوشید ست

حکایت[11] یکے را پرسیدم از مستعربان مَا تَقُولُ فِی الْمُرْدَانِ گفت

دولتِ پارینہ ....الخ: یعنی پہلے سا حسن سمجھ رہے ہو۔ سبزہ: یعنی سبزۂ خط۔ باغ: یعنی چہرہ۔ سبزہ در باغ ... الخ: یہاں تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی لوگ کہتے ہیں کہ باغ میں سبزہ اچھا معلوم ہوتا ہے یعنی معشوقوں کے چہرے کا خط سبز طبع عشاق کو مرغوب ہے اور یہ بات وہ شخص بھی جانتا ہے جو کہ یہ شعر کہہ رہا ہے لیکن میں اس کا قائل نہیں بلکہ میرے نزدیک تمہارے بوستاں کی زمین (تیرا چہرہ) گندنا کا کھیت ہے یہ گندنا کی خاصیت رکھتا ہے کیوں کہ داڑھی کے بال تراش دینے سے چہرے کی صفائی ویسی جیسی امردی اور نوخیزی کی حالت تھی واپس نہیں آپاتی۔ گندنا: مشہور خوردنی گھاس ہے جس میں لہسن کی سی بو ہوتی ہے اس کے پتوں کو جتنا تراشا جائے اتنا ہی بڑھتے ہیں۔ زار: کھیت، جہاں چیز بکثرت پائی جائے جیسے لالہ زار، گلزار، گندنازار۔ ور نکنی: اور اگر صبر نہ کرو بلکہ تراش ڈالو بہر حال پوری داڑھی اگ آئے گی اور دولت حسن ختم ہو جائے گی)۔ موئے بناگوش: کنپٹی پر آئے ہوئے بال۔ ایام نکوئی: یعنی زمانۂ حسن۔

بسر آید: گزر جائے گا، ختم ہو جائے گا۔ گر دست بجاں داشتمے ...الخ: یہاں عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اصل عبارت یوں ہوگی۔ اگر دست داشتمے بر ریش ہمچو تو بجاں (بجانِ عشاق) یعنی اگر میں تیری داڑھی پر دستِ قدرت رکھتا جس طرح تم جانِ عشاق پر رکھتے ہو۔ تو میں قیامت تک اسے نکلنے نہ دیتا کہ تمہارے چہرے کی خوبی و شگفتگی زائل کر سکے۔ مورچہ: چھوٹی چیونٹی یعنی داڑھی کے بال جو ہالہ کے مانند ہیں۔ ماہ: چاند، رخسار سے استعارہ ہے۔ ماتمِ حسنم: یعنی شاید میری خوبصورتی کے سوگ میں سیاہ پوش ہو گیا۔ (سوگ میں سیاہ لباس پہنا جاتا ہے) حکایت ۱۱: حاصل یہ ہے

لَاخَیْرَ فِیْھِمْ مَادَامَ اَحَدُھُمْ لَطِیْفًا یَتَخَاشَنُ فَاِذَا خَشُنَ یَتَلَاطَفُ یعنی چنداں کہ لطیف ونازک اندام ست درشتی کند وسختی وچوں سخت ودرشت شد چنانکہ بکارے نیاید تلطف کند ودوستی نماید

قطعہ

امرد آنگہ کہ خوب وشیریں ست | تلخ گفتار وتند خوئے بود
چوں بریش آمد وبلاغت شد | مردم آمیز مہر جوئے بود

حکایت یکے را از علما پرسیدند کہ کسے با ماہ روئے در خلوت نشستہ ودرہا بستہ ورقیباں خفتہ نفس طالب وشہوت غالب چنانکہ عرب گوید اَلتَّمْرُ یَانِعٌ وَالنَّاطُوْرُ غَیْرُ مَانِعٍ ہیچ باشد کہ بقوت پرہیزگاری بسلامت بماند گفت اگر از مہرویاں بسلامت ماند از بدگویاں بے ملامت نماند

شعر

وَاِنْ سَلِمَ الْاِنْسَانُ مِنْ سُوْءِ نَفْسِہٖ | فَمِنْ سُوْءِ ظَنِّ الْمُدَّعِیْ لَیْسَ یَسْلَمُ

شعر

شاید پس کار خویشتن بنشستن | لیکن نتواں زبان مردم بستن

حکایت طوطے را با زاغے در قفس کردند از قبح مشاہدت او

حاشیہ:

ہوجاتے ہیں (یعنی ان کا حسن ختم ہوجاتا ہے) تو نرمی ومدارات سے پیش آتے ہیں۔ خوب: خوبصورت۔ تلخ گفتار: سخت کلام۔ تندخو: سخت مزاج۔ بلاغت شد: یعنی جوان ہوگیا۔ مہر: محبت۔

حکایت ۱۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ خوبروؤں کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہونا اندیشہ ملامت رکھتا ہے۔ خلوت: تنہائی۔ رقیباں: واحد رقیب۔ ایک معشوق کے دو عاشق۔ (التمر یانع) تمر: کھجور۔ یانع: پختہ۔ ناطور: نگہبان، باغباں (جمع) نواطر۔ ترجمہ کھجوریں پک گئی ہیں اور باغباں بھی روکنے والا نہیں۔ ہیچ باشد: کیا ممکن ہے؟ کوئی ہوسکتا ہے۔ از بدگویاں ... الخ: برائی کرنے والوں کی ملامت سے نہیں بچ سکتا۔ ان سلم ... الخ: اگر انسان اپنے نفس کی برائی سے بچ بھی جائے تو بھی مخالف کی بدگمانی سے سلامت نہیں رہ سکتا۔ شاید بنشستن: بیٹھنا ممکن ہے۔ یعنی اپنے مقصد سے باز رہنا ممکن ہے۔

حکایت ۱۳: اس کا حاصل

در مجاہدت می بود و میگفت ایں چہ طلعتِ مکروہ است و ہیأتِ
ممقوت و منظرِ ملعون و شمائلِ ناموزوں یا غُرابَ البَینِ لَیتَ بَینِی
وَبَینَکَ بُعدَ المَشرِقَینِ

قطعہ

علی الصباح بروئے تو ہر کہ برخیزد | صباحِ روزِ سلامت برو مسا باشد
بداخترے چو تو در صحبتِ تو بایستے | ولے چنانکہ توئی در جہاں کجا باشد

عجب تر آنکہ غراب از مجاورتِ طوطی ہم بجاں آمدہ بود و ملول شدہ
لاحول کناں از گردشِ گیتی ہمی نالید و دستہائے تغابن بر یکدیگر
می مالید کہ ایں چہ بختِ نگون ست و طالعِ دون و ایامِ بوقلمون لائقِ
قدرِ من آنستے کہ با زاغے بر دیوارِ باغے خراماں ہمی رفتمے۔

شعر

پارسا را بس ایں قدر زنداں | کہ بود ہم طویلۂ رنداں

تا چہ گناہ کردہ ام کہ روزگارم بعقوبتِ آں در سلکِ صحبتِ چنیں
ابلہے خود رائے ناجنس ہرزہ درائے بچنیں بند مبتلا گردانیدہ است

قطعہ

کس نیاید بپائے دیوارے | کہ براں صورتت نگار کنند

مجاہدت: مشقت واذیت۔ طلعتِ مکروہ: ناپسندیدہ چہرہ۔ ہیأت: صورت۔ ممقوت: مبغوض، قابلِ غصہ۔ ملعون: لعنت زدہ۔ شمائل: عادتیں، وضع۔ یا غراب البین ...الخ: اے جدائی کے (منحوس) کوے! کاش میرے اور تمہارے درمیان مشرق ومغرب کا فاصلہ ہوتا۔ علی الصباح ...الخ: صبح سویرے جو شخص تیرا چہرہ دیکھ کر اٹھے۔ تو روزِ سلامت کی صبح اس کے اوپر شام کے مانند تاریک ہوگی۔ مسا: شام۔ بداختر: بدنصیب یعنی کوئی تیرے ہی جیسا بدنصیب تیری صحبت کے لائق ہے مگر تجھ جیسا بدنصیب دنیا میں اور کون ہوگا۔ غراب: کوا جمع غربان۔ مجاورت: ہم نشینی۔ بجاں آمدن: عاجز ہوجانا۔ لاحول کناں: لاحول پڑھتا ہوا۔ گردشِ گیتی: یعنی انقلاب زمانہ۔ تغابن: افسوس۔ بختِ نگوں: بری قسمت۔ طالع دون: گھٹیا نصیبہ۔ ایامِ بوقلموں: رنگ برنگا زمانہ۔ قدر: مرتبہ۔ خراماں: ٹہلتے ہوئے۔ پارسا: پرہیزگار۔ قدر: مقدار۔ زندان: قید۔ کہ بود ہم طویلہ رنداں: کہ شرابیوں کے ساتھ ایک جگہ رہنے والا بنادیا جائے۔ عقوبت: سزا۔ سلک: لڑی۔ ابلہ: بیوقوف۔ خودرائے: خودسر۔ کسی کی نہ ماننے والا۔ ہرزہ درا: بیہودہ گو، بکواس کرنے والا۔ بند: قید۔ پائے دیوار: دیوار کی جڑ۔ کہ براں صورتت نگار کنند: کہ جس پر تیری تصویر کھینچ دیں۔

گر ترا در بہشت باشد جای | دیگراں دوزخ اختیار کنند

ایں ضَرْبُ الْمَثَل بداں آوردہ ام تا بدانی کہ چندانکہ دانا را از ناداں نفرت ست ناداں را از دانا وحشت

قطعہ

زاہدے درمیانِ رنداں بود | زاں میاں گفت شاہدِ بلخی
گر ملولی زما ترش منشیں | کہ تو ہم درمیانِ ما تلخی

رباعی

جمعے چو گُل و لالہ بہم پیوستہ | تو ہیزمِ خشک درمیانِ شاں رُستہ
چوں بادِ مخالف و چو سرما ناخوش | چوں برف نشستہ و چو یخ بستہ

حکایت (۱۴) رفیقے داشتم کہ سالہا باہم سفر کردہ بودیم و نان و نمک خوردہ و بیکراں حقوقِ صحبت ثابت شدہ آخر بسببِ نفعِ اندک آزارِ خاطرِ من روا داشت و دوستی سپری شد و با ایں ہمہ از دو طرف دلبستگی بود بحکم آنکہ شنیدم کہ روزے دو بیت از سخنانِ من در مجمعے مے گفتند۔

قطعہ

نگارِ من چو درآید بخندۂ نمکین | نمک زیادہ کند بر جراحتِ ریشاں

ضرب المثل: کہاوت، وہ جملہ یا حکایت جو مثال کے طور بیان کریں۔ وحشت: نفرت، بھڑک، نامانوسی۔ شاہد: حسین، معشوق۔ بلخی: بلخ کا رہنے والا۔ ترش نشستن: غصہ ہونا۔ جمع: مجمع، محفل، جماعت۔ چوں برف نشستہ ....الخ: لیکن تو برف کی طرح بیٹھ گیا اور جم کر رہ گیا، ٹلنے کا نام نہیں لیتا۔ حکایت ۱۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ دوستوں کے اخلاص و محبت کی قدر کرنا بھی عشق کا ایک مرتبہ ہے۔ رفیق: دوست۔ نان و نمک خوردہ: یعنی ہم دونوں نے ایک دوسرے کا نان و نمک کھایا تھا۔ بیکراں: بے شمار، لاتعداد۔ آزار: تکلیف۔ خاطر: دل۔ سپری شد: ختم ہوگئی۔ دلبستگی: قلبی لگاؤ، فریفتگی۔ بحکم: بسبب۔ مجمع: محفل۔ سخنانِ من: میری شاعری۔ نگار: معشوق۔ نگارِ من...الخ: میرا معشوق جب نمکین مسکراہٹ کے ساتھ داخل ہوتا ہے تو زیادہ نمک پاشی کرتا ہے۔ جراحت: زخم۔ ریشاں: زخمیوں۔

چہ بودے: کیا اچھا ہوتا۔ جو اس کی سرِ زلف میرے ہاتھوں میں ہوتی۔ جس طرح کریموں کی آستین درویشوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ لطف: عمدگی۔ حسنِ سیرت: چال چلن کا اچھا ہونا۔ نہ کہ: نہیں بلکہ۔ یعنی دوستوں نے ان اشعار کی نہیں بلکہ اپنے حسنِ سیرت کی گواہی دی۔ مراد یہی ہے کہ دوستوں نے اپنے حسنِ سیرت سے ان اشعار کی تعریف کی۔ مبالغت: مبالغہ کرنا۔ فوتِ صحبت: دوستی کا ختم ہونا۔ دیریں: پرانی، قدیمی۔ تأسف: افسوس۔ خطائے خویش: اپنی غلطی۔ اعتراف: اقرار۔ نہ مارا ... الخ: کیا ایسا نہیں کہ اس سے پہلے ہماری طرف سے وفاداری تھی؟۔ از جہاں: یعنی دنیا چھوڑ کر۔ باز آ: واپس آ یعنی دوستی کر۔ حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی بد ہیئت و بد وضع کی مصاحبت ومجاورت دائمی تکدر کا سبب ہے اور یہ تکلیف کسی خوشنما منظر کے زوال سے زیادہ تکلیف کا باعث ہے۔ زنِ صاحب جمال: خوبصورت بیوی۔ درگذشت: یعنی مرگئی۔ مادرِ زن: ساس۔ فرتوت: بہت بوڑھی۔ بہ علتِ کابین: مہر کے سلسلہ میں، مہر لینے کے لیے۔ متمکن بماند: اقامت پذیر ہوگئی۔

چہ بودے از سرِ زلفش بدستم افتادے | چو آستینِ کریماں بدستِ درویشاں

طائفۂ دوستاں بر لطفِ ایں سخن نہ کہ بر حسنِ سیرتِ خویش گواہی دادہ بودند و آفریں کردہ و آں دوست ہم دراں جملہ مبالغت نمودہ و بر فوتِ صحبتِ دیریں تأسف خوردہ و بخطائے خویش اعتراف کردہ معلوم شد کہ از طرفِ او ہم رغبتے ہست ایں بیت ہا فرستادم و صلح کردم۔

قطعہ

نہ مارا در جہاں عہد و وفا بود | جفا کردی و بد عہدی نمودی
بیکبار از جہاں دل در تو بستم | ندانستم کہ بر گردی بزودی
ہنوزت گر سرِ صلح است باز آی | کزاں محبوب تر باشی کہ بودی

حکایت (۱۵) یکے را زنے صاحبِ جمال درگذشت و مادرِ زن فرتوت بعلتِ کابین در خانہ متمکن بماند مرد از مجاورتِ او چارہ ندیدے تا گروہے آشنایاں بپرسیدن آمدندش یکے گفت چگونہ در مفارقتِ آں یارِ عزیز گفت نادیدنِ زن چناں دشوار نیست کہ دیدنِ مادرِ زن

مثنوی

گل بتاراج رفت و خار بماند | گنج برداشتند و مار بماند

رہنے لگی۔ مجاورت: ہمسائیگی۔ اور بعض نسخوں میں یوں ہے۔ از مجاورت او بجاں رنجیدے و از محاورت او چارہ ندیدے۔ محاورت: گفتگو۔ بپرسیدن: یعنی پرسا دینے، تعزیت کرنے۔ مفارقت: جدائی۔ یارِ عزیز: یعنی بیوی۔ گل بتاراج ... الخ: پھول (تو خزاں کے

تارکِ سناں: تارک بفتح رائے مہملہ تار کا مصغر۔ یعنی سرِ نیزہ۔ نیزے کی انی۔ از ہزار دوست برید: ہزار دوستوں سے قطع تعلق کر لینا واجب ہے۔

دیدہ بر تارکِ سناں دیدن | خوشتر از روئے دشمناں دیدن
واجب ست از ہزار دوست برید | تا یکے دشمنت نباید دید

حکایت (۱۶) یاد دارم کہ در ایامِ جوانی گذرے داشتم در کوئے و نظر با ماہروئے در تموزے کہ حرورش دہاں بخوشانیدے و سمومش مغز در استخوان بجوشانیدے از ضعفِ بشریت تابِ آفتابِ ہجر نیاوردم والتجا بسایۂ دیوارے کردم مترقب کہ کسے حرِ تموز از من ببرد آبے فرونشاند کہ ناگاہ از ظلمتِ دہلیزِ خانہ روشنائی بتافت یعنی جمالے کہ زبانِ فصاحت از بیانِ صباحتِ او عاجز آید چنانکہ در شبِ تارے صبح برآید یا آبِ حیات از ظلمات بدر آید قدحے برفاب در دست گرفتہ و شکر دراں ریختہ و بعرقِ گل آمیختہ ندانم کہ بگلابش مطیّب کردہ بود یا قطرۂ چند از گلِ رویش دراں چکیدہ فی الجملہ شربت از دستِ نگارینش برگرفتم و بخوردم و عمر از سر گرفتم

شعر

ظماءٌ بقلبی لا یکاد یُسیغہٗ | رشفُ الزلالِ ولو شربتُ بحورًا

قطعہ
خرم آں فرخندہ طالع را کہ چشم | بر چنیں روی اوفتد ہر بامداد

حکایت ۱۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ حسن و جمال دیکھ کر دل میں سوز و گداز پیدا ہو جانا فطری چیز ہے۔ کوئی عیب کی بات نہیں۔ عمدہ طبیعتیں جمال کو پسند کرتی ہیں۔
ایام: زمانہ۔ کوئے: کوچہ، گلی۔ ماہرو: حسین، معشوق۔ تموز: موسم گرما کا ایک مہینہ۔ جو ہندی حساب سے تقریبا ساون میں ہوتا ہے۔ مجازاً بمعنی شدتِ گرما۔ حرور: بالضم: گرما، وبفتح رات کی لو۔ سموم: دن کو چلنے والی لو۔ و بمعنی گرمی آفتاب۔ خوشانیدن: خشک کر دینا۔ (خوشیدن کا متعدی) مغز: گودا۔ استخواں: ہڈی۔ ضعف: کمزوری۔ بشریت: آدمیت۔ تاب: طاقت، توانائی۔ ہجر: بفتح اول و کسرِ ثانی، دوپہر کو کہتے ہیں۔ التجا: پناہ لینا۔ مترقب: منتظر۔ حرِ تموز: گرمی کی تپش۔ ماہ تموز کی گرمی۔ ببرد آبے: پانی کی ٹھنڈک سے۔ ناگاہ: یکایک، اچانک۔ ظلمت: تاریکی۔ دہلیز: ڈیوڑھی۔ روشنائی: روشنی۔ جمال: حسن و خوبروئی۔ صباحت: نمکینی، حسن، خوبصورتی۔ شب تار: تاریک رات۔ ظلمات: تاریکیاں۔ مشہور ہے کہ آبِ حیات کا چشمہ پردۂ ظلمات میں ہے۔ قدحے برفاب: برف کے پانی کا ایک پیالہ۔ برفاب میں ترکیب مقلوبی ہے۔ عرقِ گل: عرقِ گلاب۔ مطیّب: خوشبودار۔ دستِ نگاریں: معشوقانہ ہاتھ، مہندی لگا ہوا ہاتھ۔ سجا سجایا
الخ: میرے دل میں ایسی پیاس ہے جسے آبِ شیریں کا چوسنا بجھا نہیں سکتا

مستِ مَی بیدار گردد نیم شبا | مستِ ساقی روزِ محشر بامداد

حکایت (۱۷) سالے محمد خوارزم شاہ رحمۃ اللہ علیہ با خُطا برائے مصلحتے صلح اختیار کرد بجامعِ کاشغر درآمدم پسرے را دیدم نحوی در غایتِ اعتدال و نہایتِ جمال چنانکہ در امثال گویند

نظم

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت | جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت
من آدمی بچنیں شکل و خوی و قد و روش | ندیدہ ام مگر ایں شیوہ از پری آموخت

مقدمۂ نحوِ زمخشری در دست و ہمی خواند ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا وَكَانَ الْمُتَعَدِّیْ عَمْرٌو گفتم اے پسر خوارزم و ختا صلح کردند و زید و عمرو را خصومت ہنوز باقیست بخندید و مولدم پرسید گفتم خاکِ پاکِ شیراز گفت از سخنانِ سعدی چہ داری گفتم۔

شعر

بُلِیْتُ بِنَحْوِیٍّ یَصُوْلُ مُغَاضِبًا | عَلَیَّ كَزَیْدٍ فِیْ مُقَابَلَةِ الْعَمْرِو
عَلٰی جَرِّ ذَیْلٍ لَیْسَ یَرْفَعُ رَأْسَهٗ | وَهَلْ یَسْتَقِیْمُ الرَّفْعُ مِنْ عَامِلِ الْجَرِّ

لختے باندیشہ فرو رفت و گفت غالب اشعارِ او دریں زمیں بزبانِ

مستِ مَی: جو شراب سے مست ہے۔ مستِ ساقی: جسے ساقی (معشوق) نے مست کیا ہو۔ بامداد: ای بامداد روزِ قیامت بیدار گردد۔ حکایت ۱۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ ماہرو اور ان کا حسن و جمال شاہکار قدرت ہیں۔ ان سے لطف اندوز ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ عشق بازی شروع کردینا خصوصاً حالت سفر میں مصائب و مشکلات کا موجب ہے۔ محمد: خوارزم کے بادشاہ کا نام۔ خوارزم شاہ: اضافت مقلوبی ہے۔ خطا: بفتح و بدون ہمزہ: ترکستان اور چین کے درمیان ایک شہر ہے۔ مراد حاکم خطا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ تائے فوقانی سے ہے اور طائے حطی سے لکھنا غلط ہے۔ سلاطین ختا نے چنگیز خانیوں سے جنگ کی تھی اور چنگیزی محمد شاہ خوارزم سے بھی برسرپیکار رہے اور کاشغر سلاطین ختا سے متعلق رہا کرتا تھا۔ کاشغر: یہ توران (چینی ترکستان کا صدر مقام) کا ایک شہر ہے جس پر چنگیزی قابض ہو چکے تھے یہاں کے باشندے حسین ہوتے ہیں۔ جامع: جامع مسجد۔ اعتدال: یعنی متناسب الاعضا۔ حسن صورت سے عبارت ہے۔ شیوہ: طریقہ، روش۔ زمخشری: ان کا نام ابوالقاسم محمود بن عمر خوارزمی ہے اپنے زمانے کے زبردست امام ہیں۔ مکہ جاکر حرم شریف کی مجاورت اختیار کی اسی لیے انھیں "جار اللہ" کہا جانے لگا۔ عقیدے میں کھلے معتزلی تھے۔ ان کی عمدہ تصانیف ہیں ان میں مفصل فن نحو کی مشہور کتاب ہے ۵۳۸ھ میں وفات پائی۔
ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا: زید نے عمرو کو مارا۔ اس میں زید فاعل عمرو مفعول اور ضرب فعل متعدی ہے۔ نحو میں کثیر الاستعمال مثال ہے۔ المتعدی: اصطلاحی معنی مراد نہیں۔ لغوی معنی حد سے تجاوز کرنے والا (ظالم) مراد ہے۔ مولد: جائے پیدائش، وطن۔ بُلیت ....الخ: میں ایک نحوی (نحو پڑھنے والے) کا عاشق ہو گیا جو غصہ میں بھرا ہوا مجھ پر ایسا ہی حملہ کرتا ہے جیسا کہ زید عمرو کے مقابلہ میں۔ وہ دامن کو کھینچتے ہوئے سر کو بھی نہیں اٹھاتا اور کیا جر کے عامل سے رفع

پارسی ست اگر نگوئی بفہم نزدیک تر باشد گفتم

مثنوی

طبع ترا تا ہوس نحو کرد | صورتِ عقل از دلِ ما محو کرد
اے دلِ عشاق بدامِ تو صید | ما بتو مشغول و تو با عمرو زید

بامداداں کہ عزمِ سفر مصمم شد مگر کسے از کاروانیاں گفتہ بودش کہ فلاں سعدی ست دواں آمد و تلطف کرد و تاسف خورد کہ چندیں مدت چرا نگفتی کہ منم تا شکرِ قدومِ بزرگاں را بخدمت میاں ببستے گفتم

مصرع

با وجودت زمن آواز نیامد کہ منم

گفتا چہ شود اگر دریں خطہ روزِ چند برآسائی تا بخدمت مستفید گردیم گفتم نتوانم بحکمِ ایں حکایتِ منظوم

بزرگے دیدم اندر کوہسارے | قناعت کردہ از دنیا بغارے
چرا گفتم بہ شہر اندر نیائی | کہ بارے بندی از دل برکشائی
بگفت آنجا پری رویانِ نغزند | چو گِل بسیار شد پیلاں بلغزند

ایں بگفتم و بوسہ بر روئے یکدیگر دادیم و وداع کردیم۔

طبع: طبیعت۔ ہوس: خواہش۔ صورت عقل: جوہر عقل۔ محو کرد: مٹا دیا۔ دام: جال۔ صید: شکار، گرفتار۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ عزم: ارادہ۔ مصمم: پختہ۔ کاروانیاں: قافلہ والے۔ دواں: (اسم حالیہ ہے) دوڑتا ہوا۔ تلطف: اظہار نرمی و مہربانی۔ تاسف خورد: افسوس ظاہر کرنے لگا۔ قدوم: تشریف آوری۔ میاں: کمر۔ باوجودت: تیرے ہوتے ہوئے۔ خطہ: سرزمین۔ برآسائی: آرام فرمائیں (قیام کریں اور گھر نہ جائیں) نتوانم: یعنی میں ٹھہر نہیں سکتا۔ کوہسار: پہاڑی علاقہ۔ از دنیا بغارے: یعنی دنیا چھوڑ کر ایک غار میں صبر کر بیٹھے۔ چرا گفتم: یہاں تقدیم و تاخیر ہے یعنی گفتم چرا۔ بارے: ایک بار۔ بندی: پژمردگی۔ اور بعض نسخوں میں "بند" ہے یعنی قید۔ برکشائی: یعنی تو دور کرے۔ پریرویاں: واحد پری رو، پری چہرہ، حسین، خوبصورت۔ نغز: عمدہ، خوب۔ گِل: یعنی کیچڑ۔ پیلاں بلغزند: یعنی ہاتھی بھی پھسل جاتے ہیں چنانچہ پری چہرہ حسینوں کے جھرمٹ میں متقی آدمی کا بچنا بھی مشکل ہوگا۔ وداع: رخصت کرنا۔

مثنوی

بوسہ دادن بروئے یار چہ سود | ہم دراں لحظہ کردنش پدرود
سیب گفتی وداعِ یاراں کرد | روئے زیں نیمہ سرخ وزاں زرد

شعر

اِنْ لَّمْ اَمُتْ یَوْمَ الْوَدَاعِ تَاَسُّفًا | لَا تَحْسَبُوْنِیْ فِی الْمَوَدَّۃِ مُنْصِفًا

حکایت(۱۸) خرقہ پوشے در کاروانِ حجاز ہمراہِ ما بود یکے از امرائے عرب مرا اورا صد دینار بخشید تا قربانی کند دزدانِ خفاچہ ناگاہ بر کاروان زدند و پاک بردند بازرگاں گریہ وزاری کردن گرفتند و فریادِ بیفائدہ خواندن

شعر

گر تضرع کنی وگر فریاد | دزد زر باز پس نخواہد داد

مگر آں درویشِ صالح کہ بر قرارِ خویش ماندہ بود و تغیرے درو نیامد گفتم مگر آں معلوم ترا دزد نبرد گفت بلے بردند لیکن مرا باآں الفتے چناں نبود کہ بوقتِ مفارقت خستہ دلی باشد

بیت

نباید بستن اندر چیز وکس دل | کہ دل برداشتن کاریست مشکل

پدرود: رخصت کرنا، بوقتِ رخصت خیر باد کہنا۔ سیب گفتی: اور بعض نسخوں میں گوئی ہے جو بھی ہو برائے تشبیہ ہے۔ یعنی گویا سیب نے دوستوں کو رخصت کیا ہے اسی صدمہ سے (حرارت غم کے سبب) اس کا آدھا رخ سرخ اور دوسرا آدھا رخ (ضعف سے) زرد ہوگیا۔ اِن لَّم اَمُتْ الخ: اگر میں رخصت کے روز حسرت سے مر نہ جاؤں تو تم لوگ مجھے دوستی میں انصاف کنندہ نہ سمجھو۔

حکایت ۱۸: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ دنیا اور اس کی کوئی چیز دل لگانے کے قابل نہیں۔ اور دل میں کسی کی محبت بسا لینے کے بعد اس کا نکالنا مشکل ہوجاتا ہے۔

خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا۔ کاروانِ حجاز: یعنی حاجیوں کا قافلہ۔ تا قربانی کند: یعنی حج سے فارغ ہوکر وہاں قربانی کردے۔ خفاچہ: عرب کا ایک خانہ بدوش قبیلہ جو لوگوں پر چھاپے مار کر ان کو لوٹ لیتا تھا۔ پاک بردند: سب کچھ لوٹ لے گئے۔ برقرارِ خویش: اپنے سکون پر۔ معلوم: یعنی رقم، دینار ودرم۔ الفت: پیار، محبت، انس۔ مفارقت: جدائی۔ خستہ دلی: شکستہ دلی، رنجیدگی۔ دل بستن: دل لگانا۔ دل برداشتن: دل اٹھالینا، دل ہٹالینا۔ نباید بستن... الخ: یعنی کسی چیز یا کسی شخص سے دل لگانا نہیں چاہیے۔ کیوں کہ پھر اس سے دل ہٹالینا

گفتم موافقِ حالِ من ست ایں چہ گفتی کہ مرا در عہدِ جوانی با جوانے اتّفاقِ مخالطت بود و صدقِ مودّت تا بجائے کہ قبلۂ چشم جمالِ او بودے و سودِ سرمایۂ عمرم وصالِ او

قطعہ

مگر ملائکہ بر آسماں وگرنہ بشر　　بحسنِ صورتِ او در زمی نخواہد بود
بدوستے کہ حرام ست بعد ازو صحبت　　کہ ہیچ نطفہ چنو آدمی نخواہد بود

ناگہے پائے وجودش بگلِ عدم فرو رفت و دودِ فراق از دودمانش بر آمد روزہا بر سرِ خاکش مجاورت کردم و از جملہ کہ بر فراقِ او گفتم یکے ایں بود

قطعہ

کاج کاں روز کہ در پائے تو شد خارِ اجل　　دستِ گیتی بزدے تیغِ ہلاکم بر سر
تا دریں روز جہاں بے تو ندیدے چشمم　　ایں منم بر سرِ خاکِ تو کہ خاکم بر سر

قطعہ

آنکہ قرارش نگرفتے و خواب　　تا گل و نسریں نفشاندے نخست
گردشِ گیتی گلِ رویش بریخت　　خاربنا بر سرِ خاکش برست

بعد از مفارقتِ او عزم کردم و نیّتِ جزم کہ بقیّتِ زندگانی فرشِ

موافق: مطابق۔ مخالطت: دوستی، میل ملاپ۔ صدقِ مؤدّت: یعنی سچی دوستی و محبت۔ قبلۂ چشم: یعنی اس کا حسن و جمال میری نگاہوں کا قبلہ (مرکز) بن گیا تھا۔

سودِ سرمایۂ عمرم: میرے سرمایۂ حیات کا نفع اس کا وصال تھا۔ یعنی ملاقات۔ مگر ملائکہ ...الخ: شاید آسمان پر فرشتے ہی (اس جیسی صورت رکھتے) ہوں ورنہ زمین پر کوئی انسان اس جیسا حسین نہیں ہوسکتا۔ درزمی: یعنی درزمین، آدمی کے قافیہ کی وجہ سے نون گراکر استعمال کیا۔ بدوستے کہ ...الخ: اس دوست کی قسم کہ جس کے بعد اب کسی سے دوستی حرام ہے کیوں کہ اب کوئی نطفہ اس جیسا حسین آدمی نہیں ہوسکتا۔

ناگہے: ناگاہ کا مخفف، اچانک۔ پائے وجودش بگلِ عدم فرورفت: اس کے وجود کا پیر عدم کی کیچڑ میں دھنس گیا۔ (یعنی مرگیا) دود: دھواں۔ دودمان: خاندان وقبیلہ۔ بر سرِ خاکش مجاورت کردم: اس کی قبر پر مجاوری اور ہم نشینی کیا۔ مجاورت: ہم نشینی۔ از جملہ کہ بر فراقِ او ...الخ: اس کی جدائی پر وہ تمام اشعار جو میں نے کہے تھے ان ہی میں سے ایک قطعہ یہ بھی ہے۔ کاج: بمعنی کاش کلمۂ تمنا وافسوس ہے۔ اس معنی میں "ج" شین سے تبدیل شدہ ہے۔ در پائے تو شد خارِ اجل: جس دن کہ تیرے پیروں میں موت کا کانٹا چبھا یعنی تو مرا۔ تا دریں روز ...الخ: تا کہ اس دن یعنی آج تجھ سے خالی دنیا میری آنکھیں نہ دیکھ پاتیں۔ یہ میں ہی ہوں کہ تیری قبر پر خاک بسر بیٹھا ہوں۔ آنکہ ...الخ: وہ نازنین جسے قرار اور نیند نہ آتی جب تک اس ... کر بستر ... گا۔

فرشِ ہوس درنوردم: عشقبازی کا فرش لپیٹ دونگا یعنی عشقبازی نہ کروں گا۔ گردِ مجالست نہ گردم: دوستی کے گرد کبھی نہ پھٹکونگا۔ دوش: کل

ہوس درنوردم وگردِ مجالست نگردم

قطعہ

دوش چوں طاؤس مے نازیدم اندر باغِ وصل
دیگر امروز از فراقِ یار می پیچم چو مار
سودِ دریا نیک بودے گر نبودے بیمِ موج
صحبتِ گُل خوش بدے گر نیستے تشویشِ خار

حکایت (۱۹) یکے را از ملوکِ عرب حدیثِ لیلیٰ ومجنوں وشورشِ حالِ وے بگفتند کہ باکمال وفضل وبلاغت سر در بیاباں نہادہ است زمامِ اختیار از دست دادہ بفرمودش تا حاضر آوردند و ملامت کردن گرفت کہ در شرفِ نفسِ انساں چہ خلل دیدی کہ خوئے بہائم گرفتی وترکِ صحبتِ مردم گفتی مجنوں بنالید وگفت

شعر

وَرُبَّ صَدِيقٍ لَامَنِيْ فِيْ وِدَادِهَا | أَلَمْ يَرَهَا يَوْمًا فَيُوْضِحَ لِيْ عُذْرِيْ

قطعہ

کاج کانانکہ عیبِ من گفتند | رویت اے دلستاں بدیدندے

(گزشتہ) یعنی ماضی میں۔ طاؤس: مور۔ از فراقِ یار... الخ: معشوق کی جدائی سے سانپ کی طرح پیچ وتاب کھارہا ہوں۔ سود: نفع۔ بیم موج: موج کا ڈر۔ خوش بدے: خوش بودے۔ بہتر ہوتی۔ تشویش: اندیشہ۔ حکایت ۱۹: اس کا حاصل یہ ہے حسن وخوبروئی کی شناخت کے لیے نظر عشق چاہیے۔ حدیثِ لیلیٰ ومجنوں: لیلیٰ مجنوں کا قصہ۔ مجنوں: قیس کا لقب، لیلیٰ کے عشق میں اس کی دیوانگی وشوریدگی کے سبب اسے مجنوں کہنے لگے، یہ قبیلہ بنی عامر کا صاحب فضل وکمال بڑا بلیغ شاعر تھا۔ شورش: پریشانی، مجازاً دیوانگی۔ باکمال وفضل... الخ: فضل وکمال اور فصاحت وبلاغت کے باوجود جنگلوں میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ زمام: باگ، لگام۔ از دست دادہ: ہاتھ سے چھوٹ چکی تھی۔ شرف: فضیلت، بزرگی۔ خلل: نقصان۔ خوئے: عادت۔ بہائم: چوپائے، واحد بہیمہ۔ گرفتی: یعنی جنگلی جانوروں کی طرح جنگل میں رہنا اختیار کرلیا۔ ترک صحبت مردم گفتی: لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ وَرُبَّ صَدِيقٍ... الخ: بہت سے دوست ہیں جنھوں نے اس (لیلیٰ) کی محبت میں مجھے ملامت کیا۔ کیا انھوں نے کبھی اسے نہ دیکھا تا کہ میرا عذر ان پر واضح ہوجائے۔ (اور طعنہ زنی بند کردیں) کاج: کاش۔ رویت: تیرا روئے جمال۔ دلستاں: معشوق۔ زخم کا درد۔

تا بجائے ترنج در نظرت | بیخبر دستہا برید ندے

تا حقیقتِ معنیٰ بر صورتِ دعویٰ گواہی دادے کہ فَذَالِکُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْہِ ملک را در دل آمد کہ جمالِ لیلیٰ مطالعت کند تا چہ صورت است کہ موجب چندیں فتنہ است پس بفرمودش طلب کردن در احیائے عرب بگردید ند و بدست آور دند و پیشِ ملک در صحنِ سرا چہ بداشتند ملک در ہیئتِ او تامل کرد در نظرش حقیر آمد بحکم آنکہ کمترین خدمِ حرم بجمال از و بیشتر بود و بزینت بیشتر مجنوں بفراست دریافت و گفت از دریچہ چشم مجنوں بایستے در جمالِ لیلیٰ نظر کردن تا سرِ مشاہدتِ او بر تو تجلی کند۔

شعر

تَامَرَّ بِیْ ذِکْرُ الْحِمٰی بِمَسْمَعِیْ | لَوْ سَمِعَتْ وُرْقُ الْحِمٰی صَاحَتْ مَعِیْ

یَا مَعْشَرَ الْخُلَّانِ قُوْلُوْا لِلْمُعَا | فِیْ لَسْتَ تَدْرِیْ مَا بِقَلْبِ الْمُوْجَعِ

نظم

تندرستاں را نباشد دردِ ریش | جز بہمدردے نگویم دردِ خویش

گفتن از زنبور بیجا حاصل بود | با یکے در عمر خود نا خوردہ نیش

ترنج: بڑا لیموں۔ در نظرت: یعنی تیرے دیدار میں۔ دستہا بریدندے: اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا جمال دیکھنے میں محو ہو کر زلیخا کو ملامت کرنے والیوں نے لیموں کے بجائے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں۔ "حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں" معنیٰ: باطن۔ فَذَالِکُنَّ الَّذِی.. الخ: یہ وہ (یوسف) ہیں جن کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ (سورۂ یوسف ۳۲)۔ مطالعت کند: یعنی بادشاہ کے دل میں آیا کہ لیلیٰ کا جمال دیکھنا چاہیے۔ موجب چندیں فتنہ است: اس قدر فتنے (عشق) کا سبب ہے۔ اَحیاء: واحد حَیّ: بمعنی قبیلہ۔ سراچہ: چھوٹا گھر۔ ہیئت: صورت۔ تامّل: غور۔ خَدَم: واحد خادم، نوکر، چاکر۔ حَرَم: شاہی محل۔ فراست: دانائی۔ سِرّ: راز۔ مشاہدت: دیدار۔ تجلی کند: یعنی روشن و آشکارا ہو سکے۔ مَامَرّ... الخ: حِمیٰ: سبزہ زار، چراگاہ، چراگاہِ آہو سے تشبیہ کی بنا پر معشوقہ کی فرودگاہ کو بھی کہتے ہیں۔ مَسمع: کان۔ وُرق: ورقاء کی جمع بمعنی فاختہ و قمری۔ مصرع دوم میں ضمیر بجائے اسم ظاہر رکھنا یعنی الحمیٰ دوبارہ لانا برائے صحت وزن اور برائے استلذاذ ہے۔ صاح یصیح: چیخنا۔ معشر: گروہ جمع معاشر۔ خُلّان: خلیل کی جمع بمعنی دوست۔ مُعافیٰ: عافیت سے اسم مفعول وہ شخص جسے دردِ عشق سے اللہ نے عافیت بخشی ہو۔ موجَع: دردمند۔ (دونوں شعر کے ترجمے) معشوقہ کی فرودگاہ کا تذکرہ جو میرے کانوں میں پہونچا (جس پر میں نالہ و شیون کر رہا ہوں) اگر اس فرودگاہ کی قمریاں سن لیتیں تو میرے ساتھ وہ نالہ و فریاد کرنے لگتیں۔ اے دوستوں کے گروہ! تم اس سے کہہ دو جس نے عشق نہیں کیا کہ تو اس درد سے واقف ہی نہیں جو دردمند رکھنے والے۔ گفتن از زنبور... الخ: بھڑ کے نیش زدہ کی تکلیف

حالِ ما...الخ: ہمارا حال تمہیں افسانہ (فرضی کہانی) معلوم ہوگا۔ بیش: اور ایک نسخے میں ہے "پیش"۔ حکایت ۲۰: اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

حالِ ما باشد ترا افسانہ بیش | تا ترا حالے نباشد ہمچو ما

حکایت (۲۰) قاضیٔ ہمدان را حکایت کنند کہ با نعلبند پسرے سرخوش بود و نعلِ دلش در آتش، روزگارے در طلبش متلہف بود و پویاں و مترصد و جویاں و بر حسبِ واقعہ گویاں

نظم

در چشمم من آمد آں سہی سروِ بلند | بر بود دلم ز دست و در پای فگند
ایں دیدۂ شوخ می برد دل بکمند | خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ ببند

شنیدم کہ در گذرے پیشِ قاضی باز آمد برخے ازاں مقالہ بسمعش رسیدہ و زائد الوصف رنجیدہ دشنام بے تحاشا دادن گرفت و سقط گفتن و سنگ برداشت و ہیچ از بے حرمتی نگذاشت قاضی یکے را گفت از علمائے معتبر کہ ہمعنانِ او بود

بیت

آں شاہدی و خشم گرفتن بینش | واں عقدہ بر ابروئے ترش شیرینش

ضربُ الحبیبِ زبیبٌ **بیت**

از دستِ تو مشت بر دہاں خوردن | خوشتر کہ بدستِ خویش ناں خوردن

(۱) عشق غیر اختیاری ہے۔ صاحب منصب بھی عشق میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ (۲) صاحب منصب کو عشق بازی سے پرہیز ضروری ہے۔ (۳) نوخیزوں اور کمینہ زادوں سے عشق بازی سخت موجب ہلاکت ہے۔ (۴) دوست وہی ہیں جو خطا پر مناسب ڈھنگ سے فہمائش کریں۔ (۵) علما و فضلا کی لغزشوں پر تأمل اور درگزر سے کام لینا چاہیے۔ (٦) اربابِ مناصب و اقتدار کے متعلق سنے سنائے عیبوں پر بے تحقیق یقین نہیں کرلینا چاہیے۔ (۷) عشق انجام سے بے خبر بنادیتا ہے۔ ہمدان: ایران کا ایک شہر یا عراق عجم کا ایک شہر۔ نعلبند پسر: ترکیب مقلوبی ہے۔ پسرِ نعلبند: یعنی نعلبند کا لڑکا۔ نعلبند: گھوڑوں کی نعل باندھنے والا۔ سرخوش بود: یعنی عاشق تھا۔ نعل در آتش: بے قراری سے کنایہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جب کسی کو بے قرار بنانا چاہتے ہیں تو نعل پر افسون پڑھ کے پھونک مار کر آگ میں ڈال دیتے ہیں اور وہ بے قرار ہو اٹھتا ہے۔ نعلِ دلش در آتش: یعنی نعل کی طرح اس کا دل آگ میں جل رہا تھا۔ دل کی جانب نعل کی اضافت میں اشارہ ہے کہ خود ہی جل رہا تھا اور خود ہی بے قرار تھا۔ متلہف: غم و اندوہ کرنے والا۔ اندوہگین۔ پویاں: پوئیدن سے اسم فاعل سماعی۔ متلاشی، سرگرداں۔ مترصد: امیدوار، منتظر۔ یعنی مدت تک اس کی تلاش میں سرگرداں رہا اور نہ ملنے پر افسوس و غم کرتا رہا۔ حسب واقعہ: موافق حال۔ سہی: بفتح اول و کسرِ دوم، راست، سیدھا۔ سرو کی صفت ہے یہ لفظ تنہا بغیر موصوف اس معنی میں نہیں آیا ہے۔ سرو: ایک درخت جس سے قد معشوق کو تشبیہ دیتے ہیں۔ دیدۂ شوخ: بے باک آنکھ (عاشق کی آنکھ مراد ہے) گذرے: یعنی گذرگاہ، راستہ۔ برخے: کچھ، تھوڑا۔ ازآں: یعنی قاضی کے عشق سے۔ سمع: کان۔

زائد الوصف: بیان سے زیادہ، ناقابل بیان۔ دشنام: گالی۔ بے تحاشا: ...

ہمانا از وقاحت او بوئے سماجت می آید

فرد

انگورِ نوآوردہ ترش طعم بود | روز دو سہ صبر کن کہ شیریں گردد

پس بگفت و بمسندِ قضا باز آمد تنے چند از بزرگانِ عدول کہ در مجلسِ حکمِ وے بودندے زمینِ خدمت بوسیدند کہ با جازت سخنے در خدمت بگوئیم اگرچہ ترکِ ادبست و بزرگاں گفتہ اند بیت

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست | خطا بر بزرگاں گرفتن خطاست

لیکن بحکمِ سوابقِ انعامِ خداوندی کہ ملازمِ روزگارِ بندگان ست مصلحتے کہ بینند و اعلام نکنند نوعے از خیانت باشد طریقِ صواب آنست کہ با ایں پسر گردِ طمع نگردی و فرشِ وَرَع در نوردی کہ منصبِ قضا پایگاہے منیع ست تا بگناہے شنیع ملوث نگردی و حریف اینست کہ دیدی و سخن ایں کہ شنیدی

مثنوی

یکے کردہ بے آبروئے بسے | چہ غم دارد از آبروئے کسے

بسا نامِ نیکوئے پنجاہ سال | کہ یک نامِ زشتش کند پائمال

ہمانا: یقیناً۔ وقاحت: بے حیائی، ارتکابِ قبائح پر جرأتمندی۔ سماحت: سخاوت۔ نوآوردہ: یعنی تازہ۔ ترش: کھٹا۔ طعم: ذائقہ، مزہ۔ مسند قضا: یعنی دار القضا۔ بزرگانِ عدول: بلند پایہ نیک لوگ، مراد علما ہیں۔ مجلسِ حکم: یعنی مجلس قضا۔ بودندے: رہا کرتے تھے۔ زمینِ خدمت بوسیدند: یعنی آداب و تعظیم بجالائے۔ بحث: گفتگو، کرید۔ بحکم: بسبب۔ سوابق: سابقہ کی جمع، گذشتہ۔ سوابق انعام: پچھلے احسانات و انعامات، یعنی آپ کے ان پچھلے احسانات کے سبب جو ہمیشہ آپ ہم پر فرماتے رہتے ہیں۔ مصلحت: صلاح کار، مناسب بات، خلافِ مفسدہ۔ اعلام: آگاہی، آگاہ کرنا۔ ورع: عشق و فریفتگی۔ منصب قضا: شرعی فیصلے کا عہدہ۔ پایگاہِ منیع: بلند رتبہ منصب۔ شنیع: برا۔ ملوث: آلودہ۔ حریف: ہم کار یعنی صاحب معاملہ۔ یکے کردہ ...الخ: ایک وہ شخص جس نے بہتوں کی بے آبروئی کی ہو وہ کسی کی آبرو کی جانب سے کیا پرواہ رکھے گا؟۔ بسا نام نیکو... الخ: بہت ایسا ہوتا ہے کہ پچاس سال کی نیک نامی کو ایک بدنامی پامال کر ڈالتی ہے۔

نصیحت یارانِ یکدل: یعنی مخلص دوستوں کی نصیحت۔ عزیزاں: اس سے مراد مجلس قضا کے حاضر باش نصیحت گر علما ہیں۔ عین صواب: بالکل درست۔

قاضی را نصیحتِ یارانِ یکدل پسند آمد و بر حسنِ رای قوم آفرین خواند و گفت نظرِ عزیزاں در مصلحتِ حالِ من عینِ صواب ست و مسئلۂ بے جواب ولیکن

شعر

وَلَوْاَنَّ حُبًّا بِالْمَلَامِ یَزُوْلُ ہٗ | لَسَمِعْتُ اِفْکًا یَفْتَرِیْہِ عَذُوْلُہٗ

شعر

نصیحت کن مرا چندانکہ خواہی | کہ نتواں شستن از زنگی سیاہی

فرد

از یادِ تو غافل نتواں کرد بہیچم | سر کوفتہ مارم نتوانم کہ بپیچم

ایں بگفت و کسے چند بہ تفحّصِ حالِ او برانگیخت و نعمتِ بیکراں بریخت و گفتہ اند ہر کرا زر در ترازو ست زور در بازو ست

شعر

ہر کہ زر دید سر فرود آورد | ور ترازوئے آہنیں دوش ست

فی الجملہ شبے خلوتے میسّر شد و ہم دراں شب شحنہ را خبر شد قاضی ہمہ شب شراب در سر و شاہد در بر از تنعّم نہ خفتے و بہ ترنّم گفتے۔

مسئلہ بے جواب: ایسی بات جسے رد نہ کیا جاسکے، لاجواب بات۔ وَلَوْاَنَّ حُبًّا. الخ: اگر محبت ملامت سے دور ہوسکتی تو ضرور میں اس بہتان کو سنتا جسے کوئی نیک آدمی باندھتا ہے (اور پھر میں اس پر عمل کرتا) (بہتان سے مراد عیوبِ معشوق یا عیوب عشق ہیں)۔ چندانکہ خواہی: جتنا کہ چاہو۔ اس کے بعد ایک جملہ محذوف ہے یعنی (ولے فائدہ نخواہد کرد) مجھ کو نصیحت کرو جتنی چاہو مگر کیا فائدہ؟۔ کہ حبشی نژاد سے کالا پن دور نہیں کیا جاسکتا۔ بہیچم: مجھے کسی چیز کے ذریعہ۔ مار: سانپ۔ نتوانم کہ بہ پیچم: ممکن نہیں کہ بل کھاسکوں۔ تفحّصِ حال: دریافتِ حال۔ نعمتِ بیکراں: بے اندازہ دولت۔ بریخت: خرچ کر ڈالا۔ ہر کرا۔ الخ: جس کے پلّے روپیہ، اس کے بازو میں طاقت۔ (یہ مثل ہے)۔ ہر کہ زر دید ...الخ: جو روپیہ دیکھ لیتا ہے سر جھکا دیتا ہے۔ زر سے تو لوہے کے ترازو میں بھی جھکاؤ ہے۔ یعنی دولتمند کے سامنے ہر آدمی جھکتا ہے۔ ترازو کے جس پلڑے میں وزن ہوتا ہے کانٹے کا رخ اسی طرف ہوتا ہے۔ فی الجملہ: مختصر یہ کہ۔ خلوت: تنہائی۔ شحنہ: کوتوال۔ شاہد: معشوق۔ در بر: پہلو میں۔ آغوش میں۔ تنعّم: عیش پرستی۔ ترنّم گنگنانا۔ یعنی قاضی پوری رات نشہ میں مخمور، معشوق کو بغل میں لے کر عیش پرستی کی وجہ سے نہ سویا اور راگ کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

نظم

امشب مگر بوقت نمی خواند ایں خروس
عشاق بس نکردہ ہنوز از کنار و بوس

یکدم کہ چشم فتنہ بخفت ست زینہار
بیدار باش تا نرود عمر بر فسوس

تا نشنوی ز مسجدِ آدینہ بانگِ صبح
یا از درِ سرائے اتابک غریوِ کوس

لب از لبے چو چشمِ خروس ابلہی بود
بر داشتن بگفتنِ بیہودۂ خروس

قاضی دریں حالت بود کہ یکے از خدمتگاراں در آمد و گفت چہ نشستہ، خیز و تا پای داری گریز کہ حسودان بر تو دقے گرفتہ اند بلکہ حقے گفتہ اند تا مگر آتشِ فتنہ کہ ہنوز اندک ست باب تدبیر فرو نشانیم مبادا کہ فردا چوں بالا گیرد عالمے فرا گیرد قاضی بہ تبسم درو نظر کرد و گفت

قطعہ

پنجہ در صید بردہ ضیغم را
چہ تفاوت اگر شغال آید

روی در روئے دوست کن بگذار
تا عدو پشتِ دست می خاید

مَلِک را ہمدراں شب آگہی دادند کہ در مُلکِ تو چنیں منکرے حادث شدہ است چہ فرمائی مَلِک گفت من او را از فضلائے عصر میدانم و یگانہ روزگاری شمارم باشد کہ معانداں در حقِ وے خوضے کردہ اند

ر: شاید۔ بوقت: یعنی درست وقت پر۔ نمی خواند ایں خروس: یہ مرغ بانگ نہیں دے رہا ہے اور بعض نے کہا کہ یہاں "مگر" حرف تمنی ہے اور خواند بسکون نون ہے یعنی کاشکہ آج کی رات وقت معین پر مرغا بانگ نہ دیتا اور رات ختم نہ ہوتی۔ کنار: آغوش۔ بوس: بوسہ۔ یکدم: تھوڑی دیر۔ چشم فتنہ: یعنی معشوق۔ مسجد آدینہ: جامع مسجد۔ بانگ صبح: یعنی صبح کی اذان۔ یا از درسرائے... الخ: یا اتابک (امیر شہر) کے محل سے نوبت ونقارہ کی آواز کان میں نہ آئے۔ لب از لب برداشتن: ہونٹ (معشوق کے) ہونٹ سے جدا کرنا۔ لب چو چشم خروس: ہونٹ جو گھنگچی کی طرح سرخ ہو۔ چشم خروس: گھنگچی، سرخ رتی۔ ایک قسم کا سرخ دانہ جس سے معشوق کے لبوں کو سرخی میں تشبیہ دیتے ہیں۔ گفتن بیہودۂ خروس: یعنی مرغ کی بے وقت کی بانگ۔ دَق: بالفتح، اعتراض، مواخذہ، چغلی۔ مبادا: خدا نہ کرے، کہیں ایسا نہ ہو، (دعائیہ کلمہ ہے)۔ فرداچوں بالا گیرد: کل جب دن چڑھے۔ فرا گیرد: گھیرے، یعنی خبر پھیل جائے۔ پنجہ در صید بردہ: ضیغم کی صفت مقدم ہے یعنی شکار کو دبوچے ہوئے شیر کے لیے۔ ضیغم: شیر۔ چہ تفاوت: کیا فرق؟۔ شغال: گیدڑ، اور ایک نسخہ میں ہے "کہ سگ لاید" یعنی کیا فرق پڑے گا اگر کتا فریاد کرے۔ پشتِ دست می خاید: اور ایک نسخے میں ہے۔ پشتِ دست را خاید: پشت دست کو چبائے یعنی افسوس کرے۔ منکر: بری بات۔ حادث: پیدا۔ فضلا: ...

در سمعِ قبول من نیامد: قبول کے کان میں نہ آئی یعنی قابلِ قبول نہیں۔ معاینت: معاینہ، آنکھ سے دیکھنا۔ تندی: غصہ، غضبناکی۔ سبک: جلد۔

پس ایں سخن در سمعِ قبولِ من نیاید مگر آنکہ معاینت گردد کہ حکیماں گفتہ اند

شعر

بہ تندی سبکدست بردن بہ تیغ | بدنداں گزد پشتِ دستِ دریغ

شنیدم کہ سحرگاہ باتنے چند خاصان ببالینِ قاضی آمد شمع را دید استادہ وشاہد نشستہ و مے ریختہ و قدح شکستہ و قاضی در خوابِ مستی بےخبر از ملکِ ہستی بلطف اندک اندک بیدارش کرد کہ خیز کہ آفتاب برآمد قاضی دریافت کہ حال چیست گفت از کدام جانب برآمد سلطان را عجب آمد گفت از جانب مشرق چنانکہ معہود ست گفت الحمد للہ کہ ہنوز درِ توبہ ہمچناں باز ست بحکم حدیث لَا یُغْلَقُ بَابُ التَّوْبَۃِ عَلَی الْعِبَادِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِہَا اَسْتَغْفِرُکَ اللّٰہُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

قطعہ

اے دو چیزم برگنہ انگیختند | بختِ نافرجام و عقلِ ناتمام
گر گرفتارم کنی مستوجبم | ور ببخشی عفو بہتر از انتقام

مَلِکْ گفت توبہ دریں حالت کہ بر جزائے گناہِ خویش اطلاع یافتی سودے نکند فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُہُمْ اِیْمَانُہُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا۔

قطعہ

چہ سود از دزدی آنگہ توبہ کردن | کہ نتوانی کمند انداخت بر کاخ

دریغ: افسوس۔ بالین قاضی: قاضی کے سرہانے۔ شاہد: معشوق۔ مے: شراب۔ قدح: پیالہ۔ جامِ شراب۔ معہود: مقرر، معمول۔

لا یغلق.. الخ: بندوں پر توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے (مغرب سے سورج کا طلوع ہونا قیامت سے کچھ قبل ہوگا۔) استغفرك... الخ: اے اللہ! میں تجھ سے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ (یہ قاضی کا قول ہے)

اے دو چیزم: اے حرف ندا ہے اور منادیٰ محذوف ہوگا اور بعض نسخوں میں ہے "ایں دو چیزم" ایں اسم اشارہ کے ساتھ۔ یعنی ان دو چیزوں نے مجھ کو گناہ پر برانگیختہ کیا ایک تو بد انجام نصیبے نے، دوسرے میری ناقص عقل نے۔ اگر آپ مجھے گرفتار کرلیں تو میں اس کا سزاوار ہوں اور اگر بخشدیں تو (کیا کہنا) معاف کردینا انتقام لینے سے (بہرحال) بہتر ہے۔

فَلَمْ یَکُ ...الخ: تو جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تب ان کا ایمان لانا ان کو نفع بخش نہ ہوا۔ (واضح رہے کہ ایمان باس مقبول نہیں لیکن توبۂ باس یعنی آثارِ عذاب دیکھ کر توبہ از معاصی مقبول ہے مگر توبہ گناہ حدِ شرعی کو ساقط نہ کرے گی۔) کمند انداختن: کمند ڈالنا۔ کاخ: محل

بلند از میوہ گو کوتاہ کن دست | کہ کوتہ خود ندارد دست بر شاخ

ترا با وجو چنیں منکرے کہ ظاہر شد سبیلِ خلاص صورت نہ بندد ایں بگفت و موکلّانِ عقوبت در وے آویختند گفت مرا در خدمتِ سلطان یک سخن باقیست مَلِک بشنید و گفت آں چیست گفت

قطعہ

بآستینِ ملالے کہ بر من افشانی | طمع مدار کہ از دامنت بدارم دست

اگر خلاص محال ست زیں گنہ کہ مرا ست | بداں کرم کہ داری امید واری ہست

مَلِک گفت ایں لطیفہ بدیع آوردی وایں نکتۂ غریب گفتی ولیکن محالِ عقل ست و خلافِ نقل کہ ترا فضل و بلاغت امروز از چنگِ عقوبتِ من رہائی دہد مصلحت آں بینم کہ ترا از قلعہ بزیر اندازم تا دیگراں نصیحت پذیرند و عبرت گیرند گفت اے خداوندِ جہاں پروردۂ نعمتِ ایں خاندانم وایں جرم تنہا در جہاں نہ من کردہ ام دیگرے را بیند از تا من عبرت گیرم مَلِک را خندہ گرفت و بعفو از سرِ جرم او برخاست و متعنّتاں را کہ اشارت بکشتنِ او ہمی کردند گفت شعر

ہمہ حمّالِ عیبِ خویشتنید | طعنہ بر عیبِ دیگراں مزنید

دست کوتاہ کردن: ہاتھ روک لینا۔ کوتہ: یعنی کوتاہ قد، پستہ قد۔ منکر: برا کام۔ سبیل: راہ۔ خلاص: رہائی، چھٹکارا۔ موکلانِ عقوبت: سزا دینے والے سپاہی جلاد وغیرہ۔ آستین افشاندن: رد کرنا، مہربانی نہ کرنا۔ ملال: رنج۔ باستینِ ملالے کہ...الخ: یعنی اے بادشاہ! اگر رنج وملال کے سبب تو نے میرے اوپر مہربانی نہیں کی تو یہ امید نہ رکھو کہ میں تیرے دامن سے ہاتھ اٹھالوں گا (تجھ سے دست بردار ہو جاؤں گا) اگر اس گناہ کے سبب جو مجھ سے صادر ہوا رہائی ناممکن ہے تو جس کرم کے آپ حامل ہیں اس سے امید بندھی ہوئی ہے۔ لطیفۂ بدیع: نادر لطیفہ۔ نکتۂ غریب: انوکھا نکتہ۔ خلاف نقل: یعنی منقول دلیلوں کے خلاف۔ چنگ: چنگل۔ عقوبت: سزا۔ از قلعہ...الخ: قلعہ سے نیچے پھینک دینا یہ سلطانی تہدید وتعزیر ہے نہ کہ شرعی حد ہے۔ عبرت: (بالکسر)۔ دوسرے کا حال دیکھ کر نصیحت پکڑنا۔ خداوند: مالک، بادشاہ۔ جرم: یعنی گناہ۔ مَلِک: بادشاہ۔ بعفو از سر جرم او برخاست: یعنی اس کا جرم معاف کر دیا۔ متعنّت: عناد پرور، حسد کرنے والا۔ (جمع) متعنّتاں۔ حمّال: بوجھ اٹھانے والا۔ حمّالِ عیب: عیب سے آلودہ، گرفتار۔ ترجمہ شعر: ...

حکایت (٢١) منظوم

جوانے پاک باز و پاک رو بود ۔۔۔ کہ با پاکیزہ روئے در گرو بود

چنیں خواندم کہ در دریائے اعظم ۔۔۔ بگردابے در افتادند باہم

چو ملاح آمدش تا دست گیرد ۔۔۔ مبادا کاندراں حالت بمیرد

ہمیگفت از میانِ موج تشویر ۔۔۔ مرا بگذار و دستِ یار من گیر

دریں گفتن جہانے بروے آشفت ۔۔۔ شنیدندش کہ جاں میداد و میگفت

حدیثِ عشق زاں بطال منیوش ۔۔۔ کہ در سختی کند یاری فراموش

چنیں کردند یاراں زندگانی ۔۔۔ ز کار افتادہ بشنو تا بدانی

کہ سعدی راہ و رسمِ عشقبازی ۔۔۔ چناں داند کہ در بغداد تازی

دل آرامے کہ داری دل درو بند ۔۔۔ دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

اگر مجنوں و لیلے زندہ گشتے ۔۔۔ حدیثِ عشق ازیں دفتر نوشتے

باب ششم در ضعفِ پیری

حکایت (١) با طائفۂ دانشمنداں در جامعِ دمشق بحثے ہمی کردم کہ جوانے در آمد و گفت دریں میاں کسے ہست کہ زبان پارسی

حکایت ۲۱: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ سچے عاشق کو اپنا معشوق جان سے زیادہ پیارا ہوتا ہے اور اگر وہ عزیز از جان نہ ہو تو اس عشق میں پختگی نہیں۔ پاکباز: نیک طبیعت، نیک باطن۔ پاک رو: خوبصورت۔ پاکیزہ رو: حسین، معشوق۔ گرو: گروی ہونا، رہن۔ عشق: محبت۔ خواندم: یعنی تواریخ میں۔ دریائے اعظم: مراد سمندر ہے۔ گرداب: بھنور۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔ تشویر: صراح میں ہے "اشارہ کرنا، شرمندہ ہونا، بعض نے کہا یہ عربی نہیں یہاں بمعنی ہلاکت ہے مگر یہ معنی کتب لغت سے ثابت نہیں۔ بعض نے کچھ اور بھی کہا ہے۔ آشفت: غصہ ہوئے۔ بطال: دروغ گو، جھوٹا مدعی عشق۔ منیوش: نیوشیدن بمعنی شنیدن سے فعل نہی ہے (مت سن) کار افتادہ: یعنی تجربہ کار (اس سے شیخ نے خود اپنے کو مراد لیا ہے) راہ و رسم: طریقہ، دستور، ڈھنگ۔ تازی: یعنی عربی زبان یا عربی گھوڑا۔ دل آرام: معشوق۔ دل درو بند: دل اس میں لگالو۔ فرو بند: بند کرلو۔ زندہ گشتے: زندہ ہوتے۔ ازیں دفتر: یعنی گلستاں کا باب پنجم یا یہی حکایت۔ ضعفِ پیری: بڑھاپے کی کمزوری و ناتوانی۔

حکایت ۱: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ انسان جب سالخوردہ ہوجاتا ہے تو معمولی بیماری پر بھی زندگی سے مایوس ہوجاتا ہے۔ متعلقین اس کی مرضی کے بغیر بھی بامید شفایابی اخیر دم تک علاج کے لیے سرگرداں رہتے ہیں۔ طائفہ: جماعت، گروہ۔ دانشمنداں: دانشوروں، اربابِ علم و خبر۔ جامع: یعنی جامع

داند اشارت بمن کردند گفتمش خیر ست گفت پیرے صد و پنجاہ سالہ

در حالتِ نزع ست و بزبانِ عجم چیزے ہمی گوید و مفہومِ ما نمیگردد اگر

بکرم رنجہ شوی مزد یابی باشد کہ وصیتے ہمی کند چوں ببالینش فراز آمدم

ایں بیت می گفت

قطعہ

دمے چند گفتم برآرم بکام ‌‌‌ ‌| دریغا کہ بگرفت راہِ نفس

دریغا کہ بر خوانِ الوانِ عمر | دمے چند خوردیم و گفتند بس

معانیٔ ایں سخن بزبانِ عربی با شامیاں ہمیگفتم و تعجب ہمیکردند از عمرِ

درازو تاسفِ او ہمچناں بر حیاتِ دنیا گفتم چگونہ دریں حالت گفت

چہ گویم

قطعہ

ندیدہ کہ چہ سختی رسد بجانِ کسے | کہ از دہانش بدر میکنند دندانے

قیاس کن کہ چہ حالت بود دراں ساعت | کہ از وجودِ عزیزش بدر رود جانے

گفتم تصوّرِ مرگ از خیال بدر کن و وہم را بر مزاج مستولی مگرداں

کہ فیلسوفانِ یونان گفتہ اند مزاج اگرچہ مستقیم بود اعتمادِ بقا را

نشاید و مرض اگرچہ ہائل بود دلالتِ کُلّی بر ہلاک نکند اگر فرمائی طبیبے

را بخوانیم تا معالجت کند دیدہ برکرد و بخندید و گفت

اشارت: اشارہ۔ بزبانِ عجم: یعنی فارسی زبان میں۔ مفہوم ما نمی گردد: یعنی اس کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ رنجہ شوی: یعنی چلنے کی تکلیف اٹھالیں۔ مزد: اجرت یا اجر وثواب۔ (یہاں معنی دوم بہتر ہے)۔ باشد: ہوسکتا ہے۔ بالین: سرہانا۔ دمے چند گفتم ...الخ: یہاں تقدیم وتاخیر ہے یعنی گفتم کہ دمے چند...الخ: میں نے سوچا کہ کچھ دن اور زندہ رہ لوں مگر افسوس کہ سانس کا راستہ بھی بند ہوگیا۔ خوان: دسترخوان۔ الوان: لون کی جمع ہے بمعنی رنگ مراد طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ یعنی افسوس کہ عمر کے رنگا رنگ دسترخوان پر تھوڑی ہی دیر (چند ہی لقمے) ہم نے کھائے تھے کہ لوگوں نے کہا کہ بس۔ شامیاں: ملک شام والے۔ تاسّف: افسوس کرنا۔ چہ سختی رسد: کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ دندان: دانت۔ قیاس کن ...الخ: اندازہ کرو کہ اس وقت کیا حالت ہوتی ہوگی جب کہ کسی کے جسم سے اس کی جان نکل رہی ہوگی۔ تصورِ مرگ: یعنی موت کا اندیشہ۔ مستولی: غالب۔ فیلسوف: حکیم، فلسفی، دانشور۔ یونان: روم کا ایک مشہور ملک جہاں کے حکما وفلاسفہ بہت مشہور ہیں۔ مزاج: طبیعت۔ مستقیم: معتدل، درست۔ ہائل: خوفناک، مہلک۔ طبیب: حکیم، ڈاکٹر۔ معالجہ: علاج [illegible]

مثنوی

دست برہم زند طبیب ظریف | چوں خرف بیند او فتادہ حریف
خواجہ در بندِ نقش ایوان ست | خانہ از پای بست ویران ست
پیر مردے بنزع می نالید | پیر زن صندلش ہمی مالید
چوں مخبّط شد اعتدالِ مزاج | نہ عزیمت اثر کند نہ علاج

حکایت(۲) پیرے را حکایت کنند کہ دخترے خواستہ بود و حجرہ بگل آراستہ و بخلوت با او نشستہ و دیدہ و دل در و بستہ شبہائے دراز نہ خفتے و بذلہ ہا و لطیفہ ہا گفتے باشد کہ وحشت و نفرت نگیرد و موانست پذیرد و از آں جملہ شبے میگفت بختِ بلندت یار بود و چشم دولت بیدار کہ بہ صحبتِ پیرے افتادی پختہ پروردہ جہاں دیدہ آرمیدہ و سرد و گرم چشیدہ نیک و بد آزمودہ کہ حقوقِ صحبت بداند و شرطِ مودت بجا آورد مشفق مہربان خوش طبع شیریں زبان

مثنوی

تا توانم دلت بدست آرم | ور بیازاریم نیازارم
ور چو طوطی بود شکر خورشت | جانِ شیریں فدائے پرورشت

دست برہم زند: ہاتھ ملتا ہے۔ ظریف: زیرک، ہوشیار۔ خرف: (بفتح اول وکسر راء مہملہ) بڑھاپے میں سٹھیایا ہوا، حواس باختہ۔ حریف: ہم پیشہ وہم صحبت۔ او فتادہ: یعنی بیمار۔ خواجہ: مالک مکان۔ بند: فکر۔ نقش ایوان: اصل مکان، کرے وغیرہ۔ اور بعض نسخوں میں ہے۔ نقش ایوان: مکان کے نقش ونگار۔ پائے بست: بنیادِ خانہ مراد صاحب خانہ ہے۔ نزع: جانکنی۔ صندل: ایک خوشبودار لکڑی جس کا گھس کر لگانا دردِ سر کے لیے مفید ہے۔ یعنی اس کی بوڑھی بیوی دردِ سر کے گمان میں اس کو صندل لگا رہی تھی۔ مخبط: پراگندہ، بے ترتیب۔ عزیمت: جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈہ۔ حکایت ۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ بڑھاپے میں نوعمر لڑکی سے شادی شرمندگی ورسوائی کا سبب ہے۔ دخترے خواستہ بود: ایک لڑکی سے شادی کر لیا تھا۔ گل: پھول۔ آراستہ: سجادیا تھا۔ خلوت: تنہائی۔ بذلہ: ہنسی دل لگی کی باتیں، مرغوب ودلچسپ باتیں۔ لطیفہ: چٹکلہ۔ موانست: اُنس ومحبت۔ بخت بلند: بلند قسمت۔ یار: مددگار۔ پختہ پروردہ: یعنی تجربہ کار۔ کہ حقوق صحبت بداند: جو صحبت کے حقوق سمجھتا ہے۔ شرط مودت بجا آورد: محبت کی شرط پوری کرتا ہے۔ ور بیازاریم: اور اگر تو مجھے ستائے۔ بیازاری کے ساتھ ''میم'' مفعولی (ضمیر منصوب) ملی ہوئی ہے۔ خورش: خوراک۔ ''جان شریں'' اور ''فدائے پرورش'' دونوں میں صفت ترکیبی ہے اور یہاں لفظ ''سازم'' محذوف ہے یعنی

نہ گرفتار آمدی بدستِ جوانے مُعجب خیرہ رائے سر تیز بے سبکپائے کہ ہر دم ہوسے پزد و ہر لحظہ رائے زند و ہر شب جائے خسپد و ہر روز یارے گیرد۔

قطعہ

جواناں خرّم اند و خوب رخسار | ولیکن در وفا با کس نپایند
وفاداری مدار از بلبلاں چشم | کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایند

امّا طائفہ پیراں کہ بہ عقل و ادب زندگانی کنند نہ بمقتضائے جہل و جوانی

فرد

زخود بہتری جوی و فرصت شمار | کہ با چوں خودی گم کنی روزگار

گفت چنداں بریں نمط بگفتم کہ گماں بردم کہ دلش در قیدِ من آمد و صیدِ من شد ناگہ نفسے سرد از دلِ پر درد بر آورد و گفت چندیں سخن کہ بگفتی در ترازوئے عقلِ من وزنِ آں یک سخن ندارد کہ وقتے از قبیلہ خویش شنیدہ ام کہ گفت زن جوان را اگر تیرے در پہلو نشیند بہ از آنکہ پیرے

شعر

لَمَّا رَأَتْ بَيْنَ يَدَيْ بَعْلِهَا | شَيْئًا كَارْخَى شَفَةِ الصَّائِمِ
تَقُوْلُ هٰذَا مَعَهٗ مَيِّتٌ | وَإِنَّمَا الرُّقْيَةُ لِلنَّائِمِ

جواناں...الخ: جوان لوگ اگر چہ خوبصورت اور خوش منظر ہوتے ہیں لیکن کسی کے ساتھ وفاداری میں پائیدار نہیں ہوتے۔ چشم مدار: امید مت رکھ۔ بعض نسخوں میں ہے "وفاداری مجو از بلبلاں چشم"۔ بلبلاں چشم: نظر پھیر لینے والا۔ (یہ جوانوں کی تمثیل ہے کہ ہرنئی سے اظہار محبت کرتے ہیں) بمقتضائے جہل و جوانی: جہل و جوانی کے تقاضوں کے ساتھ یعنی ہوس پرستی کے ساتھ۔ زخود بہتر: جوان عورت کے لیے جوان مرد تو برابر و ہمسر ہوگا لہذا تیرے حق میں بوڑھا بہتر ہوگا۔ گفت: یعنی بوڑھے نے کہا۔ نمط: روش، طریقہ۔ نفسِ سرد: ٹھنڈا سانس۔ قبیلہ: خاندان، کنبہ۔ لَمَّا رَأَتْ...الخ: جب اس نے اپنے شوہر کے اگلے حصے میں روزہ دار کے لٹکتے ہونٹ سے زیادہ ڈھیلی ڈھالی ایک چیز دیکھی (یعنی عضو مخصوص) تقول هذا معه......الخ: کہنے لگی یہ تو اس کے پاس بالکل مردہ ہے اور جادو تو محض سونے والے کو

بر: پہلو، آغوش۔ بے رضا: بے خوشنودی، عدم جماع کے سبب ناراضگی۔ برخیزد: اٹھ جائے۔ نتواند خاست: یعنی جو بوڑھا کہ اپنی جگہ سے کھڑا نہ ہو سکے مگر کسی عصا (لاٹھی) ہی کے سہارے۔ کیش: "کے" اور "ش" سے مرکب ہے اور یہ "ش" اصل میں "عصا" کا مضاف الیہ ہے جس سے یہاں مراد آلۂ تناسل ہے یعنی اس کا عضو مخصوص کب استادہ ہو سکتا ہے۔ فی الجملہ: قصہ مختصر یہ کہ۔ مفارقت: جدائی یعنی طلاق تک معاملہ پہونچا۔ مدتِ عدت: بعد طلاق عدت گزارنے کا زمانہ۔ برآمد: پورا ہو گیا، مدت ختم ہوگئی۔ ترش رو: بد مزاج، نک چڑھا۔ تہی دست: مفلوک الحال، مفلس۔ جور و جفا: ظلم و ستم۔ رنج و عنا: مشقت و تکلیف۔ الحمد للہ: خدا کا شکر ہے۔ عذاب الیم: دردناک عذاب۔ اور اس سے مراد اس بوڑھے کی معاشرت تھی جو طاقتِ جماع نہ رکھتا تھا۔ نعیم مقیم: قائم رہنے والی نعمت۔ دیبا: ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔ عود: ایک خوشبودار لکڑی۔ اگر۔ کیر و خایہ: قضیب و خصیہ، آلۂ تناسل۔ یعنی مرد کے لیے اس کا مخصوص عضو ہی زینت ہے۔ کیوں کہ اسی کے سبب سے عورتیں مردوں کو قبول کرتی ہیں۔

رباعی

زن کز برِ مرد بے رضا برخیزد | پس فتنہ و جنگ ازاں سرا برخیزد
پیرے کہ ز جائے خویش نتواند خاست | الا بعصا کیش عصا برخیزد

فی الجملہ امکانِ موافقت نبود بمفارقت انجامید چوں مدتِ عدت برآمد عقدِ نکاحش بستند با جوانے تند ترش روی تہی دست بدخوی جور و جفا کشیدے و رنج و عنا دیدے و شکرِ نعمتِ حق ہمچناں گفتے الحمد للہ کہ ازاں عذابِ الیم برہیدم و بدیں نعیمِ مقیم برسیدم

قطعہ

روئے زیبا و جامہ و دیبا | صندل و عود و رنگ و بوی و ہوس
ایں ہمہ زینتِ زناں باشد | مرد را کیر و خایہ زینت و بس

فرد

با ایں ہمہ جور و تند خوئی | نازت بکشم کہ خوبروئی

قطعہ

با تو مرا سوختن اندر عذاب | بہ کہ شدن با دگرے در بہشت
بوئے پیاز از دہنِ خوبروی نو | نہ بحقیقت کہ گل از دست زشت

نازت بکشم ...الخ: میں تیری ناز برداری کروں گی کہ تو خوبرو (مرد) ہے۔ با دگرے: یعنی بوڑھے کے ساتھ۔
بوئے پیاز ...الخ: کسی خوبرو کے منہ سے پیاز کی بو آنا حقیقت میں ...

حکایت ۳: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بڑھاپے میں اولاد پیدا کرنے کی سخت کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ بڑھاپا ایسا عیب ہے کہ عورتوں کی طرح ناخلف اولاد بھی مرگ پدر کی خواہاں رہتی ہے۔ اور یہ کہ اپنی اولاد سے ویسے ہی برتاؤ کی امید رکھنی چاہیے جیسا برتاؤ اپنے باپ کے ساتھ کر چکے ہو۔

حکایت (۳) مہمانِ پیرے بودم در دیار بکر کہ مالِ فراوان داشت و فرزندے خوبروی شبے حکایت کرد کہ مرا در عمرِ خویش بجز ایں فرزند نبودہ است درختے دریں وادی زیارتگاہ است کہ مرداں بحاجت خواستن آنجا روند و شبہائے دراز در پائے آں درخت بخدا نالیدہ ام تا مرا ایں فرزند بخشیدہ است شنیدم کہ پسر با رفیقاں آہستہ میگفت چہ بودے اگر من آں درخت را بدانستمے کہ کجا ست تا دعا کردمے کہ پدرم بمردے حکمت خواجہ شادی کناں کہ فرزندم عاقل ست و پسر طعنہ زناں کہ پدرم فرتوت ست۔

قطعہ

سالہا بر تو بگذرد کہ گذار | نکنی سوئے تربتِ پدرت
تو بجائے پدر چہ کردی خیر | تا ہماں چشم داری از پسرت

حکایت روزے بغرورِ جوانی سخت راندہ بودم و شبانگہ بپای گریوہ سست ماندہ پیر مردے ضعیف از پس کارواں ہمی آمد گفت چہ خسپی کہ نہ جائے خفتن است گفتم چوں روم کہ نہ پائے رفتن ست گفت ایں نشنیدی کہ صاحبدلاں گفتہ اند

دیارِ بکر: بلادِ طے میں ایک موضع کا نام۔ مالِ فراواں: کثیر مال۔ شبے حکایت کرد: معلوم ہوا کہ سعدی چند راتیں ان کے یہاں مقیم رہے۔ بجز ایں فرزند نبودہ است: اس فرزند کے سوا میری کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ بحاجت خواستن: مرادیں مانگنے۔ بخدا نالیدہ ام: خدا کے سامنے گڑگڑایا ہوں۔ رفیقاں: دوستوں۔ خواجہ: صاحب خانہ۔ فرتوت: کھوسٹ بڈھا۔ گذار: اور ایک نسخے میں ہے "گذرتہ کنی" یعنی سالوں گزر جاتے ہیں مگر تو اپنے باپ کی قبر کی جانب (فاتحہ خوانی کے لیے) گزرتا نہیں۔ (جاتا نہیں) چشم داری: تو امید رکھے۔ حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بوڑھوں کو چاہیے کہ جوانوں کی غلطیوں پر ان کو متنبہ کردیں۔

بغرورِ جوانی: یعنی جوانی کے جوش میں۔ سخت راندہ بودم: میں تیز چلا تھا۔ بپای گریوہ: ایک ٹیلے کی جڑ میں۔ سست ماندہ: یعنی میں تھک

رفتن و نشستن بہ کہ دویدن و گسستن

قطعہ

اے کہ مشتاقِ منزلے مشتاب	پندِ من کار بند و صبر آموز
اسپِ تازی دو تگ رود بشتاب	اشتر آہستہ میرود شب و روز

حکایت (۵) جوانے چست لطیف خنداں شیریں زباں در حلقۂ عشرتِ ما بود کہ در دلش ہیچ نوعِ غم نیامدے و لب از خندہ فراہم روزگارے بر آمد کہ اتفاقِ ملاقات نیفتاد بعد ازاں دیدمش زن خواستہ فرزند خاستہ و بیخ نشاطش بریدہ و گلِ رویش پژمریدہ پرسیدمش چگونہ و چہ حالت ست گفت تا کودکان بیاوردم دگر کودکی نکردم۔

شعر

مَاذَا الصِّبَا وَالشَّیْبُ غَیَّرَ لِمَّتِیْ	وَکَفٰی بِتَغَیُّرِ الزَّمَانِ نَذِیْرًا

فرد

چوں پیر شدی ز کودکی دست بدار	بازی و ظرافت بجواناں بگذار

مثنوی

طربِ نوجواں ز پیر مجوی	کہ دگر نایدآبِ رفتہ بجوی

میں لاؤ۔ اسپ تازی: عربی گھوڑا۔ دو تگ: دو دوڑیں، دوبار دوڑنا۔
حکایت ۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ بوڑھوں کو جوانوں جیسی دل لگی و ہنسی زیب نہیں دیتی بلکہ انھیں سنجیدۂ و متین رہنا چاہیے اور جوانی کے مذاق و دل لگی سے اعراض کرنا چاہیے۔
شیریں زباں: خوش کلام۔ عشرت: باہم مزے کی زندگی گزارنا۔ حلقۂ عشرت: درویشوں کا گروہ مراد ہے۔
از ہیچ نوعِ غم: کسی طرح کا کوئی غم۔ لب از خندہ فراہم: "نیامدے" مقدر ہے۔ اور ایک نسخے میں یہاں "نشدے" مذکور ہے یعنی ہر دم وہ ہنستا ہنسا تا رہتا تھا۔
زن خواستہ: شادی کرلی ہے۔ فرزند خاستہ: لڑکا پیدا ہو چکا ہے۔ پژمریدہ: یعنی پژمردہ۔ اندوہگیں۔ تا کودکاں بیاوردم: جب سے بچے ہوگئے ہیں۔ دگر کودکی نہ کردم: تب سے بچکانی حرکتیں میں نے نہیں کیں یعنی بے فکری اور دل لگی چھوڑ دیں۔
ماذا الصبی الخ: اب بچپن کہاں؟ اب تو بڑھاپے نے میری زلفیں تبدیل کر ڈالیں۔ (سفید کر دیں) زمانے کی یہ تبدیلیاں ڈرانے کے لیے کافی ہیں۔ کودکی: بچپنا۔ دست بدار: ہاتھ اٹھالے۔ ظرافت: شوخ طبعی، دل لگی۔ طرب: مستی

زرع را چوں رسید وقتِ درو | نخرامد چنانکہ سبزۂ نو

قطعہ

دورِ جوانی بشد از دستِ من | آہ و دریغ آں زمنِ دل فروز
قوتِ سرپنجۂ شیری برفت | راضیم اکنوں بہ پنیرے چو یوز
پیر زنے موی سیہ کردہ بود | گفتمش اے مامکِ دیرینہ روز
موی بہ تلبیس سیہ کردہ گیر | راست نخواہد شدن ایں پشت کوز

حکایت (۶) وقتے بجہلِ جوانی بانگ بر مادر زدم دل آزردہ بکنجے بنشست و گریاں ہمیگفت مگر خوردی فراموش کردی کہ درشتی می کنی

قطعہ

چہ خوش گفت زالے بفرزندِ خویش | چو دیدش پلنگ افگن و پیلتن
گر از عہدِ خردیت یاد آمدے | کہ بیچارہ بودی در آغوشِ من
نکردے دریں روز بر من جفا | کہ تو شیر مردے و من پیر زن

حکایت (۷) توانگرے بخیل را پسرے رنجور بود نیک خواہاں گفتندش کہ ختمِ قرآنی کنی از بہرِ وے یا بذلِ قربانی لختے باندیشہ فرو رفت و گفت ختمِ مصحف اولیٰ ترست کہ گلہ دور ست صاحبدلے

زرع: کھیتی۔ وقتِ درد: کھیتی کٹنے کا وقت (پک جانا مراد ہے) خرامیدن: کھیت یا ڈال کا لچکنا و جھکنا (جھومنا)۔ نخرامد: نئے سبزہ کی طرح نہیں جھومتی۔ بشد: چلا گیا۔ پنیر: ایک خوردنی نمکین چیز کا نام جو دودھ پھاڑ کر جمائی جاتی ہے۔ نچوڑے ہوئے دہی کو بھی کہتے ہیں۔ بہ پنیرے چوں یوز: چیتے کی پنیر پر اب راضی ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ چیتا شکار میں جب ناکام ہوجاتا ہے تو سخت غضبناک ہوجاتا ہے پھر مالک اسے پنیر کھلا کر (جو اسے بہت مرغوب ہے) راضی کرتا ہے۔ مامک: مام بمعنی ماں کی تصغیر ہے برائے ترحم۔ یعنی اے بوڑھی ماں!۔ تلبیس: دھوکہ بازی۔ گیر: مان لو یہ سیاہ ہوگئے مگر تمہاری یہ خمیدہ پشت تو سیدھی نہ ہوسکے گی۔ حکایت ۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ بوڑھے والدین اور سانخوردہ لوگوں کے ساتھ سخت کلامی کرکے ان کو رنجیدہ کرنا جہالت و نادانی ہے۔ جہلِ جوانی: جوانی کی نادانی۔ بانگ بر مادر زدم: ماں کو ڈانٹ کر میں بولا۔ خوردی: بچپن۔ درشتی: سخت کلامی۔ زال: زنِ پیر فرتوت، سخت بوڑھی عورت۔ پیلتن: ہاتھی جیسے بدن والا۔ پلنگ افگن: چیتے کو پچھاڑ دینے والا، بہت بہادر۔

حکایت ۷: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بڑھاپے میں آدمی مال و دولت کا حریص نیز خرچ میں بخیل ہوجاتا ہے۔ رنجور: بیمار۔ ختمِ قرآنی

بشنید گفت ختمش بعلتِ آں اختیار آمد کہ قرآن بر سرِ زبان ست و زر در میانِ جاں۔

مثنوی

دریغا گردنِ طاعت نہادن	گرش ہمراہ بودے دست دادن
بدینارے چو خر در گل بمانند	ور الحمدے بخواہی صد بخوانند

حکایت (۸) پیر مردے را گفتند چرا زن نہ کنی گفت با پیر زنانم الفت نیست پس آنرا کہ جواں باشد با من کہ پیرم دوستی چگونہ صورت بندد

شعر

پیرِ ہفتاد سلہ جنی مکنہ	کورِ مقری بخواہی چش روشن
زور باید نہ زر کہ بانو را	گزری دوست تر کہ دہ من گوشت

حکایت (۹) منظومہ

شنیدہ ام کہ دریں روزہا کہن پیرے	خیال بست بپیرانہ سر کہ گیرد جفت
بخواست دخترکے خوبروی گوہر نام	چو درجِ گوہرش از چشمِ مرد ماں بنہفت
چنانکہ رسمِ عروسی بود تمنا کرد	ولے بحملۂ اول عصائے شیخ بخفت
کماں کشید و نزد بر ہدف کہ نتواں دوخت	مگر بسوزنِ فولاد جامۂ ہنگفت

خمش: یعنی ختم قرآن۔ بعلت: بہ سبب۔ اختیار: پسند۔ گردن طاعت نہادن: یعنی بدنی عبادت کرنا۔ دست دادن: داد ودہش (خیرات کرنے کی استطاعت۔ بدینارے ...الخ: بخیل لوگ ایک دینار خیرات کرنے کے موقع پر گدھے کی طرح کیچڑ میں گھس جاتے ہیں۔ اور اگر ان سے سورۂ فاتحہ پڑھوانا چاہو تو سو بار پڑھ دیتے ہیں۔ حکایت ۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ قوتِ مردانگی کے بغیر بڑھاپے میں جوان عورت سے شادی رسوائی کا سبب ہے۔ چرا زن نہ کنی: تم شادی کیوں نہیں کرلیتے۔ الفت: رغبت وانس، میلانِ طبع۔ دوستی چگونہ ...الخ: اس کے ساتھ دوستی (نباہ) کی کیسے صورت بن سکتی ہے۔ سلہ: سالہ۔ جنی: جوانی۔ مکنہ: مکن۔ کور: اندھا۔ مقری: پڑھانے والا، استاد۔ بخوا: بخواب۔ نبی: نہ بیند۔ چش: چشم۔ روشن: روشن۔ یعنی اے بہتر سالہ بڈھے! جوانی مت کر۔ اندھا قاری استاد خواب میں بھی آنکھ روشن نہیں دیکھتا۔ (یہ دہقانی زبان میں شعر کہا گیا ہے) مردانگی کی طاقت ہونا چاہیے نہ کہ مال و دولت۔ کیوں کہ جوان عورت کو ایک گاجر زیادہ پسند ہے اس سے کہ دس من گوشت ہو۔ اور بعض نسخوں میں یہ شعر اس طرح ہے "دو گزرے سخت بہ زدہ من گوشت" یعنی دس من گوشت سے بہتر ایک سخت گاجر ہے۔ بیوی اپنے زیادہ کھانے کی خواہش مند نہیں ہوتی بلکہ آلۂ تناسل میں سختی کی طالب ہوتی ہے۔ زور: مراد قوت مردی۔ بانو: بیوی۔ گزر: گاجر۔ حکایت ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ قوت مردانگی کے بغیر شادی فتنہ و اختلاف اور رسوائی کا سبب ہے۔ دریں روزہا: انھیں دنوں میں۔ کہن پیر: ای پیر کہن، پرانا بڈھا۔ پیرانہ سر: بڑھاپے کے زمانے میں۔ جفت گرفتن: شادی کرنا۔ دخترک: کم سن لڑکی۔ بخواست: شادی کرلیا۔ گوہر نام: اس کا نام گوہر تھا۔ درج: ڈبیہ۔ سنگاردان: صندوقچہ۔ رسم عروسی: یعنی

بدوستاں گلہ آغاز کرد و حجت ساخت | کہ خان و مانِ من ایں شوخ دیدہ پاک برفت
میانِ شوہر و زن جنگ و فتنہ خاست چناں | کہ سر بشحنہ و قاضی کشید و سعدی گفت
پس از ملامت و شنعت گناہِ دختر نیست | ترا کہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت

باب ہفتم در تاثیر تربیت

حکایت (۱) یکے را از وزرا پسرے کودن بود پیش دانشمندے فرستاد کہ مر ایں را تربیتے کن مگر عاقل شود روزگارے تعلیم کرد مؤثر نبود پیشِ پدرش کس فرستاد کہ ایں عاقل نمی شود و مرا دیوانہ کرد۔

قطعہ

ہیچ صیقل نکو نداند کرد | آہنے را کہ بدگہر باشد
چوں بود اصلِ جوہرے قابل | تربیت را درو اثر باشد
سگ بدریائے ہفتگانہ بشوی | چونکہ تر شد پلید تر باشد
خرِ عیسے اگرش بمکہ برند | چوں بیاید ہنوز خر باشد

حکایت (۲) حکیمے پسراں را پند ہمیداد کہ اے جانانِ پدر ہنر آموزید کہ ملک و دولتِ دنیا اعتماد را نشاید و سیم و زر در

گلہ: شکوہ وشکایت۔ اُلاہنا۔ حجت ساخت۔ اور بعض نسخوں میں ہے "حجت خواست" کج بحثی کیا۔ خان ومان: مخفف ہے خانہ اور مان بمعنی گھریلو سامان۔ اثاث البیت۔ شوخ دیدہ: بے حیا، بے شرم۔ پاک برفت: سب لے گئی۔ کیوں کہ بھاری مہر لیا اور ایک لمبی رقم خوراک وپوشاک پر صرف کردیا اس طرح اس کے ساتھ میرا نباہ مشکل ہے۔ کہ سر بشحنہ وقاضی کشید: کہ کوتوال اور قاضی تک معاملہ پہونچا بلکہ اتنا بڑھا کہ سعدی گوشہ نشین تک پہونچا اور اس نے ملامت ولفریں کے بعد کہا۔ تراکہ دست بلرزد ...الخ: کہ جب تیرے ہاتھ کانپ رہے ہیں تو گوہر کیسے بیندھ سکتے ہو یعنی بوڑھا جوان عورت کے ساتھ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ (اس شعر میں دلھن کے نام کی تلمیح ہے۔

باب ہفتم در تاثیر تربیت
تربیت: تعلیم وتہذیب، تعلیم اخلاق، تادیب۔
حکایت ۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ نااہل، نالائق، ناموزوں، ناشائستہ کی تعلیم وتربیت ضائع اور برباد ہے۔ کودن: بالفتح: کند فہم، کم عقل، کند ذہن۔ مگر عاقل شود: شاید عقل مند ہوجائے۔ روزگارے: یعنی عرصہ دراز تک۔ مؤثر: اثر انداز۔ دیوانہ پاگل۔ صیقل: چمکانے والا، لوہا چمکانے کا ایک آلہ۔ بدگہر: بداصل۔ قابل: قبول کرنے والا، صلاحیت رکھنے والا۔ جوہر قابل: تربیت کا اثر قبول کرنے والی ذات۔ ہفت گانہ۔ لفظ گانہ برائے تعداد ہے جیسے دوگانہ۔ دریائے ہفت گانہ: ساتوں سمندر۔ چونکہ تر شد: جتنا زیادہ تر ہوگا۔ خرِ عیسیٰ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سواری۔ وہ ایک دراز گوش بار برداری وسواری کے لیے سفر میں اپنے ہمراہ رکھتے انجیل مقدس بھی اسی پر بار کرتے۔ حکایت ۲: اس کا حاصل یہ ہے

محلِ خطر ست یا دزد بیکبار رہبر دیا خواجہ بتفاریق بخورد اما ہنر چشمہ زاینده است و دولتِ پاینده اگر ہنرمند از دولت بیفتد غم نباشد که ہنر در نفسِ خود دولت ست ہر کجا که رود قدر بیند و صدر نشیند و بے ہنر لقمہ چیند و سختی بیند

شعر

سخت ست پس از جاه تحکم بردن | خو کرده بناز جورِ مردم بردن

قطعہ

وقتے افتاد فتنہ در شام | ہر کس از گوشہ فرا رفتند
روستازادگانِ دانشمند | بوزیریئے پادشا رفتند
پسرانِ وزیر ناقص عقل | بگدائی بروستا رفتند

حکایت (۳) یکے از فضلا تعلیم مَلِک زاده ہمیکرد ے وضرب بیحابازدے وزجرِ بیقیاس کردے بارے پسر از بیطاقتی شکایت پیشِ پدر برد و جامہ از تنِ دردمند برداشت پدر را دل بہم برآمد استاد را بخواند و گفت پسرانِ رعیت را چنداں زجر روا نمیداری که فرزندِ مرا سبب چیست گفت سبب آنکه سخن اندیشیده

محل خطر: خطرہ کی جگہ۔ خواجہ: مالک۔ بتفاریق: متفرق طور پر، تھوڑا تھوڑا کر کے۔ چشمۂ زاینده: سوت والا چشمہ۔ دولت پاینده: پائدار دولت۔ از دولت بیفتد: یعنی قلاش ہوجائے۔ صدر نشید: صدر جگہ، ممتاز جگہ بیٹھے گا۔ لقمہ چیند: لقمہ چنے گا یعنی بھوکوں مرے گا۔ سختی: محتاجی۔ تحکم بردن: کسی کا حکم سہنا۔ خو کرده بناز: ناز و نعمت کا عادی۔ جور بردن: ظلم سہنا۔ روستازادگاں: دہقانیوں کے لڑکے۔ بوزیریئے پادشا رفتند: بادشاہ کی وزارت کے عہدے پہ پہونچ گئے۔ ناقصِ عقل: پسران کی صفت ہے یعنی وزیر کے بدعقل لڑکے۔ گدائی: بھیک مانگنا۔ روستا: دیہات، گاؤں۔ حکایت ۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت میں سختی اور نگرانی ضروری ہے خصوصاً رؤسا کے بچوں کی۔ بیجا رعایت سخت مضر ہے۔ فضلا: فاضل کی جمع ہے۔ فضیلت والا۔ ملک زاده: شہزادہ۔ ضرب بیحابا: بے تحاشا مار۔ بے دھڑک مار۔ زجر: سرزنش، جھڑکی، ڈانٹ ڈپٹ۔ بے قیاس: بے انتہا۔ تنِ دردمند: دکھتا بدن۔ دل بہم برآمد: دل بھر آیا۔ رعیت: رعایا۔ سخن اندیشیده گفتن: سوچ سمجھ کر بات کہنا۔

گفتن و حرکتِ پسندیدہ کردن ہمہ خلق را علی العموم باید و پادشاہاں را علی الخصوص بموجب آنکہ بر دست و زبانِ ایشاں ہرچہ رود ہر آئینہ بافواہ بگویند و قول و فعلِ عوام راچنداں اعتبارے نباشد

قطعہ

اگر صد عیب دارد مردِ درویش | رفیقانش یکے از صد ندانند
وگر یک ناپسند آید ز سلطاں | ز اقلیمے باقلیمے رسانند

پس واجب آمد معلمِ پادشاہ زادہ را در تہذیبِ اخلاقِ خداوند زادگاں اَنْبَتَهُمُ اللّٰہُ نَبَاتًا حَسَنًا اجتہاد ازاں بیش کردن کہ در حقِ ابنائے عوام

قطعہ

ہر کہ در خردیش ادب نکنی | در بزرگی فلاح ازو برخاست
چوبِ تر را چنانکہ خواہی پیچ | نشود خشک جز بآتش راست

فرد

ہر آں طفل کو جورِ آموزگار | نہ بیند جفا بیند از روزگار

ملک را حسنِ تدبیرِ فقیہ و تقریرِ جواب او موافق آمد و خلعت و نعمت بخشید و پایہ منصب بلند گردانید

ہمہ خلق را: یعنی تمام لوگوں کو۔ علی العموم: عام طور پر۔ علی الخصوص: خاص طور پر۔ بموجب: بہ سبب۔ ہر آئینہ: یقیناً۔ بافواہ بگویند: یعنی مشہور ہو جاتی ہے۔ افواہ اس کا واحد۔ (فوہ بمعنی منہ ہے) قول و فعل: بات اور کام۔ رفیقانش...الخ: اس کے دوستوں کو سو میں سے ایک کی بھی آگاہی نہ ہوگی۔ اقلیم: ملک۔ معلم: استاذ، علم سکھانے والا۔ تہذیبِ اخلاق: سیرت واخلاق کی درستگی۔ خداوندزادگاں: شہزادے۔ ابنتهم اللہ...الخ: اللہ تعالیٰ ان کی عمدہ اٹھان سے پروان چڑھائے۔ اجتہاد: کوشش۔ ابنائے عوام: عوام کے بچے۔ خردی: بچپن۔ ادب نکنی: تہذیب نہ سکھائی جائے۔ در بزرگی: بڑے ہوکر۔ فلاح: کامیابی، فیروزمندی، خیر ونیکی میں رہنا۔ چوبِ تر: گیلی لکڑی۔ راست: سیدھی۔ کو: کہ او۔ جور: ظلم مراد سختیاں اور استاد کی مار ہے۔ آموزگار: سکھانے والا، استاذ۔ جفا: ظلم۔ روزگار: زمانہ، مراد زمانہ والے ہیں۔ حسن تدبیر: خوش [illegible] موافق آمد: پسند آئی۔ خلعت: شاہی جوڑا۔ پایہ منصب: عہدے کا مرتبہ۔

حکایت ۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت میں استاد کی سختیاں اور اس کی مار ماں باپ کی شفقت ومردت سے بہتر ہے۔ لہٰذا مکتب کا استاذ سخت گیر ہونا چاہیے۔ مگر ایسا بھی نہیں کہ بچے متنفر ہوکر تعلیم چھوڑدیں۔

حکایت (۴)

معلمِ کُتّابے را دیدم در دیارِ مغرب ترش روی و تلخ گفتار بدخوی و مردم آزار کُند طبع و ناپرہیزگار کہ عیشِ مسلمانان بدیدنِ اُو تبہ گشتے و خواندنِ قرآنش دلِ مردم سیہ کردے و جمعے پسرانِ پاکیزہ و دخترانِ دوشیزہ بدستِ جفائے او گرفتار نہ زہرۂ خندہ نہ یارائے گفتار گہ عارضِ سیمینِ یکے را تپانچہ زدے وگاہ ساقِ بلورینِ یکے را شکنجہ کردے القصہ شنیدم کہ طرفے از خیانتِ نفسِ او معلوم کردند و بزدندش و براندند پس آنگہ مکتبِ وے بمصلحے دادند پارسائے سلیمے نیک مردے حلیمے کہ سخن جز بحکمِ ضرورت نگفتے و موجبِ آزارِ کس بر زبانش نرفتے کودکان را ہیبتِ اُستادِ نخستین از سر برفت و معلمِ دومی را اخلاقِ مَلَکی دیدند دیو یک یک شدند باعتمادِ حلمِ او علم فراموش کردند و ہمچنیں اغلبِ اوقات ببازیچہ فراہم نشستندے و لوحِ درست ناکردہ بر سرِ ہم شکستندے

بیت

اُستاد معلم چو بود بے آزار — خرسک بازند کودکاں در بازار

معلم کُتّاب: مکتب کا مدرس۔ دیارِ مغرب: ملک مغرب (حجاز وعراق)۔ ترش رو: چڑچڑا، نک چڑھا۔ تلخ گفتار: سخت کلام، بدزبان۔ کند طبع: غبی۔ عیش: زندگانی۔ بدیدنِ او: یعنی اس کی ملاقات سے۔ سیہ کردے: یعنی بھونڈی آواز والا تھا، قرآن پڑھنے کا سلیقہ نہ تھا۔ دختران دوشیزہ: کنواری لڑکیاں۔ نہ زہرۂ خندہ نہ یارائے گفتار: نہ ہنسنے کی طاقت نہ بولنے کی مجال۔ زہرہ: پتہ، مراد طاقت ہے۔ گہے: کبھی۔ عارضِ سیمین: گورے گال۔ تپانچہ زدے: تھپڑ مارتا۔ ساقِ بلورین: بلور جیسی پنڈلی۔ شکنجہ کردے: شکنجہ میں کس دیتا۔ القصہ: خلاصہ یہ کہ۔ خیانتِ نفس: بدچلنی۔ صلح: نیک چلن۔ بحکم ضرورت: کام کے مطابق۔ آزار: تکلیف۔ معلم دومین: دوسرے استاد: اخلاق ملکی: فرشتوں کا سا اخلاق۔ دیو یک یک شدند: ایک ایک کرکے شیطان بن گئے یا سب کے سب شیطان بن گئے۔ حلم: بردباری۔ اغلب: اکثر۔ بازیچہ: کھیل۔ فراہم نشستندے: اکٹھا بیٹھ جاتے۔ لوح: تختی۔ درست ناکردہ: بے لکھی تختی۔ خرسک: ریچھ کھیل، کبڈی کی شکل کا ایک کھیل جو شکل کے تھوڑے اختلاف کے ساتھ ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ بازند: کھیلتے ہیں۔ کودکاں: بچے۔

بعد از دو ہفتہ براں مسجد گذر کردم معلمِ اوّلیں را دیدم کہ دل خوش کردہ بودند و بمقامِ خویش باز آوردہ بر نجیدم ولاحول گفتم کہ دیگر بارہ ابلیس را معلّمِ ملائکہ چرا کردند پیر مردے ظریف جہاں دیدہ بشنید بخندید و گفت

مثنوی

پادشاہے پسر بمکتب داد | لوحِ سیمینش در کنار نہاد
بر سرِ لوح او نبشتہ بزر | جورِ اُستاد بہ زمہرِ پدر

حکایت (۵)

پارسا زادۂ را نعمتِ بیکراں از ترکہ عمّاں بدست افتاد و فسق و فجور آغاز کرد و مبذّری پیشہ گرفت فی الجملہ نماند از سائرِ معاصی منکرے کہ نکرد و مسکرے کہ نخورد بارے بہ نصیحتش گفتم اے فرزند دخل آبِ روانست و خرج آسیائے گرداں یعنی خرجِ فراواں کردن مسلّم کسے را باشد کہ دخلِ معیّن دارد

قطعہ

چو دخلت نیست خرج آہستہ ترکن | کہ میگویند ملّاحاں سرودے
بکوہستاں اگر باراں نبارد | بسالے دجلہ گردد خشک رودے

عقل و ادب پیش گیر و لہو و لعب بگذار کہ چوں نعمت سپری شود

براں مسجد گزر کردم: اندازہ ہوا کہ اس زمانے میں مسجدیں ہی تعلیم گاہیں بھی ہوا کرتی تھیں۔ معلم اولیں: پہلے والا مدرس۔ دل خوش کردہ بودند: راضی کر کے لے آئے ہیں۔ ابلیس جمع ابالیس شیطان کا نام۔ معلم ملائکہ: فرشتوں کا استاذ۔ (شیطان فرشتوں کی تعلیم پر مقرر تھا)۔ ظریف: زیرک و دانا، خوش طبع۔ بمکتب داد: مکتب میں بیٹھایا۔ لوح سیمیں: چاندی کی تختی۔ کنار: بغل۔ گود۔ نبشتہ: بمعنی نوشتہ۔ مہر: بکسر، محبت۔ حکایت ۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ فساق و فجار کو نصیحت ضرور کرے اگر چہ بچپن میں مناسب تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بگڑ جائیں بالخصوص جب ایسوں کو جوانی میں بے محنت دولت ہاتھ آجائے تو نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ مگر علما اپنا فرض ضرور نبھائیں۔ نعمت بیکراں: بے انتہا دولت، بہت زیادہ۔ ترکہ: میراث۔ عمّاں: عم کی فارسی جمع۔ بدست افتاد: ہاتھ لگی۔ فسق و فجور: بے راہ روی و بدکاری۔ مبذّری: فضول خرچی۔ فی الجملہ: خلاصہ کلام۔ سائر: تمام، سب۔ معاصی: گناہ کے کام، بدکاریاں۔ منکر: برائی، بری بات۔ مسکر: نشہ آور۔ نخورد: نہ کھایا، پیا۔ بارے: ایک دفعہ۔ دخل: آمدنی۔ آسیائے گرداں: یعنی پن چکی جس کا گھومنا آب جاری پر موقوف ہے۔ معین: مقرر، محدود۔ معیّن: جاری، غیر محدود۔ ملاح: کشتیبان۔ سرود: گانا، گیت۔ کوہستان: سلسلۂ کوہ۔ رود: چھوٹا دریا، سپری شود: ختم ہو جائے گی۔

سختی بری وپشیمانی خوری پس از لذتِ نامی ونوش این سخن در گوش نیاورد وبر قولِ من اعتراض کرد گفت راحتِ عاجل را بتشویشِ محنتِ آجل منغّص کردن خلافِ رائے خردمندان ست

مثنوی

خداوندانِ کام ونیک بختی | چرا سختی برند از بہم سختی
بر و شادی کن اے یارِ دل افروز | غمِ فردا نشاید خوردن امروز

فکیف مرا که در صدرِ مروّت نشسته ام وعقدِ فتوت بسته وذکرِ انعام در افواهِ عوام افتاده

مثنوی

ہر کہ علَم شد بسخا وکرم | بند نشاید کہ نہد بر درم
نام نکوئی چو بروں شد بکوی | در نتوانی کہ بہ بندی بروی

دیدم کہ نصیحت نمی پذیرد ودمِ گرمِ من در آہنِ سردِ وے اثر نمیکند ترکِ مناصحت کردم وروی از مصاحبت بگردانیدم قولِ حکما را کاربستم کہ گفتہ اند بَلِّغْ مَا عَلَیْكَ فَاِنْ لَّمْ یَقْبَلُوْا مَا عَلَیْكَ

قطعہ گرچہ دانی کہ نشنوند بگوی | ہر چہ دانی تو از نصیحت وپند

سختی: محتاجی۔ نای ونوش: نغمہ سننا اور شراب پینا۔ یعنی عشرت وطرب۔ عیش ونشاط۔ راحتِ عاجل: یعنی موجودہ راحت۔ تشویش: اندیشہ۔ محنت آجل: آئندہ آنے والی سختی۔ منغّص: مکدر، بدمزہ، ناگوار۔ خداوندانِ کام ونیک بختی: عیش وراحت اور نیک بختی والے۔ سختی: مصیبت، پریشانی، مفلسی۔ شادی کن: مزے اٹھاؤ۔ غم فردا: یعنی آئندہ کا غم۔ فکیف مرا کہ: تو میں عیش وراحت کیسے نہ کروں جب کہ میں۔ درصدرِ مروت: یعنی مروت کی مسند پر۔ عقدِ فتوت: جوانمردی ومروت کا عہد وپیمان۔ درافواہ عوام افتادہ: عوام کے مونہوں میں پڑچکا یعنی مشہور ہوچکا ہے۔ علَم شد: یعنی مشہور ہوگیا۔ سخاوکرم: سخاوت ومہربانی۔ بند نہادن: بند باندھنا، تھیلی کا منہ باندھنا۔ درم: یعنی روپیہ پیسہ۔ کوی: کوچہ، گلی۔ در: دروازہ۔ دم گرم: یعنی نصیحت۔ آہنِ سرد: یعنی اس کا دل۔ مناصحت: نصیحت کرنا۔ مصاحبت: ایک ساتھ رہنا۔ بَلِّغْ مَا عَلَیْكَ ...الخ: جو تیرا فرض ہے پہونچادے اگر وہ نہ مانیں تو تجھ پر وبال نہیں۔ گرچہ دانی ...الخ: اگرچہ تم جانتے ہو کہ نہ سنیں گے پھر بھی جو کچھ نصیحت کرسکو کیے جاؤ۔

زود باشد که خیره سر بینی | بدو پائے افتاده اندر بند
دست بر دست میزند که دریغا | نشنیدم حدیثِ دانشمند

تا پس از مدّتے انچه اندیشهٔ من بود از نکبتِ حالش بصورت بدیدم که پاره پاره برهم می دوخت ولقمه لقمه همی اندوخت دلم از ضعفِ حالش بهم برآمد و مروّت ندیدم درچناں حالے ریشِ درونیش را بملامت خراشیدن و نمک پاشیدن پس با خود گفتم

مثنوی

حریفِ سفله در پایانِ مستی | نیندیشد ز روزِ تنگدستی
درخت اندر بهاراں برفشاند | زمستاں لاجرم بے برگ ماند

حکایت (۶) پادشاہے پسرے را بادیبے داد و گفت تربیتش چناں کن که یکے از فرزندانِ خود را سالے برو سعی کرد و بجائے نرسید و پسرانِ ادیب در فضل و بلاغت منتهی شدند ملک دانشمند را مواخذت کرد و معاتبت فرمود که خلاف کردی و وفا بجا نیاوردی گفت بر رای خداوندِ روئے زمین پوشیده نماند که تربیت یکسان ست ولیکن طبائع مختلف

خیره سر: حیران، سرکش، خود سر۔ خیره سر: بینی کا مفعول یا آئنده عبارت کا مبتدا اس صورت میں پورا جملہ بینی کا مفعول ہوگا۔ بند: قید، بیڑی۔ حدیث: بات۔ نکبت: خواری وخستگی۔ پاره پاره…الخ: پیوند پر پیوند لگا رہا تھا۔ بہم برآمد: غمگین ہوا۔ ریش: بیائے مجہول، زخم۔ حریف سفلہ: کمینہ ساتھی۔ در پایانِ مستی: انتہائی مستی میں۔ بر: پھل۔ زمستان: جاڑا۔ برگ: پتا۔ حکایت ۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ طالب علموں کے اذہان اور ان کی استعداد متفاوت ہونے کی بنا پر استاد کی تربیت کا اثر سب پر یکساں نہیں ہوتا۔ ادیب: علم ادب کا واقف کار یعنی زبان داں، سکھانے والا، استاد۔ سعی: کوشش۔ فضل: بزرگی۔ بلاغت: علم کے مرتبہ کمال تک پہونچنا، کمال علم۔ مواخذت: گرفت، باز پرس۔ معاتبت: سرزنش۔ خداوند روئے زمین: پوری زمین کے بادشاہ کے سامنے یہ بات

قطعہ

گرچہ سیم وزر زسنگ آید ہمی | در ہمہ سنگے نباشد زر وسیم
بر ہمہ عالم ہمی تابد سہیل | جائے انباں میکند جائے ادیم

حکایت یکے را شنیدم از پیرانِ مربی کہ مریدے را ہمیگفت چنانکہ تعلقِ خاطر آدمی زاد ست بروزی اگر بروزی دِہ بودے بمقام از ملائکہ در گذشتے

قطعہ

فراموشت نکرد ایزد دراں حال | کہ بودی نطفہ مدفون ومدہوش
رواںت داد وطبع وعقل وادراک | جمال ونطق ورای وفکرت وہوش
دہ انگشتت مرتب کرد بر کف | دو بازویت مرتب ساخت بر دوش
کنوں پنداری اے ناچیز ہمت | کہ خواہد کردنت روزے فراموش

حکایت اعرابی را دیدم کہ پسر را ہمیگفت یَا بُنَیَّ اِنَّکَ مَسْئُوْلٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِمَاذَا اکْتَسَبْتَ وَلَا یُقَالُ بِمَنِ انْتَسَبْتَ یعنی ترا خواہند پرسید کہ ہنرت چیست ونگویند پدرت کیست

قطعہ

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند | او نہ از کرم پیلہ نامی شد

زسنگ: کان کے پتھروں میں سونا چاندی ریشوں کی طرح پھیلے رہتے ہیں۔ سُہیل: سرخی مائل ایک روشن ستارہ۔ بجانب جنوب طلوع ہوتا ہے آفتاب جب برج اسد میں سترہویں درجے پر پہونچتا ہے تو یہی اس کے طلوع کا زمانہ ہے۔ یمن جو دیگر اقالیم سے بلند ہے وہاں پہلے نظر آتا ہے۔ لوگ بلند مقاموں پر بھی کھالیں پھیلا دیتے ہیں سہیل کی تاثیر سے اس میں رنگ اور خوشبو پیدا ہو جاتی ہے اسی کو انبان کہتے ہیں جو گراں قیمت ہو جاتی ہیں۔ ادیم: کھال۔ پکائی ہوئی کھال جس میں بو ہو۔

حکایت ۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ رب کریم بندے کی ہر آن پرورش کر رہا ہے لہذا بندے کو ہمیشہ اس کی روزی اور لطف وکرم کی امید رکھنا چاہیے۔ مُرَبی: تربیت دینے والا۔ خاطر: طبیعت۔ آدمی زاد: انسان۔ روزی دِہ: یعنی اللہ تعالیٰ۔ بمقام از...الخ: مرتبے میں فرشتوں سے بڑھ جاتا۔ ایزد: یعنی اللہ تعالیٰ۔ نطفۂ مدفون: یعنی پوشیدہ نطفہ۔ مدہوش: بے ہوش۔ رُواں: جان۔ ادراک: سمجھ۔ نطق: قوتِ گویائی۔ کف: ہتھیلی۔ دوش: کندھا۔ ناچیز ہمت: کم ہمت۔

حکایت ۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو اپنی ذات میں ہنر اور کمال پیدا کر کے عند اللہ اور عند الناس محبوب ہونا چاہیے۔ اعرابی: بدو، دیہات کا رہنے والا۔ یا بنیَّ...الخ: اے میرے بیٹے! قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا تم نے کیا نیک کام کیا؟ یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تمہارا نسب کیا ہے؟ جامۂ

باعزیزے نشست روزے چند | لاجرم ہمچو او گرامی شد

حکایت (۹) در تصانیفِ حکما آوردہ اند کہ کژدم را ولادتِ معہود نیست چنانکہ دیگر حیوانات را بلکہ احشائے مادر را بخورند وشکمش را بدرند وراہِ صحرا گیرند وآں پوستہا کہ در خانۂ کژدم بینند اثر آنست بارے ایں نکتہ پیشِ بزرگے ہمیگفتم گفت دلِ من برصدقِ ایں سخن گواہی میدہد وجز چنیں نشاید بود در حالت خردی باما در و پدر چنیں معاملت کردہ اند لاجرم در بزرگی چنیں مقبول ومحبوب اند

قطعہ

پسرے را پدر وصیّت کرد | کاے جواں مرد یادگیر ایں پند
ہر کہ بااہلِ خود وفا نکند | نشود دوست روی دانشمند

مثل کژدم را گفتند چرا بزمستاں بدرنمی آئی گفت بتابستانم چہ حرمت ست کہ بزمستاں نیز بیروں آیم

حکایت (۱۰) زنِ درویشے حاملہ بود مدّتِ حمل بسر آوردہ ودرویش را ہمہ عمر فرزند نیامدہ بود گفت اگر خداوند تعالیٰ مرا پسرے بخشد جزیں خرقہ کہ پوشیدہ ام ہر چہ درمِلکِ من ست ایثارِ درویشا

عزیز: عزت والا۔ گرامی شد: باعزت ہوگیا۔ حکایت ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ اولاد کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے نیز اپنوں اور قرابت داروں کے ساتھ عمدہ سلوک کریں تاکہ سب محبوب نظر بن جائیں۔ تصانیف: تصنیف کی جمع، لکھی ہوئی کتاب۔ حکما: حکیم کی جمع، دانشمند۔ کژدم: بچھو۔ معہود: مقررہ طریقہ۔ احشا: انتڑیاں، اندرونی اعضا۔ صحرا: جنگل۔ پوستہا: کھالیں۔ خانۂ کژدم: بچھو کا سوراخ۔ اثر: نشان۔ صدق: سچائی۔ حالت خردی: بچپن۔ چنیں مقبول ومحبوب اند: ایسے مقبول ومحبوب ہیں کہ جو پاتا ہے مارے بغیر نہیں چھوڑتا ہے۔ وصیت: مرتے وقت نصیحت کرنا۔ مثل: کہاوت۔ زمستاں: جاڑا۔ تابستاں: موسم گرما۔ حکایت ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ والدین نے اولاد کی اگر صحیح تربیت نہ کی تو وہ اولاد ان کے لیے مصیبت بن جائیں گی۔ مدت حمل: حمل کا زمانہ۔ یعنی نو مہینہ جیسا کہ عادت ہے۔ بسر آورد: پورا ہوگیا۔ نیامدہ بود: یعنی پیدا نہیں ہوا تھا۔ گفت: یعنی منت مانی اور کہا۔ خرقہ: گدڑی۔ ملک من است: جو کچھ میری ملکیت میں

کہ اتفاقاً پسر آورد سفرۂ درویشاں بموجبِ شرط نہاد پس از
چند سال از سفرِ شام باز آمدم بمحلّتِ آں دوست برگذشتم
واز چگونگی حالش خبر پرسیدم گفتند بزندانِ شحنہ درست گفتم
سبب چیست گفتند پسرش خمر خوردہ وعربدہ کردہ وخونِ کسے
ریختہ واز میاں گریختہ پدر را بعلّت وے سلسلہ درنائے ست و
بندِ گراں برپای گفتم ایں بلائے را وے بحاجت از خدای عزّوجل
خواستہ است۔

قطعہ

زنانِ باردار اے مردِ ہشیار | اگر وقتِ ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیکِ خردمند | کہ فرزندانِ ناہموار زایند

حکایت (۱۱) طفل بودم کہ بزرگے را پرسیدم از بلوغ گفت در
کتب مسطور ست کہ سہ نشان دارد یکے پانزدہ سالگی و دوم
احتلام وسوم برآمدنِ موئے زہار امّا در حقیقت یکنشان دارد و
بس آنکہ در رضائے خدائے عزّوجلّ بیش ازاں باشی کہ در
بندِ حظِّ نفسِ خویش وہر کہ درو ایں صفتہا موجود نیست نزدِ محققان
بالغ نشمارندش

پسر آورد: یعنی بیٹا پیدا ہوا۔ سفرۂ درویشاں نہاد: یعنی درویشوں کی دعوت کی۔ بموجب شرط: یعنی منت کے مطابق۔ شام: مشہور ملک ہے۔

محلّت: محلّہ، چگونگی: کیفیت۔ خبر پرسیدم: میں نے خبر دریافت کی۔ زندان: قید خانہ، حوالات۔ شحنہ: کوتوال۔ درست: درزائد ہے۔ خمر خوردہ وعربدہ کردہ: شراب پی کر لڑائی جھگڑا کیا تھا۔ خونِ کسے ریختہ: ایک شخص کا قتل کیا تھا۔ سلسلہ درنائے است وبند گراں برپائے: طوق گلے میں ہے اور پیروں میں بھاری بیڑی پڑی ہے۔ ایں بلا را وے بحاجت از خدائے عزوجل خواستہ است: اس بلا کو خود اس نے خدائے عزوجل سے دعا کرکے مانگا ہے۔ زنانِ باردار: حاملہ عورتیں۔ مار زایند: سانپ جنیں۔ فرزندانِ ناہموار: نالائق لڑکے۔ زایند: جنیں۔

حکایت ۱۱: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو شہوانی لذتوں میں ڈوبنا نہیں چاہیے بلکہ اپنے اخلاق حمیدہ کے ذریعہ رضائے الٰہی کا طالب وجویاں رہنا چاہیے۔ بلوغ: یعنی آغاز جوانی۔ مسطور است: لکھا ہوا ہے۔ نشان: علامت۔ پانزدہ سالگی: پندرہ سال کی عمر ہونا۔ احتلام: بدخوابی۔ برآمدنِ موئے زہار: ناف کے نیچے کے بال اُگ آنا۔ زہار: شرمگاہ ...

قطعہ

بصورت آدمی شد قطرۂ آب | کہ چل روزش قرار اندر رحم ماند
وگر چل سالہ را عقل و ادب نیست | بہ تحقیقش نشاید آدمی خواند

قطعہ

جوانمردی و لطف ست آدمیت | ہمیں نقشِ ہیولانی مپندار
ہنر باید کہ صورت میتواں کرد | بایوانہا در از شنگرف و زنگار
چو انساں را نباشد فضل و احساں | چہ فرق از آدمی تا نقشِ دیوار
بدست آوردنِ دنیا ہنر نیست | یکے را گر توانی دل بدست آر

حکایت (۱۲) سالے نزاعے میانِ پیادگانِ حجاج افتادہ بود و داعی ہم دراں سفر پیادہ بود انصاف در سرو روی ہم افتادیم وداد فسوق وجدال دادیم کجاوہ نشینے را دیدم کہ با عدیلِ خویش میگفت یا للعجب پیادۂ عاج عرصۂ شطرنج را بسر می برد فرزین میشود یعنی بہ ازاں میشود کہ بود و پیادگانِ حاج بادیہ را بسر بردند و بتر شدند

قطعہ

از من بگوی حاجی مردم گزائے را | کو پوستینِ خلق بآزار می درد

قطرۂ آب: یعنی آب مردی، منی۔ چہل روز: چالیس دن۔ نقش ہیولانی۔ پیکر و ہیکل انسانی۔ اور بعض نسخوں میں نفس ہیولانی ہے یعنی نفس ناطقہ۔ جسے عقل ہیولانی بھی کہتے ہیں۔ یہاں پہلا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بایوانہا در: در زائد ہے۔ شنگرف: ایک سرخ رنگ کا غازہ جس کو گندھک ... کی آمیزش سے تیار کرتے اور حل کر کے نقاشی اور مصوری کے کام میں لاتے ہیں۔ اینگر۔ زنگار: نیلے رنگ کی اک چیز جسے تانبہ، برکہ، گندھک سے ملا کر بناتے ہیں۔ نیلا تھوتھا۔ بدست آوردن: حاصل کرلینا۔

حکایت ۱۲۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ ادنیٰ سے اعلیٰ اور بہتر زندگانی کی جانب ترقی کرتے رہنے کی کوشش کرے۔

نزاع: جھگڑا۔ پیادگانِ حجاج: پیدل حج کو جانے والے۔ حجاج: حاج کی جمع۔ حاجی۔ داعی: دعاگو۔ (شیخ سعدی نے اپنے کو مراد لیا ہے) انصاف در سرو روی ہم افتادیم: یعنی حق وانصاف ایں است کہ دراں وقت بر سرو روئے ہم دگر افتادیم: سچ یہ ہے کہ ہم نے آپس میں خوب مار پیٹ کی۔ وداد فسوق۔ الخ: جھگڑے، لڑائی کا ہم نے حق ادا کر دیا یعنی ہم خوب جھگڑے۔ کجاوہ نشین: اونٹ کی کاٹھی میں بیٹھنے والا یعنی شتر سوار۔ عدیل: وہ شخص جو کجاوہ میں دوسری جانب بیٹھا ہو۔ اونٹ پر سوار ساتھی۔ یا للعجب: ہائے تعجب۔ پیادۂ عاج: ہاتھی دانت کا بنا پیادہ۔ پیادہ شطرنج کا مہرہ جو ہمیشہ سیدھا چلتا اور آڑا مارتا ہے وہ اسپ، فیل، رخ، فرزین اور بادشاہ کے علاوہ ہے۔ بیدق۔ عرصۂ شطرنج: شطرنج کی بساط۔ فرزین: شطرنج کا ایک دوسرا مہرہ۔ شطرنج کا وزیر۔ فرزین می شود: پیادہ تمام خانوں کو طے کرنے کے بعد جب فرزین کے خانے پر پہونچ جاتا ہے تو فرزین ہو جاتا ہے۔ حاج: حاجی۔ بادیہ: جنگل۔ وبتر شدند: یعنی کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ہاتھی دانت کا پیادہ بساطِ شطرنج طے لینے کے بعد فرزین

تو نیستی: حاجی تو نہیں کیوں کہ تو نے فسوق وجدال کیے جو حج میں منع ہے۔ اور اونٹ نے کوئی فسوق وجدال نہ کیا اور مکہ گیا اور آیا اس لیے وہی حاجی ہے۔

حاجی تو نیستی شتر ست از برائے آنکہ | بیچارہ خار میخورد و بار می برد

حکایت(۱۳) ہندوئے نفط اندازی می آموخت حکیمے گفت ترا کہ خانہ نیئین ست بازی نہ اینست۔

بیت

تا ندانی کہ سخن عین صوابست مگو | انچہ دانی کہ نہ نیکوش جوابست مگو

حکایت(۱۴) مردکے را چشم درد خاست پیش بیطارے رفت تا دوا کند بیطار از انچہ در چشم چہار پایاں میکرد در دیدۂ او کشید کور شد حکومت پیش داور بردند گفت بروہیچ تاوان نیست اگر این خر نبودے پیش بیطار نرفتے مقصود ازیں سخن آنست تا بدانی کہ ہر کہ ناآزمودہ را کار بزرگ فرماید با آنکہ ندامت برد بنزدیک خردمندان بخفت رای منسوب گردد

قطعہ

ندہد ہوشمند روشن رای | بفرومایہ کارہائے خطیر

بوریا باف گرچہ بافندہ ست | نبرندش بکارگاہ حریر

حکایت(۱۵) یکے از بزرگان ائمہ را پسرے وفات یافت پرسیدند کہ بر صندوق گورش چہ نویسم گفت آیات کتاب مجید را عزت

حکایت ۱۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ نامناسب اور بے موقع کام سے گریز کرنا چاہیے۔ ہندو: غلام۔ نفط: ایک آتشگیر مادہ۔ جہاں گرتا ہے آگ پکڑ لیتا ہے۔ جنگ میں استعمال ہوتا ہے۔ مجازاً بارود، بم۔ نفط اندازی: روغنی آتش گیر مادہ دشمن کے قلعہ پر آگ لگانے کے لیے پھینکنا۔ خانۂ نئیں: پھونس کا گھر (چھپر) جو معمولی آگ سے جل جائے گا۔

حکایت ۱۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ جس کام کا جو اہل ہو اسی سے وہ کام لینا چاہیے۔ نااہلوں سے اہم کام لینا تباہی کا سبب ہے۔ مردک: یعنی اجڈ آدمی۔ چشم درد خاست: آنکھ کا درد اٹھ گیا۔ (پیدا ہوگیا) بیطار: سالوتری، مویشی ڈاکٹر۔ دیدہ: آنکھ۔ کور شد: اندھا ہوگیا۔ یعنی آنکھ پھوٹ گئی۔ حکومت: یعنی مقدمہ۔ داور: حاکم۔ تاوان: جرمانہ، ڈنڈ۔ خفتِ رائے: کم عقلی، بیوقوفی۔ فرومایہ: کم صلاحیت، کمینہ۔ کارہائے خطیر: بڑے بڑے کام۔ بوریا باف: ٹاٹ بننے والا۔ کارگاہ: کارخانہ بننے کی مشین لوم۔ حریر: ریشم۔

حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ قبروں پر قرآنی آیات کندہ کرنا مناسب نہیں۔ ائمہ: امام کی جمع ہے، پیشوا۔ صندوق گور: یعنی قبر کا تعویذ۔ کتاب مجید: عزت والی

بیش ازان ست کہ روا باشد بر چنیں جایگاه نوشتن کہ بروزگار سوده گردد و خلائق بر و گذرند و سگان بر و شاشند اگر بضرورت چیزے نویسند ایں بیت کفایت میکند

قطعہ

وه کہ ہر گہ کہ سبزه در بستاں	بدمیدے چہ خوش بدے دلِ من
بگذر اے دوست تا بوقتِ بہار	سبزه بینی دمیده بر گلِ من

حکایت (۱۶) پارسائے بریکے از خداوندانِ نعمت گذر کرد کہ بنده را دست و پائے بستہ عقوبت ہمی کرد گفت اے پسر ہمچو تو مخلوقے را خدائے عزّ و جلّ اسیرِ حکمِ تو گردانیده است و ترا بر وے فضیلت داده شکرِ نعمت باری تعالیٰ بجا آر و چندیں جفا بر وے مپسند نباید کہ فردائے قیامت بہ از تو باشد و شرمساری بری۔

مثنوی

بر بنده مگیر خشم بسیار	جورش مکن و دلش میازار
اورا تو بده درم خریدی	آخر نہ بقدرت آفریدی
ایں حکم و غرور و خشم تا چند	ہست از تو بزرگتر خداوند

جائے گاه: جگہ۔ بروزگار سوده گردد: زمانہ کے ہاتھوں گھس جائیں۔ خلائق: مخلوقات۔ سگاں بروشاشند: کتے اس پر پیشاب کردیں، کتوں کی عادت ہے کہ جہاں اونچی چیز دیکھی وہیں ٹانگ اٹھا کر پیشاب کردیا۔ وه: کلمہ افسوس ہے۔ ہائے ہائے۔ ہائے افسوس کہ جب سبزه باغ میں اگا کرتا تھا۔ تو میرا دل کتنا خوش ہوا کرتا تھا۔ گلِ من: یعنی میری قبر۔

حکایت ۱۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے ماتحتوں کی ادنیٰ لغزشوں پر غیض وغضب کی انتہا نہیں کرنا چاہیے۔

خداوندانِ نعمت: دولت ونعمت والے یعنی آقا۔ بنده: غلام۔ دست وپابستہ: ہاتھ پاؤں باندھ کر۔ عقوبت ہمی کرد: سزا دے رہا تھا۔ اسیرِ حکم: حکم کا پابند۔ فضیلت داده: برتری بخشی۔ جفا: ظلم۔ فردائے قیامت: کل قیامت میں۔ بہ از تو: تجھ سے بہتر۔ شرمساری: شرمندگی۔ خشم: غصہ۔ بده درم: دس دِرہم میں یعنی معمولی قیمت میں۔ غرور:

اے خواجۂ ارسلان و آغوش | فرمان دہِ خود مکن فراموش

در خبرست از سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ گفت بزرگترین حسرتے در روزِ قیامت آں بُوَد کہ بندۂ صالح را بہ بہشت برند و خداوندگا فاسق را بدوزخ

قطعہ

بر غلامے کہ طوعِ خدمتِ تست | خشمِ بیحد مراں وطیرہ مگیر
کہ فضیحت بُوَد بروزِ شمار | بندہ آزاد و خواجہ در زنجیر

حکایت (۱۷) سالے از بلخ با میانم سفر بود و راہ از حرامیاں پُر خطر جوانے بیدرقہ ہمراہِ ما شد سرباز چرخ انداز سلحشور بیش زور کہ دہ مردِ توانا کمانِ اور ابزہ نکردندے و زور آورانِ روئے زمین پشتِ اُورا در مصارعت بزمین نیاوردندے امّا چنانکہ دانی متنعم بود و سایہ پرورد نہ جہاں دیدہ و سفر کردہ رعدِ کوسِ دلاوراں بگوشش نرسیدہ و برقِ شمشیرِ سواراں ندیدہ

شعر

نیفتادہ در دستِ دشمن اسیر | بگردش نباریدہ بارانِ تیر

اتفاقاً من و ایں جواں ہر دو در پے ہم دواں ہر دیوار قدیمش

ارسلان و آغوش: دونوں بمعنی غلام ہیں یا دو غلاموں کے نام یا ارسلان غلام کا اور آغوش باندی کا نام ہو۔ یا غلام اور باندی کے معنی میں ہیں۔ یعنی اے غلام و باندی کے مالک! اپنے حاکم کو فراموش مت کر۔ خبر: حدیث شریف۔ خداوندگارِ فاسق: بدکار آقا۔ طوع: فرمانبرداری۔ طیرہ مگیر: غصہ وغضب اختیار مت کر۔ فضیحت: رسوائی۔ روزِ شمار: قیامت کا دن۔

حکایت ۱۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ سایہ پروردوں سے سخت اور دشوار گزار کام انجام نہیں پاسکتا ہے۔ ان سے ان کاموں کی توقع نہ رکھی جائے۔ بلخ: خراسان کا مشہور شہر۔ بامیان: غزنیں اور بلخ کے بیچ ایک شہر۔ اور بعض نسخوں میں ہے "از بلخ باشامیانم": بلخ سے چند شامی باشندوں کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا۔ حرامیاں: ڈاکوؤں۔ پُرخطر: خطرناک تھا۔ بدرقہ: راہبر۔ سرباز: بہادر۔ ایک نسخے میں ہے "سپرباز" اور ایک میں ہے "نیزہ باز"۔ چرخ انداز: تیر انداز۔ سلحشور: ہتھیار بند۔ بیش زور: پہلوان۔ دہ مردِ توانا الخ: دس طاقتور جوان بھی اس کی کمان کا چلہ نہ چڑھا سکتے تھے۔ برزمین آوردن: پچھاڑ دینا۔ مصارعت: کشتی لڑنا۔ متنعم: ناز و نعمت کا پالا۔ سایہ پرورده: لاڈ کا پلا ہوا۔ جہاں دیدہ: تجربہ کار۔ رعد: کڑک، گرج۔ کوس: نقارہ۔ برق: چمک۔ نیفتادہ...الخ: کبھی دشمن کے ہاتھوں قیدی نہ بنا تھا نہ کبھی اس کے چاروں طرف تیروں کی بارش ہوئی تھی یعنی اس کو جنگ کا تجربہ نہ تھا۔ در پے ہم دواں: ایک دوسرے کے آگے پیچھے...

کہ پیش آمدے بقوتِ بازو بیفگندے و ہر درختِ عظیم کہ دیدے بہ نیروئے سرپنجہ برکندے و تفاخر کناں گفتے

بیت

پیل کو تا کتف و بازوئے گرداں بیند | شیر کو تا کف و سرپنجہ مرداں بیند

ما دریں حالت کہ دو ہندو از پسِ سنگے سر برآوردند و آہنگِ قتالِ ما کردند بدستِ یکے چوبے و در بغلِ یکے دیگر کلوخ کوبے جوان را گفتم چہ پائی کہ دشمن آمد

بیت

بیار آنچہ داری ز مردی و زور | کہ دشمن بپائے خود آمد بگور

تیر و کمان را دیدم از دست جوان افتادہ و لرزہ بر استخوان

فرد

نہ ہر کہ موی شگافد بہ تیرِ جوشن خای | بروزِ حملۂ جنگ آوراں بدارد پای

چارہ جز آں ندیدم کہ رخت و سلاح و جامہ رہا کردیم و جاں بسلامت بدر آوردیم

قطعہ

بکارہائے گراں مردِ کاردیدہ فرست | کہ شیرِ شرزہ در آرد بزیرِ خمِ کمند

عظیم: بڑا۔ نیروئے سرپنجہ: پنجے کی طاقت۔ برکندے: اکھاڑ دیتا۔ تفاخر کناں گفتے: فخر کرتے ہوئے کہتا، فخریہ کہتا۔ کو: کہاں ہے۔ کتف: شانہ۔ گرداں: پہلوانوں، گرد کی جمع۔ کف: ہتھیلی۔ ہندو: ڈاکو۔ قتال: جنگ۔ آہنگ: ارادہ۔ کلوخ کوب: ڈھیلا توڑنے کی مونگری، دُرمُس۔ چہ پائی: کھڑا کیا ہے؟۔ لرزہ: کپکپی۔ استخوان: ہڈی۔ یعنی جوان کی کپکپی چھوٹ گئی۔ موئے شگافد: بال پھاڑ دے یعنی بال پر نشانہ مارے۔ تیر جوشن خائے: تیر جو زرہ توڑ کر نکل جائے۔ پائے داشتن: پاؤں جما رہنا۔ چارہ: تدبیر، علاج۔ رخت: سامان۔ سلاح: ہتھیار۔ رہا کردن: چھوڑ دینا۔ کارہائے گراں: بڑے بڑے کام۔ کاردیدہ: تجربہ کار۔ فرست: فرستادن سے فعل امر "تو بھیج"۔ شرزہ: غضبناک۔ خم کمند: کمند کا حلقہ۔ کمند: پھندا، سرکٹ پھانسی۔ یعنی جو غضبناک شیر کو بھی کمند کے پھندے میں پھانس لائے۔

جواں اگرچہ قوی یال و پیلتن باشد	بہ جنگِ دشمنش از ہول بگسلد پیوند
نبرد پیشِ مصاف آزمودہ معلوم ست	چنانکہ مسئلۂ شرع پیشِ دانشمند

حکایت (۱۸) توانگرزادہ را دیدم بر سرِ گورِ پدر نشستہ و با درویش بچہ مناظرہ در پیوستہ کہ صندوقِ تربتِ پدرِ ما سنگین ست و کتابہ رنگین و فرشِ رخام انداختہ و خشتِ پیروزہ در و ساختہ بگورِ پدرت چہ ماند خشتے دو فراہم نہادہ و مشتے دو خاک بر و پاشیدہ درویش پسر ایں بشنید و گفت تا پدرت در زیرِ آں سنگہائے گراں بر خود بجنبد پدرِ من بہ بہشت رسیدہ بود

فرد

خر کہ بروے نہند کمتر بار	بیشک آسودہ تر کند رفتار

قطعہ

مردِ درویش کہ بارِ ستمِ فاقہ کشید	بدرِ مرگ ہمانا کہ سبکبار آید
وانکہ در دولت و در نعمت و آسانی زیست	مردنش زیں ہمہ شک نیست کہ دشوار آید
بہمہ حال اسیرے کہ ز بندے بجہد	خوشترش داں ز امیرے کہ گرفتار آید

حکایت (۱۹) بزرگے را پرسیدم از معنیٔ ایں حدیث اَعْدیٰ

یال: گردن۔ اور بعض نسخوں میں "بال" ہے شانے سے ناخنِ پا تک بدن۔ قوی بال: قوی بازو۔ قوی یال: قوی گردن۔ پیلتن: ہاتھی کا سا بدن۔ ہول: خوف۔ پیوند: جسم کا جوڑ۔ نبرد: جنگ۔ مصاف آزمودہ: جنگ آزمودہ۔ پیشِ دانشمند: عالم شرع (فقیہ) کے سامنے۔

حکایت ۱۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ تنگدست بچوں کے صبر و تحمل کی ایسی اسلامی تربیت ہونی چاہیے کہ مالداروں کے سامنے احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں۔ توانگرزادہ: مالدار کا لڑکا۔ درویش بچہ: اضافتِ مقلوبی ہے "بچۂ درویش" فقیر کا لڑکا۔ مناظرہ: یعنی بحث۔ صندوقِ تربت: قبر کا تعویذ۔ سنگین: پتھر کا بنا ہوا۔ کتابہ: کتبہ۔ فرشِ رخام: سنگ مرمر کا فرش۔ خشتِ فیروزہ: سنگ سبز کی اینٹ یا تزئین میں مبالغہ مراد ہے۔ درویش پسر: یعنی پسرِ درویش۔ (اضافت مقلوبی ہے)۔ پدرِ من بہ بہشت رسیدہ بود: میرا باپ جنت میں پہونچ چکا رہے گا۔ بار: بوجھ۔ بدرِ مرگ: موت کے دروازے پر۔ سبکبار: ہلکا پھلکا۔ ہمانا: یقیناً۔ زیست: زندگی گزاری۔

حکایت ۱۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ نفس تمہارا بڑا دشمن ہے انسان کو چاہیے کہ نفس پروری میں مبتلا نہ ہو ورنہ ہلاک کردے گا۔ اسکی بہتر تربیت ہونی چاہیے۔ اَعْدیٰ... الخ: تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے

احسان: بھلائی۔ مدارا: خاطر تواضع، رعایت و مروت۔ بہائم: بہیمہ کی جمع، چوپائے۔ بیوفتد: افتادن سے مضارع۔ جماد: بے جان ٹھوس

عدوک نفسک التی بین جنبیک گفت بحکم آنکہ ہر آن دشمنے کہ باوے احسان کنی دوست گردد مگر نفس راچندانکہ مدارا بیش کنی مخالفت زیادہ کند۔

قطعہ

فرشتہ خوی شود آدمی بکم خوردن | وگر خورد چو بہائم بیوفتد چو جماد
مراد ہر کہ برآری مطیع امر تو گشت | خلاف نفس کہ فرمان دہد چو یافت مراد

حکایت (۲۰) جدال سعدی با مدعی در بیان توانگری و درویشی

یکے بر صورت درویشان نہ بر صفت ایشان در محفلے دیدم نشستہ و شنعتے در پیوستہ و دفتر شکایت باز کردہ و ذم توانگران آغاز نہادہ سخن بدینجا رسانیدہ کہ درویش را دست قدرت بستہ است و توانگران را پائے ارادت شکستہ

بیت

کریماں را بدست اندر درم نیست | خداوندان نعمت را کرم نیست

مرا کہ پروردہ نعمت بزرگانم ایں سخن سخت آمد گفتم اے یار توانگران دخل مسکینانند و ذخیرہ گوشہ نشیناں و مقصد زائران و کہف

چیزیں جیسے دھات پتھر وغیرہ۔ مراد ہر کہ برآری۔ الخ: تو جس کسی کی مراد پوری کردے تو وہ تیرے حکم کا فرمانبردار ہوجاتا ہے مگر نفس کا معاملہ الٹا ہے کہ وہ خواہش پوری ہونے پر حکم چلاتا ہے۔

حکایت ۲۰: اس حکایت سے اس کتاب کے پڑھنے والوں کو تربیت دی گئی ہے کہ نہ تو تمام مالداروں کو بہتر سمجھیں نہ تمام تنگدستوں کو برا تصور کریں۔ بلکہ اچھے برے دونوں میں ہوتے ہیں۔

جدال: بحث و مباحثہ، مناظرہ۔ مدعی: شیخی بگھارنے والا، ہانکنے والا۔ صفت: یعنی سیرت۔ محفل: مجلس۔ شنعت: برائی۔ در پیوستن: مشغول ہونا، لگا ہوا ہونا۔ باز کردن: کھولنا۔ ذم: مذمت، برائی۔ ارادت: عقیدت۔ ارادہ: اس تقدیر پر معنی یہ ہوگا کہ "مالدار لوگ بخشش و عطا کا ارادہ بھی نہیں کرتے چہ جائے کہ عطائیں کریں"۔ (یہ بخل میں مبالغہ ہے یعنی انتہائی بخیل ہیں۔ کریماں: سخاوت کرنے والے۔ بدست اندر: یعنی "اندر" زائد ہے۔ خداوندان نعمت: مالدار لوگ۔ کرم: سخاوت۔ نعمت بزرگاں: مالداروں کی نعمت۔ سخت آمد: ناگوار لگی۔ دخل: آمدنی

متحملِ بارِ گراں: بھاری بوجھ برداشت کرنے والے۔ زیردستاں: ماتحت لوگ۔ فضلہ: بچا کھچا، پس ماندہ۔ مکارِم: مَکْرُمت کی جمع، نوازش۔

مسافراں و متحملِ بارِ گراں از بہرِ راحتِ دگراں دست بطعام انگہ برند کہ متعلقان و زیردستان بخورند و فضلۂ مکارمِ ایشاں بہ ارامل و پیراں و اقارب و جیراں رسد

نظم

توانگراں را وقف ست و نذر و مہمانی | زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی
تو کے بدولتِ ایشاں رسی کہ نتوانی | جزیں دو رکعت و آنہم بصد پریشانی

اگر قدرتِ جود ست و اگر قوتِ سجود توانگراں را بہتر میسر مے شود کہ مالِ مزکّٰی دارند و جامۂ پاک و عِرضِ مصون و دلِ فارغ و قوتِ طاعت در لقمۂ لطیف است و صحتِ عبادت در کسوتِ نظیف پیدا است کہ از معدۂ خالی چہ قوت آید و از دستِ تہی چہ مروت و از پائے بستہ چہ سیر و از دستِ گرسنہ چہ خیر۔

قطعہ

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید | نبود وجہ ... بامدادانش
مور گرد آورد بتابستاں | تا فراغت بود زمستانش

فراغت با فاقہ نہ پیوندد و جمعیت در تنگدستی صورت نہ بندد یکے تحریمہ

آرامِل: بیوہ عورتیں۔ (اَرْمَل کی جمع) خیابان میں ہے کہ یہ اَرْمَلَہ کی جمع ہے بمعنی مرد بے زن و زنِ بے مرد۔ اور کفایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ ارمل کی جمع ہے (بمعنی) "ایسے مرد وعورت کہ کسی چیز کی قدرت نہ رکھتے ہوں"۔ (یعنی مجبور ومعذور) (غیاث) حاصل یہ کہ دونوں کی جمع ہے رانڈوں اور بیواؤں کے معنی میں۔ اقارب: اقرب کی جمع، رشتہ دار۔ جیران: جار کی جمع۔ ہمسایہ: پڑوسی۔ وقف: مال کو اللہ کے نام پر رفاہ عام کے لیے خاص کر دینا جیسے زمین واسباب مسجد وغیرہ۔ اعتاق: غلام آزاد کرنا۔ ہدی: قربانی کا جانور جو حرم مکہ لے جا کر قربان کریں۔ حج کی قربانی۔ تو کے بدولت ...الخ: تو ان کے مرتبے کو کب پہونچ سکتا ہے (کہ وہ اتنے کارہائے خیر انجام دیتے ہیں) اور تو دو رکعت نماز کے سوا کوئی کار خیر ادا نہیں کر سکتا ہے اور دو رکعت بھی سو طرح کی پریشانیوں کے ساتھ۔ جود: سخاوت۔ کہ: تعلیلیہ ہے۔ مالِ مُزَکّٰی: مال جس کی زکوٰۃ ادا کی جا چکی ہو۔ عِرض: بکسر عین: آبرو۔ مصون: محفوظ۔ دلِ فارغ: فکر سے خالی دل یعنی مطمئن۔ طاعت: بندگی۔ لقمۂ لطیف: یعنی پاکیزہ روزی۔ صحت: درستگی۔ کسوتِ نظیف: پاکیزہ لباس۔ پیداست: ظاہر ہے۔ تہی: خالی۔ گرسنہ: بھوکا۔ پراگندہ: پریشان۔ پدید نبود: ظاہر نہ ہو۔

عِشا بستہ و دیگرے منتظرِ عشا نشستہ ہرگز ایں بداں کے ماند

بیت

خداوندِ روزی بحق مشتغل | پراگندہ روزی پراگندہ دل

پس عبادتِ ایشاں بقبول نزدیک ترست کہ جمعند و حاضر نہ پریشان و پراگندہ خاطر اسبابِ معیشت ساختہ و بہ اورادِ عبادت پرداختہ عرب گوید اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ وَجَوَارِ مَنْ لَا یُحِبُّ در خبرست اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ گفت ایں شنیدی و آں نشنیدی کہ فرمودہ اند اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ گفتم خاموش کہ اشارتِ سیدِ عالم عَلَیْہِ السَّلَامُ بفقرِ طائفہ ایست کہ مردِ میدانِ رضا اند و ہدفِ تیرِ قضا نہ اینان کہ خرقۂ ابرار پوشند و لقمۂ ادرار فروشند

رباعی

اے طبلِ بلند بانگ در باطن ہیچ | بے توشہ چہ تدبیر کنی وقتِ بسیچ
روئے طمع از خلق بپیچ ار مردی | تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ

درویشِ بے معرفت نیارامد تا کارش بکفر نینجامد کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَکُوْنَ کُفْرًا و نشاید جز بوجودِ نعمت برہنہ را پوشیدن یا در

عِشا: بکسرِ عین: رات کی نماز۔ بفتحِ عین: رات کا کھانا۔ کے ماند: کب مشابہ ہوسکتا ہے۔ خداوندِ روزی: یعنی مالدار۔ بحق مشتغل: خدا کی یاد میں مشغول۔ پراگندہ روزی: منتشر روزی والا۔ جس کی روزی تتر بتر ہو۔ جمع: مطمئن۔ خاطر: دل۔ اسبابِ معیشت: سامان گزارہ، لوازماتِ زندگانی۔ اوراد: وظائف و معمولات، وِرد کی جمع۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ .. الخ: اوندھا کردینے والی تنگدستی سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ایسے شخص کی ہمسائیگی سے جو محبت نہ کرے۔ در خبرست: حدیث شریف میں ہے۔ اَلْفَقْرُ...الخ: محتاجی دونوں جہاں میں چہرے کی سیاہی ہے۔ الفقر فخری: فقر میرا فخر ہے۔ مردِ میدانِ رضا: یعنی رضائے الٰہی پر راضی رہنے والے لوگ۔ ہدف: نشانہ۔ تیرِ قضا: خدائی فیصلے کا تیر۔ اور ایک نسخے میں ہے ''تسلیم تیرِ قضا''۔ تیرِ قضا کے سامنے سرنگوں۔ یعنی مشیتِ الٰہی پر سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ اَبرار: بَرّ یا ''بارّ'' کی جمع ہے نیکوکار۔ اِدرار: بالکسر: وظیفہ، روزینہ۔ لقمۂ اِدرار فروشند: یعنی خیراتی ٹکڑے حاصل کر کے مال جمع کرنے کی لالچ میں بیچتے رہتے ہیں۔ در باطن ہیچ: جس کے اندر کچھ نہیں۔ بسیچ: یعنی ارادۂ سفر۔ ار مردی: اگر مرد ہو۔ یعنی تم فقر کی ڈینگ مارتے ہو مگر مرتبۂ فقر پر

استخلاصِ گرفتارے کوشیدن ابنائے جنسِ مارا بمرتبۂ ایشان
کہ رساندو یدِ عُلیا بیدِ سُفلیٰ چہ ماند بینی کہ حق جل ثناؤہ در محکم
تنزیل از نعیمِ اہل بہشت خبر میدہد اُولٰئک لھم رزقٌ معلومٌ

فرد

تشنگاں را نماید اندر خواب | ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب

حالے کہ من ایں سخن بگفتم عنانِ طاقتِ درویش از دستِ تحمل
برفت تیغِ زباں برکشید و اسپِ فصاحت بمیدانِ وقاحت
جہانید و گفت چنداں مبالغت در وصفِ ایشاں کردی و سخنہائے
پریشاں گفتی کہ وہم تصور کند کہ تریاق اند یا کلیدِ خانۂ ارزاق
مشتے متکبر مغرور مُعجب نفور مشتغلِ مال و نعمت و مفتتنِ جاہ و
ثروت کہ سخن نگویند الا بشفاعت و نظر نکنند الا بکراہت علما را
بگدائی منسوب کنند و فقرا را بے سروپائی طعنہ زنند بعلت مالے
کہ دارند و عزتِ جاہی کہ پندارند برتر از ہمہ نشینند نہ آں در سر
دارند کہ بکسے بردارند بے خبر از قولِ حکیماں کہ گفتہ اند ہر کہ بطاعت
از دیگراں کم ست و بہ نعمت بیش بصورت توانگرست و بمعنی درویش

ثناؤہ: اس کی تعریف بزرگ و برتر ہے۔ محکم تنزیل: یعنی قرآنِ مجید۔ نعیم: نعمت۔ اُولٰئک الخ: ان کے لیے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے۔ (الصافات۔ ۴۱) تشنگان: پیاسے مراد فقرا ہیں جن میں کمالِ حرص پایا جاتا ہے۔ نماید: نظر آتا ہے۔ چشمۂ آب: پانی کا چشمہ یا آبِ حیات کا چشمہ۔ عِنان: باگ، لگام۔ تحمل: برداشت۔ برفت: یعنی جھلا گیا، غصہ ہوگیا۔ وقاحت: بے شرمی۔ اسپ فصاحت: تیز بیانی کا گھوڑا۔ جہانید: گھوڑا کو دلیا۔ بعض نسخوں میں اس کے بعد ایک جملہ اور مذکور ہے "و برمن دوانید" اور مجھ پر دوڑا دیا۔ یعنی مجھ پر زبان درازی کرنے لگا۔ وصف: تعریف۔ سخنہائے پریشاں: اِدھر اُدھر کی باتیں۔ تریاق: مشہور دواء، دافعِ زہر۔ کلید: کنجی، تالی، چابی۔ ارزاق: رزق کی جمع۔ روزی۔ مشت: جماعت قلیل و بے اعتبار یعنی چند بے اعتبار لوگ ہیں۔ معجب: خود پسند۔ نفور: نفرت کرنے والے۔ مشتغل: یعنی پھنسے ہوئے۔ مفتتن: فتنہ میں مبتلا۔ جاہ وثروت: مرتبہ اور مالداری۔ شفاعت: سفارش۔ (رسم ہے کہ امراء عرض بیگی کے واسطے سے بات کرتے ہیں) اور ایک نسخے میں شفاعت کی جگہ "سفاہت"، بمعنی "کمینگی" ہے۔ کراہت: ناگواری۔ نہ آں در سر دارند: انھیں یہ خیال بھی نہیں آتا۔ کہ بکسے بردارند: کہ کسی کی جانب سر اٹھا کر

بے ہنر: یعنی جاہل، بے علم۔ کبر: تکبر۔ حکیم: یعنی عالم۔ کون: مقعد، دبر۔ کونِ خر: مردِ نادان، بے وقوف، مورکھ۔ گاوِ عنبر: آبی

بیت

گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم | کونِ خرش شمار اگر گاوِ عنبر ست

گفتم مذمّتِ اینان روا مدار کہ خداوندِ کرم اند گفت غلط گفتی کہ بندۂ درم اند چہ فائدہ کہ ابرِ آذار اند و نمی بارند و چشمۂ آفتاب اند و برکس نمی تابند و بر مرکبِ استطاعت سوار اند و نمی رانند قدمے بہرِ خدا ننہند و درمے بے منّ و اذیٰ ندہند مالے بمشقت فراہم آرند و بخسّت نگاہ دارند و بحسرت بگذارند چنانکہ بزرگاں گفتہ اند سیمِ بخیل از خاک وقتے بر آید کہ وے در خاک رود

شعر

برنج و سعی کسے نعمتے بچنگ آرد | دگر کس آید و بے رنج و سعی بردارد

جواب گفتمش بر بخلِ خداوندانِ نعمت وقوف نیافتہ الّا بعلّتِ گدائی وگرنہ ہر کہ طمع یکسو نہد کریم و بخیلش یکے نماید محک داند کہ زر چیست و گدا داند کہ مُمسک کیست گفتا بتجربتِ آں میگویم کہ متعلقاں بر در دارند و غلیظانِ شدید را بر گمارند تا بار عزیزان ندہند و دست جفا بر سینۂ صالحان و اہلِ تمیز نہند و گویند کس اینجا نیست و

گائے، سمندری گائے۔ جس کی نسبت اہل فارس خیال کرتے ہیں کہ عنبر اس کا گوبر ہے۔ (۲) مالدار فائدہ پہونچانے والا آدمی۔ (تحقیق "فرہنگ آصفیہ" میں دیکھیں)۔

مذمّت: برائی۔ خداوندِ کرم: سخاوت و مہربانی والے۔ مسند الیہ اور مسند کے درمیان (جمع ہونے میں) عدم تطابق فارسی میں شائع ہے (بہار بوستاں ص ۱۳۰) اور ایک نسخے میں "خداوندانِ کرم" ہے۔ بندۂ درم: روپے کے غلام۔ آذار: بہار کا پہلا مہینہ (رومی سال کے مطابق) ہندی مہینہ چیت کے مطابق۔ مرکب: سواری، گھوڑا۔ استطاعت: قدرت وطاقت۔ منّ: احسان جتانا۔ اذیٰ: یعنی تکلیف پہونچانا۔ خسّت: کمینگی، بخیلی۔

رنج و سعی: محنت وکوشش۔ بچنگ آوردن: حاصل کرنا۔ وقوف: آگاہی۔ وگرنہ: ورنہ۔ یکسو نہادن: ختم کر دینا۔ یکے نماید: یعنی یکساں نظر آتے ہیں۔ محک: بکسر اول وفتح حا، کسوٹی۔ ممسک: بخیل۔ متعلقاں: ڈیوڑھی کے [illegible] بار: باریابی۔ عزیزاں: عزت والے۔ اہل تمیز: اہل علم۔

بحقیقت راست گفتہ باشند

بیت

آں را کہ عقل وہمت وتدبیر ورای نیست | خوش گفت پردہ دار کہ کس درسرای نیست

گفتم بعد ازانکہ ازدستِ متوقعاں بجاں آمدہ اند وازرقعۂ گدایاں بفغاں ومحالِ عقل ست کہ اگر ریگِ بیاباں دُرشود چشم گدایاں پُرشود

شعر

دیدۂ اہلِ طمع بہ نعمتِ دنیا | پُرنشود ہمچناں کہ چاہ بہ شبنم

ہرکجا سختی دیدۂ تلخی کشیدۂ رابینی خود رابہ شرہ درکارہائے مخوف اندازد وازعقوبتِ آخرت نہ ہراسد وحلال ازحرام نشناسد

قطعہ

سگے را گر کلوخے برسرآید | زشادی برجہد کاں استخوانے ست

وگرنعشے دوکس بردوش گیرند | لئیم الطبع پندارد کہ خوانے ست

اما صاحبِ دنیا بعینِ عنایتِ حق ملحوظ ست وبحلال ازحرام محفوظ من ہماں انگار کہ تقریرایں سخن نگفتم وبیان وبرہان نیاوردم انصاف ازتوتوقع دارم کہ ہرگز دیدی دستِ دغائی برکتف بستہ

بعد از آنکہ: یعنی دربانوں کا مقرر کرنا اس کے بعد ہے کہ۔ الخ۔ اور ایک نسخے میں ہے بعلت آن کہ: اس سبب سے ہے کہ۔۔ الخ۔
از دستِ متوقعاں ... الخ: یعنی کثرتِ سائلین سے تنگ آجاتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ دربانوں کا تقرر خِسّت کی بنا پر نہیں ہے۔
رقعہ: پرزہ، پرچہ۔ ریگ: ریت، بالو۔ بیابان: ریگستان، چٹیل میدان۔ دُرشود: موتی ہوجائے۔ پُرشود: بھرجائے۔ یعنی فقیروں کو سیری حاصل ہوجائے۔ دیدۂ اہلِ طمع: لالچیوں کی آنکھ۔ شرہ: حرص ولالچ۔ کارہائے مخوف: خوفناک کام۔ عقوبتِ آخرت: آخرت کی سزا۔
شادی: خوشی۔ سگے را ... الخ: اگر کتے کے سر پر کوئی ڈھیلا آجائے تو وہ خوشی سے اچھل پڑتا ہے کہ کوئی ہڈی ہے۔ نعش: مردے کا جنازہ، تابوت جس میں لاش موجود ہو۔ لئیم الطبع: کمینہ طبیعت شخص۔ خوان: کھانے کا طباق۔ صاحب دنیا بعینِ عنایت حق ملحوظ: یعنی مالدار پر خدا کی عنایت ومہربانی کی نظر ہے۔ من ہماں انگار کہ: یہاں تقدیم وتاخیر ہے۔

تقدیرِ عبارت یوں ہے۔ ہماں انگار کہ من۔ یہی سمجھو کہ میں نے اس بات کو (دلیل) سے ثابت نہیں کیا۔ بیان وبرہان نیاوردم: دلیل وبرہان

بینوا: بے سامان محتاج۔ زندان: قید خانہ۔ معصوم: بے گناہ، پاک دامن۔ پردۂ عصمت دریدہ شدن: یعنی گناہ میں آلودہ ہونا۔ کف: ہتھیلی، ہاتھ۔ معصم: پہنچا، گٹا۔ الا بعلتِ درویشی: مگر درویشی محتاجی ہی کے سبب سے یہ ساری مذکورہ سزائیں ہوتی ہیں۔ اس علت کے سوا کسی اور سبب سے نہ دیکھا ہوگا۔ شیر مرداں را ...الخ: بڑے بڑے بہادروں کو اسی مجبوری کے باعث نقب لگاتے پکڑا گیا اور ان کے ٹخنوں میں کیل ٹھونکی گئی۔ (طریقہ تھا کہ مجرمین کے ٹخنوں میں سوراخ کردیتے) محتمل است: احتمال ہے۔ نفس امارہ: یعنی خواہش نفسانی۔ مراد: یعنی تکمیل شہوت۔ احصان: پاک دامنی۔ عصیاں: گناہ یعنی زناکاری۔ توام: بروزنِ روزن: جوڑواں۔ مادام: جب تک۔ آں دیگر برپائے۔ یعنی شہوتِ فرج پیٹ کی شہوت پوری کرنے کا لازم ہے۔ حدث: نوخیز لڑکا۔ خبث: یعنی بدفعلی۔ بیم: خوف۔ زن کنم: میں شادی کروں۔

لَا رُھْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَام: اسلام میں ترکِ دنیا روا نہیں۔ مواجب: اسباب۔ جمعیتِ دروں: اطمینانِ قلب۔ صنمے در بر گیرند: ایک معشوق پہلو میں لیتے ہیں۔ مراد بیویاں اور کنیزیں

یا بینوائے بزندان درنشستہ یا پردۂ معصومے دریدہ یا کفے از معصم بریدہ الا بعلتِ درویشی شیر مرداں را بحکمِ ضرورت در نقبہا گرفتہ اند و کعبہا سفتہ و محتمل ست اینکہ یکے را از درویشاں نفسِ امارہ مرادے طلب کند چوں قوتِ احصانش نباشد بعصیاں مبتلا گردد کہ بطن و فرج توام اند یعنی دو فرزند یک شکم مادام کہ ایں یکے برجائے است آں دیگر برپای شنیدہ ام کہ درویشے را با حدثے بر خبثے بدیدند باآنکہ شرمساری برد بیم سنگساری بود گفت اے مسلماناں قوت ندارم کہ زن کنم و طاقت نہ کہ صبر چہ کنم لَا رُھْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَام و از جملہ مواجبِ سکون و جمعیت دروں کہ توانگراں را میسر می شود یکے آنکہ ہر شب صنمے در بر گیرند و ہر روز جوانے از سر کہ صبحِ تاباں را دست از صباحتِ او بر دل و سرو خراماں را پای از خجالتِ او در گل۔

بیت

بخونِ عزیزاں فرو بردہ چنگ | سر انگشتہا کردہ عناب رنگ

محال ست کہ با حسنِ طلعتِ او گردِ مناہی گردد یا رائے تباہی زند

ہیں۔ جوانے: بیائے مجہول صنمے پر معطوف ہے۔ جوانے از سر کہ صبح تاباں ...الخ: یعنی ہر روز ایک ایسا نیا جوان معشوق جس کے حسن سے روشن صبح دل تھام لے اور سروِ چمن شرمندہ ہوجائے۔ بخون عزیزاں: مذکورہ بالا معشوق کے اوصاف بیان ہو رہے ہے۔ عناب رنگ: یعنی مہندی [illegible] گناہ میں ملوث نہیں ہوسکتا۔

شعر

دلے کہ حورِ بہشتی ربود و یغما کرد | کے التفات کند بر بتانِ یغمائی

شعر

مَنْ کَانَ بَیْنَ یَدَیْہِ مَا اشْتَھٰی رُطَبٌ | یُغْنِیْہِ ذٰلِکَ عَنْ رَجْمِ الْعَنَاقِیْدِ

اغلب تہید ستان دامنِ عصمت بمعصیت آلایند و گرسنگاں نان ربایند

بیت

چوں سگِ درندہ گوشت یافت نپرسد | کیں شترِ صالح ست یا خرِ دجال

چہ مایہ مستوراں بعلتِ درویشی درعینِ فساد افتادہ اند و عرضِ گرامی را بباد زشت نامی بر باد دادہ

فرد

با گرسنگی قوتِ پرہیز نماند | افلاس عناں از کفِ تقویٰ بستاند

آنکہ گفتی در بروئے مسکیناں بہ بندند حاتم طائی کہ بیاباں نشیں بود اگر شہری بودے از جوشِ گدایاں بیچارہ شدے و جامہ بروپارہ کردندے چنانکہ در طیبات آمدہ است شعر

درمن منگرتا دگراں چشم ندارند | کز دستِ گدایاں نتواں کرد ثوابے

یغما: لوٹ، غارت۔ بتانِ یغمائی: غنیمت میں حاصل شدہ حسین باندیاں یا شہر یغما کے حسین جہاں کے خوبرو مشہور ہیں۔ مَنْ کَانَ بَیْنَ..الخ: جس کے سامنے خواہش کے مطابق پکی تازہ کھجوریں موجود ہوں اس کو یہ کھجوریں انگور کے خوشوں پر پتھر چلانے سے بے نیاز کردیں گی۔ اغلب: اکثر۔ عِصمت: پاک دامنی، آبرو۔ شترِ صالح: حضرتِ صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ خرِ دجال: دجال کا گدھا۔ دجال مشہور کذاب ہے آخر زمانے میں پیدا ہوگا اور گدھے پر سوار سفر کرے گا۔ چہ مایہ: کتنے ہیں۔ مستوراں: پردہ نشیں، گوشہ نشیں۔ عِرض: آبرو۔ گرامی: قابل قدر۔ زشت نامی: بدنامی۔ تقویٰ: پرہیزگاری۔ در: دروازہ۔ حاتم طائی: قبیلہ بنی طے کا مشہور سخی ہے..... پردیکھیں۔ شہری: یعنی باشندہ شہر۔ جوش: ہجوم۔ بیچارہ شد: یعنی قلاش ہوجاتا۔ طیبات: پاکیزہ باتیں (یہ شیخ کا دیوان اور ان کی تصنیف ہے۔ ایک دوسرا دیوان خبیثات کے نام سے ہے۔) درمن منگر... الخ: میری جانب بنظرِ امید مت دیکھو تاکہ دوسرے امید نہ لگائیں۔ کیونکہ گداگروں کے ہاتھوں کوئی ثواب کا کام نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ان کی چھینا جھپٹی

رحمت: رحم۔ کہ: بلکہ۔ بیذق: پیادہ، شطرنج کا ایک مہرہ ہے۔ شاہ: یہ بھی شطرنج کا ایک مہرہ ہے۔ فرزین: شطرنج کا مہرہ۔ کیسہ: تھیلی۔ جعبہ: ترکش۔ ہاں: کلمۂ تنبیہ ہے بمعنی خبردار باش۔ سپر: ڈھال۔ مبالغۂ مستعار: مانگا ہوا مبالغہ یعنی بے بنیاد بکواس۔ ورز: فعل امر ہے۔ معرفت: خدا شناسی۔ سخندانِ سجع گو: یعنی تک بندی کرنے والا شاعر۔ در: یعنی قلعہ کا دروازہ۔ سلاح: ہتھیار۔ حصار: قلعہ۔

گفتا نہ کہ من بر حالِ ایشاں رحمت می برم گفتم نہ کہ بر مالِ ایشاں حسرت می خوری ما دریں گفتار و ہر دو بہم گرفتار ہر بیذقے کہ براندے بدفعِ آں کوشیدمے و ہر شاہے کہ بخواندے بفرزین بپوشیدمے تا نقدِ کیسۂ ہمت درباخت و تیرِ جعبۂ حجت ہمہ بینداخت

قطعہ

ہاں تا سپر نیفگنی از حملۂ فصیح | کورا جز ایں مبالغۂ مستعار نیست
دیں ورز و معرفت کہ سخندانِ سجع گوی | بر در سلاح دارد و کس در حصار نیست

تا عاقبۃُ الامر دلیلش نماند و ذلیلش کردم دستِ تعدی دراز کرد و بیہودہ گفتن آغاز و سنتِ جاہلان ست کہ چوں بدلیل از خصم فرو مانند سلسلۂ خصومت بجنبانند چوں آزر بت تراش کہ بحجت با پسر بر نیامد بجنگ برخاست آیہ لَئِن لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ دشنام داد سقطش گفتم گریبانم درید زنخدانش شکستم۔

قطعہ

او در من و من درو فتادہ | خلق از پئے ما دواں و خنداں
انگشتِ تعجبِ جہانے | از گفت و شنیدِ ما بدنداں

عاقبۃُ الامر: انجام کار۔ دستِ تعدی: ظلم کا ہاتھ۔ سنتِ جاہلاں: جاہلوں کا طریقہ۔ خصم: مدِ مقابل۔ خصومت: لڑائی، جھگڑا۔ آزر: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا۔ ان کے والد کا نام تارخ ہے۔ بت تراش: بت گڑھنے والا۔ ان کا چچا بت تراشتا اور بیچتا تھا۔ حجت: دلیل۔ با پسر: یعنی بھتیجے کے ساتھ جس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ لَئِن لَّمْ تَنْتَهِ الخ: بیشک اگر تم باز نہ آؤ گے تو میں سنگسار کر کے تم کو مار ڈالوں گا (سورہ مریم۔ ۴۶)۔ سقطش گفتم: میں نے اس کو برا بھلا کہا۔ زنخدانش شکستم: میں نے اس کی ٹھوڑی توڑ دی۔

او در من و من درو فتادہ: وہ مجھ سے اور میں اس سے لپٹا ہوا تھا یعنی ہم دونوں آپس میں الجھے ہوئے تھے اور مخلوق خدا ہمارا تماشا دیکھ رہی تھی۔ اور ہم پر تعجب کرتے ہوئے دانتوں تلے انگلی…

القصہ مرافعتِ ایں سخن پیشِ قاضی بردیم و بحکومتِ عدل راضی شدیم تا حاکمِ مسلماناں مصلحتے بجوید و میانِ توانگراں و درویشاں فرقے بگوید قاضی چوں حالتِ ما بدید و منطق بشنید سر بجیبِ تفکر فرو برد و پس از تامل سر برآورد و گفت ایکہ توانگراں را ثنا گفتی و بر درویشاں جفا روا داشتی بدانکہ ہر جا کہ گلے ست خارست و با خمر خمارست و بر سرِ گنج مارست آنجا کہ دُرِ شاہوارست نہنگِ مردم خوارست لذتِ عیشِ دنیا را لدغۂ اجل در پے ست و نعیمِ بہشت را دیوارِ مکارہ در پیش۔ بیت

جورِ دشمن چہ کند گر نکشد طالبِ دوست | گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بہم اند

نظر نہ کنی در بستان کہ بیدِ مشک ست و چوبِ خشک ہمچنیں در زمرۂ توانگراں شاکراند و کفور و در حلقۂ درویشاں صابراند و ضجور۔

شعر

اگر ژالہ ہر قطرۂ دُر شدے | چو خرمہرہ بازار ازو پر شدے

مقربانِ حضرتِ جلّ و عُلا توانگراند درویش سیرت و درویشانند توانگر ہمت و مہینِ توانگراں آنست کہ غمِ درویش خورد و مہینِ

سر بجیبِ تفکر فرو برد: غور و فکر کے گریبان میں سر جھکا لیا۔ یعنی سر جھکا کر غور کرنے لگا۔ پس از تامل سر برآورد: غور و فکر کے بعد سر اٹھایا۔ ثنا: تعریف۔ جفا: ظلم۔ گل: پھول۔ خار: کانٹا۔ خمر: شراب۔ خمار: اعضا شکنی، دردِ سر۔ بقیۂ مستی بر سرِ گنج مار: مشہور ہے کہ خزانے پر طلسماتی سانپ رہتا ہے دیکھیں۔ دُر: موتی۔ شاہوار: بادشاہوں کے لائق یعنی قیمتی۔ نہنگ: مگرمچھ، گھڑیال۔ مردم خوار: آدم خور۔ لدغۂ اجل: موت کا ڈنک مارنا۔ پیامِ موت۔ نعیمِ بہشت: جنت کی نعمتیں۔ دیوارِ مکارہ: ناگوار چیزوں کی دیوار۔ جو اس حدیث شریف سے ثابت ہے "حُفَّتِ الجَنَّۃُ بِالمَکَارِہِ" مکارہ مکروہ کی جمع ہے۔ چہ کند گر نکشد: کیا کرے اگر نہ جھیلے۔ یعنی اسے ظلم سہنا ہی پڑتا ہے۔ بُستان: باغ۔ بیدِ مشک: ایک قسم کا درخت جس کے پھول نہایت نازک، خوشبودار، زرد مگر مائل بہ سبزی و سیاہی ہوتے ہیں۔ زُمرہ: جماعت، گروہ۔ شاکر: شکر گزار۔ کفور: ناشکر گزار۔ ناشکرا۔ ضجور: تنگ دل، مضطرب۔ ژالہ ہر قطرۂ: یعنی ہر قطرۂ ژالہ۔ ژالہ: اولا، شبنم۔ خرمہرہ: کوڑی، ادنیٰ سکہ۔ مقربان: قربت رکھنے والے حضرت: بارگاہ جلّ و علا: ...

چیزے کم گرفتن: چھوڑ دینا۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ ...الخ: جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے لیے کافی ہے (سورہ الطلاق۔۳)۔ روئے عتاب: یعنی عتاب آمیز روئے سخن۔ مناہی: منہی کی جمع یعنی ممنوعات شرع۔ ملاہی: ملہی کی جمع۔ یادِ خدا سے غافل کرنے والی چیزیں۔ عیش و عشرت، کھیل کود۔ نعم: ہاں، کلمہ ایجاب ہے۔ کافر نعمت: نعمت کے ناشکرے۔ باعتمادِ مکنتِ خویش: اپنی استطاعت کے بھروسے پر۔ محنت درویش: درویش کی تکلیف۔ نیستی: نہ ہونا، بے سروسامانی۔ مراہست: یعنی میرے پاس تو مال ہے۔ بط: بطخ۔ یہ شعر بوستان باب اول ص ۳۵ پر قدرے تغیر کے ساتھ یوں ہے تراہست بط راز طوفاں چہ باک۔ وراکبات نیاقا ...الخ: واو بمعنی رُبّ۔ نیاق: ناقہ کی جمع، اونٹنیاں۔ ہودج جمع ہوادج، عماری۔ کثب: کثیب کی جمع، ریت کے ٹیلے۔ یعنی اپنے ہودجوں میں بہت سی ناقہ سوار سواریاں ہیں جنھوں نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا کہ ریت کے ٹیلوں میں کون پھنسا ہے۔ (فارسی شعر کے مفہوم سے ملتا جلتا شعر ہے) دوناں: کمینے لوگ۔ دون کی جمع۔ گلیم: کمبل،

درویشاں آنکہ کم توانگراں گیر دو مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ، پس روئے عتاب از من بجانب درویش کرد و گفت اے کہ گفتی توانگراں مشتغل اند بمناہی و مستِ ملاہی نعم طائفہ ہستند بریں صفت کہ بیان کردی قاصرِ ہمت کافرِ نعمت کہ ببرند و بنہند و نخورند و ندہند و اگر بمثل باراں نبارد و یا طوفاں جہاں را بر دارد باعتمادِ مکنتِ خویش از محنتِ درویش نپرسند و از خدائے تعالیٰ نترسند۔

شعر

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک | مرا ہست بط را ز طوفاں چہ باک

شعر

وَرَاکِبَاتِ نِیَاقًا فِیْ ھَوَادِجِھَا | اَلَمْ یَلْتَفِتْنَ اِلٰی مَنْ غَاصَ فِی الْکُثُبِ

فرد

دوناں چو گلیم خویش بیروں بردند | گویند چہ غم گر ہمہ عالم مردند

قومے بدیں نمط ہستند کہ شنیدی و طائفہ خوانِ نعمت نہادہ و دستِ کرم کشادہ طالبِ نام اند و مغفرت و صاحبِ دنیا و آخرت چوں بندگانِ حضرتِ پادشاہِ عادل مؤید مظفر مالک ازمّہ انام

کملی۔ نمط: روش، طرز ...

حامئ ثغورِ اسلام وارثِ مُلکِ سلیمان اَعْدَلِ ملوکِ زماں مُظفّرُ الدُّنیا وَالدِّینِ اَتابک ابوبکر بن سعد زنگی اَدَامَ اللّٰہُ اَیَّامَہٗ وَنَصَرَ اَعْلَامَہٗ

قطعہ

پدر بجائے پسر ہرگز ایں کرم نکند | کہ دستِ جودِ تو با خاندانِ آدم کرد
خدائے خواست کہ بر عالمے ببخشاید | ترا برحمتِ خود بادشاہِ عالم کرد

قاضی چوں سخن بدیں غایت برسانید وازحدِ قیاسِ ما اسپِ مبالغت درگذرانید بمقتضائے حُکمِ قضا رضا دادیم واز ما مضیٰ درگذشتیم وبعد از مجازا طریق مدارا گرفتیم وسر بتدارک بر قدم یکدیگر نہادیم وبوسہ برسر وروئے ہم دادیم وختم سخن بریں دو بیت کردیم

قطعہ

مکن ز گردشِ گیتی شکایت اے درویش | کہ تیرہ بختی اگر ہم بریں نسق مردی
توانگرا چو دل ودست کامرانت ہست | بخور ببخش کہ دنیا وآخرت بردی

باب ہشتم در آدابِ صحبت

حکمت

مال از بہرِ آسایشِ عمر ست نہ عمر از بہرِ گرد کردنِ مال

مراد ہے یا یہ کہ فارس حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیرِ سلطنت رہ چکا ہے۔
اَعْدَل: سب سے بڑا انصاف ور۔ اَدَامَ اللہ...الخ: اللہ تعالیٰ اس کا زمانہ ہمیشہ رکھے اور اس کے پرچموں کی مدد فرمائے۔ (سربلند رکھے)
پدر بجائے پسر...الخ: باپ اپنے بیٹے پر بھی ایسا کرم نہیں کرتا جیسا تیرے دست کرم نے خاندانِ آدم کے ساتھ کیا ہے۔
بمقتضائے حکم قضا: دار القضا کے فیصلے کے مطابق۔
رضا دادیم: یعنی ہم نے رضا مندی ظاہر کر دی۔
واز ما مضیٰ: اور جو کچھ ہمارے درمیان گزر چکا اس سے ہم نے درگزر کیا۔ یعنی ایک دوسرے کو معاف کیا۔ مجازا: مجازاۃ کا مخفف: بدلہ لینا دینا۔
مدارا: مداراۃ کا مخفف ہے۔ فارسی میں حذف تاء کے ساتھ بہت سے الفاظ مستعمل ہیں جیسے محابا۔ مواسا وغیرہ۔
مدارا: صلح وآشتی۔ تدارک: تلافی مافات۔ تیرہ بخت: بدبخت۔ نسق: طریقہ۔
توانگرا: الف برائے ندا۔ اے مالدار۔ کامران: کامیاب۔
دنیا وآخرت بردی: یعنی تجھے دنیا اور عقبیٰ سے حظ ونصیبہ حاصل ہو جائے گا۔

(باب ہشتم)— آداب: طور طریقے۔ صحبت: میل ملاپ، رہن سہن، معاشرتی زندگی۔ حکمت: دانائی کی بات۔

عاقلے را پرسیدند نیکبخت کیست وبدبخت چیست گفت نیکبخت آنکہ خورد و کِشت وبدبخت آنکہ مرد و ہشت

شعر

مکن نماز بران ہیچکس کہ ہیچ نکرد	کہ عمر در سرِ تحصیلِ مال کرد و نخورد

حکمت موسیٰ علیہ السلام قارون را نصیحت کرد کہ اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ نشنید عاقبتش شنیدی

قطعہ

آنکس کہ بدینار و درم خیر نیندوخت	سر عاقبت اندر سرِ دینار و درم کرد
خواہی متمتع شوی از نعمتِ دنیا	با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد

عرب گوید جُدْ وَلَا تَمْنُنْ لِاَنَّ الْفَائِدَۃَ اِلَیْکَ عَائِدَۃٌ یعنی بہ بخش ومنّت منہ کہ نفع آں بتو باز می گردد

قطعہ

درختِ کرم ہر کجا بیخ کرد	گذشت از فلک شاخ و بالائے او
گر امیدواری کز و بر خوری	بمنّت منہ ارّہ بر پائے او

قطعہ

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر	ز انعام و فضل او نہ معطل گذاشتت

عاقل: عقل مند۔ کِشت: یعنی راہِ خدا میں خرچ کرکے نیکی کا بیج بویا کہ "الدنیا مزرعۃ الآخرۃ"۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جیسا بوؤگے ویسا کاٹوگے۔ برکسے نماز کردن: نماز جنازہ پڑھنا۔ مکن نماز برآں: اس کی نماز جنازہ مت پڑھو۔ سر: خیال۔ تحصیل: حاصل کرنا۔ موسیٰ علیہ السلام: قوم بنی اسرائیل کے اولوالعزم رسول۔ فرعونِ مصر (ولید بن مصعب بن ریان) کے دور میں پیدا ہوئے۔ اس فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا بالآخر دریائے قلزم میں اپنے لشکر سمیت غرقاب ہوا۔ قارون: فرعون کا انتہائی مالدار وزیر تھا۔ چالیس گھر خزانوں کے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ حضرت موسیٰ نے زکوٰۃ کا حکم دیا مگر وہ منحرف ہوگیا بالآخر وہ اپنے مال واسباب سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔ مجازاً ہر بخیل مالدار کو کہہ دیتے ہیں۔

اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ: لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ (یعنی زکوٰۃ دو) (سورۃ القصص۔ ۷۷)

عاقبتش شنیدی: کہ مال و اسباب کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ بدینار و درم: یعنی روپے پیسے کے ذریعہ۔ خیر: بھلائی، ثواب۔ سرکرد: برباد کردیا۔ عاقبت: انجام، نتیجہ۔ سر: خیال۔ خواہی: اس سے پہلے "اگر" مقدر ہے۔ اگر تو چاہتا ہے۔ متمتع: نفع اندوز۔ عرب: عرب کے باشندوں کو عرب کہتے ہیں۔

جُدْ ولا تمنن... الخ: سخاوت کرو اور احسان نہ جتاؤ۔ اس لیے کہ اس کا فائدہ تمہاری ہی طرف لوٹنے والا ہے۔ بیخ کرد: یعنی جڑ پکڑ لیا۔ بر:

منّت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمیکنی | منّت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

حکمت دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بیفائدہ کردند یکے آنکہ اندوخت و نخورد و دیگر آنکہ آموخت و نکرد

مثنوی

علم چندانکہ بیشتر خوانی | چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند | چارپائے برو کتابے چند
آں تہی مغز را چہ علم و خبر | کہ برو ہیزمست یا دفتر

حکمت علم از بہرِ دین پروردن ست نہ از بہرِ دنیا خوردن

شعر

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت | خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت

پند عالمِ ناپرہیزگار کور مشعلہ دارست یُهْدیٰ بِهٖ وَهُوَ لَا يَهْتَدِيْ

بیت

بے فائدہ ہر کہ عمر درباخت | چیزے نخرید و زر بینداخت

پند ملک از خردمنداں جمال گیرد و دین از پرہیزگاراں کمال یابد بادشاہاں بہ نصیحت خردمنداں ازاں محتاج ترا ند کہ خردمنداں

منّت منہ: احسان مت جتا۔ منّت شناس: احسان مانو۔ بداشتت: اس میں تا ضمیر مفعولی ہے۔ بیہودہ: بیکار، خوا مخواہ۔ سعی: کوشش۔ آموخت: یعنی علم حاصل کیا۔ نکرد: یعنی عمل نہ کیا۔ دانشمند: عالم۔ چارپائے: چوپایہ یعنی گدھا۔ بے عمل عالم کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔ تہی مغز: خالی بھیجے والا یعنی گدھا۔ ہیزم: لکڑیوں کا گٹھر۔ دفتر: کتاب۔ دین پروردن: دین کو پروان چڑھانا۔ پرہیز: پرہیزگاری۔ زہد: پارسائی، دنیا سے بے رغبتی۔ خرمن: کھلیان۔ پاک: یعنی سب کچھ۔ کور: اندھا۔ مشعلہ دار: چراغ رکھنے دار۔ یہدی بہ ... الخ: اس سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور وہ خود راہ نہیں پاتا۔ عمر درباخت: زندگی گنوادی۔ جمال گیرد: زیب و زینت حاصل کرتا ہے۔ کمال یابد: کمال پاتا ہے یعنی کامل ہوتا ہے۔ بادشاہاں بہ نصیحت خردمنداں ... الخ: بادشاہ عقلمندوں کی نصیحت کے اس سے زیادہ محتاج ہیں جتنے کہ عقلمند لوگ بادشاہوں کی نزدیکی کے۔

در ہمہ دفتر بہ ...الخ: تمام کتابوں میں اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں ہے۔ جز بخرد مند ...الخ: یعنی جو کام بھی سپرد کرو تو کسی عقل مند کو سپرد کرو۔ اگر چہ وہ عمل عقل مند کا کام نہ ہو بلکہ بہت معمولی ہو۔ یا یہ کہ جو بھی منصب سپرد کرنا ہو کسی عقل مند ہی کے سپرد کرو اگر چہ عہدہ ومنصب قبول کرنا عقل مند کا کام نہیں بلکہ ان کا کام کنارہ کشی، اور عزلت وگوشہ نشینی ہے۔

بقربتِ پادشاہاں۔

قطعہ

پندے اگر بشنوی اے پادشاہ | در ہمہ دفتر بہ ازیں پند نیست
جز بخرد مند مفرما عمل | گرچہ عمل کارِ خرد مند نیست

حکمت سہ چیز پایدار نماند مال بے تجارت وعلم بے بحث و مُلک بے سیاست

ملک بے سیاست: تاکہ ملک ظالموں اور شر پسندوں سے خالی رہے۔ لطف: نرمی، مہربانی۔ مدارا: خاطر داری۔ باشد: ہوسکتا ہے۔ صد کوزۂ نبات: مصری کے سو کوزے۔ حنظل: خربوزے کی شکل کا بہت چھوٹا انتہائی کڑوا ایک پھل، اندرائن، پھر پھیندوا۔

قطعہ

وقتے بلطف گوی ومدارا ومردمی | باشد کہ در کمندِ قبول آوری دلے
وقتے بقہر گوی کہ صد کوزۂ نبات | گہ گہ چناں بکار نیاید کہ حنظلے

حکمت رحم آوردن بر بداں ستم ست بر نیکاں وعفو کردن از ظالماں جور ست بر درویشاں

چناں بکار نیاید: یعنی مصری کے سو کوزے بھی اندرائن جیسا فائدہ نہیں دیتے۔ گویا دوائے تلخ ضرور ہے مگر مفید تر ہے۔ جور: ظلم، زیادتی۔ خبیث: بدطینت۔ تعہد: ضمانت لینا، کفالت کرنا۔ بدولتِ تو: تیرے سہارے، تیرے وسیلے۔ گنہ: گناہ کا مخفف ہے۔ انبازی: شرکت۔ بدولت تو ... الخ: تیرے سہارے تیری شرکت میں گناہ کرے گا۔ آوازِ خوش: اچھی آواز۔ آں بخیالے: وہ ایک خیال (بدگمانی)

بیت

خبیث را چو تعہد کنی وبنوازی | بدولتِ تو گنہ میکند بانبازی

پند بر دوستے پادشاہاں اعتماد نتواں کرد و بر آوازِ خوش کودکان کہ آں بخیالے مبدل شود وایں بخوابے متغیر گردد

شعر

معشوقِ ہزار دوست را دل ندہی | ور میدہی آں دل بجدائی بنہی

(آواز) اک خواب (یعنی احتلام وبلوغ)

پند ہر آن سرے کہ داری با دوست درمیان منہ واگرچہ دوست مخلص باشد چہ دانی کہ وقتے دشمن گردد وہر گزندے کہ توانی بدشمن مرساں کہ باشد کہ وقتے دوست گردد

پند رازے کہ نہاں خواہی باکس درمیاں منہ اگرچہ دوست باشد کہ مرآں دوست را نیز دوستاں باشند ہمچنیں مسلسل

قطعہ

خامشی بہ کہ ضمیرِ دلِ خویش | باکسے گفتن وگفتن کہ مگوی
اے سلیم آب ز سرچشمہ ببند | کہ چو پُر شد نتواں بستن جوی

فرد

سخنے در نہاں نباید گفت | کاں سخن برملا نشاید گفت

حکمت دشمنِ ضعیف کہ در طاعت آید و دوستی نماید مقصودِ وے جز ایں نیست کہ دشمنِ قوی گردد وگفتہ اند بر دوستیِ دوستاں اعتماد نیست تا بہ تملقِ دشمناں چہ رسد وہر کہ دشمنِ کوچک را حقیر شمار دبداں ماند کہ آتشِ اندک را ہمل میگذارد

قطعہ

امروز بکُش چو میتواں کشت | کاتش چو بلند شد جہاں سوخت

سِرّ: راز، بھید، جمع اسرار۔ درمیاں نہادن: بیان کرنا، ظاہر کرنا۔ مخلص: خلوص رکھنے والا۔ گزند: تکلیف، نقصان۔ مرساں: مت پہونچاؤ۔ مسلسل: سلسلہ درسلسلہ۔ ضمیرِ دلِ خویش: اپنے دل کا راز۔ باکسے گفتن...الخ: یعنی اپنے دل کا راز کسی کو بتا کر اسے یہ تاکید کرنا کہ تم کسی دوسرے کو مت بتانا۔ سلیم: عقلمند۔ سرچشمہ: چشمے کی ابتدا۔ نہاں: پوشیدگی۔ برملا: علانیہ، کھلم کھلا۔ ضعیف: کمزور۔ در طاعت آید: فرمانبرداری کرے۔ دوستی نماید: دوستی کا اظہار کرے۔ قوی: طاقتور، مضبوط۔ اعتماد نیست: یہ مقتضائے احتیاط ہے یا یہ مراد ہے کہ سچے دوست نہ ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اخوان زمانا جواسیس العیوب۔ تملق: چاپلوسی، خوشامد۔ چہ رسد یعنی چہ اعتماد۔ کوچک: چھوٹا۔ ہمل: بیکار۔ امروز بکش: آج بجھا دو جب بجھا سکتے ہو۔ آج یعنی ابھی۔

مگذار کہ زہ کند کماں را | دشمن کہ بہ تیر میتواں دوخت

حکمت سخن درمیانِ دو دشمن چناں گوئی کہ اگر دوست گردند شرم زدہ مباشی

ابیات

میانِ دو کس جنگ چوں آتش است | سخن چینِ بدبخت ہیزم کش ست
کنند این و آں خوش دگر بارہ دل | وے اندر میاں کور بخت و خجل
میانِ دو کس آتش افروختن | نہ عقل ست خود درمیاں سوختن

ایضاً

در سخن با دوستاں آہستہ باش | تا ندارد دشمنِ خونخوار گوش
پیشِ دیوار آنچہ گوئی ہوش دار | تا نباشد در پسِ دیوار گوش

حکمت ہر کہ با دشمناں صلح میکند سرِ آزارِ دوستاں دارد

شعر

بشوی اے خردمند زاں دوست دست | کہ با دشمنانت بود ہم نشست

پند چوں در امضائے کارے متردد باشی آں طرف اختیار کن کہ بے آزار تر برآید

شعر

با مردم سہل گوی دشوار مگوی | با آنکہ در صلح زند جنگ مجوی

مگذار کہ...الخ: دشمن کو اتنی فرصت نہ دو کہ کمان کا چلہ چڑھائے۔ یا یوں کہیں: کمان کا چلہ مت چڑھانے دو۔ ایسے دشمن کو جسے تیر کے ذریعہ تم بیندھ سکتے ہو۔ چناں گوئی: تو ایسی کہے۔ تو اس طرح کی کہے۔ شرم زدہ: شرمندہ۔ سخن چیں: چغلخور۔ ہیزم کش: لکڑی لگانے والا۔ کنند ایں وآں: یہ اور وہ یعنی دونوں دشمن دوبارہ دل خوش کرلیں گے۔ وے اندر میاں: وہ یعنی چغلخور بیچ میں، بدبخت اور شرمندہ۔ نہ عقل است: عقل مندی نہیں ہے۔ تا ندارد...الخ: تا کہ خونخوار دشمن کان نہ لگائے۔ ہوش دار: یعنی خیال رکھو۔ تا نباشد در پسِ دیوار گوش: یعنی کوئی سن نہ رہا ہو۔ سر آزار: ستانے کا خیال، ارادہ۔ دست شستن: ہاتھ دھو بیٹھنا، چھوڑ دینا، صبر کرلینا۔ کہ با دشمنانت: جو تیرے دشمنوں کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہو۔ امضائے کار: کام کا اجراء، کام کا کرگزرنا۔ متردد: پس وپیش کرنے والا۔ متفکر۔ آزار: تکلیف۔ درِ صلح زند: صلح کا دروازہ کھٹکھٹائے یعنی صلح

حکمت تا کار بزر بری آید جاں در خطر افگندن نشاید عرب گوید آخر الحیلِ السَّیْفُ

شعر

چو دست از ہمہ حیلتے در گسست | حلال ست بردن بشمشیر دست

حکمت بر عجزِ دشمن رحمت مکن کہ اگر قادر شود بر تو نہ بخشاید

بیت

دشمن چو بینی ناتواں لاف از بروتِ خود مزن
مغزیست در ہر استخواں مردیست در ہر پیرہن

حکمت ہر کہ بدے را بکشد خلق از بلائے وے برہاند وے را از عذابِ خدائے

قطعہ

پسندیدہ ست بخشایش ولیکن | منہ بر ریشِ خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار | کہ آں ظلم ست بر فرزندِ آدم

حکمت نصیحت از دشمن پذیرفتن خطا ست ولیکن شنیدن رواست کہ بخلافِ آں کار کنی کہ عینِ صواب ست

مثنوی

حذر کن زانچہ دشمن گوید آں کن | کہ بر زانو زنی دستِ تغابن

زر: سونا مراد مال خرچ کرنا ہے۔ آخر الحیلِ السَّیْفُ: آخری تدبیر تلوار ہے۔
حلال ست: روا ہے، درست ہے۔ عجز: عاجزی۔
رحمت مکن: رحم مت کر۔
ناتواں: کمزور۔ لاف از بروتِ خود مزن: اپنی مونچھوں سے ڈینگیں مت مار۔ عادت ہے کہ آدمی ڈینگیں مارتے وقت مونچھوں پر تاؤ دیتا ہے۔ مغز: گودا۔ مردیست...الخ: یعنی ہر شخص اپنے اندر گرمی و جوش اور طاقت رکھتا ہے۔
بدے: یعنی ظالم، غنڈہ۔
بلاء: مصیبت۔ وے را از عذابِ خدا: اور اس (ظالم) کو خدا کے عذاب سے بچایا کہ زندہ رہتا تو اور گناہ کرتا۔
ریش: زخم۔ خلق آزار: لوگوں کو ستانے والا۔
منہ مرہم: مرہم نہ لگا۔
ندانست...الخ: جس شخص نے سانپ پر رحم کیا اس نے یہ نہ جانا کہ یہ آدم کی اولاد (انسانوں) پر ظلم ہے۔
کار کنی: تو عمل کرے۔
عینِ صواب: بالکل ٹھیک۔
حذر کن...الخ: پرہیز کرو اس بات سے جو کچھ دشمن تم سے کہے کہ وہ کرو۔ کیوں کہ زانو پر تو افسوس کا ہاتھ مارے گا۔ یعنی دشمن کے دیئے ہوئے مشورے خطرناک ہوں گے۔ عمل کرنے پر بعد میں

گرت رہے نماید راست چوں تیر | ازاں برگرد و راہِ دست چپ گیر

پند خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد و لطفِ بیوقت ہیبت ببرد نہ چنداں درشتی کن کہ از تو سیر گردند و نہ چنداں نرمی کہ بر تو دلیر

ابیات

درشتی و نرمی بہم در بہ است | چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است
درشتی نگیرد خردمند پیش | نہ سستی کہ نازل کند قدرِ خویش
نہ مر خویشتن را فزونی نہد | نہ یکبارتن در مذلت دہد

نظم

جوانے با پدر گفت اے خردمند | مرا تعلیم کن پیرانہ یک پند
بگفتا نیکمردی کن نہ چنداں | کہ گردد چیرہ گرگِ تیز دنداں

حکمت دو کس دشمن مُلک و دین اند بادشاہِ بے حلم و زاہدِ بے علم

شعر

بر سرِ مُلک مباد آں مَلِک فرماندہ | کہ خدا را نبود بندۂ فرماں بردار

پند بادشاہ را باید کہ تا حدے خشم بر دشمناں نراند کہ دوستاں را اعتماد نماند آتشِ خشم اول در خداوندِ خشم افتد پس انگہ زبانہ بخصم

گرت: اگر تم کو۔ رہے نماید: کوئی راستہ دکھائے۔ راست چوں تیر: تیر کی طرح سیدھا۔ ازاں برگرد: اس سے پھر جاؤ۔ خشم: غصہ۔ وحشت آرد: وحشت لاتا ہے یعنی متنفر بناتا ہے۔ ہیبت: رعب ودبدبہ، خوف، ڈر۔ درشتی: سختی۔ سیر گردند: آسودہ ہوجائیں یعنی تیری مہربانی سے مایوس ہوجائیں۔ فاصد: فصد کھولنے والا۔ رگ سے خون نکالنے والا۔ جراح: زخم کو چیرنے پھاڑنے والا۔ جراحت کا علاج کرنے والا۔ مرہم نہ: مرہم رکھنے والا۔ پیش گرفتن: اختیار کرنا۔ نہ سستی: مراد نرمی ہے۔ نازل کند: پست کردے، گرادے۔ قدر: مرتبہ، عزت۔ فزونی: بڑھوتری۔ مذلت: رسوائی۔ پیرانہ: بوڑھوں کی طرح۔ بزرگانہ۔ پند پیرانہ: بوڑھوں جیسی نصیحت۔ نیک مردی: مہربانی، سخاوت۔ چیرہ: غالب۔ گرگ: بھیڑیا۔ حلم: بردباری، تحمل۔ مباد: خدا کرے نہ ہو۔ بندۂ فرماں بردار: فرمانبردار بندہ۔ خشم: غصہ۔ خصم: مدمقابل، دشمن۔ خداوند خشم: غص

رسد یا نرسد

مثنوی

نشاید بنی آدم خاک زاد | کہ در سر کند کبر و تندی و باد
ترا با چنیں تندی و سرکشی | نہ پندارم از خاکی از آتشی

قطعہ

در خاکِ بیلقاں برسیدم بعابدے | گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن
گفتا برو چو خاک تحمل کن اے فقیہ | یا ہر چہ خواندۂ ہمہ در زیرِ خاک کن

حکمت بد خوئے بدستِ دشمنے گرفتارست کہ ہر جا کہ رود از چنگِ عقوبتِ او خلاص نیابد

بیت

اگر ز دستِ بلا بر فلک رود بد خوی | ز دستِ خوئے بدِ خویش در بلا باشد

حکمت چو بینی کہ در سپاہِ دشمن تفرقہ افتاد تو جمع باش واگر جمع شوند از پریشانی اندیشہ کن

قطعہ

برو با دوستاں آسودہ بنشیں | چو بینی در میانِ دشمناں جنگ
وگر بینی کہ باہم یک زبانند | کماں را زہ کن و بر بارہ بر سنگ

بنی آدم: انسان۔ خاک زاد: مٹی سے پیدا شدہ۔ کبر: تکبر۔ تندی: غصہ۔ باد: غرور۔ از خاکی: از خاک ہستی۔ از آتشی: یعنی بلکہ تو آگ سے بنا ہے۔ جیسے کہ شیطان آگ سے بنا ہے لہذا تکبر اس کی سرشت ہے۔ خاکِ بیلقان: سرزمین بیلقان۔ بیلقان ایران کا ایک شہر ہے۔ عابد: عبادت گزار یعنی صوفی۔ تربیت: تعلیم۔ تحمل: برداشت، بردباری۔ فقیہ: عالم شرع۔ زیر خاک کن: دفن کردو اور اپنے کو عالم سمجھنا چھوڑ دو۔ بدخوئے: بری عادت والا۔ دشمنے: یعنی خود اس کی بدخوئی۔ چنگ: چنگل۔ عقوبت: سزا۔ خلاص: رہائی۔ اگر ز دست بلا۔الخ: اگر مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لیے کوئی بدمزاج آسمان پر بھی چلا جائے تو وہاں بھی اپنی بدخوئی کے سبب بلا و مصیبت میں رہے گا۔ سپاہ: لشکر۔ تفرقہ: فرقہ بندی، اختلاف۔ جمع: مطمئن۔ اندیشہ کن: فکر کرو۔ آسودہ بنشیں: آرام و چین سے بیٹھو۔ کماں را زہ کن: کمان کا چلہ چڑھا۔ یعنی جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ بر بارہ: قلعہ پر۔ بر سنگ: پتھر لیجاؤ کہ جنگ میں کام آئیں ...

حکمت دشمن چو از ہمہ حیلتے فرو ماند سلسلۂ دوستی بجنباند آنگہ بدوستی کارہائے کند کہ ہیچ دشمن نتواند کرد سرِ مار بدستِ دشمن کوب کہ از اِحدَی الحُسنَیَین خالی نباشد اگر ایں غالب آمد مار کشتی واگر آں از دشمن رستی **فرد**

بروزِ معرکہ ایمن مشو زخصمِ ضعیف | کہ مغزِ شیر بر آرد چو دل ز جاں برداشت

حکمت خبرے کہ دانی دل بیازارد تو خاموش باش تا دیگرے بیارد

فرد

بلبلا مژدۂ بہار بیار | خبرِ بد بہ بومِ شوم گذار

نکتہ پادشاہ را بر خیانتِ کسے واقف مگرداں مگر آنگہ کہ بر قبولِ کلّی واثق باشی وگرنہ در ہلاکِ خود سعی می کنی

مثنوی

بسیچِ سخن گفتن آنگاہ کن | کہ بینی کہ در کار گیرد سخن
کمال ست در نفسِ انساں سخن | تو خود را بہ گفتار ناقص مکن

پند ہر کہ نصیحت خود رائے میکند او خود بہ نصیحت گری محتاج است

پند فریبِ دشمن مخور وغرورِ مدّاح مخر کہ ایں دامِ زرق نہادہ

حیلہ: تدبیر۔ فرو ماند: تھک جاتا ہے، عاجز ہو جاتا ہے۔ سلسلہ: زنجیر۔ سرِ مار: سانپ کا سر۔ إحدى الحسنیین: دو خوبیوں میں سے ایک۔ ایں غالب آمد: یعنی دشمن۔ واگر آں: اور اگر وہ یعنی سانپ غالب آیا۔ روزِ معرکہ: جنگ کا دن۔ ایمن: بے خوف۔ خصمِ ضعیف: کمزور دشمن۔ دل از جان برداشتن: زندگی سے مایوس ہو جانا۔ دیگرے بیارد: یعنی دوسرا خبر لائے۔ بلبلا: اے بلبل۔ الف برائے ندا ہے۔ مژدہ: خوش خبری۔ بوم: اُلّو۔ جس کی آواز سے بدخبری اور نحوست مشہور ہے۔ شوم: منحوس۔ خیانت: بد دیانتی۔ واقف: آگاہ۔ واثق باشی: تو پُر اعتماد رہے۔ سعی می کنی: اس لیے کہ بادشاہ بدظن ہو کر تجھے سزا دے گا نیز وہ تیرا دشمن ہو جائے گا۔ بسیچ: ارادہ۔ در کار گیرد سخن: بات اثر کر رہی ہے۔ یہاں سخن کو بفتح اول وضم ثانی پڑھیں گے۔ یہ بھی اس میں ایک لغت ہے۔ ناقص مکن: یعنی سوچ سمجھ کر بولو۔ خود رائے: کسی کی نہ ماننے والا۔

است وآں دامن طمع کشادہ

پند احمق را ستایش خوش آید چوں لاشہ کہ در کعبش دمے فربہ نماید

قطعہ

اَلا تا نشنوی مدحِ سخنگوی | کہ اندک مایہ نفعے از تو دارد
اگر روزے مرادش بر نیاری | دو صد چنداں عیوبت بر شمارد

حکمت متکلّم را تا کسے عیب نگیرد سخنش صلاح نپذیرد

شعر

مشو غرّہ بر حسنِ گفتارِ خویش | بہ تحسینِ نادان و پندارِ خویش

حکمت ہمہ کس را عقلِ خود بکمال نماید و فرزندِ خود بجمال

نظم

یکے جہود و مسلماں مناظرہ کردند | چنانکہ خندہ گرفت از نزاعِ ایشانم
بطنز گفت مسلماں گرایں قبالۂ من | درست نیست خدایا جہود میرانم
جہود گفت بتوریت میخورم سوگند | وگر خلاف بود ہمچو تو مسلمانم
گر از بسیطِ زمیں عقل منعدم گردد | بخود گماں نبرد ہیچکس کہ نادانم

حکمت دہ آدمی بر سفرہ بخورند و دو سگ بر مردارے بہم

طمع: لالچ۔ دامن کشادن: دامن پھیلانا۔ احمق: بیوقوف، اجڈ۔ خوش آید: بھلی لگتی ہے۔ لاشہ: یعنی ذبح شدہ بکری۔ کعب: گھٹنے کی ہڈی۔ دم: پھونک۔ فربہ نماید: فربہ نظر آتی ہے۔ قصابوں کا طریقہ ہے کہ کھال اتارنے کے بعد ران کی ہڈی کی طرف پھونک مارتے ہیں اس سے وہ پھول کر فربہ بکری معلوم ہونے لگتی ہے جب کہ واقع میں ایسا نہیں۔ الا: خبردار۔ تا: ہرگز۔ سخن گوئے: شاعر، بات بنانے والا۔ عیوب: عیب کی جمع، برائی۔ متکلم: بات کرنے والا۔ تا کسے عیب نگیرد: گفتگو کرنے والے کی باتوں پر جب تک گرفت نہیں ہوتی اس کی گفتگو خوشنما اور درست نہیں ہوتی۔ صلاح: درستگی۔ غرّہ: فریب خوردہ، مغرور۔ حسنِ گفتار: گفتگو کی اچھائی یعنی اچھی گفتگو۔ تحسین: تعریف کرنا، سراہنا۔ پندار: غرور۔ جہود: یعنی یہودی۔ مناظرہ: بحث کرنا۔ احقاقِ حق وابطالِ باطل کرنا۔ نزاع: جھگڑنا۔ خندہ گرفت: ہنسی آگئی۔ ایشانم میں "میم" "مرا" کے معنی میں ہے۔ قبالہ: ضمانت نامہ، دستاویز۔ خدایا: اے خدا!۔ یہود میرانم: تو مجھ کو یہودی مار۔ یعنی یہودیت پر مجھ کو موت دے "میراں" میرانیدن

بسر نبرند حریص بجہانے گرسنہ وقانع بنانے سیر حکما گفتہ اند درویشی بقناعت بہ از توانگری بہ بضاعت

شعر

رودہ تنگ بیک نانِ تہی پر گردد	نعمتِ روئے زمین پر نکند دیدہ تنگ

مثنوی

پدر چوں دورِ عمرش منقضی گشت	مرا ایں یک نصیحت کرد و بگذشت
کہ شہوت آتش ست از وے بپرہیز	بخود بر آتشِ دوزخ مکن تیز
دراں آتش نداری طاقتِ سوز	بصبر آبے بریں آتش زن امروز

پند ہر کہ درحالِ توانائی نکوئی نکند در وقتِ ناتوانی سختی بیند

شعر

بداختر تر از مردم آزار نیست	کہ روزِ مصیبت کسش یار نیست

حکمت ہر چہ زود برآید دیر نپاید

قطعہ

خاکِ مشرق شنیدہ ام کہ کنند	بچہل سال کاسہ چینی را
صد بروزے کنند در مردشت	لاجرم قیمتش ہمی بینی را

باہم بسر بردن: مل جل کر گزارہ کرنا۔ حریص: لالچی۔ قانع: قناعت گزیں۔ تھوڑے پر صبر کرنے والا۔ سیر: آسودہ۔ بضاعت: سرمایہ۔ رودہ: انتڑی۔ بیک نان تہی: صرف ایک روٹی سے۔ یا خالی روٹی سے۔ یعنی روکھی روٹی سے۔ دیدۂ تنگ: تنگ آنکھ۔ کنایہ ہے لالچ کی آنکھ سے۔ پدر: شیخ سعدی خود اپنے والد کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ دور عمر: زندگی کا دور۔ منقضی گشت: یعنی ختم ہوگیا۔ بگذشت: گذر گئے۔ یعنی انتقال کر گئے۔ شہوت: خواہش نفس۔ بصبر آبے بریں..الخ: آج ہی صبر کا پانی اس آگ پر چھڑک دو۔ یعنی شہوت رانی سے بچو اور صبر سے کام لو تاکہ عذاب نار سے بچ سکو۔ بداختر: بدنصیب۔ مردم آزار: لوگوں کو ستانے والا۔ یار: مددگار۔ ہرچہ زود برآید: جو چیز جلد حاصل ہوجائے۔ دیر نپاید: پائدار نہیں ہوتی۔ خاک مشرق: یعنی ملک چین۔ کنند بمعنی سازند۔ کاسہ: پیالہ۔ مردشت: ...

قطعہ

مرغک از بیضہ بروں آید و روزی طلبد | آدمی زادہ ندارد خرد و عقل و تمیز
آنکہ ناگاہ کسے گشت بچیزے نرسید | وین بتمکین و فضیلت بگذشت از ہمہ چیز
آبگینہ ہمہ جا یابی ازاں بے محل ست | لعل دشوار بدست آید ازانست عزیز

حکمت کارہا بہ صبر برآید و مستعجل بسر درآید

مثنوی

بچشم خویش دیدم در بیاباں | کہ آہستہ سبق برد از شتاباں
سمندِ بادپا از تگ فروماند | شتربان ہمچناں آہستہ میراند

پند ناداں را بہ از خاموشی نیست و اگر ایں مصلحت بدانستے ناداں نبودے

قطعہ

چوں نداری کمالِ فضل آں بہ | کہ زباں در دہاں نگہداری
آدمی را زباں فضیحہ کند | جوزِ بے مغز را سبکساری

ابیات

خرے را ابلہے تعلیم میداد | برو بر صرف کردے سعیِ دائم
حکیمے گفتش اے ناداں چہ کوشی | دریں سودا بترس از لومِ لائم

مرغک: مرغی کا بچہ۔ روزی طلبد: یعنی دانہ چگنے لگتا ہے۔ آدمی زادہ..الخ: انسان کا بچہ عقل وشعور کچھ بھی نہیں رکھتا۔ ناگاہ کسے گشت: اچانک ہوشیار ذات ہوگیا۔ یعنی مرغی کا بچہ فوراً باشعور ہوگیا مگر کسی مرتبہ کو نہ پہونچ سکا برخلاف آدمی کے بچے کے کہ وہ عزت ومرتبہ میں ہر چیز سے بڑھ گیا یہاں تک خلافت الٰہیہ کے مرتبہ تک پہونچ گیا۔ آبگینہ: آئینہ، شیشہ۔ بے محل: بے قدر۔ لعل: ایک قیمتی پتھر۔ عزیز: پیارا، قابل عزت۔ مستعجل: جلدباز۔ بیابان: ریگستان، چٹیل میدان۔ سبق برد: سبقت لے گیا۔ آگے بڑھ گیا۔ شتاباں: دوڑنے والے گھوڑے مراد ہیں۔ سمند بادپا: یعنی تیز رفتار گھوڑا۔ تگ: دوڑ۔ فروماندن: تھک جانا۔ زبان دردہاں نگہداری: یعنی خاموش رہو۔ فضیحہ: رسوا، ذلیل۔ جوز: اخروٹ۔ بے مغز: بے گودا کا۔ سبکساری: ہلکاپن۔ آدمی کو ہلکی بات رسوا کردیتی ہے جس طرح بے مغز کے اخروٹ کو اس کا ہلکا پن رسوا کردیتا ہے۔ خر: گدھا۔ ابلہ: بے وقوف۔ سعی: کوشش۔ دائم: ہمہ وقتی، مسلسل۔ حکیم: دانشمند۔ سودا: خیال، دھن، دیوانگی۔

بہائم: واحد بہیمہ، چوپایہ۔ نیاموزد...الخ: چوپائے تیری تعلیم سے گفتگو کرنا نہ سیکھیں گے۔ مگر تو چوپایوں سے چپ رہنا سیکھ لے۔ تأمل: غور۔ ناصواب: نادرست۔ داناتر از خود: اپنے سے بڑا عالم۔ جدل: بحث، بے نتیجہ تکرار۔

نیاموزد بہائم از تو گفتار | تو خاموشی بیاموز از بہائم

ایضاً

ہر کہ تامل نہ کند در جواب | بیشتر آید سخنش ناصواب
یا سخن آرای چو مردم بہوش | یا بنشین ہمچو بہائم خموش

پند ہر کہ با داناتر از خود جدل کند تا بدانند کہ داناست بدانند کہ نادان ست

فرد

چوں در آمد مہ از توئی بسخن | گرچہ بدانی اعتراض مکن

حکمت ہر کہ با بداں نشیند نکوئی نہ بیند

ابیات

گر نشیند فرشتہ با دیو | وحشت آموزد و خیانت و ریو
از بداں جز بدی نیاموزی | نکند گرگ پوستیں دوزی

پند مردماں را عیب نہانی پیدا مکن کہ مر ایشاں را رسوا کنی وخود را بے اعتماد

پند ہر کہ علم خواند و عمل نکرد بداں ماند کہ گاو راند و تخم نیفشاند از تنِ بیدل طاعت نیاید و پوستِ بے مغز بضاعت را نشاید

تابدانند کہ داناست: تاکہ لوگ سمجھیں کہ عقل مند ہے۔ مہ: بڑا۔ ایک نسخے میں ہے "بہ از توئی" تم سے بہتر۔ دیو: شیطان۔ وحشت: نفرت۔ خیانت: بدیانتی۔ ریو: مکر و فریب۔ حیلہ، وتزویر۔ نکند گرگ...الخ: بھیڑیا چمڑے کی سلائی نہ کرے گا۔ یعنی اس کا کام پھاڑنا ہے نہ کہ پھٹے کی سلائی کرنا۔ عیب نہانی: چھپے عیب، پوشیدہ برائی۔ پیدا مکن: ظاہر مت کرو، بلکہ پردہ پوشی کرو۔ مر ایشاں را رسوا...الخ: تم ان کو تو بے عزت کروگے اور اپنے کو لوگوں کی نظر میں بے اعتماد ٹھہراؤ گے۔ بداں ماند: اس شخص کے مشابہ ہے۔ کہ گاو راند: یعنی جس نے ہل چلایا۔ وتخم نیفشاند: اور بیج نہ جھڑکا۔ یعنی ایسوں کی محنت ضائع اور برباد ہے۔ بیدل: فکر آخرت سے بے پرواہ، جو روحانی قوت نہ رکھے۔ طاعت: بندگی۔ از تنِ بے دل طاعت نیاید: لاپرواہ انسان سے بندگی نہیں ہوسکتی۔ پوستِ بے مغز: بے گودے کا چھلکا۔ بضاعت را نشاید: پونجی کے لائق نہیں ہے۔

نہ ہر کہ در مجادلت چست در معاملت درست

بیت

بس قامتِ خوش کہ زیرِ چادر باشد | چوں باز کنی مادرِ مادر باشد

حکمت اگر شبہا ہمہ شبِ قدر بودے شبِ قدر بیقدر بودے

شعر

گر سنگ ہمہ لعلِ بدخشان بودے | پس قیمتِ لعل و سنگ یکساں بودے

حکمت نہ ہر کہ بصورت نیکوست سیرت زیبا در وست کار اندروں دارد نہ پوست

قطعہ

تواں شناخت بیکروز در شمائلِ مرد | کہ تا کجاش رسیدست پایگاہِ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرّہ مشو | کہ خبثِ نفس نگردد بسالہا معلوم

پند ہر کہ با بزرگاں ستیزد خونِ خود ریزد

قطعہ

خویشتن را بزرگ پنداری | راست گفتند یک دو بیند لوچ
زود بینی شکستہ پیشانی | تو کہ بازی بسر کنی با غوچ

حکمت پنجہ با شیر انداختن و مشت بر شمشیر زدن کارِ خردمنداں

نہ ہر کہ در مجادلت ...الخ: ایسا (ضروری) نہیں ہے کہ جو جھگڑنے میں تیز ہو وہ معاملے کا بھی درست ہو۔
قامت خوش: اچھا قد۔
زیر چادر: یعنی نقاب کے اندر۔
مادرِ مادر: نانی یعنی بڑھیا۔
شب قدر: ماہ رمضان کے اخیر عشرہ کی کوئی طاق رات ہے بعض نے ۲۷ کو ترجیح بھی دی ہے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلتیں وارد ہیں۔ لوگ اس رات خاص اہتمام سے مصروف عبادت ہوتے ہیں۔ سیرت زیبا: اچھی سیرت۔ اندرون: باطن۔
کار اندروں دارد نہ پوست: سروکار باطن سے ہے ظاہر سے نہیں۔ (اور باطن کی شناخت دشوار ہے لہذا حسن صورت حسن سیرت کی دلیل نہیں کہ بہت سے خوبصورت خبیث باطن ہوتے ہیں۔ جو سخت نامقبول ہے۔ ہاں حسن معنی کراہت صورت کے ساتھ مقبول ہے۔ شمائل: عادات وخصائل، صورت شکل، وضع قطع۔ پایگاہ: مرتبہ درجہ۔ ایمن: بے خوف۔
غرہ: فریب خوردہ، غافل۔
خبثِ نفس: نفس کی برائی، خباثت۔ بسالہا: سالوں

نیست

بیت

جنگ وزورآوری مکن بامست | پیش سرپنجہ در بغل نہ دست

پند ضعیفے کہ باقوی دلاوری کند یارِ دشمن ست در ہلاکِ خویش

قطعہ

سایہ پروردہ راچہ طاقتِ آں | کہ رود با مبارزاں بقتال

سست بازو بجہل می فگند | پنجہ با مردِ آہنیں چنگال

حکمت ہر کہ نصیحت نشنود سرِ ملامت شنیدن دارد

شعر

چوں نیاید نصیحتت درگوش | اگرت سرزنش کنم خاموش

حکمت بے ہنراں ہنرمنداں را نتوانند دید ہمچناں سگِ بازاری سگِ صیدی را مشغلہ برآرند و پیش آمدن نیارند یعنی

چوں سفلہ بہ ہنر باکسے بر نیاید بخبثش در پوستیں افتد

بیت

کند ہر آینہ غیبت حسودِ کوتہ دست | کہ در مقابلہ گنگش بود زبانِ مقال

حکمت اگر جورِ شکم نیستے ہیچ مرغ در دامِ صیاد نیفتادے بلکہ

مست: پہلوان، لاپرواہ۔ جوانی میں بھرا ہوا۔ پیشِ سرپنجہ: طاقتور پنجے والے کے سامنے۔ در بغل نہ دست: ہاتھ بغل میں رکھ لو، یعنی مت لڑو۔ یار: مددگار۔ سایہ پروردہ: نازو عیش کا پالا ہوا جو جنگ کی ہولناکی کا تجربہ نہ رکھتا ہو۔ مبارز: بہادر سپاہی۔ قتال: جنگ۔ آہنیں چنگال: لوہے جیسے چنگل والا یعنی مضبوط پنجے والا۔ سر: خیال۔ درگوش آمدن: اثر کرنا۔ خاموش: چپ رہ، فعل امر ہے۔ نتوانند دید: حسد کے سبب برداشت نہیں کرسکتے۔ سگ بازاری: آوارہ کتے۔ سگ صیدی: شکاری کتے۔ مشغلہ برآرند: شوروغل کرتے ہیں، یعنی بھونکتے ہیں۔ پیش آمدن نیارند: سامنے آنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ سفلہ: کمینہ۔ در پوستین افتد: عیب جوئی میں پڑجاتا ہے۔ ہرآئینہ: لامحالہ۔ حسود: حسد کرنے والا۔ کوتہ دست: عاجز وکمزور۔ زبانِ مقال: گفتگو کی زبان۔ جورِ شکم: پیٹ کا ظلم یعنی بھوک کی تکلیف۔ مرغ: پرندہ۔ دامِ صیاد: شکاری کا جال، بہیلیا کا پھندا۔

صیاد خود دام ننہادے

بیت

شکم بند دست ست و زنجیر پائے | شکم بندہ نادر پرستد خدائے

پند حکیماں دیر دیر خورند و عابداں نیم سیر و زاہداں سدِّ رمق و جواناں تا طبق برگیرند و پیراں تا عرق بکنند اما قلندراں چنداں بخورند کہ در معدہ جائے نفس نماند و بر سفرہ روزیِ کس

شعر

اسیرِ بندِ شکم را دو شب نگیرد خواب | شبے ز معدہ سنگی شبے ز دلتنگی

حکمت مشورت با زناں تباہ ست و سخاوت با مفسداں گناہ

شعر

ترحم بر پلنگِ تیز دنداں | ستمگاری بود بر گوسفنداں

حکمت ہر کرا دشمن پیش ست اگر نکشد دشمنِ خویش ست

بیت

سنگ در دست و مار بر سر سنگ | خیرہ رائی بود قیاس و درنگ

وگروہے بخلافِ ایں مصلحت دیدہ اند و گفتہ اند کہ در کشتنِ بندیاں تامّل اولیٰ ترست بحکم آنکہ اختیار باقیست تواں کشت و تواں

دام نہادن: جال بچھانا۔ بندوست: ہاتھ کی ہتھکڑی۔ شکم بندہ: یعنی بندۂ شکم، پیٹو۔ نادر: یعنی بہت کم۔ دیردیر: آہستہ آہستہ۔ نیم سیر: آدھے پیٹ۔ سدِرمق: جینے بھر۔ تا طبق برگیرند: جب تک طباق نہ اٹھالیں۔ تا عرق بکنند: جب تک پسینہ پسینہ نہ ہوجائیں یا یوں کہیں: یہاں تک کہ طبق اٹھالیں اور پسینہ پسینہ ہوجائیں۔ قلندر: آزادمنش، ناشائستہ آدمی۔ جائے نفس نہ ماند: سانس لینے کی جگہ نہ رہے۔ سُفرہ: دسترخوان۔ زمعدہ سنگی: پتھر کی طرح معدہ سخت ہوجانے کی وجہ سے۔ دلتنگی: یعنی بھوک۔ مشورت: مشورہ، رائے لینا۔ تباہ است: یعنی موجب تباہی ہے۔ مفسد: فسادی، جھگڑالو۔ ترحم: رحم کرنا۔ پلنگ: بافتحتین: چیتا کے علاوہ ایک درندہ جانور، تیندوا۔ ستمگاری: ظلم وزیادتی۔ گوسفند: بکری، بھیڑ۔ پیش است: سامنے ہے یعنی قابو میں ہو۔ مار برسر سنگ: سانپ پتھر پر ہو۔ خیرہ رائی: بدعقلی، بیوقوفی۔ قیاس ودرنگ: سوچنا اور تاخیر کرنا۔ گروہ: جماعت، یعنی دانشوروں کی جماعت۔ کشتن: قتل کرنا۔ بندیاں: بندی کی جمع قیدی۔ تامّل: غوروفکر کرنا۔ اَوْلیٰ تر: فارسی

ہشت اگر بے تامّل کشتہ شود محتمل ست کہ مصلحتے فوت شود و تدارک مثلِ آں ممتنع باشد

مثنوی

نیک سہل ست زندہ بیجاں کرد | کشتہ را باز زندہ نتواں کرد
شرطِ عقل ست صبر تیر انداز را | کہ چو رفت از کماں نیاید باز

حکمت حکیمے کہ با جہّال در افتد باید کہ توقعِ عزت ندارد و اگر جاہلے بزباں آوری بر حکیمے غالب آید عجب نیست کہ سنگیست کہ گوہر را می شکند

بیت

نہ عجب گر فرو رود نفسش | عندلیبے غراب ہم قفسش

قطعہ

گر ہنرمندے از اوباش جفائے بیند | تا دلِ خویش نیازارد و درہم نشود
سنگِ بدگوہر اگر کاسۂ زرّیں شکند | قیمتِ سنگ نیفزاید و زر کم نشود

حکمت خردمندے را کہ در زمرۂ اجلاف سخن بہ بندد شگفت مدار کہ آوازِ بربط با غلبۂ دُہل بر نیاید و بوئے عبیر از گندِ سیر فرو ماند

مثنوی

بلند آواز ناداں گردن افراخت | کہ دانا را بہ بے شرمی بینداخت

بے تامّل: بے سوچے سمجھے، بے غور و فکر۔ محتمل است: ہوسکتا ہے۔ فوت شود: چھوٹ جائے، جاتی رہے۔ تدارک: تلافی، کمی پوری کرنا۔ ممتنع: ناممکن، محال۔ نیک سہل است: بہت آسان ہے۔ زندہ بے جان کرد: زندہ کو بے جان کر دینا یعنی مار ڈالنا۔ شرطِ عقل است: عقلمندی کی بات ہے۔ تیر انداز: تیر چلانے والا۔ نیاید باز: یعنی کمان سے نکلا تیر واپس نہیں آتا۔ حکیم: دانشمند، پڑھا لکھا آدمی۔ جہّال: جاہل کی جمع، اَن پڑھ۔ در افتد: بحث میں الجھ پڑے۔ توقع: امید۔ زبان آوری: چرب زبانی، تیز زبانی۔ گوہر: موتی۔ نہ عجب گر...الخ: کوئی تعجب نہیں اگر اس بلبل کا دم گھٹ جائے، جس کے ساتھ ایک ہی پنجرے میں کوا بند ہو۔ عندلیب: بلبل، جمع عنادِل۔ غراب: کوا، جمع غربان۔ ہنرمند: ہنر والا، ذی علم۔ اوباش: فرومایہ، کمینہ، اصل میں یہ لفظ "بوش" کی جمع ہے حرف کی قلب مکانی کے ساتھ جمع بنائی گئی ہے مگر فارسی میں مفرد کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ تا: ہرگز۔ نیازارد: آزردہ نہ کرے۔ درہم نشود: رنجیدہ نہ ہو۔ بدگوہر: بداصل۔ کاسۂ زریں: ... شکند: ... نہ ... قیمت ... زمرہ: گروہ، جماعت۔ اجلاف: کمینے، جلف کی جمع۔ سخن بہ بندد:

آہنگ: نغمہ، الاپ۔ حجازی: ایک راگ، لے، سُر، موسیقی کے ایک مقام کا نام۔ طبلِ غازی: نٹ کا ڈھول۔ جوہر: موتی۔ خلاب: کیچڑ، گوبر۔

نمیداند کہ آہنگِ حجازی | فرو ماند ز بانگِ طبلِ غازی

حکمت جوہر اگر در خلاب افتد ہماں نفیس ست و غبار اگر بر فلک رود ہماں خسیس استعداد بے تربیت دریغ ست و تربیت نامستعد ضائع خاکستر نسبتے عالی دارد کہ آتش جوہرِ علویست ولیکن چوں بنفسِ خود ہنرے ندارد با خاک برابرست و قیمت شکر نہ از نے ست کہ آں خود خاصیتِ ویست

مثنوی

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود | پیمبر زادگی قدرش نیفزود
ہنر بنمای گر داری نہ گوہر | گل از خارست ابراہیم از آزر

حکمت مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید دانا چوں طبلۂ عطارست خاموش و ہنر نمای و ناداں چوں طبلِ غازی بلند آواز و میاں تہی۔

قطعہ

عالم اندر میانہ جہال | مثلے گفتہ اند صدیقان
شاہدے در میانِ کوراں ست | مصحفے در کنشتِ زندیقاں

پند دوستے را کہ بعمرے فرا چنگ آرند نشاید کہ بیکدم بیازارند

نفیس: عمدہ۔ خسیس: فرومایہ، بے قیمت، بے وقعت۔ استعداد: صلاحیت۔ دریغ است: قابلِ افسوس ہے۔ نامستعد: بے صلاحیت والا، نااہل۔ ضائع: برباد۔ خاکستر: راکھ۔ عالی: بلند۔ جوہرِ علوی: بلندی والا جوہر۔ کرۂ نار: کرۂ آب و باد بلکہ ہر کرہ سے اونچا کرہ ہے جس کی نسبت قدما کا خیال ہے کہ وہاں خالص آگ رہتی ہے۔ نے: گنا۔ کہ: بلکہ۔ خاصیت: خوبی۔ کنعان: حضرت نوح علیہ السلام کے ایک لڑکے نام جو کشتی میں سوار نہ ہوا اور طوفانِ نوح میں غرقاب ہوگیا۔ بے ہنر بود: یعنی خود اس کی طبیعت میں جوہرِ ایمان نہ تھا۔ نہ گوہر: یعنی اصل و خاندان بتانے کی ضرورت نہیں۔ ابراہیم از آزر: بعض کا قول ہے آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا مگر صحیح تر یہ ہے کہ وہ چچا تھا مجازاً باپ کہا گیا ہے۔ ان کے والد کا نام تارخ ہے۔ مشک: کستوری، ایک خوشبو دار مادہ۔ عطار: عطر فروش۔ طبلہ: ڈبا، صندوقچی۔ میاں: بیچ۔ مثلے: ایک کہاوت۔ صدیقاں: سچے لوگ۔

شاہد: معشوق۔ کوراں: کور کی جمع اندھا، اس مصرعہ میں عالم کو معشوق سے اور جاہلوں کو اندھوں سے تشبیہ دی ہے۔ مصحف: قرآنِ عزیز۔

لعل پارہ: لعل کا ٹکڑا، ترکیب مقلوبی ہے۔ نفس: سانس۔ زنِ گربُز: مکار عورت۔ خرّمی: خوشی۔ برسرائے بند …الخ: اس گھر پر خوشی کا دروازہ بند سمجھو جہاں سے عورت کی اونچی آواز باہر آتی ہو یعنی بیوی بد مزاج، ناشکری ہو۔ رائی: تدبیر۔ مکر: دھوکہ فریب۔ فسوں: جادو منتر۔ رائے بے قوت سے مراد یہ ہے کہ اگر طاقت نہ ہو تو رائے کا نفاذ دشوار ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی انکار کرے تو طاقت کے زور سے نافذ کردیں گے۔ مگر طاقت ہو اور سوجھ بوجھ نہ ہو تو وہ طاقت بے کار محض ہے۔ تمیز: شعور، سلیقہ۔ سلاح: ہتھیار۔ کہ ملک ودولت …الخ: یعنی نادان کے پاس ملک ودولت مندی کا ہو جانا خدا کی نافرمانی کا سبب بن جاتی ہے۔ بنهد: یعنی بخل کرے۔ بہ از عابدے کہ …الخ: یعنی سخی جوانمرد بخیل عابد سے بہتر ہے۔ ترکِ شہوت: خواہشاتِ نفسانی کو چھوڑ دینا۔ از بہرِ قبولِ حق: لوگوں میں مقبول بننے کے لیے۔ از شہوتِ حلال …الخ: یعنی جائز اور مباح شہوتوں کو تو چھوڑ دیا مگر دکھاوے اور ریاکاری کی حرام شہوت میں مبتلا ہوگیا۔ آئینۂ تاریک: یعنی آئینۂ دل جو ریا اور نمود کی وجہ سے تاریک ہوگیا ہے اس میں خدا کا جلوہ کیا دیکھ سکے گا۔ سیل: یعنی سیلاب۔ سنگِ خوردہ: پتھروں کے

بیت

سنگے بچند سال شود لعل پارۂ | زنہار تا بیک نفسش نشکنی بسنگ

حکمت عقل در دستِ نفس چناں گرفتارست کہ مردِ عاجز در دستِ زنِ گربز

شعر

درِ خرّمی بر سرائے ببند | کہ بانگِ زن از وے برآید بلند

پند رای بیقوت مکر وفسون ست وقوت بے رایِ جہل وجنون

شعر

تمیز باید وتدبیر وعقل وانگہ ملک | کہ ملک ودولتِ ناداں سلاحِ جنگِ خداست

حکمت جوانمرد کہ بخورد وبدہد بہ از عابدے کہ بیرد وبنہد

پند ہر کہ ترکِ شہوت از بہرِ قبولِ خلق دادہ است از شہوتِ حلال در شہوتِ حرام افتادہ است

شعر

عابد کہ نہ از بہرِ خدا گوشہ نشیند | بیچارہ در آئینۂ تاریک چہ بیند

حکمت اندک اندک خیلے شود وقطرہ قطرہ سیلے گردد یعنی آنکہ قوت ندارد سنگِ خردہ نگاہ میدارد تا وقت فرصت دمار از دماغِ خصم برآرد

شعر

قطرٌ علیٰ قطرٍ اذا اتّفقت نہرًا ۔ و نہرٌ الیٰ نہرٍ اذا اجتمعت بحرٌ

شعر

اندک اندک بہم شود بسیار ۔ دانہ دانہ ست غلہ در انبار

حکمت عالم را نشاید کہ سفاہت از عامی بحلم درگذارد کہ ہر دو طرف را زیاں دارد ہیبت ایں کم شود و جہلِ آں مستحکم

شعر

چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی ۔ افزوں گردد ش کبر و گردن کشی

حکمت معصیت از ہر کہ صادر شود ناپسند ست و از علما ناخوب تر کہ علم سلاحِ جنگِ شیطان ست و خداوندِ سلاح را چوں باسیری برند شرمساری بیش برد

مثنوی

عامی ناداں پریشاں روزگار ۔ بہ ز دانشمندِ ناپرہیزگار
کاں بنابینائی ازراہ اوفتاد ۔ ویں دو چشمش بود و در چاہ اوفتاد

حکمت جان در حمایتِ یکدم ست و دنیا وجودے میانِ دو عدم

قطرٌ علیٰ قطرٍ ...الخ: قطرے پہ قطرہ جب اکٹھا ہو جاتا ہے تو نہر بن جاتی ہے اور نہر نہر سے جب مل جاتی ہے تو دریا بن جاتا ہے۔ بہم شود بسیار: مل کر بہت ہو جاتا ہے۔ انبار: ڈھیر۔ نشاید: نہیں چاہیے، مناسب نہیں۔ سفاہت: بیوقوفی۔ عامی: عام شخص جاہل۔ بحلم درگذارد: بردباری کے سبب درگذر (معاف) کرتا رہے۔ ہر دو طرف: یعنی عالم کے لیے بھی اور عامی کے لیے بھی۔ زیاں: نقصان۔ ہیبت: رعب و دبدبہ، خوف۔ ایں: یعنی عالم۔ جہلِ آں مستحکم: یعنی اس عامی کی نادانی پختہ ہو جائے گی کہ وہ کہے گا کہ ہم نے فلاں عالم کے سامنے یہ کام کیا اور انھوں نے ہمیں کچھ نہ ٹوکا۔ سفلہ: کمینہ۔ لطف: مہربانی، نرمی۔ کبر: تکبر۔ گردن کشی: سرکشی، نافرمانی۔ معصیت: گناہ۔ صادر شود: سرزد ہو۔ سلاح: ہتھیار۔ خداوند سلاح: مسلح، ہتھیار بند۔ باسیری برند: قیدی بنا کر (سپاہی) لے جاتے ہیں۔ دانشمند: عالم۔ کاں: کہ آں یعنی نادان، جاہل۔ ازراہ افتادن: بھٹک جانا۔ ویں دو چشمش بود ...الخ: اور یہ انکھیارا ہوتے ہوئے کنوئیں میں گر پڑا۔ جان: یعنی زندگی۔ حمایت: مدد، سہارا، نگہبانی۔ یکدم: ایک سانس۔ دنیا وجودے میانِ دو عدم: دنیا دو عدم کے درمیان ایک وجود کا نام ہے۔ یعنی اس کے پہلے بھی عدم تھا اور بعد کو بھی عدم ہوگا۔

دین بدنیا فروشاں خرانند یوسف را فروشند تا چہ خرند آیت

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ

بیت

بقولِ دشمن پیمانِ دوست بشکستی | ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

حکمت شیطان با مخلصاں بر نیاید و سلطان با مفلساں

مثنوی

وامش مدہ آنکہ بے نماز است | گرچہ دہنش ز فاقہ باز است
کو فرضِ خدا نمے گزارد | از قرضِ تو نیز غم ندارد

فرد

امروز دو مردہ پیش گیرد مرکن | فردا گوید ترب ازینجا برکن

حکمت ہر کہ بزندگی نانش نخورند چوں بمیرد نامش نبرند لذّت انگور بیوہ داند نہ خداوندِ میوہ یوسف صدیق علیہ السلام در خشک سال سیر نخوردے تا گرسنگاں را فراموش نکند

مثنوی

آنکہ در راحت و تنعم زیست | او چہ داند کہ حالِ گرسنہ چیست

دین بدنیا فروشاں: دین کو دنیا کے بدلہ میں بیچنے والے۔ خرانند: گدھے ہیں۔ یعنی دینداری ترک کر کے دنیا داری میں پھنسنے والے احمق ہیں۔ یوسف: بنی اسرائیل کے ایک جلیل القدر نبی جنھیں بچپن میں ان کے بھائیوں نے چند کھوٹے سکوں کے عوض بیچ دیا تھا۔ تا چہ خرند: تا کہ ادنی چیز خریدیں۔ یہاں "چہ" تحقیر کے معنی میں استعمال ہے۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ ...الخ: اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے یہ پیمان نہ لیا تھا کہ تم شیطان کو نہ پوجو گے۔ بقولِ دشمن: یعنی شیطان۔ پیمانِ دوست: یعنی اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد۔ مخلصاں: اخلاص والے یعنی خالص خدا کے لیے عبادت کرنے والے۔ بر نیاید: غالب نہیں آتا ہے، کامیاب نہیں ہوتا ہے۔ وام: قرض۔ باز است: کھلا ہوا ہے۔ غم ندارد: یعنی فکر نہ رکھے گا۔ امروز: یعنی قرض مانگنے کے دن۔ مرکن: لگن، تغار۔ دو مردہ: ہائے نسبت ہے یعنی دو مرد کے کھانے کی مقدار۔ دو مردہ پیش گیرد مرکن: یعنی دو آدمیوں کے کھانے کی مقدار لگن بھر کر سامنے رکھے گا اور قرض لے کر خوب مزے اڑائے گا۔ مگر کل قرض کا تقاضہ کرنے پر ترش کلامی کرے گا۔ ترب ازینجا برکن: یعنی وہ کہے گا: یہاں سے پشم اکھاڑ لو، یعنی کچھ نہ دے گا۔ (ترب کا لغوی معنی مولی ہے۔) نانش نخورند: یعنی بخیل ہو، غیر نفع بخش ہو۔ بیوہ داند ...الخ: یعنی مفلسی میں مشقت سے حاصل شدہ چیز کی بڑی قدر ہوا کرتی ہے۔ یوسف

حالِ درماندگاں کسے داند | کہ باحوالِ خویش درماند

قطعہ

اے کہ بر مرکبِ تازندہ سواری ہشدار | کہ خرِ خارکش سوختہ در آب و گل ست
آتش از خانۂ ہمسایۂ درویش مخواہ | کانچہ از روزنِ او میگذرد دودِ دل ست

پند درویشِ ضعیف حال را در خشکیِ تنگسال مپرس کہ چونی اِلّا بشرطِ آنکہ مرہمے بر ریشش نہی و معلومے پیش

قطعہ

خرے کہ بینی و بارے بگِل در افتادہ | بدل برو شفقت کن ولے مرو بسرش
کنونکہ رفتی و پرسیدیش کہ چوں افتاد | میاں ببند و چو مرداں بگیر دُمِ خرش

حکمت دو چیز محالِ عقل ست خوردن بیش از رزقِ مقسوم و مردن پیش از وقتِ معلوم

قطعہ

قضا دگر نشود در ہزار نالہ و آہ | بشکر یا بشکایت بر آید از دہنے
فرشتہ کہ وکیل ست بر خزائنِ باد | چہ غم کند کہ بمیرد چراغِ پیرزنے

پند اے طالبِ روزی بنشیں کہ بخوری و اے مطلوبِ اجل مرو کہ

درماندگاں: واحد درماندہ: مجبور، عاجز۔ تازندہ: دوڑنے والا، تاختن یا تازیدن سے اسم فاعل۔ ہشدار: ہوش دار۔ خارکش: یا تو مضاف الیہ ہے یا خر کی صفت، بتقدیر مضاف الیہ لکڑہارا۔ درآب وگل ست: یعنی کیچڑ میں پھنسا ہے۔ ہمسایہ: پڑوسی۔ آتش مخواہ: آگ مت مانگو، پہلے پڑوس سے آگ مانگنے کا رواج تھا اب ماچس لائٹر کی ایجاد نے بے نیاز کردیا۔ روزن: سوراخ۔ دودِ دل: دل کا دھواں یعنی آہ۔ ضعیف حال: بدحال۔ چونی: چوں ہستی، تو کیسا ہے؟ کیسے گزر بسر ہورہی ہے؟ معلومے پیش: یعنی روپے پیسے سے مدد کی جائے۔ بار: بوجھ۔ بگل درافتادہ: دونوں کو کیچڑ میں گراہوا تو دیکھے۔ پرسیدیش: ش ضمیر مفعولی ہے۔ میاں ببند ...الخ: کمر کس لو اور جواں مردوں کی طرح اس کے گدھے کی دم پکڑ کر کھینچ نکالو۔ ذنب: دم۔ وقت معلوم: موت کا معین وقت۔ قضا دگر نہ شود: یعنی قضائے مبرم تبدیل نہیں ہوسکتی جس سے مراد ارادۂ الٰہیہ ہے برخلاف قضائے معلق کے کہ وہ دعا وغیرہ سے ٹل سکتی ہے۔ یعنی موت ٹل نہیں سکتی۔ برآید از دہنے: کہتے ہیں کہ جان منہ کے راستے باہر آتی ہے۔ وکیل است: مقرر ہے (حضرت میکائیل علیہ السلام)۔ چراغ مردن: چراغ بجھ جانا۔ بنشیں: یعنی پریشان و مضطرب نہ ہو۔ بخوری: یعنی اپنا رزق مقسوم۔ مطلوب اجل: جس کے مرنے کا وقت آچکا ہو

جان نبری

قطعہ

جہدِ رزق ار کنی و گر نکنی | برساند خدائے عزّ و جل
ور روی در دہانِ شیر و پلنگ | نخورد مگر بروزِ اجل

حکمت توانگرِ فاسق کلوخِ زراندود ست و درویشِ صالح شاہدِ خاک آلود این دلقِ موسیٰ ست مرقّع و آں ریشِ فرعون مرصّع ولیکن شدّتِ نیکاں روی در فرج دارد و دولتِ بداں سر در نشیب

قطعہ

ہر کرا جاہ و دولت ست بداں | خاطرِ خستہ در نخواہد یافت
خبرش دہ کہ ہیچ دولت و جاہ | بسرائے دگر نخواہد یافت

حکمت حسود از نعمتِ حق بخیل ست کہ بندۂ بیگناہ را دشمن میدارد

قطعہ

مردکے خشک مغز را دیدم | رفتہ در پوستینِ صاحبِ جاہ
گفتم اے خواجہ گر تو بدبختی | مردمِ نیک بخت را چہ گناہ

قطعہ

الا تا نخواہی بلا بر حسود | کہ آں بخت برگشتہ خود در بلاست

جہد رزق: رزق کی کوشش۔ اَجل: موت۔ فاسق: نافرمان، بدکار۔ کلوخ: ڈھیلا۔ زراندود: سونے کا ملمع کیا ہوا۔ صالح: نیک، نیکوکار۔ شاہد خاک آلود: معشوق جو گرد میں اٹا ہوا۔ مُرَقّع: پیوند لگی ہوئی۔ ریش فرعون: فرعون کی داڑھی۔ مرصّع: موتیوں سے آراستہ، جڑاؤ، کہتے ہیں کہ فرعون اپنی داڑھی میں سچے موتیاں پروئے رہتا۔ مگر عنداللہ اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ روی: رخ، چہرہ۔ فرج: کشادگی، آسودگی۔ درفرج دارد۔ یعنی ان کی سختیاں اپنا رخ کشادگی کی جانب رکھتی ہیں۔ دولت بداں: بروں کی دولت۔ سر در نشیب: یعنی وہ اپنا سر نشیب کی جانب رکھتی ہے۔ یعنی ہلاک کی جانب۔ بداں: باآں۔ خاطر خستہ: دل شکستہ۔ خاطر دریافتن: دلجوئی کرنا۔ سرائے دِگر: یعنی دارِ آخرت۔ حَسُود: حسد کرنے والا، کینہ پرور۔ بندۂ بیگناہ: یعنی محسود شخص۔ مردَک: حقیر شخص۔ خشک مغز: پاگل، کوڑھ مغز۔ رفتہ در پوستین ...

چہ حاجت کہ باوے کنی دشمنی | کہ وے را چناں دشمن اندر قفاست

حکمت تلمیذِ بے ارادت عاشقِ بے زر ست و رونده بے معرفت مرغِ بے پر و عالمِ بے عمل درختِ بے بر و زاہدِ بے علم خانہ بے در مراد از نزولِ قرآن تحصیلِ سیرتِ خوب ست نہ ترتیلِ سورتِ مکتوب عامیِ متعبد پیادہ رفتہ ست و عالمِ متہاون سوار خفتہ عاصی کہ دست بردارد بہ از عابد کہ در سر دارد

بیت

سرہنگِ لطیف خوی دلدار | بہتر ز فقیہِ مردم آزار

قول یکے را گفتند عالمِ بے عمل بچہ ماند گفت بزنبورِ بے عسل

بیت

زنبورِ درشت بے مروت را گوی | بارے چو عسل نمیدہی نیش مزن

قول مرد بے مروت زن ست و عابد با طمع راہزن

قطعہ

اے بناموس جامہ کردہ سپید | بہر پندارِ خلق و نامہ سیاہ

دست کوتاہ باید از دنیا | آستیں چہ دراز و چہ کوتاہ

اندر قفا: گدی میں، یعنی خود اس کا حسد اس کا دشمن ہے۔ تلمیذ: شاگرد۔ ارادت: عقیدت، احترام۔ عاشقِ بے زر: ناکام عاشق۔ رونده: سالک۔ بے معرفت: راہ ناشناس، راہ نا آشنا۔ مرغِ بے پر: بے پر کا پرند۔ بَر: پھل۔ خانۂ بے در: بے کواڑوں کا گھر جس میں چور بآسانی گھس جائیں۔ مراد از نزولِ قرآن: قرآن اترنے کا مقصود۔ ترتیل: ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ متعبد: عبادت گزار۔ متہاون: سستی کرنے والا۔ عاصی: گنہگار۔ دست بردارد: یعنی دعا وتوبہ کے لیے۔ در سر دارد: یعنی غرور و گھمنڈ۔ لطیف خو: نرم عادت، سرہنگ کی صفت ہے۔ فقیہ: عالم۔ مردم آزار: لوگوں کو ستانے والا۔ بچہ ماند: کس کے مانند ہوتا ہے۔ زنبور: مکھی۔ عسل: شہد۔ نیش: ڈنک۔ زن است: یعنی مروت مردانگی کا لازم ہے۔ راہزن: ڈاکو۔ اے بناموس ...الخ: اے شخص جس نے عزت و آبرو کے لیے کپڑے کو سفید کر رکھا ہے تاکہ مخلوق اچھا گمان کرے اور حال یہ ہے کہ نامۂ اعمال سیاہ ہے یعنی اے بگلا بھگت! سن لے دنیا سے ہاتھ کوتاہ رہنا چاہیے۔ آستین چاہے دراز، چاہے کوتاہ ہو کوئی

حسرت: ٹوٹے کا افسوس۔ تغابن: افسوس۔ از گل برنیاید: یعنی نقصان کے دلدل سے نہیں نکلتا۔ تاجر کشتی شکستہ: جس تاجر کی سامانِ تجارت سے لدی ہوئی کشتی (جہاز) سمندر میں کہیں ٹکرا کر ٹوٹ گئی اور مال غرقاب ہوگیا۔ وارث: ایسا شخص جس نے وراثت میں مالِ کثیر پایا ہو۔ قلندراں: آزاد منش، اوباش، بے فکرے۔ باقلندراں نشستہ: یعنی ایسا وارثِ مال جس نے قلندروں کی صحبت اختیار کی اور انھوں نے اس کا سارا مال اڑا ڈالا۔ بود خونت مباح: تیرا خون بہانا جائز ہوگا۔ یعنی تیرا خون بہا ڈالیں گے۔ مالت سبیل: اگر تیرا مال درویشوں کے لیے وقف نہ ہو۔ ازرق پیرہن: نیلے لباس والا یعنی قلندر۔ خان ومان: خان+ مان، خانہ کا مخفف اور مان سامان کا مخفف، یعنی گھر اور اسباب۔ انگشت نیل کشیدن: ترک کرنا، چھوڑ دینا۔ پیلبان: مہاوت، فیلبان۔ بنا کن: تعمیر کر۔ خانہ درخورِ پیل: ہاتھی کے لائق گھر تاکہ وہ دوست تمہارے گھر اپنا ہاتھی لا سکے۔ خلعت: شاہی جوڑا۔ جامۂ خلقان خود: اپنا پرانا کپڑا۔ خوان: طباق، دسترخوان۔ بزرگاں: بڑے لوگ، مالدار لوگ۔ خردہ: یعنی روٹی کے ٹکڑے۔ انبان: دباغت دیا ہوا چمڑا، نری، یہاں زنبیل مراد ہے جو اسی چمڑے سے بنائی جاتی ہے۔ (ص...دیکھیں)۔

حکمت دو کس را حسرت از دل نرود و پائے تغابن از گل بر نیاید تاجرِ کشتی شکستہ و وارث با قلندراں نشستہ

قطعہ

پیشِ درویشاں بود خونت مباح | اگر نباشد در میاں مالت سبیل
یا مرو با یارِ ازرق پیرہن | یا بکش بر خان و ماں انگشتِ نیل
یا مکن با پیلباناں دوستی | یا بنا کن خانہ درخورِ پیل

حکمت خلعتِ سلطاں اگرچہ عزیز ست جامۂ خُلقانِ خود ازاں بعزت تر و خوانِ بزرگاں اگرچہ لذیذ خردہ انبانِ خویش ازاں بلذّت تر

بیت

سرکہ از دسترنجِ خویش و ترہ | بہتر از نانِ دہ خدائے و برہ

حکمت خلافِ راہِ صواب ست و عکسِ رائے اُولوا الالباب دارو بگماں خوردن و راہ نادیدہ بے کارواں رفتن امامِ مرشد محمد غزالی را رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ چگونہ رسیدی بدیں منزلت در علوم گفت بدانکہ ہرچہ ندانستم از پرسیدنِ آں ننگ ندانستم

قطعہ امیدِ عافیت آنگہ بود موافقِ عقل | کہ نبض را بہ طبیعت شناس بنمائی

خردہ انبانِ خویش: اپنی جھولی کا (بچ رہا) ٹکڑا۔ رنج خویش: اپنی محنت۔ ترہ: ترکاری۔ دہ خدا: یعنی زمیندار، پردھان۔ برہ: بکری کا بچہ۔ الباب: لُب کی جمع، عقل۔ اولوا الالباب: عقلمند لوگ، اربابِ عقل و دانش۔ دارو: دوا۔ بگمان خوردن: یعنی صحت بخش ہونے کے محض گمان پر کھا پی لینا۔ امام محمد غزالی: علم ظاہر و باطن کے جامع بلند پایہ جلیل القدر صوفی بزرگ امام ہیں اکابرِ اہلِ سنت سے ہیں۔ حجۃ الاسلام لقب ہے۔ احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، جواہر القرآن، تفسیر یاقوت التاویل مشکوٰۃ الانوار وغیرہ بہت سی نافع خلائق کتابیں تصنیف فرمائیں۔ مضافات طوس [illegible] لیے غزالی کہلاتے ہیں۔ ان کی ولادت ۴۵۰ھ اور وفات ۵۰۵ھ میں ہے۔ عافیت: صحت،

بپرس ہر چہ ندانی کہ ذلِ پرسیدن | دلیلِ راہِ تو باشد بعزِّ دانائی

حکمت ہر چہ دانی کہ ہر آئینہ معلوم تو خواہد شد بپرسیدنِ آں تعجیل مکن کہ ہیبتِ سلطنت را زیاں دارد

قطعہ

چو لقماں دید کاندر دستِ داؤد | ہمیں آہن بمعجز موم گردد
نپرسیدش چہ میسازی کہ دانست | کہ بے پرسیدنش معلوم گردد

قول ہر کہ با بداں نشیند اگر چہ طبیعتِ ایشاں نگیرد لیکن بطریقِ ایشاں متہم گردد چنانکہ اگر شخصے بخرابات رود بنماز کردن منسوب گردد بخمر خوردن

مثنوی

رقم بر خود بنادانی کشیدی | کہ ناداں را بصحبت برگزیدی
طلب کردم زدانایاں یکے پند | مرا گفتند بانا داں مپیوند
کہ گر دانائے دہری خر بباشی | وگر نادانی ابلہ تر بباشی

حکمت حلمِ شتر چنانکہ معلوم ست اگر طفلے مہارش گیرد و صد فرسنگ بَرد گردن از متابعتش نپیچد اما اگر درّۂ ہولناک پیش آید کہ موجبِ ہلاک باشد و طفل آنجا بنادانی خواہد رفتن زمام از

ذلِ پرسیدن: پوچھنے کی ذلت۔ ہر آئینہ: یقیناً، بہر حال۔ تعجیل: جلد بازی۔ ہیبت: دبدبہ، سطوت۔ زیاں: نقصان۔ لقمان: ایک زبردست حکیم ہیں داؤد علیہ السلام کی صحبت پائی، بعض کا قول ہے آپ نبی تھے۔ داؤد: حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد ہیں۔ آپ نبی تھے۔ ان پر زبور نازل ہوئی۔ آپ کا مشہور معجزہ ہے کہ لوہا آپ کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا۔ آپ زرہ بناتے جو جنگ میں کام آتی یہی آپ کا کسب و فخر تھا۔ خرابات: شراب خانہ، جواخانہ۔ خمر خوردن: شراب پینا۔ رقم کشیدن: لکیر کھینچنا، علامت قائم کرنا۔ دانایاں: دانا کی جمع۔ خر باشی: گدھا تو (بیوقوف) ہو جائے گا۔ ابلہ تر: بہت بڑا بیوقوف۔ حلم: بردباری، برداشت، تحمل۔ مہار: نکیل۔ فرسنگ: تین میل کی مقدار، ڈیڑھ کوس، 4.8 کلومیٹر۔ متابعت: پیروی، پیچھے پیچھے چلنا۔ درّہ: کھائی، دو پہاڑوں کے بیچ راستہ۔ ہولناک: خوفناک۔ موجب: سبب۔ خواہد رفتن: لے جانا چاہے۔ زمام: لگام، نکیل۔

کفش در گِلاند و دیگر مطاوعت نکند کہ ہنگامِ درشتی ملاطفت مذموم ست و گویند دشمن بملاطفت دوست نگردد بلکہ طمعِ دشمنی زیادت کند

قطعہ

کسے کہ لطف کند با تو خاکِ پایش باش | وگر خلاف کند در دو چشمش آگن خاک

سخن بلطف و کرم با درشت خوی مگو | کہ زنگ خوردہ نگردد مگر بسوہاں پاک

حکمت ہر کہ در پیشِ سخنِ دیگراں افتد تا مایہ فضلش بدانند پایہ جہلش شناسند

قطعہ

ندہد مردِ ہوشمند جواب | مگر آنگہ کزو سوال کنند

گرچہ برحق بود فراخ سخن | حملِ دعویش بر محال کنند

حکمت ریشے درونِ جامہ داشتم و شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز پرسیدے کہ چون ست و نپرسیدے کہ کجاست دانستم کہ از آں احتراز میکند کہ ذکرِ ہمہ عضوے روا نباشد و خردمنداں گفتہ اند

قطعہ

ہر کہ سخن نسنجد از جوابش برنجد

تا نیک ندانی کہ سخن عینِ صواب ست | باید کہ بگفتن دہن از ہم نکشائی

کف: ہتھیلی، ہاتھ۔ مطاوعت: فرمانبرداری۔ ہنگامِ درشتی: سختی کے وقت۔ ملاطفت: نرمی۔ مذموم: بری۔ طمع: لالچ۔ خاکِ پا: پیر کی دھول یعنی فرمانبردار۔ آگن خاک: دھول جھونک دے۔ لطف: مہربانی۔ درشت خو: تند مزاج، بد مزاج۔ سوہان: ریتی۔ در پیشِ سخنِ دیگراں افتد: دوسروں کی بات میں ٹپک پڑے۔ مایہ: پونجی۔ فضل: بزرگی۔ پایہ: مرتبہ، درجہ۔ فراخ سخن: لمبی چوڑی بات کرنے والا، باتونی۔ حملِ دعویش ...الخ: اس کے دعوی کو محال پر محمول کریں گے یعنی ناممکن جانیں گے۔ ریش: بیپائے مجہول، زخم۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ: یعنی شیخ شہاب الدین سہروردی جو شیخ سعدی کے پیر تھے۔ احتراز: پرہیز۔ سخن نسنجد: بات سمجھ بوجھ کر نہیں کرتا۔ از جواب برنجد: اس کو جواب سے دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ یا جواب سے دوسروں کو رنجیدہ کرتا ہے۔ تا نیک ندانی ...الخ: جب تک تو اچھی طرح نہ سمجھ لے کہ بات بالکل درست ہے اس وقت تک تمہیں کہنے کے لیے منہ کھولنا نہیں چاہیے۔

در بند: قید خانہ میں۔ بمانی: تو پڑا رہے۔ دروغت: تیرا جھوٹ۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ تاء ضمیر رہائی فعل کی ضمیر مفعولی ہو۔ یعنی جھوٹ تجھے رہائی دے۔

گر راست سخن گوئی و در بند بمانی | بہ زانکہ دروغت دہد از بند رہائی

حکمت دروغ گفتن بضربت لازم بماند کہ اگر نیز جراحت درست شود نشاں بماند نہ بینی کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام بدروغے کہ موسوم شدند بر راست گفتنِ ایشاں اعتماد نہ ماند قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا

قطعہ

یکے را کہ عادت بود راستی | خطائے رود در گذارند ازو
وگر نامور شد بنا راستی | دگر راست باور ندارند ازو

حکمت اجلِّ کائنات از روئے ظاہر آدمی ست و اذلِّ موجودات سگ و باتفاقِ خردمنداں سگِ حق شناس بہ از آدمی ناسپاس۔

قطعہ

سگے را لقمہ ہرگز فراموش | نگردد گر زنی صد نوبتش سنگ
وگر عمرے نوازی سفلہ را | بکمتر چیزے آید با تو در جنگ

حکمت از نفس پرور ہنر پروری نیاید و بے ہنر سروری را نشاید

مثنوی

مکن رحم بر مردِ بسیار خوار | کہ بسیار خوار ست بسیار خوار

دروغ گفتن: جھوٹ بولنا۔ بضربت لازم بماند: اثمت کاری چوٹ سے مشابہت رکھتا ہے۔ جراحت: زخم۔ نشان بماند: نشان باقی رہ جاتا ہے۔ بدروغے کہ موسوم شدند: ایک جھوٹ سے کہ موسوم ہوگئے۔ (حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انھیں کنویں میں ڈال دیا اور ان کا کرتہ بھیڑیے کے خون میں لت پت کر کے گھر لائے اور اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے یہ کہہ دیا کہ انھیں بھیڑیا کھا گیا اور انھیں کرتہ دکھایا۔ یہ ایک جھوٹ تھا جو انھوں نے کہا۔ بر راست گفتنِ ایشاں ...الخ: ان (بھائیوں) کے سچ کہنے پر اعتماد نہ رہا۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب عزیزِ مصر ہوئے اور قحط پڑا۔ آپ نے شاہی خزانے سے لوگوں میں غلہ تقسیم کرانا شروع کیا۔ برادرانِ یوسف بھی غلہ لینے پہونچے مگر بنیامین شاہی پیمانہ کی گم شدگی کے عوض بہ تدبیر حسن روک لیے گئے باقی بھائیوں نے گھر جا کر اپنے والد کو یہ خبر دی کہ بنیامین چوری کے الزام میں روک لیے گئے (یہ سچ تھا مگر ان پر اعتماد نہ کیا گیا) قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ ...الخ: فرمایا بلکہ تم نے اپنے لیے ایک قصہ گڑھ لیا ہے۔ یعنی حضرت یوسف کو بھیڑیے کے کھانے کے قصے کی طرح یہ بھی تمہارا من گھڑت ہے۔ نامور: مشہور۔ ناراستی: جھوٹ۔ اجلّ: بزرگ تر۔ اذلّ: ذلیل تر۔ ناسپاس: ناشکرا۔ صد نوبت: سو بار۔ عمرے: ایک

چو گاؤ ار ہمی بایدت فربہی | چو خر تن بجورِ کساں در دہی

حکمت در انجیل آمدہ است کہ اے فرزندِ آدم اگر توانگری دہمت مشتغل شوی بمال از من واگر درویش کنمت تنگدل نشینی پس حلاوتِ ذکرِ من کجا دریابی و بعبادتِ من کے شتابی

قطعہ

گہ اندر نعمتے مغرور و غافل | گہ اندر تنگدستی خستہ و ریش
چو در سرّا و ضرّا حالت اینست | ندانم کے بحق پردازی از خویش

حکمت ارادتِ بیچون یکے را از تختِ شاہی فرود آرد و یکے را در شکمِ ماہی نکو دارد

بیت

وقت خوش آں را کہ بود ذکرِ تو مونس | ور خود بود اندر شکمِ حوت چو یونس

حکمت اگر تیغِ قہر برکشد نبی و ولی سر درکشد و اگر غمزۂ لطف بجنباند بداں را بہ نیکاں دررساند

قطعہ

گر بہ محشر خطابِ قہر کند | انبیا را چہ جائے معذرت است
پردہ از روئے لطف گو بردار | کاشقیا را امیدِ مغفرت است

چو گاؤ: گائے کی طرح۔ فربہی: موٹاپا۔ در دہی: حوالے کر دو۔ انجیل: وہ آسمانی کتاب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ دہمت: یعنی دہم ترا، تجھ کو مالداری دوں۔ مشتغل: مشغول۔ از من: مجھے چھوڑ کر۔ کنمت: کنم ترا۔ حلاوت: شیرینی۔ سرّا: خوشحالی۔ ضرّا: بدحالی۔ پرداختن: مشغول ہونا۔ از خویش: خود کو چھوڑ کر۔ ارادت: ارادہ، مشیت۔ بیچون: بے مثل و بے مثال یعنی اللہ تعالیٰ۔ فرود آرد: نیچے لاتا ہے، اتار دیتا ہے۔ ماہی: مچھلی۔ نکو دارد: بہتر رکھتا ہے۔ جیسے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں درست رکھا۔ مونس: غم خوار، انس پیدا کرنے والا۔ حوت: مچھلی۔ تیغ قہر: غضب وجلال کی تلوار۔ درکشد: سونت لے یعنی اپنی صفت قہاری کا اظہار کرے۔ سر درکشد: سر جھکا دیں، سرنگوں ہو جائیں۔ غمزۂ لطف بجنباند: مہربانی کا اشارہ کرے۔ بداں را بہ نیکاں دررساند: بروں کو نیکوں کے مرتبے تک پہونچا دے یعنی جنت عطا کر دے۔ محشر: لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ۔ میدانِ قیامت۔ خطاب: گفتگو، حکم۔ جائے معذرت: عذر خواہی کا مقام۔ یعنی انبیا بھی عذر خواہی کی ہمت نہ کریں۔ یہ تو سید الانبیا ہیں جو سجدہ ریز ہو کر رب کو راضی کریں گے۔ اور شفاعت کا دروازہ [illegible]۔ بخشش: گناہوں کی معافی۔

حکمت ہر کہ بتادیبِ دنیا راہِ صواب بر نگیرد بتعذیبِ عقبیٰ گرفتار آید وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ

فرد

پندست خطابِ مہتراں آنگہ بند | چوں پند دہند نشنوی بند نہند

پند نیکبختاں بحکایت و امثالِ پیشینیگان پند گیرند ازاں پیش کہ پسینیاں بواقعۂ او مثل زنند و دزداں دست کوتاہ نکنند تا دستِ شاں کوتاہ نکنند

قطعہ

نرود مرغ سوئے دانہ فراز | چوں دگر مرغ بیند اندر بند

پند گیر از مصائبِ دگراں | تا نگیرند دیگراں بتو پند

حکمت آں را کہ گوشِ ارادت گراں آفریدہ اند چوں کند کہ بشنود و آں را کہ کمندِ سعادت می برد چہ کند کہ نرود

قطعہ

شبِ تاریک دوستانِ خدای | می بتابد چو روزِ رخشندہ

ویں سعادت بزورِ بازو نیست | تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بہ تادیب دنیا: دنیا کی تنبیہ اور ادب سکھانے سے۔ راہِ صواب: درست راہ۔ تعذیب: عذاب دیا جانا، عذاب۔ عقبیٰ: آخرت۔ ولنذیقنّھم...الخ: اور ضرور ہم انھیں معمولی (دنیا کا) عذاب چکھائیں گے۔ بڑے (آخرت کے) عذاب کے علاوہ۔ مہتر: سردار، بزرگ۔ بند نہند: قید کر دیتے ہیں۔ یعنی بڑے لوگ مجرموں اور خطا کاروں کو پہلے پند و نصیحت کرتے ہیں پھر اگر نصیحت پر عمل نہ کریں تو قید و بند میں ڈال دیتے ہیں۔ حکایت و امثال: واقعات اور کہاوتیں۔ پیشینگاں: اگلے زمانے کے لوگ، گزرے ہوئے۔ پسینیاں: پچھلے زمانے کے لوگ، بعد کو آنے والے۔ مثل زنند: کہاوت بنائیں، مثال کے طور پر بیان کریں۔ دست کوتاہ نہ کنند: یعنی باز نہ آئیں گے۔ تا دست شاں کوتاہ نہ کنند: جب تک ان کا ہاتھ (چھ انچ) چھوٹا نہ کر دیں یعنی ہاتھ گٹوں سے کاٹ نہ دیں۔ فراز: قریب۔ اندر بند: قید میں۔ مصائب: مصیبت کی جمع۔ پند گیر: عبرت حاصل کر۔ گراں: یعنی بہرے۔ چوں کند کہ بشنود: کیسے ہو سکتا ہے کہ سنے۔ کمند: پھندا۔ چو روز رخشندہ: چمکتے دن کی طرح۔ ویں سعادت: یہ نیک بختی یعنی تاریک راتوں کی درخشندگی۔

رباعی

از تو بکہ نالم کہ دگر داور نیست | وز دست تو ہیچ دست بالاتر نیست
آں را کہ تو رہ دہی کسے گم نکند | واں را کہ تو گم کنی کسے رہبر نیست

حکمت گدائے نیک انجام بہ از بادشاہِ نافرجام

بیت

غمے کز پیش شادمانی بری | بہ از شادئے کز پسش غم خوری

حکمت زمیں را از آسماں نثارست و آسماں را از زمین غبار
کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ

فرد

گرت خوئے من آمد ناسزاوار | تو خوئے نیکِ خویش از دست مگذار

حکمت خداوند تبارک و تعالیٰ می بیند و می پوشد و ہمسایہ نمی بیند و میخروشد

نعوذ باللہ اگر خلق غیب داں بودے | کسے بحالِ خود از دستِ کس نیا سودے

حکمت زر از معدن بکان کندن بدر آید و از دستِ بخیل بجاں کندن

از تو بکہ نالم: تجھے چھوڑ کر میں کس سے فریاد کروں۔ دگر داور: دوسرا حاکم یعنی خدا، داور اصل میں "دادور" تھا (صاحبِ داد و انصاف) دوسری دال کو برائے تخفیف حذف کر دیا۔ داور ہو گیا۔ رہ دہی: تو ہدایت عطا فرمائے، راستہ دکھائے۔ کسے گم نکند: کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ تو گم کنی: تو گمراہ کردے یعنی گمراہی پر مہر کردے یہ شعر اس حدیث کے ٹکڑے کا ترجمہ ہے۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ نیک انجام: جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ نافرجام: بدانجام۔ کز پیش: کہ از پے اش۔ غمے کز پیش الخ: ایسا غم جس کے بعد تجھے خوشی حاصل ہو اس خوشی سے بہتر ہے جس کے بعد تجھے غم کھانا پڑے۔ نثار: واری، تصدق، نچھاور کرنا۔ از آسماں نثار است: یعنی آسمان زمین پر پانی برساتا ہے۔ کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ: ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ (حدیثِ کریم ہے)۔ گرت خوئے من .. الخ: اگر تجھے میری عادت نامناسب معلوم ہوئی، تو اپنی اچھی عادت ہاتھ سے نہ جانے دے۔ می بیند و می پوشد: یعنی گناہ دیکھتا ہے اور پردہ پوشی کرتا ہے۔ می خروشد: شور مچاتا ہے یعنی برائیاں ادھر ادھر بیان کرتا ہے۔ نعوذ باللہ: خدا کی پناہ! خلق: یعنی عام مخلوق۔ (خاصانِ خدا مستثنیٰ ...)

قطعه

دوناں نخورند گوش دارند | گویند امید به که خورده
روزے بینی بکامِ دشمن | زر مانده و خاکسار مرده

حکمت هر که بر زیر دستاں نه بخشاید بجورِ زبردستاں گرفتار آید

مثنوی

نه هر بازو که در وے قوّت هست | بمردی عاجزاں را بشکند دست
ضعیفاں را مکن بر دل گزندے | که در مانی بجورِ زورمندے

حکایت درویشے بمناجات در میگفت یارب بر بداں رحمت کن که بر نیکاں خود رحمت کردۂ که مر ایشاں را نیک آفریدۂ

حکمت عاقل چوں خلاف در میاں آید بجهد و چوں صلح بیند لنگر بنهد که آنجا سلامت بر کنار است و اینجا حلاوت در میاں

حکمت مقامر را سه شش میباید و لیکن سه یک بر می آید

بیت

هزار بار چراگاه خوشتر از میداں | و لیک اسپ ندارد بدستِ خویش عناں

حکایت اول کسے که علم بر جامه کرد و انگشتری در دستِ چپ

دوناں: کمینے، بخیل۔ گوش دارند: یعنی اپنی تعریف سننے کے لیے کان لگائے رکھتے ہیں۔ بکام دشمن: دشمن کے مقصد کے مطابق۔ خاکسار: ذلیل یعنی بخیل۔ زیردست: کمزور، ماتحت۔ جور: ظلم۔ زبردست: طاقتور۔ ضعیفاں: کمزوروں۔ درماندن: عاجز ہوجانا۔ گزند: تکلیف، ایذا۔ مناجات: دعا، خدا سے سرگوشی کرنا۔ در می گفت: در زائد ہے۔ بر بداں: بروں پر۔ رحمت: رحم۔ نیک آفریدۂ: تو نے نیک پیدا کیا ہے۔ خلاف: اختلاف، جھگڑا۔ بجهد: یعنی بچ کر نکل جاتا ہے۔ لنگر بنهد: لنگر ڈال دیتا ہے یعنی ٹھہرتا ہے۔ حلاوت: شیرینی۔ مقامر: جوئے باز، جواڑی۔ سه شش: تین چھکا۔ چوسر کی جیت کا پانسہ ہے۔ سه یک: ہار کا پانسہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ خوش بختیاں تقدیر پر موقوف ہیں۔ بندے کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔ از میداں: یعنی میدان جنگ سے۔ عناں: باگ لگام۔ علم: نقش و نگار، کشیدہ کاری۔ انگشتری: انگوٹھی۔ دستِ چپ: بایاں ہاتھ۔

د: ایران کا مشہور بادشاہ۔ جس کا پہلے نام "جم" تھا مگر آذربائیجان کے جشن کے سبب لفظ "شید" بمعنی شعاعِ آفتاب زیادہ ہوگیا۔ یہ پیشدادیوں کا چوتھا بادشاہ ہے۔ نیک طبع، نیک نہاد تھا عالم جوانی میں بوڑھے تجربہ کاروں سے بڑھ گیا۔ حکیم فیثاغورث جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۵۷۰ برس پہلے پیدا ہوا اس کا ہمعصر تھا۔ بہت ساری چیزوں کی ایجاد کا سہرا اس کے سر ہے۔ غیاث میں ہے کہ لفظ خاتم، نگین، تخت وباد، آصف وماہی، طیور وغیرہ کے ساتھ حضرت سلیمان مراد ہوتے ہیں اور اگر سد، آئینہ، آب، حیوان وغیرہ ہو تو سکندر مراد ہے اور جام وشراب، بزم وجشن ونوروز وغیرہ کے ساتھ ہو تو جمشید بادشاہ مراد ہوا کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جمشید بود گفتندش چرا زینت بچپ دادی که فضیلت راست راست گفت راست را زینتِ راستی تمام ست

قطعه

فریدون گفت نقاشانِ چین را | که پیرامونِ خرگاهش بدوزند
بدان را نیک دار اے مردِ هشیار | که نیکان خود بزرگ و نیک روزند

حکایت بزرگے را پرسیدند که چندیں فضیلت که دست راست راست خاتم در انگشتِ چپ چرا می کنند گفت ندانی که اهلِ فضیلت همیشه محروم باشند

شعر

آنکه حظ آفرید و روزی سخت | یا فضیلت همی دهد یا بخت

حکمت نصیحتِ پادشاهاں مسلّم کسے راست که بیمِ سر ندارد یا امیدِ زر

مثنوی

موحد چه در پائے ریزی زرش | چه شمشیرِ هندی نهی بر سرش
امید و هراسش نباشد زکس | برین ست بنیادِ توحید و بس

حکمت شاه از بهرِ دفعِ ستمگاران ست و شحنه برائے خونخواران

راست راست: داہنے کے لیے ہے۔ راستی: داہناپن۔ تمام است: کافی ہے، پوری ہے۔ فریدون: ایران کا مشہور بادشاہ جس نے ایران کے انتہائی ظالم بادشاہ ضحاک کو شکست دے کر بادشاہی حاصل کی۔ نقاشانِ چین: اس سے مراد خیاطانِ نقش ونگار جیسے چکن دوزان۔ پیرامون: حواشی، اطراف۔ خرگاہ: بڑا خیمہ، شاہی خیمہ۔ خر بمعنی بزرگ اور گاہ بمعنی جگہ یعنی جائے بزرگ که خیمه سلاطین باشد۔ بدوزند: یعنی خیمے کے اطراف وحواشی کو نقش ونگار سے آراستہ کردیں۔ خاتم: انگوٹھی۔ حظ: بہرہ، نصیبہ۔ بخت: مقدر، کثرت مال وثروت۔ مسلّم: لائق تسلیم۔ بیم سر ندارد: سر قلم ہونے کا خوف نہ رکھے۔ چہ: بمعنی خواہ۔ شمشیر ہندی: ہند کی بنی ہوئی تلوار جو ... مقام کا ... خوف ... بہر دفع ستمگاران: ظالموں کو دفع کرنے کے لیے۔ اور کوتوال قاتلوں، ڈاکوؤں کو رفع

قاضی: مقدمات کے فیصلے کرنے والا۔ مصلحت: صلاح کار۔ مصلحت جو: صلاح کار اور تدبیر ڈھونڈھنے والا، چوروں کی اصلاح کے لیے سزائیں تجویز کرنے والا۔ طرّاراں: جیب کترے، اچکے۔ ہرگز دوخصم...الخ: ایسے دو شخص جو اپنے اپنے حق و حصہ پر راضی ہوں وہ ہرگز قاضی کے وہاں نہ جائیں گے۔ (کہ ضرورت ہی نہیں) وہاں تو بصورت نزاع جایا جاتا ہے۔ معائنہ...الخ: جب کسی حق کے بارے میں تو کھلم کھلا (یقین سے) جانتا ہے کہ ادا کردینا چاہیے تو خوش دلی اور نرمی سے ادا کردینا اس سے بہتر ہے کہ لڑائی اور بددلی کے بعد ادا کرو۔ خراج: محصول، ٹیکس۔ طیب نفس: خوش دلی۔ مزد: اجرت، محنتانہ۔ سرہنگی: سپاہی کا کام۔ سپاہی کی اجرت۔ یعنی اصل کو محنتانہ اور سپاہیانہ کے ساتھ وصول کرلیں گے (اصل مع سروس چارج)۔ ترشی: کھٹاس، کھٹائی۔ شیرینی: مٹھاس، مٹھائی۔ (مراد رشوت ہے)۔ قاضیاں را بشیرینی: قاضیوں کے دانت شیرینی کھانے سے کند ہوجاتے ہیں یعنی حق، ناحق کی تمیز ختم ہوجاتی ہے۔ بیخ خیار: ککڑی کی جڑ، بعض نسخوں میں ہے "بیخ خیار" مراد حقیر چیز اور تھوڑی رشوت ہے۔ قحبہ: رنڈی۔ نابکاری: بدکاری، زنا۔ شحنۂ معزول:

وقاضی مصلحت جوئے طرّاراں ہرگز دو خصم بحق راضی نزوند پیشِ قاضی

قطعہ

چو حق معائنہ دانی کہ می بباید داد | بلطف بہ کہ بجنگ آوری و دلتنگی
خراج اگر نگزارد کسے بہ طیبِ نفس | بقہر ازو بستانند و مزد و سرہنگی

حکمت ہمہ کس را دنداں بترشی کند گردد مگر قاضیاں را کہ بشیرینی

شعر

قاضی کہ برشوت بخورد بیخِ خیار | ثابت کند از بہرِ تو صد خربزہ زار

حکمت قحبۂ پیر از نابکاری چہ کند کہ توبہ نکند و شحنۂ معزول از مردم آزاری

بیت

جوانِ گوشہ نشیں شیرِ مردِ راہِ خداست | کہ پیر خود نتواند ز گوشہ برخاست

فرد

جوانِ سخت پے باید کہ از شہوت بپرہیزد | کہ پیرِ سست رغبت را خود آلت بر نمیخیزد

حکمت حکیمے نامور را پرسیدند کہ درختاں را کہ خدائے عزّوجلّ آفریدہ است و برومند ہیچ یک را آزاد نخواندہ اند مگر

برخواست شدہ کوتوال۔ سخت پے: مضبوط پٹھے والا۔ آلت برنمی خیزد: آلہ تناسل میں خیزش نہیں ہوتی یعنی شہوت ختم ہوچکی۔ نامور: مشہور۔ برومند: پھلدار۔ (دوحرفی کلمہ کو "مند" کے ساتھ جب جوڑتے ہیں تو بیچ میں واو کا اضافہ کردیتے ہیں جیسے برومند، تنومند۔ ہیچ یک را: کسی ایک کو بھی

سرورا که ثمره ندارد گوئی دریں چه حکمت ست گفت هر یکے را دخلے معیّن هست بوقتے معلوم گهے بوجودِ آں تازه اند و گاهے بعدمِ آں پژمرده و سرورا هیچ ازیں نیست همه وقت خوش ست وا نیست صفتِ آزادگاں

قطعه

بریں که میگذرد دل منه که دجله بسے — پس از خلیفه بخواهد گذشت در بغداد
گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم — ورت ز دست نیاید چو سرو باش آزاد

حکمت دو کس مردند و تحسّر بردند یکے آنکه داشت و نخورد و دیگر آنکه دانست و نکرد

قطعه

کس نه بیند بخیل فاضل را — که نه در عیب گفتنش کوشد
ور کریمے دو صد گنه دارد — کرمش عیبها فرو پوشد

مگر سرورا: مگر سرو کو آزاد کہتے ہیں۔ سرو: ایک سیدھا مخروطی خوشنما درخت۔ اس کے قامت سے معشوق کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں۔ شمشاد۔ صنوبر۔ سروِ آزاد: یک شاخ سیدھا سرو جو کبھی پھل نہیں لاتا بلکہ ہمیشہ سرسبز رہتا ہے۔ ثمرہ ندارد: پھل نہیں لاتا۔ دخلے معین: متعین آمدنی۔ بوقت معلوم: مقررہ وقت پر۔ گہے بوجود آں تازہ اند: کبھی اس کے پالئے جانے پر تازہ اور سرسبز ہیں۔ بعدمِ آں: آمدنی نہ ہونے پر۔ پژمردہ: مرجھایا ہوا، یعنی خزاں رسیدہ۔ ہیچ ازیں نیست: ان میں سے کچھ بھی نہیں، یعنی نہ خزاں کا غم نہ بہار کا سبزہ۔ آزادگاں: آزاد منش لوگ۔ بریں کہ می گذرد: اس چیز پر جو گزر رہی ہے، یعنی دنیا۔ دل منہ: دل مت لگا۔ دِجلہ: بغداد کا مشہور دریا۔ خلیفہ: خلفائے عباسیہ مراد ہیں جو خلفائے بنی امیہ کے بعد خلیفہ ہوئے اور بغداد ان کا دارالخلافہ تھا۔ بخواہد گذشت: یعنی دِجلہ بہتا رہے گا اور تم مرجاؤ گے۔ نخل: کھجور کا درخت۔ کریم: سخی۔ چوں نخل باش کریم: کیوں کہ اس کا ہر جز کار آمد ہے (یہ مضمون حدیث سے ماخوذ ہے) تحسّر: حسرت، افسوس۔ داشت ونخورد: اس کے پاس تھا اور نہیں کھایا۔ یعنی بہت بخیل تھا۔ دانست ونکرد: یعنی عالم تھا مگر علم پر عمل نہ کیا۔ کس نہ بیند ...الخ: کوئی نہ دیکھے گا کہ لوگ بخیل فاضل کا عیب بیان کرنے کی کوشش نہ کرتے ہوں۔ کرمش عیبہا فرو پوشد: اس کا کرم اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اور لوگ اس کی عیب جوئی نہیں کرتے۔ هذا ما تيسر لی والعلم عنده تعالی وهو المستعان وصلی الله علی خير خلقه وصحبه اجمعين. وانا العبد

خاتمۃ الکتاب

تمام شد کتاب گلستان واللہ المستعان بتوفیق باری عزّ اسمہٗ دریں جملہ چنانکہ رسمِ مؤلّفان ست از شعرِ متقدّماں تلفیقے نرفت

بیت

کہن خرقۂ خویش پیراستن | بہ از جامۂ عاریت خواستن

غالب گفتارِ سعدی طرب انگیز ست وطیبت آمیز کوتہ نظراں را بدیں زبانِ طعن دراز گردد کہ مغزِ دماغ بیہودہ بردن و دودِ چراغ بیفائدہ خوردن کارِ خردمنداں نیست ولیکن بررائے روشنِ صاحبدلاں کہ روئے سخن در ایشان ست پوشیدہ نماند کہ دُرِّ موعظتہائے شافی درسلکِ عبارت کشیدہ است ودارو ئے تلخِ نصیحت بشہدِ ظرافت برآمیختہ تا طبعِ ملولِ انساں از دولتِ قبول محروم نماند الحمد للہ ربّ العالمین۔

مثنوی

مانصیحت بجائے خود کردیم | روزگارے دریں بسر بردیم

تمام شد: مکمل ہوگئی۔ واللہ المستعان: اور اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔ بتوفیق...الخ: تمام شد سے متعلق ہے۔ دریں جملہ: اس پوری کتاب (گلستاں) میں۔ رسم مؤلفاں: کتابوں کے مؤلفین کا طریقہ۔ متقدماں: متقدمین، اگلے لوگ۔ تلفیق: ترتیب وتالیف۔ نرفت: یعنی اس کتاب کے جمع وتالیف میں کسی دوسرے کا کوئی شعر نہیں۔ سب اپنا طبعزاد ہے۔ عاریت خواستن: منگنی مانگنا۔ اس شعر میں اپنی اس کتاب کو لباس کہنہ سے تشبیہ دی ہے۔ غالب: اکثر۔ طرب انگیز: مستی پیدا کرنے والی۔ طیبت: مزاح، خوش طبعی۔ طیبت آمیز: پرمزاح، خوش طبع۔ دودِ چراغ: چراغ کا دھواں۔ صاحب دلاں: اہل باطن۔ روئے سخن: بات کا رخ انھیں کی جانب ہے نہ کہ حاسدانِ جاہل کی طرف۔ دُرِّ موعظتہا: نصیحتوں کے موتی۔ شافی: شفا بخش۔ (صفت ہے) سلک: لڑی۔ داروئے تلخ: کڑوی دوا۔ ظرافت: مزاح، خوش طبعی۔ برآمیختن: گھونٹ ملا دینا۔

گوشِ رغبت: ''گوشِ قبول گر نیاید'' سے پورا جملہ شرط ہے اور جزا محذوف ہے یعنی ''بر ما گناہ نیست''۔ بر رسولاں: پیغام رسانوں پر۔ بلاغ: پہونچا دینا: یعنی حکم لوگوں تک پہونچا دینا ہے اور بس۔

گر نیاید بگوشِ رغبت کس | بر رسولاں بلاغ باشد و بس

یَا نَاظِرًا فِیْهِ سَلْ بِاللّٰهِ مَرْحَمَةً | عَلَى الْمُصَنِّفِ وَاسْتَغْفِرْ لِصَاحِبِهٖ

وَاطْلُبْ لِنَفْسِكَ مِنْ خَيْرٍ تُرِيْدُ بِهَا | مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ غُفْرَانًا لِكَاتِبِهٖ

لَوْ أَنَّ لِيْ يَوْمَ التَّلَاقِ مَكَانَةً | عِنْدَ الرَّؤُوْفِ لَقُلْتُ يَا مَوْلَانَا

أَنَا الْمُسِيْءُ وَأَنْتَ مَوْلًى مُحْسِنٌ | هَا قَدْ أَسَأْتُ وَأَطْلُبُ الْإِحْسَانَا

یا ناظراً فیہ..الخ: اے اس کتاب کو دیکھنے والے! اللہ تعالیٰ سے مصنف پر نزولِ رحمت کی درخواست کر اور صاحب کتاب کے لیے بخشش طلب کر۔

واطلب..الخ: اور اپنے لیے جو بھلائی چاہو مانگ لو۔ اس کے بعد اس کے کاتب کے لیے خوب بخشش کا سوال کرو۔

لو انّ لی...الخ: اے کاش! اگر قیامت کے دن رب کے حضور میرے لیے کوئی مرتبہ وعزت ہوتو میں کہوں گا۔ اے مولا!

انا المسیئ...الخ: میں خطا وار ہوں اور تو احسان کرنے والا آقا ہے۔ یقیناً میں نے برائیاں کیں مگر تیرا احسان چاہتا ہوں۔

تمت بالخیر

نصر اللہ رضوی۔
استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم۔ محمد آباد گوہنہ
۲۰ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ شب یک شنبہ
۱۶ نومبر ۲۰۰۳ء۔

فہرست

نمبر شمار	مضمون/ باب	عنوان	صفحہ
۱	سخن ہائے گفتنی	......	۳
۲	حالات مصنف	......	۶
۳	حروف چند	......	۹
۴	دیباچہ	......	۱۱
۵	باب اول	در سیرت بادشاہاں	۲۷
۶	باب دوم	دراخلاق درویشاں	۷۶
۷	باب سوم	درفضیلت قناعت	۱۱۵
۸	باب چہارم	درفوائد خاموشی	۱۴۸
۹	باب پنجم	درعشق وجوانی	۱۵۶
۱۰	باب ششم	درضعف وپیری	۱۸۴
۱۱	باب ہفتم	درتاثیر تربیت	۱۹۳
۱۲	باب ہشتم	درآداب صحبت	۲۲۰
۱۳	فہرست	......	۲۵۸
۱۴	فرہنگ	......	۲۵۹

فرہنگ

باب الالف استقصا صبا افشا صفا عبا فوا ابا عنا قفا شتا مصلا
مسافا خطا افشا کدخدا سیما حصا اشتہا بینوا ملجا محابا امضا اشقیا
املا جلنار ثنیا ہمانا احشا تولا مدارا شیدا سودا یغما طفل وفا جفا

باب الباء اولوالالباب شباب ارباب منجلاب یواب خلاب دواب
ادیب غریب رقیق تہذیب طیب آسیب نہیب شکیب مرہوب
آشوب حسب عذب عقب کلب شغب شعب منصب صعب
مقرب حلب حرب قصب مترقب طرب قطب کعب مستوجب

باب التاء قربت رحلت عزلت فتوت صولت نزہت فسحت نصرت
جبلت کربت فطنت خبرت حدت صفوت فطرت صنعت سطوت
طلعت مودت بہجت شنعت عصمت ثروت مکنت طیبت نکبت انابت
بلاغت عنایت شفاعت شماتت سیاقت بضاعت ملامت کفایت
کفارت معالجت مرافقت خصومت خجالت اطاعت مہابت ظرافت
طراوت آفت مقالت حراست ریاست جسارت سیاحت صباحت ملاحت

وقاحت استعارت سفاہت مباسلت مجاورت مبارزت مزیت عزیمت
مقاومت ملاطفت مواجہت مصارعت معاتبت مخالطت منادمت مسامحت
مضایقت منازعت مزجات بنات درکات صیت معیشت خشونت مؤنت
مونت زقوت ممقوت بروت جبہت ہنگفت اردی بہشت کنشت عقوبت
کدورت عشرت منفعت

باب الثاء غیاث وارث حادث بحث خبث لیث

باب الجیم لوج عوج اوج عاج آماج نسیج پسیج سلنج گنج دسترنج تفرج

باب الحاء سلاح فرح طرح مستقبح مسلخ سیاح طارح یلیح مسیح صلح

باب الخاء بلخ ملخ لاخ توبیخ کاخ راسخ پاسخ فرخ برخ زرنیخ شیخ بیخ

باب الدال خوید کلید ورید مستفید جاوید نبید برید صید فرود رود تعبد
ممد مجرد منقود متعود فہد الوند سپند مستمند قزاگند مرداد عناد حماد برد
ورد گرد نسترہ مرد عضد درود مسقود مکائد موائد ناقد لقاعد نامساعد آبد

باب الذال ملاذ معاذ منفذ مشعوذ تلمیذ ماخوذ نافذ

باب الراء تہور دمار طراز تبار استبصار استحقار دوار دیار استظہار
زنہار تیمار عیار تاتار عیار سنجار گندنازار ذوالفقار بیطار حصار ظہیر تقصیر

عنبر ضریر نفیر تشویر خطیر توفیر منکر بذر کاغذ زر عبیر مبذر مسخر شتر فہر
نذیر ذکر زجر کسیر نضر سکر زہر مظہر جعفر متبحر مدبر منصور بصائر سائر شاطر
ضاجر کاشغر مقامر نوادر منابر تجاسر آزر کفور دستور زنبور فجور ستور عین القطر

باب الزاء غز خز رز نوروز تموز عجوز اعجاز ایجاز طراز ستیز مویز پشیز مرکز
چرخ انداز فراز ژاژ گرز انباز کنز جہاز مبارز آز

باب السین نفس قفس ناموس عروس فسوس استیناس خروس
جلیس نفیس تلبیس برجیس

باب الشین عرش عیش جیش کیش ریش خروش حلقہ بگوش آغوش
سیاہ گوش تفتیش اغلش العطش پاداش یکتاش خیلتاش تکش تاش

باب الصاد رقص نغص مخلص غواص قصاص خاص اخلاص

باب الضاد اعراض فرض تعرض معرض عارض معارض حوض مخوض

باب الطاء بساط سماط رباط اخلاط محیط قط سقط نفط خبط بسیط محیط

باب الظاء وعظ الفاظ محفوظ ملحوظ غیظ غلیظ حظ

باب العین بدیع منیع توزیع تصدیع ربیع مطاع قانع ارتفاع مطبوع
مستمع متمتع مشبع نطع نزع فزع جزع ورع قلع تطوع تضرع تصنع مرصع

باب الفاء | اعتراف آتش مصاف کفاف گزاف عفاف اعراف مالوف معروف
فیلسوف تعنیف حریف ظریف لطیف عنیف تلفیف کہف زحف خرف کشف

باب القاف | مستغرق متعلق تملق ازرق بیذق حاذق باشق واثق فسق
دلق خلق جلق رمق عرق خلق چقماق تریاق اعتاق طاق صداق نیاق دیق

باب الکاف | تاک پاک مانک ادراک خنک چنگ فرہنگ فرسنگ
خرسک آہنگ فرنگ سرہنگ ارژنگ تدارک تارک آہک اتابک ملک

باب اللام | اجلال زلال خصال متعال مقال عیال لال ابتہال زال بال
بدسگال عاجل آجل ارجل ارامل انامل جمل حمل تامل امل نحل ہزل جدل
بذل غزل اجل وصل فصل حنظل حیل دغل غل غسل وحل اہل مترسل ہمل
تکاہل تناول تطاول نیل رحیل عدیل تاویل توکیل جہول مامول حلول دخول

باب المیم | کام گام مشام خرطوم مقوم ایم اثام ازدحام حطام فرجام عزم
جرم اثم نجم بجم خرم نعم خرم فراہم تلاطم دمائم ملائم آرزم خوارزم مشموم ندیم

باب النون | بوستان گلستان اوان ریحان ضمیران کنعان ایوان الوان
انبان عنفوان عنوان لمعان سکان چوپان بیکران پیل دمان قیر زبان لبنان
جہان مغیلان اردشیر بابکان پیکان دودمان خاربنان ہمداکن ہمعنان تجردان

میمون وارون پیرامون زبون مضمون من تلون قرائن پائیدن نورزیدن ورزیدن

آشفتن فروماندن شتافتن شنیدن گرائیدن کاہیدن سپرانداختن

باب الواو علو عدو ربو غزو سہو محو لہو سبو پرتو نیرو جزو عضو بانو

باب الہاء فواکہ مایہ کافہ مراقبہ مکاشفہ عصارہ سنگلاخہ کجاوہ واقعہ

باہرہ دیباچہ ہرآینہ مشاطہ آزادہ فرومایہ سابقہ خزانہ کلاسہ مطائبہ پراگندہ

قراضہ پایندہ مجادلہ ناصیہ ہموارہ جادہ قبالہ جبالہ تتمہ حلیہ قرطہ درجہ فتنہ

کرشمہ زمرہ شبہ سرہ شرہ ابلہ بیشہ پیشہ مژدہ غصہ ہرزہ طبلہ موجہ زہرہ

دقیقہ برزہ ملاطیہ طیرہ تیرہ دریوزہ برکہ خجستہ زمزمہ بہرہ آبگینہ وسمہ بدرقہ ورطہ

شیوہ فقیرہ کرم پیلہ عربدہ عرصہ ذخیرہ نقبہ جبہ لدغہ جذبہ غرفہ نعرہ افواہ شکوہ

باب الیاء ہمای لالی آبادی مناہی بردبانی وادی ہیولانی حرامی

وجی ماعضی اذی ماونی تہی تجلی نعی سعی سروزی روسپی نواحی صحرجی

بجتی ہی برکی مستولی مستغنی مشتری کروبی مستولی منقضی کسری لغوی پرواری

تمام شد

حاشیہ بہار جاوداں کی

خصوصیات

پوری کتاب کا حاشیہ بڑی دِقّت نظر کے ساتھ مختلف معتبر کتب لغات کے تتبع، نیز قدیم شروح وحواشی کے مطالعہ ومقابلہ کے بعد درج کیا گیا ہے۔ لہذا موجودہ حاشیہ دیگر تمام حواشی سے زیادہ مفید اور سہل تر ہے۔ سلیس رواں اردو زبان میں اس طرح یہ حاشیہ لکھا گیا ہے کہ ہر مشکل لفظ اور جملے کا ترجمہ بآسانی ہو جائے۔ جگہ جگہ اردو مرادفات بھی سہولت کے پیش نظر بڑھا دیے گئے ہیں۔ محاورے اور مغلق اشعار کی بھرپور تشریح کر دی گئی ہے۔ عربی عبارات نیز اشعار کا پورا پورا ترجمہ درج کر دیا گیا ہے۔ اعلام ووفیات کی واضح نشاندہی، تاریخ وسنین کی مطابقت ودرستگی۔ نیز آیات واحادیث کے حوالوں کی بھی کوشش کی گئی ہے مفرد کی جمع۔ اور جمع کا مفرد۔ جملوں کا ربط باہمی، تراکیب کی لازمی وضاحت، حکایات وامثال کا حاصل وخلاصہ۔ یہ وہ بہت ساری خوبیاں ہیں جو اسے ممتاز بناتی ہیں۔ جو جملے اور محاورے عربی کالبُد سے فارسی پیراہن میں آئے ان کی بھی نشاندہی کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ کاوش طلبا ے مدارس اور فارسی محصلین کے لیے انشاء اللہ بے حد مفید ثابت ہوگی۔ البتہ ارباب فضل وکمال سے تسامحات پر بجائے نیش زنی کے اصلاح واطلاع اور نوازش وکرم کی آرزوئیں وابستہ ہیں۔ ع:

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

نصر اللہ قادری رضوی

۲۹ر شعبان ۱۴۲۵ھ